بسم الله الرحمن الرحيم

خلاصة الأثر

في عجائب القرن الحادي عشر

أستاذ التفسير مفتي جبل الخير سابقاً

مكرمة قاسم الفاسي

شيراز الدوران لاهور

مكتبة الحسن

33 - حق طريق أردو بازار لاهور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ان الساعة لاتية لاريب فيها والساعة ادهىٰ وامر (القرآن)

خلاصہ تفسیر القرآن

عقیدۂ قیامت

جلد ثالث عشر

استاذ تفسیر مفتی حمید الرحمٰن عباسی

مدرسہ قاسم العلوم

مکتبۃ الحسن

اردو بازار۔ لاہور

☎ 7241355

297.16
ج75 ج
92116

۱۳۹۵

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
تعارف وخصوصیات جلد ہٰذا	۱۳
عقیدۂ قیامت	۱۵
عقیدۂ قیامت پر یقین پیدا کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا سے بنی اسرائیل کے ستر مردے زندہ کئے	۱۶
عقیدہ قیامت پر یقین پیدا کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے سامنے ایک مردہ کو زندہ کیا	۱۸
کئی ہزار مردہ بنی اسرائیل کو زندہ کرنے کا ایک اور واقعہ	۱۹
عقیدۂ قیامت پر یقین کامل پیدا کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو فوت کر کے سو سال کے بعد زندہ کیا	۲۰
عقیدۂ قیامت پر یقین کامل پیدا کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے چار پرندے ذبح کرا کر پھر زندہ کیے	۲۲
اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت سے آگاہ فرمایا تھا اور ان کے ہاتھ سے مردوں کو زندہ کرنے کا نمونہ بھی پیش کیا تھا	۲۴
اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بھی عقیدۂ قیامت سے آگاہ فرمایا	۲۷
قیامت قریب آ چکی ہے لوگوں کو حساب کی تیاری کرنا چاہیے	۲۹
قیامت سے پہلے امت محمدیہ میں یہود ونصاریٰ کے اثر ورسوخ اور اتباع کی پیش گوئی پوری ہو گئی	۳۰

امت محمدیہ پر عیاشی وفضول خرچی کی وجہ سے آنے والے
زوال کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۳۶
امت محمدیہؐ سے شورائی نظام کے خاتمے۔شریر حکام اور بخیل دولت
مندوں کی وجہ سے آنے والے زوال کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۳۹
امت محمدیہؐ کے خلاف کفار اور منافقین کے اتحاد اور یلغار
کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۴۰
امت محمدیہؐ میں بددیانتی' زناکاری' ناانصافی اور بدعہدی کی وجہ سے
دشمنوں کے رعب اور معاشی بدحالی کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۴۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قیامت سے پہلے
برپا ہونے والے فتنوں سے بچنے کا طریقہ بتایا تھا ۴۳
امت محمدیہ کی آپس کی خونریزی کے بارے میں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی پوری ہوگئی ۵۲
قیامت سے پہلے جھوٹے نبیوں کے دعویٰ نبوت کے بارے میں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۵۵
قیامت سے پہلے ترکوں کے ساتھ امت محمدیہؐ کی جنگ کے
بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۵۷
قیامت سے پہلے جزیرہ عرب اور فارس اور روم کے ساتھ جنگ میں
امت محمدیہ کی فتح کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۶۰
قیامت سے پہلے چھ واقعات کے بارے میں
رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی ۶۳

قیامت سے پہلے یہودیوں کے ساتھ امت محمدیہ کی جنگ میں فتح کے
بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی ۶۵
قیامت سے پہلے جہجاہ نام کے بادشاہ کے بارے میں
نبی اکرم ﷺ کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی ۶۶
قیامت سے پہلے بعض دیگر غیر مسلموں کے خلاف رومی اور اسلامی اتحاد
کے بارے میں آپ ﷺ کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی ۶۷
قیامت سے پہلے رومیوں اور مسلمانوں میں خوفناک جنگ اور
اس میں دجال پیدا ہونے کی افواہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ
کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی ۶۹
قیامت سے پہلے رومیوں اور مسلمانوں میں ایک اور جنگ
جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر دجال کو قتل کرنے
کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی ۷۲
قیامت سے پہلے کفار اور مسلمانوں کی جنگ میں ان کا ایک شہر صرف لا الہ
الا اللہ سے فتح ہونے کی آپ ﷺ کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی ۷۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مختلف پیشن گوئیاں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں ۷۵
قرب قیامت کی ابتدائی چھوٹی علامات ۷۹
قرب قیامت کی اجمالی علامات ۸۱
قرب قیامت کی بعض اور علامات کہ جھوٹے نبی اور بدعتی
علماء دین بگاڑیں گے ۸۵

قرب قیامت کی ایک اور علامت نہر فرات سے سونا نکلنے پر خوفناک جنگ ہوگی ۸۶
قرب قیامت کی ایک اور علامت زمین اپنے اندر کے خزانے نکالے گی ۸۶
قرب قیامت کی ایک اور علامت امام مہدی کے ذریعہ نظام عدل کا قیام ۸۹
قرب قیامت کی ایک اور علامت حجاز اور مشرق سے آگ نکلے گی ۹۶
قرب قیامت کی ایک اور علامت وقت قریب ہو جائے گا ۹۸
خلافت کا شام منتقل ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے ۹۸
ٹڈی کے فقدان کے بعد مخلوقات پر پے در پے ہلاکت شروع ہو جائے گی ۱۰۰
بارہ بڑی اجمالی علامات قیامت جن میں سے تین (مغرب سے طلوع آفتاب' ظہور دجال' دابۃ الارض) کے بعد نیک اعمال قبول نہیں ہوں گے ۱۰۲
دجال کی علامات' فریب کاریاں' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اس کا قتل اور آپ کی بددُعا سے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کا تفصیلی بیان ۱۰۷
وجود دجال پر ایک عیسائی نومسلم تمیم داری کی شہادت اور
دجالی فریب کاریوں کی کہانی اس کی اپنی زبانی ۱۲۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ خواب دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا ۱۲۷
فتنہ دجال کی پوری تفصیل۔ دجال خراسان سے آئے گا اور چالیس سال تک رہے گا ۱۲۸
ابن صیاد کے قصہ کا بیان ۱۳۸
تفصیل ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی حیات اور نزول الی الارض ۱۴۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا بیان ۱۶۱

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دلیل بڑی عمر میں بھی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام معجزہ ہی تھا ۱۶۴

آیت کے اہم الفاظ کی تشریح ۱۶۵

آیت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے پانچ وعدے ۱۷۱

اسرائیل کی موجودہ حکومت سے اس پر کوئی شبہ نہیں ہوسکتا ۱۷۳

مسئلہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام ۱۷۳

جو شخص مرگیا اس کی قیامت شروع ہوگئی ۱۷۹

قیامت کے شریر لوگوں پر قائم ہونے کا بیان ۱۸۲

تفصیلی خروج یاجوج ماجوج ۱۸۷

یاجوج ماجوج کون ہیں اور کہاں ہیں' سدِّ ذوالقرنین کس جگہ ہے؟ ۱۹۰

روایاتِ حدیث سے حاصل شدہ نتائج ۲۰۲

سدِّ ذوالقرنین اس وقت تک موجود ہے اور قیامت تک

رہے گی' یا وہ ٹوٹ چکی ہے؟ ۲۱۲

معارف ومسائل ۲۱۵

قیامت سے پہلے خروج دابۃ الارض ۲۱۶

دابۃ الارض کیا ہے اور کہاں اور کب نکلے گا؟ ۲۱۶

اختلافی مسائل میں فیصلہ اور جزاء اعمال کے لیے قیامت برپا کی جائے گی ۲۱۸

اللہ تعالیٰ چونکہ زمین وآسمان کا بادشاہ ہے اس لیے وہ

قیامت کے دن لوگوں کو اعمال کا بدلہ دے گا ۲۲۱

قیامت والے دن ملنے والی جزاء اعمال کی تیاری اور	
انتظامات دنیا میں ہی شروع ہو جاتے ہیں	۲۲۴
اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہو رہے ہیں اور قیامت والے دن جزاء کے	
وقت ظاہر ہوں گے اور دنیا کے اندر بھی اچھے اور برے اعمال کا بدلہ ملتا ہے	۲۲۷
استغفار سحری کی برکات وفضائل	۲۳۹
صدقہ وخیرات کرنے والوں کو خاص ہدایت	۲۴۰
آفاق وانفس دونوں میں قدرت کی نشانیاں	۲۴۰
آدابِ مہمانی	۲۴۵
جنّ وانس کی تخلیق کا مقصد	۲۴۸
جس طرح دنیا میں بداعمالی کی سزا ہے انسان بچ نہیں سکتا قیامت	
کو بھی نہیں بچ سکے گا اس کا حل دنیا میں نیک اعمال ہیں	۲۵۱
تشریح یوم المجازات اور جنت والوں کے اوصاف حمیدہ	۲۵۷
روز قیامت کی درازی ایک ہزار سال یا پچاس ہزار کی تحقیق	۲۶۲
مقادیر زکوٰۃ منجانب اللہ مقرر ہیں ان میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں	۲۶۶
اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرنا حرام ہے	۲۶۷
تمام حقوق اللہ اور سب حقوق العباد امانت میں داخل ہیں	۲۶۸
اللہ تعالیٰ نے جس طرح بعض ہواؤں میں نفع اور بعض میں نقصان جمع کیا	
ہوا ہے اور وقت پر ظاہر کر دیتا ہے اعمال کا بھی یہی حال ہے	۲۶۹
یوم المجازات کی تشریح کاشت کاری کے اصول پر	۲۷۸
نیند بہت بڑی نعمت ہے	۲۸۲

جہنم کے خلود اور دوام پر اشکال و جواب ۲۸۷

یوم المجازات میں نیک لوگوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں
اور بروں کو بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ۲۹۳

احکام الٰہیہ کی دو قسمیں ۲۹۵

رجوع الی اللہ ۲۹۷

انسانی وجود میں بے شمار انقلابات اور دائمی سفر اور اس کی آخری منزل ۳۰۲

عاملین کے اقسام مع نتائج اعمال ۳۰۶

جہنم میں گھاس درخت کیسے؟ ۳۰۹

ایک شبہ کا جائزہ ۳۰۹

اعمال کی جزا اور سزا دنیا میں شروع ہو جاتی ہے اور بعض
مصائب دنیاوی بداعمالی سے پیش آتے ہیں ۳۱۳

دنیا میں رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے نزدیک مقبول
یا مردود ہونے کی علامت نہیں ۳۲۱

یتیم پر صرف خرچ کرنا کافی نہیں اس کا احترام بھی ضروری ہے ۳۲۲

چند واقعات عجیبہ ۳۲۸

اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ہر ایک آدمی کو اس کے
ذرہ برابر کے اعمال بھی دکھائیں گے ۳۲۹

مرنے کے بعد جینے کا عقلی ثبوت اور پہلی عقلی دلیل کہ
جس طرح مردہ زمین سے اللہ تعالیٰ پھل پیدا فرماتے ہیں
اس طرح مردہ انسانوں کو بھی زندہ کریں گے ۳۳۴

مرنے کے بعد جینے پر دوسری عقلی دلیل کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ انسان کو دوبارہ بنا سکتا ہے ۳۳۷
مرنے کے بعد جینے پر تیسری عقلی دلیل انسان کا اپنا وجود ہے ۳۳۹
مرنے کے بعد جینے پر چوتھی عقلی دلیل کہ اللہ تعالیٰ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ہے ۳۴۶
مرنے کے بعد جینے پر پانچویں عقلی دلیل کہ جس طرح بادلوں سے اللہ تعالیٰ مینہ کو پیدا کرتا ہے انسان کو بھی پیدا کرے گا ۳۴۷
مرنے کے بعد جینے پر چھٹی عقلی دلیل کہ اللہ تعالیٰ نے ہرے درخت سے آگ اور آسمانوں زمینوں کو بنایا ہے وہ انسانوں کو بنا سکتا ہے ۳۴۸
مرنے کے بعد جینے پر ساتویں عقلی دلیل کہ جو اللہ نیند کے بعد انسان کو اٹھاتا ہے وہ مرنے کے بعد اٹھا سکتا ہے ۳۵۰
قیامت میں انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی ایک ہالک دوناجی ۳۵۱
سورہ واقعہ کی خصوصی فضیلت میں عبداللہ بن مسعودؓ کی سبق آموز ہدایت ۳۵۸
میدان حشر میں حاضرین کی تین قسمیں ۳۵۹
اوّلین وآخرین سے کیا مراد ہے؟ ۳۶۱
عالمِ برزخ کے حالات اور اس میں شہداء کو اعلیٰ زندگی نصیب ہوتی ہے ۳۸۵
برزخ میں ہر مومن کو خوشی کی زندگی نصیب ہوتی ہے ۳۸۸
برزخ میں کافر کو بھی زندگی ملتی ہے ۳۸۹

اخراج ارواح کی تفصیل مومن کی روح نرمی سے نکالی جاتی ہے
اوراس کا مسکن علیین ہے اور کافر کی روح سختی سے نکالی جاتی ہے
اوراس کا مسکن سجین ہے ۳۹۳
قیامت سے پہلے نفخہ اولیٰ کا ہولناک منظر جس سے ہر چیز فنا ہو جائے گی ۴۱۱
قیامت میں نفخہ ثانیہ کا منظر نیا نظام عالم قائم ہو جائے گا ۴۳۴
لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا طریقہ ۴۴۴
قیامت کے دن اجتماع کا میدان ۴۴۹
رفع استبعاد قیامت شق قمر قوم نوح۔ عاد و ثمود وغیرہ کے
واقعات عملی نمونے ہیں ۴۶۱
قیامت ایک بہت بڑا حادثہ ہوگا جس سے موجودہ تمام زمینی
اور خلائی نظام تباہ ہو جائے گا لوگوں کو زندہ کر کے حساب کے
بعد نیکوں کو جنت میں اور بروں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا ۴۶۶
قیامت کے دن کی سختی اور اہل محشر کی بے قراری کوئی
کسی کے کام نہیں آئے گا ۴۷۵
قیامت کے دن تمام انسانوں کی عدالت الٰہیہ میں حاضری اور کافروں کا
پہلے دعوت ابلاغ کا انکار اور شہادتوں کے بعد اعتراف ان کی نیکیاں
اکارت داخلہ جہنم اور ایمان داروں کا داخلہ جنت میں ہوگا ۴۸۴
سورۃ الکوثر ۵۱۲
حوض کوثر ۵۱۴
عبرت ۵۱۷

قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت نہیں ہوگی اور مومن کے حق میں شفاعت ہوگی اور بعض گناہ گار سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکالے جائیں گے	۵۲۵
جنت اور اہل جنت کے اوصاف کا بیان	۵۷۲
اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا بیان	۶۲۰
دوزخ اور اہل دوزخ کے اوصاف کا بیان	۶۲۹
جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان	۶۵۱
اہل جنت۔ دوزخ اور اہل اعراف کے باہم مکالمات	۶۵۴
اہل اعراف کون لوگ ہیں؟	۶۶۰
سلام کا مسنون لفظ	۶۶۳
اسماء قیامت کی وجہ تسمیہ	۶۶۵
مختصر نشیب و فراز اور احوال زندگی مؤلف	۶۶۸
خلاصہ تفسیر القرآن	۶۶۹
جہادِ افغانستان	۶۷۰
ملکی تحریکات میں حصہ	۶۷۰
حج بیت اللہ شریف کی سعادت	۶۷۰
باطنی و روحانی وابستگی	۶۷۱

تعارف وخصوصیات جلد ہذا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّد الرُّسُل وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ○ اَمَّا بَعْد

احقر العباد حمید الرحمٰن بن مولانا ہاشم علی رحمۃ اللہ علیہ نسباً عباسی ۔ مذہباً حنفی ۔ مشرباً قادری اہلِ اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ بحمدہ تعالیٰ خلاصہ تفسیر جلد ثالث عشر عقیدہ قیامت تالیف وطبع ہوکر ناظرینِ کرام کی خدمت میں حاضر ہے۔ اور اس جلد میں' قیامت کے متعلق جتنی آیات اور احادیث ہیں' تقریباً وہ سب ہی جمع کردی گئی ہیں۔ اور احادیث اکثر مشکوٰۃ المصابیح سے نقل کی گئی ہیں اور آیات اور احادیث کا ترجمہ بھی نقل کردیا گیا ہے۔ اور تفسیر کا اکثر حصہ معارف القرآن (مؤلفہ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کیا ہے اور بعض مقامات پر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآن عزیز سے کچھ خلاصہ جات حاشیہ سے بھی مضامین نقل کئے ہیں۔ اس جلد میں جو عنوانات دیئے گئے ہیں یہ کسی کتاب سے منقول نہیں بلکہ آیات اور احادیث کے مفہومات کو

دیکھ کر قائم کر دیئے گئے ہیں اور اس جلد کو بھی اغلاط سے پاک کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے' پھر بھی اگر قارئین اس میں کوئی غلطی پائیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ آگاہ کریں۔ اِن شآءاللہ العزیز اس کے ازالہ کی کوشش کی جائے گی۔

واللہ الموفق والمعین

عقیدۂ قیامت

دراصل انسانی زندگی کے چار ادوار ہیں۔ پہلا وہ دَور ہے جو ماں کے رحم میں گزرتا ہے۔دوسرا دُنیا والا۔تیسرا قبر والا اور چوتھا آخرت والا دَور ہے۔ پہلے تینوں ادوار پر انسان کو یقین ہے کیونکہ یہ ہر ایک انسان کے تجربات میں آئے ہیں۔کوئی بھی ان کا منکر نہیں ہے۔مسلمان' کافر' نیک و بد سب مانتے ہیں اور یہ تینوں ادوار عارضی ہیں۔ان میں سے کوئی بھی دَور مستقل نہیں ہے۔بعض قوموں اور مذاہب والوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ قبر والا دَور مستقل ہے اور یہ آخری دَور ہے۔اس کے آگے کچھ نہیں ہے۔ یہ غلط ہے۔آخری اور مستقل دَور چوتھا ہے۔اس کو یوم القیامۃ' یوم الآخرۃ اور یوم الجزاء بھی کہتے ہیں۔یوم القیامۃ اسے اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر چیز میں قوام آجائے گا اور اسے یوم الآخرۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی اور دَور نہیں آئے گا اور اسے یوم الجزا اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ نیک جنت میں جائیں گے اور برے دوزخ میں جائیں گے۔اکثر انسانوں کو اس آخری دَور پر یقین نہیں آتا۔قرآن مجید نے بتایا ہے کہ وہ دَور بھی آئے گا۔کون لائے گا؟ اسی قرآن مجید نے بتایا ہے کہ جو خدا انسان کو ماں کے رحم میں لایا ہے' پھر دنیا میں لایا ہے' پھر قبر میں لے جاتا ہے وہی وہ آخرت والا دَور لائے گا اور اسی نے بتایا ہے کہ یہ قیامت والا دَور آخری ہوگا اور اسی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اس عقیدہ سے آگاہ فرمایا ہے اور

انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنی اپنی امت کو اس عقیدہ سے آگاہ کریں اور ہر پیغمبر نے یہ فریضہ ادا کیا اور اپنی اپنی امت کو اس عقیدہ کی تعلیم دی۔ اب ذیل میں قرآن سے صرف چھ انبیاء علیہم السلام کا حوالہ پیش کریں گے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ عقیدہ تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان اتفاقی ہے اور اس کے بعد عقلی دلائل سے بھی ان شاء اللہ اسے ثابت کیا جائے گا۔ واللہ الموافق والمعین۔

عقیدہ قیامت پر یقین پیدا کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا سے بنی اسرائیل کے ستر مردے زندہ کئے

وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۵۵۔۵۶)

اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز تیرا یقین نہیں کریں گے جب تک کہ روبرو اللہ کو دیکھ نہ لیں تب تمہیں بجلی نے دیکھتے دیکھتے آلیا پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کر اٹھایا تا کہ تم شکر کرو

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّاىَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِىَ اِلَّا

فَتَنَتُكَ ط تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ط
اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ○

(سورہ الاعراف آیت ۱۵۵)

اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ گاہ پر لانے کے لئے چن لئے پھر جب انہیں زلزلہ نے پکڑا تو کہا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو ہماری قوم کے بے وقوفوں نے کیا۔ یہ سب تیری آزمائش ہے جسے تو چاہے اس سے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھا رکھے تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

تفسیر:

یہاں اس بحث میں تین آیتیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی دو آیتیں سورہ بقرۃ کی ہیں اور تیسری آیت سورہ الاعراف کی ہے۔ اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے عقیدہ توحید ماننے کے لئے رویت باری تعالیٰ کی شرط عائد کر دی تھی کہ خداوند تعالیٰ خود بخود ہمارے سامنے آئے تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں تو پھر حضرت موسیٰ قوم کے ستر سرداروں کو چن کر کوہ طور پر لے گئے تو اللہ تعالے نے ان پر تجلی ڈالی تو وہ سارے مر گئے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ تجلی اللہ تعالیٰ کی ایک لطیف طاقت ہے جب یہ لوگ اسے برداشت نہیں کر سکے تو انوارِ الٰہی برداشت کرنا تو ان کے لئے بہت مشکل ہے مگر اب حضرت موسیٰ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اب ساری قوم بنی اسرائیل میں لڑائی شروع ہو جائے گی اور وہ کہیں گے کہ اے موسیٰ تو نے کسی داؤ فریب سے انہیں مارا ہے' اس لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر' تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ

کر دیا۔ اس سے دو عقیدے ثابت ہو گئے۔ ایک عقیدہ توحید کہ زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا عقیدہ قیامت کہ جس طرح ان ستر مردوں کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اسی طرح قیامت کے دن سب مُردوں کو زندہ کرے گا۔ سورہ بقرہ میں اجمال ہے کیونکہ وہاں یہ ذکر نہیں ہے کہ سارے بنی اسرائیل نے توحید ماننے کا انکار کیا تھا یا بعض نے اور بجلی بھی سب پر پڑی تھی یا بعض پر اور حضرت موسیٰؑ کی دعا کا ذکر بھی نہیں ہے اور سورہ اعراف میں یہ تفصیل آ گئی ہے کہ وہ انکارِ توحید کرنے والے ستر تھے اور وہی ستر مرے بھی ہیں اور حضرت موسیٰؑ کی دعا کا ذکر بھی آ گیا اور بقرہ والی آیتوں میں جو ساعقہ کا ذکر ہے اور اعراف والی آیت میں رجفہ کی ذکر ہے اس کا مقصد ہے کہ پہلے ان پر بجلی پڑی ہو گی اور پھر تزلزل پیدا ہوا ہو گا کیونکہ جہاں بجلی پڑے وہاں تزلزل ہوتا ہے

عقیدہ قیامت پر یقین پیدا کرانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے سامنے ایک مُردہ کو زندہ کیا

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ ط وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ط كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ آیت ۷۲۔۷۳)

اور جب تم ایک شخص کو قتل کر کے اس میں جھگڑنے لگے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا اس چیز کو جو تم چھپاتے تھے پھر ہم نے کہا اس مردہ پر اس گائے

کا ایک ٹکڑا مارو۔ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔

تفسیر:

حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنا چچا مار کر دوسرے محلے میں پھینک دیا اور ان اہل محلّہ پر قتل کا دعوی بھی کر دیا۔ یہ کیس حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا تو آپؑ نے اللہ کے حکم سے فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ٹکڑا اس مردے پر مارو۔ وہ بتا دے گا کہ مجھے کس نے مارا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ان کے دلوں سے گائے کی الٰہیت نکلے ورنہ مردہ کو تو اللہ تعالی ویسے بھی زندہ کر سکتے تھے۔ بہر حال انہوں نے ایک گائے ذبح کی اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مردے پر مارا تو وہ زندہ ہو گیا اور اس نے بتا دیا کہ مجھے فلاں نے مارا ہے۔ اب اس واقعہ سے جس طرح عقیدہ توحید واضح ہوتا ہے عقیدہ قیامت بھی واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعے بنی اسرائیل کو یہ عقیدہ بتایا تھا۔

کئی ہزار مُردہ بنی اسرائیل کو زندہ کرنے کا

ایک اور واقعہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ق ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۳)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے حالانکہ وہ ہزاروں تھے۔ پھر اللہ نے ان کو فرمایا کہ مر جاؤ پھر انہیں زندہ کیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

تفسیر:

ایک زمانے میں بنی اسرائیل میں طاعون کی بیماری پھیلی تھی اور اللہ تعالی کا حکم یہ ہے کہ جہاں یہ بیماری پھیل جائے وہاں سے نکلنے کی اجازت بھی نہیں اور وہاں جانے کی اجازت بھی نہیں مگر بنی اسرائیل میں جب یہ بیماری پھیلی تو وہ وہاں سے بھاگ گئے اور انہوں نے پہاڑوں کے درمیان ایک درہ میں پناہ لی اور اللہ تعالی نے جبرائیل امینؑ کو بھیجا تو انہوں نے وہاں ایک زوردار آواز لگائی تو وہ سارے کے سارے وہاں مر گئے۔ تو پھر اللہ تعالی کے ایک پیغمبر حضرت خزقیل علیہ السلام کی دعا سے وہ زندہ ہو گئے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو یہاں بیان فرمایا ہے۔ اس سے عقیدہ توحید بھی واضح ہوتا ہے اور عقیدہ قیامت بھی۔

عقیدہ قیامت پر یقین کامل پیدا کرانے کے لئے اللہ تعالی نے حضرت عزیر علیہ السلام کو فوت کر کے سو سال کے بعد زندہ کیا

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ج قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ج فَاَمَاتَهُ

اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ ط قَالَ کَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّہْ ج وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ ق وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا ط فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ لا قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۹)

یا جیسے وہ شخص کہ گزرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کہاں جِلاوے گا اس کو اللہ مرگئے پیچھے؟ پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا کہا تو کتنی دیر رہا؟ بولا میں رہا ایک دن یا دن سے کچھ کم۔ کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس۔ اب دیکھ کھانا اپنا اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ کیا چاہے لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح اُبھارتے ہیں پھر ان کو پہناتے ہیں گوشت پھر جب اس پر ظاہر ہوا تو بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر:

اس آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل تفاسیر میں یہ لکھی ہے کہ حضرت عزیرؑ اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر تھے۔ یہ بیت المقدس میں گئے اور یہ وہ زمانہ تھا جب کافروں نے بیت المقدس کو تباہ کر دیا تھا اور شہر بھی مٹا دیا تھا تو حضرت عزیرؑ کو اس کی تباہی دیکھ کر افسوس ہوا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو کس کیفیت سے زندہ فرمائیں گے۔ اسی وقت حضرت عزیرؑ فوت ہو گئے اور سو سال کے بعد ان کو اللہ

تعالی نے اٹھایا اور پوچھا کہ کتنی دیر یہاں رہے ہو؟ تو جواب میں فرمایا کہ ایک دن یا آدھا دن۔تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ نہیں تم یہاں سو سال رہے ہو۔اور جب آپ فوت ہوئے تھے تو اس وقت ان کے پاس کھانا بھی تھا اور پینے کے لئے سرکہ بھی تھا اور یہ دونوں اسی طرح ہو بہو پڑے ہوئے تھے ان میں کوئی کسی قسم کا تغیر نہیں آیا تھا اور فوت ہوتے وقت ان کی سواری کے لئے گدھا بھی تھا۔وہ مر گیا تھا اور اس کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں اور بکھری ہوئی تھیں۔پھر حضرت عزیرؑ کے سامنے اس گدھے کی ہڈیاں جمع ہوئیں۔ اس کا ڈھانچہ تیار ہوا' اس پر گوشت اور چمڑا چڑھ گیا۔اس میں روح پڑ گئی وہ زندہ ہو گیا۔ اب حضرت عزیرؑ نے یقین کامل کا اعلان کیا کہ ہاں اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔اس واقعہ سے عقیدہ توحید بھی عیاں ہو جاتا ہے اور عقیدہ قیامت بھی۔

عقیدہ قیامت پر یقین کامل پیدا کرانے کے لئے اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چار پرندے ذبح کرا کر پھر زندہ کئے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (سورہ بقرہ آیت ۲۶۰)

اور یاد کر جب ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو دکھا کہ تو

مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ فرمایا کیا تم یقین نہیں لاتے کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے۔ فرمایا تو چار جانور اڑنے والے پکڑ لے۔ پھر انہیں اپنے ساتھ ہلا لے۔ پھر ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر ان کو بلا۔ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر:

اس آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالی نے مردوں کو زندہ کرنے کا ایک اور واقعہ بیان فرمایا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالی کے دربار میں دعا کی کہ اے اللہ آپ مجھے وہ کیفیت بتائیں کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ کریں گے؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ ابھی تک تیرا ایمان نہیں بنا کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں تو حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں عرض کیا کہ کیوں نہیں بنا میرا ایمان تو ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں مگر میں اپنی قلبی تسلی چاہتا ہوں پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ چار پرندے پکڑو اور پہلے ان کو اپنے ساتھ مانوس کرو پھر انہیں ذبح کر کے مختلف پہاڑیوں پر ان کے گوشت کے ٹکڑے ڈالو اور پھر ایک جگہ کھڑے ہو کر انہیں بلاؤ تو وہ ٹکڑے دوڑتے ہوئے تیرے پاس آئیں گے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا چار پرندے پکڑے مور مرغ کوا کبوتر پھر اپنے ساتھ مانوس کیا پھر انہیں ذبح کیا ان کے گوشت کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر ڈالے پھر ایک جگہ کھڑے ہو کر انہیں پکارا تو ان کے گوشت کے ٹکڑے اڑتے ہوئے آئے اور اپنے اپنے سروں کے ساتھ لگ گئے اور وہ زندہ ہو گئے اب اس واقعہ سے عقیدہ توحید بھی واضح ہو جاتا ہے اور عقیدہ قیامت بھی کہ قیامت والے دن اللہ تعالی جب پکاریں گے تو انسان خواہ دریا میں ڈوب کر مر گئے ہوں گے یا قبروں میں

ہوں گے یا جل گئے ہوں گے غرض جہاں بھی ہوں گے قدرتی آواز سنیں گے اور سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے اور سارے جمع ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو قیامت سے آگاہ فرمایا تھا
اور ان کے ہاتھ سے مُردوں کو زندہ کرنے کا
نمونہ بھی پیش کیا تھا

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ۙ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (سورہ آل عمران آیت ۴۹ تا ۵۳)

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف کہ میں آیا ہوں تمہارے پاس نشان لے کر تمہارے رب کا کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی کی صورت جانور کی پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاوے اڑتا جانور اللہ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور رکھیاؤ اپنے گھر میں اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو اور سچ بتاتا ہوں تورات کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اسی واسطے کہ حلال کر دوں تم کو بعضی چیز جو حرام تھی تم پر اور آیا ہوں تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو یہ سیدھی راہ ہے پھر جب معلوم کیا عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا اے رب ہم نے یقین کیا جو تو نے اتارا اور ہم تابع ہیں رسول کے سو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ اُجُورَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ○

(سورۃ آل عمران ۵۵۔۵۶۔۵۷)

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰؑ میں تجھ کو فوت کروں گا اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا کافروں سے اور رکھوں گا تیرے تابعوں کو اوپر منکروں سے قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر فیصلہ کر دوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے سو وہ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار اور وہ جو یقین لائے اور عمل نیک کئے سو ان کو پورا دے گا ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف۔

تفسیر:

زیرنظر آیات سورہ آل عمران کی ہیں۔ان میں ایک تو آیت ۴۹ ہے اس میں اللہ تعالی نے دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ سے مردوں کو زندہ کرنے کا ایک نمونہ بیان فرمایا ہے اور دوسری آیتوں میں وعدہ قیامت ہے۔ان کی بقیہ تفسیر تو عقیدہ رسالت جلد ہادی عشر میں بیان ہو چکی ہے۔جو دیکھنا چاہے وہاں دیکھ لے۔یہاں صرف اتنا بتلانا ہے کہ اللہ تعالی نے یہاں قیامت کا ذکر بھی کیا ہے اور آخرت کا بھی کیا ہے۔الفاظ الگ ہیں مقصد ایک ہی ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کو بھی عقیدۂ قیامت بتایا تھا اور یہ بھی انہیں بتا دیا تھا کہ قیامت میں نیکوں کا ٹھکانا جنت ہوگا اور بدکاروں کا دوزخ۔

اللہ تعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عقیدۂ قیامت سے آگاہ فرمایا

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی (سورۃ العلق آیت ۸)

بے شک آپؐ نے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

تفسیر:

یہ مذکورہ آیت سورۃ علق کی ہے۔ یہ سورہ نزول کے اعتبار سے پہلی سورتوں میں سے ہے۔ اس میں آپ کو پہلے عقیدۂ توحید کی تعلیم دی گئی ہے اور دوسرے نمبر پر اس آیت میں عقیدۂ قیامت کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ آیت اگرچہ مختصر ہے لیکن مضامین کے اعتبار سے سمندر سمویا ہوا ہے کیونکہ یہاں چار الفاظ ہیں اِنَّ۔اِلٰی۔ رَبِّ ۔ رُجْعٰی۔ لفظ اِنَّ عربی محاورات میں حرف تحقیق ہے اور یہ مخاطب کا شک دور کرنے کے لئے آتا ہے اور یہاں مخاطب نبی ﷺ ہیں اور نبی ﷺ کو قیامت کے بارے میں شائد کہ شک ہو کیونکہ یہ ابتدائی وحی تھی اس سے پہلے اس سلسلہ میں کوئی وحی اتری ہوئی نہیں تھی۔ اس لئے لفظ اِنَّ لگا کر شک آپ کا دور کر دیا گیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں آپؐ کی طمانیتِ قلبی مقصود ہو جیسا حضرت ابراہیمؑ کی طمانیتِ قلبی فرمائی تھی اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالی نے آپؐ کی ذات بابرکات میں تمام حرف نحوی۔ ادبی اور فصاحت و بلاغت کے علوم بھی ودیعت رکھے ہوئے تھے تب ہی تو آپ کے سامنے معنی اور مطلب خیز الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور الی ربک خبر مقدم ہے اور رجعی اسم

موخر ہے۔ اصول بلاغت کے تحت یہ جملہ استعمال ہوا ہے اور بلاغت کا یہ اصول ہے کہ تقدیم وہیں ہوتی ہے جہاں تخصیص مقصود ہو اور یہاں تخصیص نظر آتی ہے۔ اللہ تعالی آپ ؐ کو یہ بتا رہے ہیں کہ اپنے رب کی طرف ہی جانا ہے کہیں اور نہیں جانا۔ اس جملہ میں کمیونسٹوں اور دہریوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد قصہ ختم ہو جاتا ہے۔ قیامت وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے اور نیز اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد نیک انسان کی روح اچھے جانوروں میں چلی جاتی ہے اور بروں کی روح برے جانوروں میں جاتی ہے اور اس کے بعد لفظ رب لگایا ہے جو ربوبیت سے بنا ہے اس کا معنی لغت کے لحاظ سے یہ ہے کہ چیز کو بنانا اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا تو حاصل یہ ہوا کہ انسان کے پہلے تین ادوار (ماں کے رحم والا' دنیا والا اور برزخ والا) عارضی ہیں کیونکہ ان تینوں ادوار کے حالات بتا رہے ہیں کہ ابھی انسان کی تکمیل ہوئی نہیں ہے ابھی اس کا یہ سارا سلسلہ ادھورا ہے اور عقل کا تقاضا ہے کہ اس کی تکمیل ہونی چاہیے اس لئے اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا ہے کہ تیرا رب انہیں اپنے پاس بلا کر انہیں مکمل کرے گا اس لئے اس دن کا نام قیامت رکھا ہے یعنی قوام کا دن اور لفظ رب سے یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ جو پروردگار انہیں پہلے تین ادوار میں لایا ہے وہی اس کی تکمیل بھی کرے گا پس خلاصہ یہ نکلا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالی نے عقیدۂ قیامت کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا اور نبی اکرم ﷺ کو بھی اس عقیدے سے آگاہ فرمایا تھا۔ ہم نے صرف نمونے کے طور پر یہاں چھ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا ہے اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس طرح عقیدۂ توحید انبیاء علیہم السلام کے مابین اتفاقی ہے اسی طرح عقیدۂ قیامت بھی اتفاقی ہے۔ اس کے بعد ان شاء اللہ قرآن وسنت کی روشنی میں قیامت کی پوری تفصیل ہدیہ ناظرین کریں گے واللہ الموفق والمعین۔

قیامت قریب آ چکی ہے لوگوں کو حساب کی تیاری کرنا چاہئے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ○

(سورۃ الانبیاء آیت ۱)

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیرنے والے ہیں۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ○لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ○

(سورۃ النجم آیت ۵۷۔۵۸)

آنے والی قریب آ پہنچی۔ سوائے اللہ کے اسے کوئی ہٹانے والا نہیں ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ○ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ○

(سورۃ القمر آیت ۱ تا ۳)

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں تو اس سے منہ موڑ لیں اور کہیں یہ تو ہمیشہ سے چلا آتا جادو ہے اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔

اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا○وَّنَرٰىهُ قَرِیْبًا○

(سورۃ المعارج آیت ۶۔۷)

بیشک وہ اسے دور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر:

اس بحث میں مختلف سورتوں کی آٹھ آیات جمع کی گئی ہیں۔اس سے پہلی بحث میں سورۃ العلق والی آیت آٹھ میں یہ بتایا تھا**ان الی ربک الرجعی** بے شک تیرے رب کی طرف لوٹنا ہے مگر اس میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ کب لوٹنا ہے اور اس بحث میں جو آیات مذکور ہیں ان میں یہ بتایا ہے کہ یہ لوٹنا قریب ہے دور نہیں ہے۔اب کتنا قریب ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل احادیث میں آ رہی ہے۔ان احادیث سے معلوم ہوگا کہ قیامت کے قریب آپ ﷺ کی اس امت پر زوال آ جائے گا اور اس کا باعث یہ ہوگا کہ اس امت کے اکثر لوگ اسلام کو چھوڑ کر غیر مذہب کے پیروکار بن جائیں گے اور جرائم کے اندر مبتلا ہو جائیں گے اور ایسے جرائم ہی باعثِ قیامت ہوں گے۔

قیامت سے پہلے امت محمدیہؐ میں یہود و نصاریٰ کے اثر و رسوخ اور اتباع کی پیش گوئی پوری ہوگئی

عن ابی سعید قال قال رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) لتتبعنّ سنن من قبلکم شبرا بشبر ذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللّٰہ الیھود والنصاری قال فمن (متفق علیہ مشکوۃ)

حضرت ابی سعیدؓ نے فرمایا کہ جناب رسولؐ نے فرمایا کہ ضرور ضرور پیروی کرو گے تم ان لوگوں کی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں بالشت برابر بالشت کے اور ہاتھ برابر ہاتھ کے یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں

داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ان کی اتباع کرو گے۔آپؐ سے کہا گیا کہ آپؐ کی مراد یہود ونصاری ہیں۔تو آپؐ نے فرمایا کہ اور کون؟

یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بخاری کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

عن حذیفة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امامکم وتجتلد وا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم۔ (مشکوۃ، ترمذی)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی کہ جب تک تم اپنے خلیفہ کو قتل نہ کرو اور اپنی تلواروں سے ایک دوسرے کو نہ مارو۔اور تمہاری دنیا کے وارث شریر قسم کے لوگ نہ ہو جائیں۔

یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے ترمذی کے حوالے سے نقل کی ہے۔

وعنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تقوم الساعة حتی یکون اسعدالناس بالد نیا لکع ابن لکع۔ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی والبیہقی فی دلائل النبوۃ)

اسی حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دنیا میں سب سے زیادہ اور دولت مند وہ نہ بن جائے جو احمق ہے اور احمق کا بیٹا ہے یعنی بداصل اور بدسیرت اشخاص دنیاوی جاہ جلال اور دولت کے مالک نہ ہو جائیں گے صاحب مشکوۃ نے ترمذی اور بیہقی کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم امتی هذه امة مرحومة لیس علیها عذاب فی الآخرة عذابها فی الدنیا والزلازل والقتل

(مشکوۃ بحالہ ابوداؤد)

حضرت ابی موسیٰؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری یہ امت رحم کی ہوئی امت ہے۔ اس پر آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔ اس پر عذاب دنیا میں ہوگا جو فتنے زلزلے اور قتل ہے یہ حدیث مشکوۃ نے ابو داؤد کے حوالہ سے نقل کی ہے اس حدیث کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اس امت کو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا بلکہ گناہوں کی سزا بھگت کر یا نبیؐ کی شفاعت سے آخر میں دوزخ سے نکل آئیں گے البتہ ان میں بعض پر دنیاوی فتنوں اور زلزلوں اور کشت وخون کے اثرات ان پر بھی پڑیں گے۔ اور بعض ان گناہوں میں مبتلا بھی ہوں گے۔

عن ابی عبیدة و معاذ بن جبل عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان هذاالامر بدا نبوة ورحمة ثم تکون خلافة ورحمة ثم ملکا:عضرضا ثم ملکا جبریة وعتوا فسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون وینصرون حتی یلقوالله۔

(مشکوۃ بحوالہ بیہقی)

حضرت ابی عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دین کا معاملہ نبوت اور رحمت سے شروع ہوا ہے پھر خلافت اور رحمت ہوگا۔ پھر ظالم بادشاہوں کا زمانہ ہوگا۔ پھر جبر، سرکشی اور

زمین میں فساد ہوگا' ریشم' بدکاری' اور شراب کو حلال سمجھیں گے اس کے باوجود ان کو رزق دیا جائے گا اور ان کی نصرت بھی کی جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالی کو ملیں گے۔ یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بیہقی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

وعن عائشه قلت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اول ما يكفاء قال زيد ابن يحىٰ الراوى بضى الاسلام كما يكفا الاناء يعنى الخمر قيل فكيف يا رسول الله وقد بين الله فيها ما بين قال يسمونها بغير اسمها فيستحلونها-

(مشکوۃ بحوالہ دارمی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹایا جائے گا جس طرح برتن کو الٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسولؐ یہ کیوں کر ہوگا حالانکہ شراب کے متعلق خدا کے احکام بیان ہو چکے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ نام بدل دیں گے پھر اس کو حلال سمجھیں گے۔ صاحب مشکوۃ دارمی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

وعن نعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضا فيكون ماشاء الله

ان یکون ثم یرفعهاالله تعالی ثم تکون ملکا جبریة فیکون ماشاء الله ان یکون ثم یرفعهاالله تعالی ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ثم سکنا قال حبیب فطا قام عمربن عبدالعزیز کتبت الیه بهذا الحدیث اذکره ایاه وقلت ارجو ان تکون امیر المومنین بعد الملک العاض والجبریة فسرواعجبه یعنی عمر بن عبدالعزیز- (مشکوۃ بحوالہ احمد والبیہقی)

حضرت نعمان بن بشیر نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت کا وجود اس وقت تک رہے گا جب تک کہ اللہ تعالی چاہے گا۔ پھر خداوند تعالی نبوت کو اٹھالے گا اور اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت ہوگی جب تک کہ اللہ تعالی چاہے گا۔ پھر اللہ تعالی خلافت کو اٹھالے گا اور اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوگی جب تک اللہ تعالی چاہے گا۔ وہ بادشاہت رہے گی پھر اللہ تعالی اس کو بھی اٹھالیں گے پھر تکبر اور غلبہ کی حکومت ہوگی جب تک اللہ تعالی چاہے گا وہ رہے گی پھر اللہ تعالی اس کو بھی اٹھالے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ حدیث کے راوی حبیب نے کہا جب عمر بن عبدالعزیز کھڑے ہوئے تو میں نے انہیں یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور انہیں یاد دلائی وہ حدیث اور میں نے کہا کہ امید ہے کاٹنے والی اور تکبر وغلبہ والی حکومت کے بعد آپ ہی وہ امیر المومنین ہیں تو انہوں نے یہ حدیث دیکھ کر بہت خوشی ظاہر فرمائی اور یہ تشریح انہیں بہت پسند آئی۔ یہ حدیث صاحب

مشکوۃ احمد اور بیہقی نے نقل کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کے آخر میں جو خلافت کا ذکر آیا ہے اس سے مراد عمر بن عبدالعزیز ہی ہوں جیسا کہ راوی حدیث حبیب نے امید ظاہر کی تھی اور ممکن ہے امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام ہوں۔ ان کے بارے میں تفصیل ان شاءاللہ عنقریب آئے گی۔

تشریح:

عقیدہ قیامت تمام انبیاء علیہم السلام کے مابین مسلم اور طے شدہ رہا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو یہ عقیدہ بتایا ہے اور اس کے بارے میں کچھ پیشین گوئیاں اور اس کے قرب کے اسباب بھی بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک پیشین گوئی ان احادیث میں ہے اور اگرچہ ان کے مخاطب بظاہر آپؐ کے صحابہؓ ہیں لیکن مراد پوری امت ہے یعنی اس امت میں سے کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو یہود و نصاری کے نقشِ قدم پر چلیں گے جس کی وجہ سے دین ان کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا اور گمراہی کے رستے پر گامزن ہو جائیں گے۔ دراصل اہل کتاب (یہود و نصاری) کو اللہ تعالی نے دنیا میں خلافت عطا فرمائی تھی اور یہ بہت بڑی خلافت تھی جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا دورِ حکومت مشہور زمانہ ہے اور ان کا منشور خلافت تورات تھا اور مرکز ہدایت بیت المقدس تھا اور حضرت سلیمانؑ کے فوت ہونے کے بعد یہ اسلامی حکومت دو حصوں میں بٹ گئی تھی اور ان کی پھر آپس میں لڑائیاں شروع ہو گئیں جن کے نتیجہ میں بیت المقدس کو چھ مرتبہ تباہ کیا گیا اور تورات میں اور انجیل میں بھی تبدیلیاں کیں۔ شرکیہ عقائد اختیار کئے، نصیحت کی چیزیں اور نظامِ عدل چھوڑ دیا اور اپنی طرف سے اصول تجویز کر کے انہیں تورات اور انجیل میں شامل کر لیا اور طرح طرح کی بدعات ایجاد کیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر از سرِ نو دینِ انبیاء کو زندہ کیا تھا مگر

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعدانہیں یہود و نصاری کی سازشوں سے وہی لڑائیاں شروع ہوگئیں اوراس کے بعد جوہوااسلامی تاریخ اس سے بھری پڑی ہےاورآج تک یہ امت ایک محاذ پر جمع نہیں ہوسکی اوراس امت کے کچھ لوگوں نے یہود ونصاری کی اتباع کرکے اس حدیث میں مذکوراپنی نبی کی پیشن گوئی پوری کرکے دکھادی اوراسی طرح جبریہ قدریہ خارجیہ رافضیہ معتزلہ اور مدعیانِ نبوت اور مبتدعین نے قرآن مجید میں معنوی تحریفات کرکے بھی یہود ونصاری کا خوب ہاتھ بٹایا ہےاورتحریف لفظی میں کوئی کمی نہیں کی لیکن چونکہ لفظی قرآن مجید معجزہ محمدی ہے اس تحریف میں وہ ناکام رہے ہیں۔

بہرحال قرآن مجید میں ان فرقوں نے جومعنوی تحریفات کی ہیں ان سے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکور پیشین گوئی پوری ہوگئی اور پیشین گوئی کرنے کا آپؐ کا مقصد تو یہ تھا کہ یہود ونصاری کی اتباع سے بچو مگراس اتباع سے بچنے کوکوئی تیارنہیں ہے۔حدیث نمبر۲اور ۳ حدیث نمبرا کی تشریح ہے کیونکہ اہل کتاب نے جس طرح اپنے انبیاءاورعلماءقتل کئے تھےاور کمینے قسم کے لوگ صاحبِ حکومت بن گئے تھے اسی طری اس امت کے اندر بھی عادل خلفاءکوقتل کرکے کمینے قسم کےلوگ حکمران بن گئے تھےاورآج بھی ہیں۔

امت محمدیہ پرعیاشی وفضول خرچی کی وجہ سے آنے والے زوال کی پیشین گوئی مکمل ہوگئی

عن محمد بن کعب القرظی قال حدثنی من سمع علی بن ابی طالب قال انا لجلوس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فاطلع علینا مصعب ابن عمیر ما علیہ الا بردۃ لہ مرقوعۃ

بفروا فلما راه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بکی للذی کان فیه من النعمة والذی هو فیه الیوم ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کیف بکم اذا غداحدکم فی حلة وراح فی حلة ووضعت بین یدیه صفحة ورفعت اخری وسترتم کما تستر الکعبة فقالوا یا رسول اللّٰه نحن یومئذ خیر من الیوم نتفرغ للعیاد ة ونکفی المؤنة قال لانتم الیوم خیر منکم یومئذ

(مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

حضرت محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ مجھے اس شخص نے حدیث سنائی جس نے حضرت علی بن ابی طالب سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ کے پاس ہم بیٹھے ہوئے تھے تو مصعب بن عمیر تشریف لائے تو ان پر صرف چمڑے کے پیوند والی چادر تھی تو رسول ﷺ انہیں دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانہ میں وہ کس قدر خوش حال تھے اور آج ان کی کیا حالت ہے۔ پھر رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب صبح کے وقت تم ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کے وقت تم دوسرا جوڑا پہن کر نکلو گے اور تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ یعنی قسم قسم کے کھانے کھاؤ گے اور تم اپنے گھروں کے دروازوں پر پردے ڈالو گے جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے تو صحابہ نے عرض کیا پھر تو ہم اس دن آج کے دن سے بہتر ہوں گے۔ کیونکہ ہمیں عبادت کے لئے کافی وقت مل جائے گا اور محنت سے بے فکر ہو جائیں گے تو آپ نے فرمایا نہیں آج کے دن تم اس

دن سے بہتر ہو۔ یہ حدیث مشکوۃ نے ترمذی سے نقل کی ہے۔

تشریح:

حضرت مصعب بن عمیرؓ جناب رسول ﷺ کے اجلہ اور فضلاء صحابہ میں سے تھے انہیں ہجرت حبشہ کی سعادت بھی حاصل تھی۔ نبی اکرمؐ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد انہیں مدینہ میں معلم اور مبلغ بنا کر بھیجا تھا اور یہ انصار کے گھروں میں جا کر انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے اور یہ جمعہ کے دن لوگوں کو جمع کر کے تبلیغ کرتے تھے اور یہ دور جاہلیت میں بہت آسودہ تھے اور عمدہ عمدہ لباس پہنتے تھے اور مشرف با اسلام ہونے کے بعد خود بھی زہد اختیار کیا تھا۔ درویشانہ حالت رکھی ہوئی تھی ایسی حالت میں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں آئے جبکہ اور بھی بہت سے صحابہ رضوان اللہ اجمعین تشریف فرما تھے تو آپ کو ان کی آسودگی کا زمانہ یاد آ گیا تو آپ رو پڑے تو پھر آپ نے پیشن گوئی فرمائی کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ تم لوگ صبح کو ایک جوڑا بدلو گے اور شام کو دوسرا اور تم مختلف قسم کے کھانے کھاؤ گے بیت اللہ کی طرح تمہارے گھروں کی دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے ہوں گے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ پھر تو ہم بہت اچھے ہو جائیں گے عبادت کے لئے کافی وقت بچ جائے گا اور مشقت سے بھی فارغ ہو جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تمہارا آج کا دن اس دن سے بہتر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دنیا کی فراوانی شر ہے جو باعثِ قیامت ہے اور آپ ﷺ کی یہ پیشن گوئی پوری ہو گئی ہے کیونکہ آج پوری دنیا میں فساد ہے اور اس کا باعث یہی دولت اور مال وزر ہے اور ایک قیامت صغری برپا ہے اور اس امت کے لوگ عیاشی اور فحاشی میں مبتلا ہیں اس لئے یہ دور اُن کے لئے شر ہے بہتر نہیں ہے۔

امت محمدیہ کے شورائی نظام کے خاتمے۔شریر حکام اور دولت مندوں کی وجہ سے آنے والے زوال کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان امراء كم خيار كم واغنياء كم سمحاء كم وامور كم شورى بينكم فظهر الارض خير لكم من بطنها واذا كان امراء كم شرار كم و اغنياء كم بخلاء كم وامور كم الى نساء كم فبطن الارض خير لكم من ظهرها (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب حکام تم میں سے بہتر ہوں گے اور تمہارے دولت مند سخی ہوں گے اور تمہارے معاملات باہم مشورہ سے طے ہوں گے تو اس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہوگی اور جب تمہارے حکام شریر اور دولت مند بخیل اور تمہارے معاملات عورتوں کے کنٹرول میں ہوں گے تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے لئے زمین کی پشت سے بہتر ہوگا۔صاحب مشکوۃ نے یہ حدیث ترمذی سے نقل کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی قیامت کے بارے میں تیسری پیشین گوئی ہے وہ بھی پوری ہوگئی ہے کیونکہ آپؐ کے بعد جب تک شورائی نظام چلتا رہا

ہے اور حکام امت کے بہترین لوگ تھے اور اہل دولت غرباء اور مساکین پر خرچ کرنے والے تھے تو اس وقت دنیا امن کا گہوارہ تھا اور جب سے شریرائی نظام آیا اور امت کے شریر قسم کے لوگ برسر اقتدار آئے اور غرباء کی حق تلفیاں شروع ہوئیں اور عورتوں کی خواہشوں پر عمل اور ان کے اختیارات ہو گئے ہیں اس وقت سے یہ دنیا انسانوں کے لئے جہنم بنی ہوئی ہے اور مشرق سے لے کر مغرب تک اور فساد ہی فساد نظر آتا ہے۔

امت محمدیہ کے خلاف کفار اور منافقین کے اتحاد اور یلغار کی پیشین گوئی پوری ہو گئی

وعن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشك الامم ان تدعى عليكم كما تدعى آكلة الى قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن يومئذ قال بل انتم يومئذ كثير ولكنكم غثاء كغثاء السيل وينزعن الله من صدور عدوكم المهابة منكم وليقذفن في قلوبكم الوهن قال قائل يا رسول الله وما الوهن قال حب الدنيا وكرهية الموت

(مشکوۃ۔ابوداؤد۔بیہقی)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گی جس طرح کھانا کھانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا اس دن ہم کم ہوں گے۔تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس دن زیادہ ہو گے لیکن سیلاب کی

جھاگ کی طرح ہو گے اور اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں سستی ڈال دیں تو کہنے والے نے کہا کہ سستی سے کیا مراد ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (مشکوۃ نے ابوداؤد اور بیہقی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے)۔

تشریح:

اس حدیث میں جناب رسول ﷺ کی اس امت کے زوال کے بارے میں چوتھی پیشن گوئی کا ذکر ہے جو روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے اور سچی ثابت ہو چکی ہے۔ اس سے پہلے بھی مسلمانوں کے خلاف کفار کے محاذ بنتے رہے ہیں لیکن آج تو دنیائے کفر و نفاق سارے ہی مسلمانوں کے خلاف جمع ہو چکے ہیں اور گاجر مولی کی طرح مسلمانوں کو کاٹ رہے ہیں اور اس کی وجہ وہ ہی ہے جو حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ کافروں کے دلوں سے مسلمانوں کی ہیبت ختم ہو گئی ہے کیونکہ مسلمانوں نے جہاد کرنا چھوڑ دیا ہے۔

امت محمدیہ میں بددیانتی، زنا کاری، ناانصافی اور بدعہدی کی وجہ سے دشمنوں کے رعب اور معاشی بدحالی کی پیشن گوئی پوری ہو گئی

وعن ابن عباس قال ما ظهر الغلول فی قوم الا القی الله فی قلوبهم الرعب ولا فشا الزنا فی قوم الا کثر فیهم الموت ولا نقص قوم ن المکسال والمیزان الا

قطع عنهم الرزق ولا حكم قوم بغير حق الا فشاء فيهم الدم ولا ختر قوم لعهد الا سلط عليهم العدو

(مشکوۃ بحوالہ مالک)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جس قوم میں مال غنیمت کے اندر خیانت کرنے کا عیب پیدا ہو جائے تو اللہ تعالی ان کے دلوں میں دشمنوں کا رعب پیدا کر دیتے ہیں اور جس قوم میں زنا کاری پھیلتی ہے اس میں موتیں زیادہ ہوتی ہیں اور جو قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے اس کا رزق اٹھا لیا جاتا ہے اور جس قوم کے حکمران ناحق فیصلے کرتے ہیں اس قوم میں خون ریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔

(صاحب مشکوۃ نے امام مالک کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے۔)

تشریح:

اس حدیث میں جناب رسول ﷺ نے جو پیشن گوئی فرمائی ہے وہ حرف بہ حرف سچی ثابت ہو چکی ہے کیونکہ آج اس امت پر کافروں کا رعب ہے۔ اس کا خون بے دریغ بہایا جا رہا ہے۔ اقتصادی بحران سے دوچار ہے۔ آپس میں بھی خون ریزی ہو رہی ہے اور کافران پر مسلط ہیں کیونکہ اس امت میں اس حدیث میں بیان کردہ پانچوں عیب پائے جاتے ہیں۔ مال غنیمت یعنی سرکاری مال میں خیانت۔ زنا کاری۔ ناپ تول میں کمی۔ حکام کے ناحق فیصلے۔ بدعہدی۔

رسولؐ اللہ اپنی امت کو قیامت سے پہلے برپا ہونے والے فتنوں سے بچنے کا طریقہ بتا گئے ہیں

وعنه قال كان الناس يسالون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت اساله عن الشر مخافة ان يدركنى قال فقلت يا رسول الله انا كنا فى جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذاالخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دخن قلت ومادخنه قال قوم يستنون بغير سنتى ويهدون بغير هدى تعرف منهم وتنكر قلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها قلت يا رسول الله صفهم لنا قال هم من اجلدتنا ويتكلمون بالسنتنا قلت فما تامرنى لا ان ادركنى ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم قلت فان لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولوان تعض باصل شجرة

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ لوگ رسول ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کرتے اور میں آپ سے شر کے متعلق سوال کرتا اس بات کے خوف سے کہ مجھ کو پہنچے میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم جاہلیت اور شر میں تھے اللہ

تعالی ہمارے پاس اس خیر کو لایا۔ پس کیا اس خیر کے بعد کچھ شر ہے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگی فرمایا ہاں اور اس میں کدورت ہوگی میں نے کہا اور اس کی کدورت کیا ہے فرمایا کچھ لوگ ہوں گے جو میری راہ کے سوا اور راہ اختیار کریں گے اور میری راہ کے علاوہ اور راہ دکھلائیں گے ان کے بعض کاموں کو تو پہچانے گا بعض کا انکار کرے گا۔ میں نے کہا اس خیر کے بعد شر ہوگی، فرمایا کہ ہاں جہنم کے دروازے کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مانے گا اس کو دوزخ میں ڈالیں گے میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ ان کی صفت بیان کریں۔ فرمایا وہ ہماری قوم میں ہوں گے اور ہماری زبان میں کلام کریں گے۔ میں نے کہا آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں اگر مجھ کو ایسا وقت پالے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑ۔ میں نے کہا اگر ان کا امام اور ان کی جماعت نہ ہو۔ فرمایا ان سب فرقوں سے علیحدہ ہو جا اگر تو درخت کی جڑ چبا دے یہاں تک کہ تجھ کو موت پالے اور تو اس حالت پر ہو (متفق علیہ)

وعن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مومنا ويمسى كافرا ويمسى مومنا ويصبح كافرا بيع دينه بعرض من الدنيا

(رواہ مسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے فتنوں سے پہلے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے نیک اعمال میں جلدی کرلو ایک

شخص صبح مومن ہوگا شام کو کافر ہو جائے گا شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہوگا اپنے دین کو دنیا کے سامان کے بدلے میں بیچ ڈالے گا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيكون فتن القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشى والماشى فيها خير من الساعى من تشرف لها تستشرفه فمن وجد ملجا او معاذا فليعذبه متفق عليه وفى رواية مسلم قال تكون فتنة النائم فيها خير من اليقظان واليقظان فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الساعى من وجد ملجا او معاذا فليستعذبه

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے پیدا ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والے چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو شخص اس کی طرف جھانکے گا اس کو کھینچ لے گا جو شخص خلاصی یا پناہ کی جگہ پائے اس کو چاہئے کہ اس کے ساتھ پناہ پکڑے (متفق علیہ) مسلم کی ایک روایت میں ہے فتنے ہوں گے ان میں سونے والا بیدار سے بہتر ہے اور بیدار کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے کھڑا ہونے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے جو شخص بھاگنے کی جگہ یا پناہ پائے پس چاہئے کہ اس کے ساتھ پناہ پکڑے۔

وعن ابى بكره قال قال رسول الله صلى الله

عـلیـه وسلم انها ستکون فتن الاثم تکون فتن الاثم تکـون فتـن الـقاعد فیها خیر من الـماشی والـماشی فیهـاخیـر من الساعی الیها الافاذا وقعت فمن کان لـه ابـل فـلیـلـحـق بابله ومن کان له غنم فلیلحق بـغـنـمـه ومـن کانت لهٗ ارض فلیلحق بارضه فقال رجـل یا رسول اللّٰہ ارایت من لم تکن له ابل ولا غنم ولا ارض قال یعمد الی سیفه فیدق علی حده بحجر ثـم لتـنـج انْ استطاع النجاء اللهم هل بلغت اللهم هـل بـلـغـت؟ الـلـهـم هـل بـلغت؟قال فقال رجل یا رسـول اللّٰہ ارایـت ان اکـرهـت حتی ینطلق بی الی احـدالصـفیـن احدی الفئتین فضربی رجل بسیفه او یـجـیٔ سـهـم فـیـقتلنی قال یـبوٗ باثمه واثمک ویکون من اصحاب النار (رواہ مسلم)

حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا بلا شبہ فتنے پیدا ہوں گے خبر دار بہت سے فتنے پیدا ہوں گے پھر ایک بہت بڑا فتنہ ہو گا اس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔ خبردار جس وقت یہ فتنہ واقع ہو جائے جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کو جا ملے جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں سے جا ملے جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین سے جا ملے۔ایک آدمی نے کہا اللہ کے رسولؐ جس کے پاس اونٹ یا بکریاں اور زمین نہ ہو؟ فرمایا وہ اپنی تلواروں کا

قصد کرے اور تلوار کی تیز دھار کو پتھر پر مارے پھر جلد بھاگ جائے اور نجات حاصل کر لے۔ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟ تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا تو ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول آپؐ خبر دیں اگر مجھ کو مجبور کر کے دونوں صفوں میں سے کسی ایک کی طرف نکالا جائے کوئی آدمی مجھ کو تلوار مارے یا کوئی تیر مار کر مجھ کو قتل کر ڈالے۔ فرمایا وہ اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ پھرے گا اور دوزخیوں سے ہوگا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعب الجبل ومواقع القطر یفر بدینه من الفتن رواه بخاری

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ آدمی کا بہترین مال بکریاں ہوں وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے قطرات گرنے کی جگہوں پر ان کے پیچھے جائے گا اپنے دین کو لے کر فتنوں سے بھاگے گا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

وعن اسامه بن زیدؓ قال اشرف النبی صلی اللہ علیه وسلم علی اطم من اطام المدینه فقال هل ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر متفق علیه

حضرت اسامہؓ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینے کے ٹیلوں کی طرف جھانکا فرمایا کیا تم اس چیز کو دیکھتے ہو جس کو میں دیکھتا ہوں

صحابہؓ نے عرض کیا۔نہیں۔فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں تمہارے گھروں میں اس طرح گر رہے ہیں جس طرح بارش گرتی ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابی هريرة رضؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هلكة امتى على يدى غلمة من قريش رواه بخارى

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی (روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يتقارب الزمان ويقبض العلم وتظهر الفتن ويلقى الشح ويكثر الهرج قالوا وما الهرج قال القتل متفق عليه

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اور علم اٹھا لیا جائے گا فتنے ظاہر ہوں گے بخل ڈالا جائے گا ہرج بہت ہوگا۔صحابہؓ نے عرض کیا ہرج کیا ہے؟ فرمایا قتل (متفق علیہ)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذى نفسى بيده لا تذهب الدنيا حتى ياتى على الناس يوم لا يدرى القاتل فيم قتل ولا المقتول فيم قتل فقيل كيف يكون ذلك قال الهرج القاتل والمقتول فى النار رواه مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے یہ فرمایا اس ذات کی

قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ کس سبب سے اس نے قتل کیا اور مقتول کو یہ علم نہیں ہوگا کہ اسے کس سبب سے قتل کیا گیا۔ کہا گیا ایسا کس طرح ہوگا؟ فرمایا کہ ہرج ہوگا اس میں قاتل ومقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔

(مسلم)

وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم العبادۃ فی الھرج کھجرۃ الی رواہ مسلم

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا فتنے کے زمانے میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کا ثواب رکھتی ہے۔
(روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن زبیر بن عدی قال اتینا انس بن مالک فشکونا الیہ ما نلقی من الحجاج فقال اصبرو فانہ لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ اشر منہ حتی تلقوا ربکم سمعتہ من نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔
(رواہ البخاری)

حضرت زبیر بن عدیؓ سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالکؓ کے پاس ئے اوران سے حجاج کے برے سلوک کی شکایت کی جس سے ہم دوچار تھے مایا صبر کرو تم پر جو زمانہ بھی آئے گا وہ پہلے سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے ردگار سے جا ملوگے یہ بات میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنی ہے۔

(روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعن حذیفة قال واللّٰه ماادری انسی اصحابی ام تناسوا واللّٰه ما ترک رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قائد فتنة الی ان تنقضی الدنیا یبلغمن معه ثلث مائة فصاعدا الا قد سماه لنا باسمه واسم ابیه اسم قبیلته رواه ابو دائود

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے دوست بھول گئے ہیں یا بھولنے کا اظہار کر رہے ہیں اللہ کی قسم رسول ﷺ نے ہر ایسے فتنے کے قائد جس کے تابعداروں کی تعداد تین سو یا زیادہ ہوگی کا نام اس میں بتلا دیا اور اس کے باپ اور اس کے قبیلے کا نام بھی بتلا دیا۔

(روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

وعن ثوبان قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انما اخاف علی امتی الائمة المضلین واذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنهم الی یوم القیامة رواه ابُودائود والترمذی

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت پر گمراہ اماموں کا خوف رکھتا ہوں جس وقت میری امت میں تلوار رکھ دی گئی قیامت تک نہ اٹھائی جائے گی۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے ترمذی)

وعن سفینه قال سمعت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقول الخلافة ثلثون سنة ثم یکون ملکاثم

یقول سفینة امسک خلافة ابی بکر سنتین وخلافة عمر عشرة وعثمان اثنتی عشرة وعلی ستة رواه احمد والترمذی وابودائود

حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے خلافت تیس سال تک رہے گی پھر بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی سفینہؓ نے کہا ابو بکرؓ کی خلافت دو سال عمرؓ کی خلافت دس سال عثمانؓ کی خلافت بارہ سال علیؓ کی خلافت چھ سال۔ (روایت کیا اس کو احمد ترمذی' ابوداؤد نے)

اس باب میں منقول تمام احادیث مشکوۃ کتاب الفتن سے لی گئی ہیں۔

تشریح احادیث:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مذکورہ احادیث میں اپنی امت کو گمراہی سے بچنے اور ایمان کی حفاظت کے اس طرح طریقے بتائے ہیں جس طرح کہ ایک شفیق باپ اپنی اولاد کو کامیابی کے اصول بتاتا ہے اور نقصان کے کاموں سے آگاہ کرتا ہے اور چونکہ آپ ﷺ اُمت کے روحانی باپ تھے آپؐ نے امت کے ایمان کی خاطر بڑی محنت کی ہوئی تھی اور اندیشہ تھا کہ آزمائشی گھڑیوں میں ان کا متاعِ ایمان کہیں ضائع نہ ہو جائے اس لئے آپؐ نے بھی شفیق باپ کی طرح خیر والے کام بھی بتا دیئے ہیں اور شر والے کام بھی بتا دیئے ہیں۔ اب آگے ان سے بچنا بچانا امت کا کام ہے اور ان احادیث میں آپ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب کسی بھی دَور میں مشکلات آجائیں' حالات خواہ کتنے ہی نامساعد کیوں نہ ہوں آپس میں مل کر رہو اور اپنے امیر کی ہر حالت میں اطاعت کرو اور اگر تمہارے حکمران گمراہ قسم کے ہوں تو ان سے بچو ان کا کہا نہ مانو اور احادیث میں جن فتنوں کا ذکر ہے ان کی ابتداء تو حضرت عثمانؓ کے زمانے

سے شروع ہوگئی تھی اور تا ہنوز جاری ہے اور یہی فتنے وقوع قیامت تک چلتے رہیں گے اور یہ ہی فتنے وقوع قیامت کا باعث ہوں گے چنانچہ مندرجہ ذیل اثر سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

عن ابن المسیب قال وقعت الفتنة الاولی یعنی مقتل عثمان فلم یبق من اصحاب بدر احد ثم وقعت الفتنة الثانیة یعنی الحره فلم یبق من اصحاب الحدیبیة احدثم وقعت الفتنة الثالثة فلم ترفع وبالناس طباخ (مشکوة بحواله بخاری)

ابن مسیبؒ نے فرمایا جب پہلا فتنہ یعنی شہادت عثمان کا واقعہ پیش آیا تو اصحاب بدر میں سے کوئی نہیں یعنی وہ پہلے ہی ختم ہو گئے تھے پھر دوسرا فتنہ کا واقعہ ہوا تو اصحاب حدیبیہ میں سے کوئی باقی نہ تھا یعنی وہ بھی پہلے مر گئے تھے پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا تو لوگوں کی طاقت رہنے تک نہیں اٹھا۔ اولی سے مراد شہادت عثمان ثانی سے مراد یزید کا حملہ مدینہ اور فتنہ ثالث سے حجاج کا حملہ مکہ پر ہے۔

امت محمدیہ کی آپس کی خونریزی کے بارے میں آپ ﷺ کی پیشن گوئی پوری ہوگئی

عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی تقتل فئتان عظيمتان تكون بينهما مقتلة عظيمة دعواهما

واحدة (مشکوۃ بحوالہ متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دو بڑی جماعتوں کے درمیان جنگ نہیں ہوگی۔ ان کے درمیان بڑی جنگ ہوگی۔ دعویٰ ان دونوں کا ایک ہی ہوگا۔
اس حدیث کو مشکوۃ نے بخاری و مسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

تشریح:

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی معاویہؓ کی جنگ ہے۔ کیونکہ یہ دونوں گروپ یا صحابہ میں سے تھے یا تابعین میں سے اور یہ ہر ایک ایک دوسرے کو مسلمان بھی سمجھتے تھے۔ چنانچہ شارحین نے حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے جو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے حامیوں کے بارے میں فرمایا تھا ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے اور حضرت معاویہؓ کے سامنے حضرت علیؓ کے حامیوں میں سے ایک قیدی پیش کیا گیا تو ایک شخص نے بطور تاسف کہا کہ یہ تو بڑا اچھا مسلمان تھا میں اس کو جانتا ہوں تو حضرت معاویہ نے فرمایا کیا کہتا ہے یہ تو اب بھی اچھا مسلمان ہے۔ اس جنگ کا اصل باعث مشیت اور ابتلائے تقدیری ہے جو شروع سے سنت اللہ چلی آ رہی ہے جیسا فرمایا ہے:

ولو شاء اللّٰه ما قتتل الذين من بعدهم من بعد ما جاء تهم البينت ولكن اختلفوا فمنهم من امن ومنهم من كفر ط ولو شاء اللّٰه ما اقتتلوا قف ولكن اللّٰه يفعل ما يريدo (سورہ بقرہ آیت ۲۵۳)

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد آئے وہ آپس میں نہ لڑتے

بعد اس کے کہ ان کے پاس صاف حکم پہنچ چکے تھے لیکن ان میں اختلاف پیدا ہوگیا پھر کوئی ان میں سے ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

سورۃ بقرہ کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر پیغمبر کے بعد اس کے ماننے والوں میں اختلاف پڑا اور ان کی آپس میں لڑائیاں شروع ہوگئیں جب کہ ان کے پاس دین برحق کے روشن دلائل موجود تھے مگر پھر بھی انہوں نے اختلاف کیا اور آپس میں لڑے اور اللہ تعالی اگر چاہتے تو وہ نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی لڑائیوں میں مشیت الہی ہی کام کر رہی تھی۔ دراصل مشیت الہی دو قسم ہے ایک تکوینی اور دوسری تشریعی۔ تشریعی مشیت تو یہ ہے کہ سارے انسان مسلمان ہوں کوئی ان میں سے کافر نہ ہو۔ اس لئے تو اللہ تعالی نے انبیا علیہم السلام دنیا میں مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں اتاری ہیں اور ان انبیاء کی تعلیم سے جو مومن تیار ہوتے ہیں ان سے امتحان لیا جاتا ہے اور قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امتحان کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک تکوینی طریقہ بھی ہے جو آپس میں لڑائیوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ہر نبی کے بعد جو لڑائیاں ہوئی ہیں وہ اسی نوعیت کی تھیں اور نبی ﷺ کے بعد بھی لڑائیاں ہونے والی تھیں جن کا ذکر حدیث بالا میں ہے اور حضورؐ نے یہ پیشن گوئی از خود نہیں فرمائی تھی بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو بتائی ہے اور اس جنگ میں بظاہر دو جماعتیں تھی جو آپس میں لڑ رہی تھیں۔ ایک فوری قصاص عثمان کے حامی اور دوسری جماعت قصاص عثمان کو ٹالنے والی۔ پہلی جماعت کی کمان حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ

زوجہ نبی ﷺ نے کی اور دوسری جماعت کی کمان حضرت علیؓ نے کی۔ پہلی جماعت کا گمان یہ تھا کہ حضرت علیؓ جب قصاص عثمان کو ٹالتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ شہادتِ عثمان میں شریک ہیں اس بناء پر یہ لڑائی ہوئی۔ اس میں فریقین کے اسّی ہزار اور بعض نے لکھا ہے نوے ہزار مسلمان شہید ہوئے اور دراصل اس لڑائی میں ایک تیسری جماعت کام کر رہی تھی۔ یہ جماعت عبداللہ بن سبا یہودی کی جماعت تھی۔ یہ شخص منافق تھا۔ اس نے مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں سے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا جو وقتی طور پر اسلامی حکومت سے شکست کھا چکے تھے اور انہوں نے اسلامی حکومت کی ماتحتی بھی قبول کر لی تھی مگر در پردہ یہ لوگ اسلام کے مخالف تھے اور عبداللہ ابن سبا یہودی منافق کو یہ مواد ہاتھ آ گیا مگر یہ اعلانیہ اسلامی حکومت کے خلاف تو لڑ نہیں سکتے تھے اس لئے انہوں نے پہلے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسلمانوں میں گھس گئے اور ان کے اندر شامل ہو کر ان کے اندر اختلافات پیدا کئے اور ان کو آپس میں لڑا دیا۔ یہ ایک ایسی سازش تھی جس کا سمجھنا آسان نہیں تھا اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ آزمائش بھی تھی جس کے سامنے یہ بے بس تھے اور تقدیر کی طرف یہ لوگ دھکیلے جا رہے تھے۔

قیامت سے پہلے جھوٹے نبیوں کے دعویٰ نبوت کے بارے میں آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی

عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله

علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی ینبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰه (ترمذی ابواب فتن)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک تیس کے قریب قریب دعویٰ والے نہ پیدا ہوں ان میں سے ہر ایک رسول ہونے کا گمان کرے گا۔ ترمذی نے یہ حدیث ابواب الفتن میں نقل کی ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں تیس کے قریب قریب دعویٰ والوں کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں پورے تیس کا ذکر ہے اور تیسری حدیث میں ستر کا ذکر ہے۔ مراد کثرت ہے تعین نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے کے اندر بھی بعض لوگوں نے نبوت کے دعوی کئے تھے۔ جیسا کے طلیحہ اسدی، اسود عنسی، سجاح اور مسلیمہ کذاب پہلے دونوں کو نبی ﷺ کے زمانے میں ہی قتل کر دیا گیا تھا اور مسیلمہ کذاب کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بڑے شدید مقابلے کے بعد قتل کر دیا گیا تھا اور سجاح حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں بمعہ اپنے قبیلہ کے مسلمان ہوگئی تھی۔ اور اس کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے تھے جنہیں مسلمان بادشاہوں نے قتل کرادیا تھا یہاں تک کہ مرزا قادیانی دجال بھی انہی کا خوشہ چین ہے۔ بہر حال رسول اکرم ﷺ نے ان دجالین کے بارے میں جو پیشن گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی ہے اور ان کی تعداد بھی پوری ہوئی یا نہیں؟ اس کا ابھی تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

قیامت سے پہلے ترکوں کے ساتھ امت محمدیہ کی جنگ کے بارے میں

رسول اکرم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة حتی تقاتلوا قوما نعالهم الشعر وحتی تقاتلوا الترک صفار الاعین حمر الوجوه ذلف الانوف کان وجوههم المجان المطرفة (متفق علی. مشکوۃ باب الملاحم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے جنگ نہ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں کی ہوں گی اور یہاں تک کے تم ترکوں سے لڑو گے جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی چہرے سرخ ہوں گے۔ناک بیٹھی ہوئی ہوگی ان کے چہرے ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔(یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بخاری اور مسلم سے نقل کی ہے)

عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تقوم الساعة حتی تقاتلوا قوما نعالهم الشعر ولا تقوم الساعة حتی تقاتلوا قوما صغار الاعین زلف الانوف کان وجوههم المطرقة ابو دائود کتاب

الملاحم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے نہ لڑو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور اس وقت قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے نہ لڑ. جن کی آنکھیں چھوٹی، ناک بیٹھی ہوئی، جن کے چہرے ڈھال کی طرح ہوں گے۔ ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

عن عبداللّٰہ بن بریدۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی حدیث یقاتلکم قوما صغارالاعین یعنی الترک قال تسوقونھم ثلث مرار حتی تلمقوھم بجزیرۃالعرب واما فی السیاقۃ الاولی فینجوا من ھرب منھم واما فی الثانیہ فینجوا بعض ویھلک بعض وامافی الثالثہ فیسطلمون او کما قال (ابوداؤد کتاب الملاحم)

عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ سے اور اس نے نبی ﷺ سے حدیث نقل کی ہے آپ نے فرمایا کہ تم سے ایک قوم لڑے گی جن کی آنکھیں چھوٹی (یعنی ترک قوم) حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کو تین مرتبہ ہانکو گے یہاں تک کہ جزیرہ عرب میں ان سے ملو گے۔ پہلی مرتبہ ہانکتے وقت وہ لوگ نجات پائیں گے جو ان سے بھاگ جائیں گے اور دوسری مرتبہ ہانکتے وقت بعض نجات پائیں گے اور بعض ہلاک ہوں گے اور تیسری مرتبہ وہ سب کے سب ہلاک ہوں گے۔ یا جیسا رسول ﷺ نے فرمایا (ابو داؤد نے کتاب الملام میں

حدیث نقل کی ہے)۔

تشریح:

یہاں اس بحث میں تین احادیث نقل کی ہیں ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ترکوں کے ساتھ ہونے والی جنگ کے بارے میں پیشن گوئی فرمائی ہے آپ نے ان احادیث میں اس قوم کا نام (ترک) حلیہ بالوں کے جوتے ان کی آنکھیں چھوٹی بیٹھی ہوئی ناک ہوگی' ڈھال کی طرح ان کے چہرے ہوں گے تین مرتبہ یہ جنگ ہوگی۔ بڑا کشت وخون ہوگا اور آخری مرتبہ وہ سب کچھ تباہ کردیں گے۔ ان احادیث میں جس ترک قوم کا ذکر ہے اس سے مراد تاتاری قوم ہے کیونکہ تاتاری قوم ترک کی ہی ایک شاخ ہے ان کا وطن منگولیا یا مغلستان صحرائے گوبی تھا۔ چھٹی صدی ہجری کے آغار میں عباسی دور میں ان لوگوں نے حملہ کیا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کردیا تھا اور ہجری ۶۵۶ھ میں اسلامی دارالخلافہ بغداد کو تباہ کیا گیا تھا اور اس تباہی کا انداز اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف بغداد کے مسلمانوں کے خون سے دریاد جلہ سرخ ہوگیا تھا۔ ہمارا مقصد یہاں اتنا ہے کہ امام الانبیاء غلبہ اسلام نے ۶۴۶ھ سال پہلے جو پیشن گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی اور یہ آپ کے نبی برحق ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اور تاریخ میں لکھا ہے کہ اتنے کشت وخون کے بعد تاتاریوں کا سربراہ چنگیز خان مسلمان ہوگیا تھا اور اس کے بعد اور بھی تاتاری اور ترک مسلمان ہوگئے تھے۔ اس کی حکمت اللہ تعالی جانتا ہے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس راستے میں مسلمانوں کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔

قیامت سے پہلے جزیرہ عرب اور فارس اور روم کے ساتھ جنگ میں امت محمدیہ ؐ کی فتح کے بارے میں رسول ؐ اللہ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی

عن نافع ابن عتبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله ثم تغزون الد جال فيفتحه الله-(مشکوۃ بحوالہ مسلم)

حضرت نافع بن عتبہ نے فرمایا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جزیرہ عرب سے لڑو گے تو اللہ اس کو فتح کرے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے تو اللہ تعالی فتح دے گا پھر روم سے لڑو گے تو اللہ تعالی فتح دے گا پھر دجال سے لڑو گے پھر اللہ اس کو فتح کرے گا۔ صاحب مشکوۃ نے مسلم کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هلك كسرى فلا يكون كسرى بعده وقيصر ليهلكن ثم لا يكون قيصر بعده ولتقسمن كنوزهما فی سبيل الله وسمی الحرب خدعة-

(مشکوۃ بحوالہ متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسری

ہلاک ہوگیا' اوراس کے بعداورکوئی کسری نہ ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا پھراس کے بعد قیصر نہ ہوگا اوران دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے اور آپ نے لڑائی کا نام دھوکہ رکھا۔ (صاحب مشکوۃ نے کہا کہ اس حدیث پر امام مسلم اور بخاری کا اتفاق ہے)

تشریح:

اس بحث میں دوحدیثیں ہیں۔ پہلی حدیث میں چار پیشین گوئیاں ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی چار لڑائیاں ہوں گی۔ پہلی لڑائی جزیرہ عرب سے دوسری فارس سے' تیسری روم سے اور چوتھی دجال سے۔ اورفرمایا ان لڑائیوں میں اللہ تعالی میری امت کو فتح سے نوازیں گے اور دوسری حدیث میں تین پیشن گوئیاں ہیں پہلی ایران کے بادشاہ کسری کی ہلاکت کی دوسری روم کے بادشاہ قیصر کی ہلاکت کی تیسری یہ کہ ان دونوں حکومتوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے۔

پہلی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ترتیب سے پیشن گوئیاں فرمائی ہیں' اسی ترتیب سے یہ لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اوراس حدیث میں صحابہؓ کو فتوحات کی بشارتیں سنائی ہیں تو اللہ تعالی نے انہیں فتوحات بھی عطا فرمائی ہیں۔ حدیث میں پہلے صحابہ کو فرمایا ہے کہ تمہاری جنگ پہلے جزیرہ عرب سے ہوگی اور فتح بھی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال کے بعد مکہ' مدینہ اور طائف کے سوا پورے عرب میں فتنہ ارتداد کھڑا ہوگیا تھا اور صحابہؓ کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ شاید اب مدینہ پر حملہ ہو جائے گا اور حضرت ابوبکرؓ نے منصبِ خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے قدم اٹھایا اور ایک سال کے اندر اندر پورے جزیرہ عرب کو مرتدین سے پاک کر دیا اور ان معرکوں میں تقریباً اسی ہزار مرتدین واصل جہنم

ہوئے۔ اور باقی تائب ہوکر پھر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور یہ صحابہ کی بہت بڑی کامیابی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بمع بشارت فتح پوری ہوگئی۔

باقی مرتدین کے خلاف جنگوں کی تفصیل بڑی لمبی ہے مگر وہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ کیونکہ تفسیر سے اس کا تعلق نہیں ہے فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ایرانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بھی یہی تھی کہ جزیرہ عرب کے بعد فارسیوں سے تمہاری جنگ ہوگی اور فارسیوں (ایرانیوں) نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے عراق میں فوجیں جمع کی ہوئی تھیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ بہرحال یہ جنگ پھر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق فتح بھی ہوئی اور ان کے خزانے فی سبیل اللہ تقسیم ہوئے اور ان کی خزانوں کا خمس (پانچواں حصہ) جب مدینہ پہنچا تو مسجد نبوی میں ڈھیر لگ گیا اب اس کو لوگوں میں تقسیم کرنا تھا اور حضرت عمرؓ رو پڑے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ تو شکر کا مقام ہے آپ روتے کیوں ہیں تو فرمایا کہ جس قوم کے پاس جب مال زیادہ آتا ہے تو ان میں بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ اس مال کی وجہ سے مسلمانوں میں بغض نہ پیدا ہو جائے۔

اسکے بعد پھر روم سے جنگ ہوئی کیونکہ انہوں نے بھی مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے شام میں فوجیں جمع کی ہوئی تھیں اور حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق اس جنگ میں بھی اللہ تعالی نے صحابہؓ کو فتح عطا فرمائی اور ان رومیوں کے خزانے بھی مال غنیمت کے طور پر اللہ کے راستے میں تقسیم ہوئے اور اس حدیث میں دجال پر فتح کے بارے میں جو فرمایا ہے اس کی تفصیل عن قریب آ رہی ہے اور ایرانیوں کی تفصیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں کسری شاہ ایران کو خط لکھا تھا اس میں اس کو اسلام کی

دعوت دی تھی مگر اس نے وہ خط پڑھا بھی نہیں تھا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف بد دُعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے جس طرح انہوں نے میرے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا کہ شاہ ایران کے بیٹے شیرویہ نے پہلے باپ کے سامنے اپنے اٹھارہ بھائی قتل کیے تھے اور پھر باپ کو بھی قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر چند دن کے بعد خود بھی مر گیا اور شاہ روم کو بھی قتل کر دیا تھا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئیاں فرمائی تھیں وہ پوری ہو گئیں اور اس کے بعد ایران میں کسری اور روم میں قیصر لقب کا بادشاہ آج تک کوئی نہیں ہوا۔

قیامت سے پہلے چھ واقعات کے بارے میں رسولؐ اللہ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی

عن عوف بن مالک قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوہ تبوک وھو فی قبۃ من ادم فقال اعددستا بین یدی الساعۃ موتی فتح بیت المقدس ثم موتان یا خذفیکم کفصاص الغنم ثم استقاضہ المال حتی یعطیٰ الرجل ماتہ دینار فیظل ساخطا ثم فتنۃ لایبقی بیت من العرب ثم ھدنہ تکون بینکم وبین بنی الاصفر یغدرون فیاتونکم تحت ثمانین غایۃ تحت کل غایۃ اثنا عشر الفا (مشکوۃ بحوالہ بخاری)

حضرت عوف بن مالکؓ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کی خدمت میں گیا۔ آپ چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ واقعات گنو (۱) میرا فوت ہونا' (۲) بیت المقدس کا فتح ہونا' (۳) پھر تم میں عام ایک وبا پھیلی گی جیسے بکریوں میں ہوتی ہے' (۴) پھر مال بہت زیادہ ہوگا یہاں تک کہ اگر کسی کو ایک سو دینار دیئے جائیں گے تو وہ ناراض ہوگا' (۵) پھر فتنہ برپا ہوگا جو عربوں کے ہر گھر میں داخل ہوگا' (۶) پھر تمہارے درمیان اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی اور وہ عہد شکنی کریں گے اور اسّی جھنڈوں کا لشکر لے کر تم پر چڑھائی کریں گے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ (صاحب مشکوۃ نے بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔)

تشریح:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے جس ترتیب سے چھ واقعات کی پیشن گوئی فرمائی تھی اسی ترتیب سے یہ واقعات درپیش آئے ہیں۔ آپ نے پہلے اپنی وفات کا ذکر فرمایا تھا تو آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو ہوگئی۔ دوسرے نمبر پر بیت المقدس کے فتح ہونے کی خوش خبری سنائی تھی۔ یہ فتح ہجری ۱۶ھ میں دَورِ فاروقی میں ہوئی تھی۔ تیسرے نمبر پر آپ نے طاعون پھیلنے کی پیشن گوئی فرمائی تھی۔ یہ بیماری ہجری ۱۸ میں دَورِ فاروقی میں آئی اور ساتھ قحط بھی پڑا تھا۔ اس نے عراق' شام' مصر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور صرف تین دن میں ستر ہزار آدمی مرے تھے۔ اور پورے عرب میں قحط پڑ گیا تھا اور چوتھے نمبر پر آپ ﷺ نے اپنی اس امت پر مال و دولت کی فراوانی کی پیشن گوئی فرمائی تھی۔ یہ مال بھی دَورِ فاروقی میں آیا تھا۔ قیصر و کسری کے خزانے حضرت عمرؓ نے

امت میں تقسیم فرمائے تھے اور اس حدیث میں پانچویں نمبر پر عرب میں فتنہ برپا ہونے کی پیشن گوئی فرمائی تھی۔ یہ پیشن گوئی حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد پوری ہوئی تھی اور پورا عرب اس فتنہ کی لپیٹ میں آ گیا تھا اور اس حدیث میں چھٹے نمبر پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کی رومیوں کے ساتھ صلح ہوگی پھر وہ رومی عہد شکنی کریں گے۔ رومیوں کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائیوں میں ایسے کئی واقعات ہوگئے یہاں تک تو نبی ﷺ کی وہ پیشن گوئیاں لکھی گئی ہیں جو قیامت سے پہلے رونما ہونے والی تھیں اور وہ پوری ہو چکی ہیں۔ اب اس کے بعد وہ پیشن گوئیاں پیش کریں گے جو آپ ﷺ فرما تو گئے ہیں مگر ابھی ان کا ظہور نہیں ہوا۔

قیامت سے پہلے یہودیوں کے ساتھ امت محمدیہؐ کی جنگ میں فتح کے بارے میں آپؐ کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يقاتل المسلمون اليهود فيقتلهم المسلمون حتى ينحتبئى اليهودى من وراء الحجر والشجر فيقول الحجر والشجر يا مسلم يا عبدالله هذا يهودى خلفى فتعال فاقتله الا الغرقد فانه من شجر اليهود

(مشکوۃ بحوالہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے نہ لڑیں ۔ پھر مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائے گا پھر پتھر اور درخت کہے گا اے مسلمان اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے قتل کر مگر غرقد درخت نہیں بتائے گا کیونکہ وہ یہودیوں کے درخت سے ہے۔ اس حدیث کو صاحب مشکوۃ نے امام مسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

تشریح:

علماء نے لکھا ہے کہ شاید کہ یہ جنگ حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگی کیونکہ یہودی دجال کا ساتھ دیں گے اور حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے جیسا آئندہ احادیث میں آرہا ہے اور یہ پیشن گوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں مگر یقیناً پوری ہوگی کیونکہ اس سے پہلے آپ کی دس پیشن گوئیاں جو ہم لکھ آئے ہیں وہ حرف بہ حرف اور ہو بہو پوری ہوئی ہیں تو یہ بھی یقیناً پوری ہوں گی ۔ کیونکہ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے یہ وحی سے فرمایا ہے اپنی طرف سے نہیں فرمایا۔

قیامت سے پہلے جھجاہ نام کے بادشاہ کے بارے میں نبی اکرمؐ کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من

قحطان یسوق الناس بعصاہ ومشکوۃ متفق علیہ

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان سے ایک آدمی نکل کر لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ ہانکے

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الايام والليالى حتى يملك رجل يقال له الجهجاه وفى رواية حتى يملك رجل من الموالى يقال له الجهجاه۔ (رواہ مسلم)

اور انہی سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا دن اور راتیں اس وقت نہیں جائیں گے جب تک کہ ایک آدمی بادشاہ ہوگا اسے جھجاہ کہا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ غلاموں سے ہوگا یہ بادشاہ مسلمان ہوگا یہ پیشن گوئی پوری نہیں ہوئی۔

قیامت سے پہلے بعض دیگر غیر مسلموں کے خلاف رومی اور اسلامی اتحاد کے بارے میں آپ ﷺ کی پیشن گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی

عن ذى مخبر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ستصالحون الروم صلحا امنا فتغزون انتم وهم عدوا من ورائكم فتنصرون

وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتی تنزلوا بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اهل النصرانیة الصلیب فیقول غلب الصلیب فیغضب رجل من المسلمین فید قه فعند ذلک تغدر الروم وتجمع للملحمة وزاد بعضهم فیثور المسلمون الی اسلحتهم فیقتلون فیکرم الله تلک العصابة بالشهادة رواه ابودائود

حضرت ذی مخبر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے قریب ہے کہ تم رومیوں سے صلح کرو گے صلح یا امن' پھر تم اور وہ مل کر ایک تیسرے دشمن کے ساتھ جنگ کرو گے تم فتح یاب ہو گے اور غنیمت حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے حتی کہ ایک سرسبز اور ٹیلوں والی زمین پر اترو گے تو ایک عیسائی صلیب توڑ ڈالے گا اس وقت رومی عہد توڑ ڈالیں گے اور جنگ کے لئے اکھٹے ہو جائیں گے بعض نے الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں کہ مسلمان اپنے اسلحہ کی طرف دوڑیں گے پھر جنگ کریں گے۔ اللہ تعالی اس جماعت کو شہادت کے ساتھ عزت بخشے گا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

قیامت سے پہلے رومیوں اور مسلمانوں میں خوفناک جنگ اور اس میں دجال پیدا ہونے کی افواہ کے بارے میں نبی اکرمؐ کی پیشین گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی

وعن عبدالله ابن مسعود قال ان الساعة لا تقوم حتى لا يقتسم ميراث ولا يفرح بغنيمة ثم قال عدو يجمعون لاهل الشام ويجمع لهم اهل الاسلام يعنى الروم فيتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفىء هولاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى تحجز بينهم الليل فيفىء هولاء وهولاء كلا غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يمسوا فيفىء هولاء كل غير غالب وتفنى الشرطة فاذا كان يوم الرابع لهدا اليهم بقيته اهل الاسلام فيجعل الله الدبرة عليهم فيقتتلون مقتلة لم يرمثلها حتى ان الطائر ليمر بجنباتهم فلا يخلفهم حتى يخر ميتا فيتعاد بنوا

الاب کانوا مائة فلا یجدونه بقی منهم الاالرجل الواحد فبای غنیمة یفرح او ای میراث یقسم فبینا هم کذلک اذسمعوابباس هو اکبر من ذلک فجاء هم الصریخ ان الد جال قد خلفهم فی ذراریهم فیر فضون ما فی ایدیهم ویقبلون فیبعثون عشر فوارس طلیعة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی لا عرف اسماء هم واسماء ابائهم والوان خیر لهم هم خیر فوارس او من خیر وفوارس علی ظهرالارض یومئذ رواه مسلم.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور غنیمت سے خوش نہ ہوا جائے گا پھر فرمایا دشمن اہلِ شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکھٹے ہوں گے اہلِ اسلام ان آدمیوں کے لئے اکھٹے ہوں گے مسلمان اپنے لشکر میں سے ایک فوج منتخب کریں گے جو مرنا قبول کریں گے اور غالب فتح یاب ہو کر واپس لوٹیں گے وہ جنگ کریں گے رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی مسلمان اور کافر ہر ایک غیر غالب اپنے اپنے خیموں کی طرف لوٹیں گے اور وہ جماعت ماری جائے گی پھر مسلمان اپنے لشکر سے ایک فوج موت کے لئے منتخب کریں گے کہ وہ غالب ہو کر ہی لوٹیں گے یا مارے جائیں گے وہ جنگ کریں گے یہاں تک کہ رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ مسلمان و کافر ہر ایک غیر غالب اپنے اپنے ڈیروں کی طرف لوٹیں گے اور وہ جماعت

سو ماردی جائے گی پھر مسلمان موت کے لئے جماعت نکالیں گے کہ وہ کامیاب واپس آئیں گے شام تک وہ لڑتے رہیں گے مسلمان اور کافر دونوں اپنے اپنے ڈیروں کی طرف غیر غالب واپس آئیں گے اور وہ جماعت فنا ہو جائے گی۔ جب چوتھا دن ہو گا سبھی مسلمان ان کی طرف نکل کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کفار کو شکست دے دے گا وہ اس طرح لڑیں گے کہ اس جیسا لڑنا نہیں دیکھا پرندہ ان کے جوانب سے اُڑ کر گزرنا چاہے گا ان کو پیچھے چھوڑنے سے پہلے مر کر گر پڑے گا ایک باپ کے بیٹوں کو گنا جائے گا کہ سو تھے ان میں سے ایک ہی باقی بچے گا پس کس غنیمت کے ساتھ خوش ہوا جائے اور کونسی میراث تقسیم کی جائے وہ اس حالت میں ہوں گے کہ وہ اس سے بھی بڑی جنگ کے متعلق سنیں گے۔ مسلمانوں کو ایک آواز سنائی دے گی کہ ان کے اہل عیال میں دجال آچکا ہے وہ اس چیز کو چھوڑ دیں گے جو ان کے ہاتھوں میں ہوگی اور دجال کی طرف متوجہ ہوں گے دجال کے حالات سے مطلع ہونے کے لئے وہ دس سوار بھیجیں گے رسول ﷺ نے فرمایا میں ان کے نام جانتا ہوں ان کے باپ دادوں کے نام بھی اور ان کے گھوڑوں کے نام رنگ کو بھی جانتا ہوں۔ بہترین سوار ہوں گے یا فرمایا روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے روایت کیا اس کو مسلم نے

قیامت سے پہلے رومیوں اور مسلمانوں میں ایک اور جنگ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر دجال کو قتل کرنے کی پیشین گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى ينزل الروم بالاعماق او بذابق فيخرج اليهم جيش من المدينة من خيار اهل الارض يومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلو بيننا و بين الذين سبوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لا والله لا نخلى بينكم و بين اخواننا فيقاتلونهم فينهزم ثلث لا يتوب الله عليهم ابدا: ويقتل ثلثهم افضل الشهداء عند الله ويفتح الثلث لا يفنون ابدا فيفننحون قسطنطنيه فبينما هم يقتسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون اذ صاح فيهم الشيطان ان المسيح قد خلفكم فى اهليكم فيخرجون وذلک باطل فاذا جاو االشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفون اذااقيمت الصلوة فينزل عيسى بن مريم فامهم فاذا راه عدوالله ذاب كما يذوب الملح فى

الـماء فلوترکه لا نذاب حتی یهلک ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته رواه مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ رومی اعماق یا ذابق میں نہیں اتریں گے شہر سے ایک لشکر ان کے مقابلہ کے لیے نکلے گا وہ زمین کے بہترین لوگ ہوں گے جب وہ صفیں باندھ لیں گے رومی کہیں گے ہمارے اور ان لوگوں کو جنہوں نے ہم میں سے قیدی پکڑیں ہیں چھوڑ دو ہم ان سے جنگ کرتے ہیں مسلمان کہیں گے اللہ کی قسم ہم اپنے اور اپنے بھائیوں کے درمیان خالی نہیں کریں گے مسلمان رومیوں سے لڑیں گے ایک تہائی شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ اللہ کبھی ان کی توبہ قبول نہ کرے گا۔ ایک تہائی قتل ہوں گے اللہ کے نزدیک وہ افضل ترین شہید ہیں۔ ایک تہائی کو فتح حاصل ہوگی کبھی وہ فتنوں میں نہ ڈالے جائیں گے وہ قسطنطنیہ شہر کو فتح کریں گے اسی اثناء میں کہ وہ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے انہوں نے زیتون کے ساتھ اپنی تلواریں لٹکا رکھی ہوں گی شیطان ان میں آواز دے گا کہ مسیح دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں آچکا ہے وہ نکل جائیں گے اور یہ بات جھوٹی ہوگی وہ شام کو آئیں گے کہ وہ نکل آئے گا۔ لڑائی کے لئے وہ تیار ہوں گے اور صفیں باندھ لی ہوں گی۔ جب نماز کی اقامت کہی جائے گی عیسی بن مریم نازل ہوں گے۔ ان کی امامت کرائیں گے۔ جب اللہ کا دشمن (دجال) آپ کو دیکھے گا' پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دیں تو وہ گھل جاوے یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے لیکن اللہ تعالی ان کے ہاتھوں قتل کرائے

گا۔حضرت عیسیٰؑ اپنے نیزے میں اس کا خون دکھلائیں گے۔(روایت کیا مسلم نے)

قیامت سے پہلے کفار اور مسلمانوں کی جنگ میں ان کا ایک شہر صرف لا الہ الا اللہ سے فتح ہونے کی آپؐ کی پیشین گوئی جو ابھی پوری نہیں ہوئی

وعن ابی هريرة ان النبی صلی الله عليه وسلم قال هل سمعتم بمدينه جانب منها فی البر وجانب منها فی البحر قالوا نعم يا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتی يغزوها سبعون الفا من بنی اسحق فاذا جاءوها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا بسهم قالو لا اله الا الله والله اكبر فيسقط احد جانبيه قال ثوربن يزيد الراوی لا اعلمه الا قال الدی فی البحر ثم يقولون الثانية لا اله الا الله والله اكبر فيسقط جانبها الاٰخر ثم يقولون الثالثة لا اله الا الله والله اكبر فيفرج لهم فيدخلونها فيغنمون فبينماهم يقتسمون المغنم اذ جاءهم الصريخ فقال ان الدجال قد خرج فيتركون كل شیء ويرجعون

رواه مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ایک شہر سن رکھا ہے جس کا ایک کنارہ خشکی کی جانب ہے اور ایک کنارہ دریا کی جانب ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اسحقؑ کی اولاد سے ستر ہزار آدمی جنگ نہ کریں گے۔ جب وہاں پہنچیں گے، وہاں اتریں گے، کسی ہتھیار سے وہ نہ لڑیں گے اور نہ کوئی تیر پھینکیں گے بلکہ کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کا ایک کنارہ گر جائے گا پھر دوسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے تو دوسرا کنارہ گر جائے گا پھر تیسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہیں گے ان کے لئے رستہ نکل آئے گا۔ وہ اس میں داخل ہوں گے اور مالِ غنیمت لوٹیں گے۔ وہ ابھی غنیمت کے مال کو تقسیم کر رہے ہوں گے کہ ایک آواز آئے گی کہ دجال نکل آیا ہے۔ وہ ہر چیز کو چھوڑ دیں گے اور واپس لوٹ آئیں گے۔

(روایت کیا اس کو مسلم نے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مختلف پیشین گوئیاں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں

عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عمران بيت المقدس خراب يثرب و خراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح قسطنطنية وفتح قسطنطنية خروج الدجال رواه ابوداود۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس کا آباد ہونا مدینے کے ویران ہونے کا سبب ہے اور مدینے کا ویران ہونا جنگ عظیم کا سبب ہے اور جنگ عظیم فتح قسطنطنیہ کا سبب ہے اور فتح قسطنطنیہ خروج دجال کا سبب ہے۔ (یہ حدیث امام ابو داؤد نے نقل کی ہے)

اسی طرح معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا اور دجال کا خروج سات ماہ میں ہو جائے گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے)

وعن عبدالله ابن بسر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بين الملحمة وفتح المدينة ست سنين ويخرج الدجال فى السابعة رواه ابودائود وقال هٰذا اصح

حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ برس کا فاصلہ ہے۔ ساتویں سال دجال نکلے گا (روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور کہا کہ یہ حدیث بہت صحیح ہے)

وعن ابن عمر قال يوشك المسلمون ان يحاصروا الى المدينة حتىٰ يكون ابعد مسالحهم سلاح وسلاح قريب من خيبر رواه ابودائود۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا قریب ہے کہ مسلمان ایک شہر میں

محصور ہوں گے یہاں تک کہ ان کی دور ترین سرحد سلاح ہوگا۔ سلاح خیبر کے نزدیک ایک موضع ہے۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا انس ان الناس يمصرون امصارًا وان مصرًا منها يقال له البصرة فان انت مررت بها او دخلتها فاياك وسباخها وكلاء ها وتحيلها سوقها و باب امرائها وعليك بضواحيها فانه يكون بها خسف وقذف ورجف وقوم يبيتون ويصبحون قردةً و خنازير رواه ابوداود۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انسؓ! لوگ ایک شہر آباد کریں گے۔ ان میں سے ایک شہر کا نام بصرہ ہوگا۔ اگر تو وہاں سے گزرے یا اس میں داخل ہو تو اس کی شوروالی زمین سے بچنا اور اس کے سبزہ سے اس کی کھجوروں سے اور اس کے بازاروں اور امراء کے دروازوں سے اس کے کناروں کو لازم پکڑو کیونکہ وہاں صورتوں کا بدل جانا' پتھروں کا پڑنا اور زلزلوں کا آنا ہوگا۔ وہاں ایک قوم رات گزارے گی اور صبح وہ بندر اور خنزیر بنا دیئے جائیں گے۔ (روایت کیا اسکو ابوداؤد نے)۔

وعن صالح ابن درهم يقول انطلقنا حاجين فاذا رجل فقال لنا الىٰ جنبكم قرية يقال لها الابلة قلنا نعم قال من يضمن لي منكم ان يصلي لي في مسجد العشار ركعتين او اربعًا ويقول هٰذه لابي

هـريـرة سـمعت خليلى ابا القاسم صلى الله عليه وسـلـم يـقـول ان الله عـز وجـل يبـعـث من مسجد الـعشـار يـوم الـقيـامة شهـداء لا يقوم مع شهداء بدر غيـرهـم رواه ابـودائـود و قـال هٰذا الـمسجد مما يلى الـنهر

حضرت صالح بن درہمؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم حج کے لئے نکلے۔ وہاں ایک آدمی تھا اس نے کہا تمہارے علاقے میں ایک بستی ہے جس کا نام ابلہ ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مجھے اس بات کو کون ضمانت دیتا ہے کہ وہاں کی مسجد عشار میں میرے لئے دو رکعت نماز پڑھے یا چار رکعت اور کہے یہ نماز ابو ہریرہ کے لئے ہے۔ میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے اللہ تبارک وتعالی قیامت کے دن مسجد عشار سے شہید اٹھائے گا بدر کے شہیدوں کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی اور نہ کھڑے ہوں گے۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور کہا یہ مسجد نہر کی جانب ہے)

یہاں تک قرب قیامت کی نفس علامات کا ذکر کیا گیا ہے جن کے بارے میں صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئیاں فرمائی ہیں مگر یہ علامات دو قسم کی ہیں۔ بعض بڑی ہیں اور بعض چھوٹی ہیں۔ اب اس کے بعد پہلی چھوٹی علامات کا ذکر کریں گے اور پھر بڑی علامات کا ذکر کریں گے۔

قرب قیامت کی ابتدائی چھوٹی علامات

فھل ینظرون الا الساعة ان تأتیھم بغتةً ج فقد جاء اشراطھا ج فانی لھم اذا جاء تم ذکرھم-

(سورۃ محمد آیت ۱۸)

پھر کیا وہ اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں کہ ان پر ناگہاں آئے۔ پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں پھر جب وہ آ گئی تو ان کا سمجھنا کیا فائدہ دے گا۔

تفسیر:

اسلامی عقائد میں سے عقیدہ قیامت بھی تمام انبیاء علیہم السلام کے مابین اتفاقی رہا ہے۔ ہر پیغمبر نے اپنی اپنی امت کو اس عقیدہ سے آگاہ کیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو یہ عقیدہ بتایا ہے جیسا کہ سورہ محمد کی اس آیت میں ہے مگر اس میں تین مضامین ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ کافروں کا خیال ہے کہ قیامت اچانک آئے گی تو مان لیں گے اور دوسرا مضمون یہ ہے کہ قیامت کی علامات آ چکی ہیں مان لیں اور تیسرا مضمون یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو اس وقت وہ کافر اسے مان بھی لیں گے اور انہیں نصیحت بھی آ جائے گی مگر اس وقت انہیں نصیحت حاصل کرنے کا فائدہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس آیت میں جو لفظ اشراط آیا ہے۔ یہ شرط کی جمع ہے۔ چھوٹے نالے یا چھوٹے جانور کو کہتے ہیں یہاں اس آیت میں اس سے مراد قیامت برپا ہونے سے کافی پہلے جو چھوٹی چھوٹی علامات رونما ہوں گی وہ مراد ہیں مگر چونکہ اشراط جمع مکسر کا صیغہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹی علامات بے شمار ہوں گی جن کی تفصیل احادیث میں آ رہی ہے اور آیت میں جو جاء صیغہ ماضی استعمال ہوا ہے اور اس کے شروع میں فقط

حرف تحقیق لگایا ہے اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ علامات آ چکی ہیں حالانکہ نزول قرآن کے وقت ان نشانیوں میں سے کوئی ایک بھی نشانی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے عرب کا یہ اصول ہے کہ جو چیز ابھی معرض وجود نہ آئی ہو مگر اس آنا یقینی ہو تو وہاں صیغہ ماضی لگایا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہی مراد ہے۔

اور ان اشراط میں بعض کا ظہور تو نبی ﷺ کے زمانہ ہی میں ہو چکا تھا جیسا کہ آپ کا اپنا وجود مسعود بھی تو اشراط ساعت میں سے تھا۔ اور بعض کا ظہور آپ کے بعد ہوا اور ہو رہا ہے بہر حال یہ سب اشراط یعنی چھوٹی چھوٹی علامت ہیں احادیث میں پہلے ان کو بیان کیا گیا ہے۔ بڑی علامات بعد میں بیان ہوں گی۔ مگر مقام غور ہے کہ چھوٹی چھوٹی یہ اشراط پہلے بیان فرمائی ہیں اور بڑی بڑی بعد میں اس کی وجہ کیا ہے؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی دنیا والا دستور ہی چلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جس قوم کو عذاب دیتے ہیں تو پہلے ان کے پاس پیغمبر بھیجتے ہیں اگر کوئی پیغمبری دعوت کو نہ مانیں تو پہلے ان کو تھوڑا تھوڑا اور معمولی عذاب دیتے ہیں کہ شاید ان سے مان جائیں اور اگر اس سے کوئی نہ مانیں تو پھر پہلے عذاب کی نسبت کچھ زیادہ عذاب دیتے ہیں کہ تا کہ شاید اس سے مان جائیں اگر اس سے بھی نہ مانیں تو پھر ان پر دولت کی وسعت اور فراوانی کی جاتی ہے کہ شاید اس طرح مان جائیں اگر اس سے بھی کوئی نہ مانیں تو پھر اس قوم پر بڑا عذاب اتار دیا جاتا ہے اور اس قوم کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کہ فرعونیوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ وما نریهم من آية الاهي اكبر من اختها واخذناهم بالعذاب لعلهم يرجعون (سورۃ زخرف آیت ۴۸) اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب سے پکڑا تا کہ وہ باز آئیں۔ بہر حال مہلت غور اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتے ہیں۔ اگر کو

غور نہیں کرتا تو پھر عذاب دیا جاتا ہے۔ اسی طرح قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ مختلف اوقات میں چھوٹی چھوٹی اور مختلف قسم کی علامات دکھاتے ہیں اور دکھائیں گے۔ کبھی باہم جنگوں اور لڑائیوں کی شکل میں، کبھی قحط سالی اور زلزلوں کی شکل میں اور کبھی کثرت مال میں۔ مقصد یہ ہے تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ جو خداوند پاک یہ چھوٹے چھوٹے عذاب اتار سکتا ہے تو وہ بڑے سے بڑا عذاب بھی اتار سکتا ہے۔ اگر کوئی باز نہیں آئے گا تو پھر بڑی بڑی علامات دکھائیں جائیں گی۔ ان سے بھی کوئی عبرت حاصل نہیں کرے گا تو پھر قیامت برپا کر دی جائے گی بہر حال یہ سب تفصیلات آئندہ احادیث میں آرہی ہیں۔ پہلے چھوٹی چھوٹی علامات کی تفصیلات آئیں گی اور پھر بڑی علامات کی تفصیلات آئیں گی۔ واللہ الموافق والمعین۔

قرب قیامت کی اجمالی علامات

عن انس قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویکثر الجھل ویکثر الزناء ویکثر شرب الخمر ویقل الرجال ویکثر اللنساء حتیٰ یکون لخمیس امراۃ القیم الواحد وفی روایۃ یقل العلم ویظر الجھل۔

(مشکوۃ بحوالہ متفق علیہ)

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا دیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ زنا زیادہ ہو جائے گا۔ شراب کثرت سے پی جائے گی۔

مرد کم ہو جائیں گے۔عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک نگران ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی ۔ یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بحوالہ متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

تشریح: یہ حدیث سورۃ محمد کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے۔ کیونکہ اس میں فرمایا ہے کہ قیامت کی اشراط آ گئی ہیں مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی ہیں اور نبی ﷺ نے اس حدیث میں ان میں سے چھ نشانیاں یہاں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ علم دین اٹھا دیا جائے گا اور دوسری نشانی یہ ہے کہ جہالت زیادہ ہو جائے گی یعنی علماء ختم ہو جائیں گے اور تیسری نشانی یہ ہے کہ زنا زیادہ ہو جائے گا جس کی وجہ سے معاشرہ میں بے رحمی پھیل جائے گی اور چوتھی نشانی یہ ہے کہ شراب نوشی عام ہو جائے گی جس کی وجہ سے معاشرے کی عقلوں میں فتور آ جائے گا۔ اور پانچویں نشانی یہ ہے کہ مرد کم ہو جائیں گے اور چھٹی نشانی یہ ہے کہ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یعنی جہالت کم علمی بے رحمی اور عقلوں میں فتور آ جانے کی وجہ سے مرد لڑ لڑ کر تباہ ہو جائیں گے جو نظام عالم چلانے والے تھے اور بہت کم مرد بچیں گے اور پھر عورتیں نظامِ عالم چلا نہیں سکیں گے۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتخذ الفیء دولًا والا مانة مغنماً والزكوٰة مغرماً و تعلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنىٰ صديقه واقصىٰ اباه وظهرت الاصوات فی المساجد وساد القبيلة فاسقهم و كان زعيم القوم ارزلهم واكرم الرجل مخافة شره

و ظهـرت القينات والمعازف واشربت الخمور ولعن آخـر هٰـذه الامة اولهـا فـارتـقبو عند ذالک ريحًـا حـمـراء و زلـزلةً وخسـفاً و مسخاً وقذ فاوايات تتابع كنظام قطع سلكه فتتابع۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو دولت سمجھا جائے گا یعنی با اختیار اور ذمہ دار لوگ مال غنیمت کو آپس میں مل ملا کر کھا جائیں گے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جس طرح مال غنیمت کے تقسیم کرنے کا طریقہ بتایا ہے اس طرح تقسیم نہیں کریں گے اور امانت کو غنیمت سمجھا جانے لگے یعنی اس میں خیانت کریں گے اور زکوۃ کو تاوان جانے لگیں اور علم دین کو دین کے لئے نہ حاصل کیا جائے بلکہ دنیاوی وجاہت اور امور اور اغنیاء کا قرب حاصل کرنے کے لیے سیکھا جائے اور آدمی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور کرے اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں اور قبیلے کا سرداران میں سے بدمعاش اور ذمہ داران میں سے کمینہ اور آدمی کی شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے اور گانے والیاں اور گانے کے آلات عام ہو جائیں اور شرابیں عام پی جائیں اور اس امت کے بعد والے پہلوں پر لعنت بھیجنے لگیں تو اس وقت سرخ آندھی۔ زلزلے۔ زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے، پتھروں کی بارش اور مسلسل نشانیوں کا انتظار کرو جس طرح کے موتیوں کی لڑی ٹوٹنے سے موتی پے در پے گرتے ہیں۔ یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں جناب نبی ﷺ نے قیامت کی ابتدائی علامات سولہا بیان فرمائی ہیں اور یہ حدیث بھی سورۃ محمد کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے۔ کیونکہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے اشراط (علامات) آ گئی ہیں مگر یہ تفصیل نہیں بتائی کہ وہ کون سی ہیں اللہ تعالی کے مقررہ کردہ شارح قرآن حضرت محمد ﷺ نے اس حدیث میں یہ بتا دیا ہے کہ وہ علامات یہ ہیں جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ تمام علامات پائی جا چکی ہیں اور حدیث میں مذکورہ عذاب بھی آ چکے ہیں۔

عن ابی هريرة قال بينما النبی صلی الله عليه وسلم يحدث اذ جاء اعرابی فقال متی الساعة وقال اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال كيف اضاعتها قال اذا وسد الامر الیٰ غير اهله فانتظر الساعة۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اس دوران کہ نبی ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا کہ قیامت کب آئے گی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کر دی جائے گی تو قیامت کا انتظار کر۔ تو اس نے کہا امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب ملکی اختیارات نا اہل کے حوالے کیے جائیں تو پھر تو قیامت کا انتظار کر۔ یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بخاری کے حوالے سے نقل کی ہے اس حدیث میں امانت ضائع کرنے کی تشریح آ گئی کہ جب نا اہل قسم کے لوگوں کو ملک کی باگ ڈور سونپی جائے یہ امانت کو ضائع کرنا ہے۔

قرب قیامت کی بعض اور علامات کہ اوّل جھوٹے نبی اور بدعتی علماء دین بگاڑیں گے

عن جابر ابن سمرة قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم ۔(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

حضرت جابر بن سمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک قیامت سے پہلے جھوٹے نبی ہوں گے ان سے بچو (یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے امام مسلم کے حوالہ سے نقل کی ہے)

تفسیر: شارحین نے اس حدیث کی تشریح میں تین احتمال لکھے ہیں ایک یہ ہے کہ قیامت کے قریب کچھ لوگ دعویٰ نبوت کریں گے اور وہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کی غلط تاویلات کریں گے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ عقیدہ توحید ورسالت اور قیامت کے بارے میں اپنے پاس سے غلط احادیث بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کریں گے اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ کہ وہ دین میں بدعات پیدا کریں گے اگر چہ اس سے پہلے بھی یہ تینوں قسم کے لوگ پیدا ہوئے تھے اور اس وقت بھی ایسے لوگ موجود ہیں لیکن حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب بھی ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور قرآن مجید اور احادیث میں انکی غلط تاویلات اور موضوع اور من گھڑت معنے کی وجہ سے معاشرہ میں بدعملی پھیلے گی جو باعث قیامت ہوگی جیسا کہ حدیث نمبر ایک سے بھی اس کی

تائید ہوتی ہے بس یہ ساتویں علامت ہوگی اور یہ حدیث بھی سورۃ محمد والی آیت کی تفسیر ہے۔

قرب قیامت کی ایک اور علامت نہر فرات سے سونا نکلنے پر خوفناک جنگ ہوگی

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشک الفرات ان يحسر عن كنز من ذهب فمن حضر فلا يأخذ منه شيئًا۔

(مشکوٰۃ بحوالہ متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے نہر فرات سے سونا ظاہر کیا جائے گا۔ جو وہاں موجود ہو تو اس کو اس سے کچھ بھی نہیں لینا چاہیئے۔ یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بخاری اور مسلم کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

قرب قیامت کی ایک اور علامت زمین اپنے اندر کے خزانے نکالے گی

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تقىء الارض افلاذ كبيد ها امثال الاسطوانة من الذهب والفضة فيجىء القاتل فيقول

فی ھٰذا قتلت ویجیء القاطع فیقول فی ھٰذا قطعت رحمی ویجئی السارق فیقول فی ھٰذا قطعت یدی ثم یدعونه فلا یأخذون منه شیئًا (مشکوٰۃ۔ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ زمین اپنے جگر کے سونے چاندی کے ستونوں سے ٹکڑے قے کرے گی پھر قاتل آئے گا اور کہے گا میں نے اس کی وجہ سے قتل کیا تھا اور قطع رحمی والا آئے گا اور وہ کہے گا میں نے اس کی وجہ سے قطع رحمی کی تھی اور چور آئے گا اور کہے گا جو کہے گا اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ پھر اس کو چھوڑ دیں گے اور اس سے کچھ بھی نہیں لیں گے۔ (مشکوۃ نے مسلم کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے)

وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لا تذهب الدنیا حتیٰ یمر الرجل علی القبر فیتمرغ علیه ویقول یٰلیتنی کنت مکان صاحب ھٰذا القبر ولیس به الدین الا البلاء (مشکوٰۃ مسلم)

اور اسی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی میری جان جس کے ہاتھ میں ہے یہ دنیا نہیں جائے گی یہاں تک کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا پھر اس کی طرف لوٹ کر کہے گا افسوس میں بھی اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور وہ یہ بات دین کی وجہ سے نہیں بلکہ پریشانیوں کی وجہ سے کہے گا۔ (مشکوۃ نے مسلم کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے)

وعن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه

وسلم لا تقوم الساعة حتى يكثر المال ويغيض حتىٰ يخرج الرجل زكوٰة ماله فلا يجد احدًا يقبلها منه وحتىٰ تعود ارض العرب مروجًا وانهاراً ﴿مشكوٰة مسلم وفى رواية له قال تبلغ المساكن اهاب او يهات﴾

اور حضرت جابرؓ سے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مال زیادہ نہ ہو۔ عام نہ ہو جائے یہاں تک کہ آدمی اپنے مال کی زکوۃ نکالے گا تو اسے کوئی قبول نہیں کرے گا اور یہاں تک کہ عرب کی زمین چراگاہوں اور دریاؤں میں تبدیل نہ ہو جائے۔ مشکوۃ والے نے مسلم کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے اور اس کی ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اس کی آبادی اہاب یا یہات تک پہنچ جائیگی۔

تفسیر:

اس بحث میں تین احادیث ہیں اور یہ تینوں احادیث سورۃ محمد کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے۔ کیونکہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ قیامت کی اشراط آچکی ہیں اور یہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اشراط سے مراد قیامت کی چھوٹی چھوٹی علامات ہیں اور یہ علامات کچھ تو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور ایک علامت یہاں اس بحث میں بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے قریب مال زیادہ ہو جائے گا زمین اپنے اندر کے خزانے نکال دے گی یہاں تک کہ کوئی زکوۃ قبول کرنے والا نہیں رہے گا مگر اس کے باوجود پریشانی بہت ہوگی یہاں تک کے انسان موت کی دعا کرے گا۔ دولت کی اتنی فراوانی کا مقصد یہ ہے کہ شاید کے انسان اس طرح عقیدہ توحید و قیامت مان جائے۔

قرب قیامت کی ایک اور علامت امام مہدی کے ذریعہ نظامِ عدل کا قیام

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فى آخر الزمان خليفة يقسم المال ولا يعده وفى رواية يكون فى اٰخر امتى خليفة يحثى المال حثياً ولا يعده عداً ۔(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ آخیر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اسکو گنے گا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے آخیر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا لپیں بھر بھر کر مال دے گا شمار نہیں کرے گا۔ یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے امام مسلم کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الدنيا حتىٰ يملك العرب رجل من اهل بيتى يواطئى اسمه اسمى رواه الترمذى وابودائود وفى رواية له قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله تعالىٰ ذٰلك اليوم حتىٰ يبعث فيه رجلاً منى او من اهل بيتى يو اطئى اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى يملاء الارض قسطًا وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا دنیا

اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک ہوگا اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا (روایت کیا اس کو ترمذی نے) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ گیا اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھ میں سے یا فرمایا میرے اہل بیت کے ایک آدمی کو مبعوث فرمادے گا جس کا نام میرے نام کے اور باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

وعن ام سلمةؓ قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المهدى من عترتى من اولاد فاطمة رواه ابودائود۔

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا فرماتے تھے مہدی میری عترت اولاد فاطمہؓ سے ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

وعن ابى سعيدؓ الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى منى اجلى الجبهة اقنى الانف يملاء الارض قسطًا وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً يملك سبع سنين رواه ابودائود۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی بلند بینی والا ہوگا زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی سات برس تک

زمین میں حکومت کرے گا۔(روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

وعنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی قصة المهدی قال فجاء الیه الرجل فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی قال فیحثی له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله رواه الترمذی۔

انہی حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔مہدی کے قصے میں آپ نے فرمایا ایک آدمی اس کے پاس آئے گا اور کہے گا اے اے مہدی مجھے دے مجھے دے آپ نے فرمایا وہ اس کو کپڑے میں لپ بھر کر دے گا کہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکے گا۔(ترمذی)

وعن ام سلمةؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هارباً الیٰ مکة فیأتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کاره فیبایعونه بین الرکن والمقام ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذا رأی الناس ذٰلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبایعونه ثم ینشاء رجل من قریش اخواله کلب فیبعث الیهم بعثًا فیظهرون علیهم وذٰلک بعث کلب ویعمل فی الناس بسنة نبیهم ویلقی الاسلام بجرانه فی الارض فیلبث سنین ثم یتوفیٰ ویصلی علیه

المسلمون رواہ ابوداؤد۔

حضرت ام سلمہؓ نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں فرمایا ایک خلیفہ کے مرنے پر اختلاف پیدا ہو جائے گا اہل مدینہ کا ایک شخص بھاگ کر مکہ چلا آئے گا۔ اہل مکہ اس کے پاس آئیں گے وہ اس کو نکالیں گے بلکہ وہ اس کو مکروہ سمجھتا ہو گا۔ رکن اور مقام کے درمیان وہ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ شام سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجا جائے گا مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء مقام میں ان کو دھنسا دیا جائے گا جس وقت اس بات کو دیکھیں گے شام کے ابدال اور اہل عراق کے گروہ اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے پھر قریش کا ایک آدمی جس کے ماموں کلب سے ہوں گے ظاہر ہوگا وہ ان کی طرف اپنا لشکر بھیجے گا۔ مہدی اس پر غالب آجائیں گے اور یہ مذکور لشکر کلب کا فتنہ ہوگا۔ مہدی لوگوں میں سنت نبویؐ کے مطابق عمل کریں گے اسلام اپنی گردن زمین میں ڈال دے گا۔ سات سال تک وہ رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

وعن ابی سعیدؓ قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بلاءً یصیب ھٰذہ الامۃ حتیٰ لایجد الرجل ملجاءً یلجاء الیہ من الظلم فیبعث اللّٰہ رجلاً من عترتی واھل بیتی فیملاء بہ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضیٰ عنہ ساکن السماء وساکن الارض لاتدع السماء من قطرھا

شیئًا الا صبته مدراراً ولا تدع الارض من نباتها شیئًا الا اخرجته حتیٰ یتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذٰلک سبع سنین اوثمان سنین او تسع سنین رواہ مشکوٰۃ۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جو اس امت کو پہنچے گا یہاں تک کہ کوئی آدمی پناہ نہیں پائے گا جس کی طرف ظلم سے پناہ پکڑے۔ اللہ تعالی میری عترت اور اہل بیت سے ایک آدمی مبعوث فرمائے گا وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔ آسمان اور زمین کے رہنے والے اس سے خوش ہوں گے آسمان مینہ کا ایک قطرہ باقی نہیں رکھے گا مگر اس کو زمین پر گرا دے گا اور زمین پیداوار سے کچھ نہ چھوڑے گی مگر اس کو نکال دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مردوں کی آرزو کریں گے سات سال یا آٹھ سال یا نو سال تک وہ اس حالت میں رہیں گے۔ (روایت کیا اس کو مشکوہ نے)

وعن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن اویمکن لاٰل محمد کما مکنت قریش لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وجب علیٰ کل مؤمن نصرہ او قال اجابتہ رواہ ابوداؤد۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ماوراء النہر سے ایک

آدمی ظاہر ہوگا اس کو حارث حراث کہیں گے اس کے مقدمہ لشکر پر ایک آدمی ہوگا جس کا نام منصور ہوگا وہ آل محمد کو جگہ اور ٹھکانہ دے گا جس طرح قریش نے رسول ﷺ کو ٹھکانہ دیا تھا۔ ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا واجب ہے یا فرمایا اس کی بات قبول کرنا واجب ہے۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

عن ابی قتادہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الأیات بعد المائتین رواہ بن ماجة

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا نشانیاں دوسو برس بعد پیدا ہوں گی۔ (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے)

وعن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رئیتم الرایات السود قد جات من قبل خراسان فأتوھا فان فیھا خلیفة اللہ المھدی رواہ احمد والبیھقی فی دلائل النبوة

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس وقت تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ خراسان سے نکل آئے ہیں تم ان کے پاس آؤ کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔

وعن ابی اسحاقؓ قال قال علی ونظر الیٰ ابنه الحسن وقال ان ابنی ھٰذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبھه فی الخلق ولا یشبھه فی

الخلق ثم ذکر قصۃً یملا الارض عدلاً رواہ ابوداؤد وھم بذکر

حضرت ابواسحاقؒ سے روایت ہے کہ علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کو دیکھ کر کہا نبی ﷺ نے فرمایا ہے میرا یہ بیٹا سردار ہے اس کی پشت سے ایک آدمی ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام کے موافق ہوگا جو خلق میں جو آپؐ کے مشابہ ہوگا اور خلق میں آپؐ کے مشابہ نہیں ہوگا پھر اس پورے قصہ کو بیان کیا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ لیکن اس نے قصہ کا ذکر نہیں کیا۔

تشریح:

یہاں اس بحث میں دس احادیث منقول ہیں۔ یہ احادیث سورۃ محمد کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے کیونکہ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ قیامت کی اشراط آ گئی ہیں مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ اشراط کون سی ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے ان اشراط کی تفصیل بتائی ہے کچھ تفصیل تو پہلے بیان ہو چکی ہے اور کچھ ان احادیث میں ہے کہ وہ ظہور امام مہدی ہے۔ امام مہدیؑ کے بارے میں احادیث متواترہ ہیں دس احادیث تو یہاں بیان ہو گئی ہیں۔ ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مہدی خراسان کے رہنے والے ہوں گے خراسان کا بادشاہ حارث حراث آپ کا حامی ہوگا۔ منصور اس بادشاہ کی فوج کا کمانڈر ہوگا امام مہدی حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ امام مہدی پہلے مدینہ میں ظاہر ہوں گے۔ اسی وقت مسلمانوں کا ایک بادشاہ قتل ہو جائے گا۔ تو امام مہدی عہدۂ خلافت کے ڈر سے بھاگ کر مکہ چلے جائیں گے مگر وہاں بھی لوگ ان سے بیعت ہونے پر مجبور کریں گے اور عہدہ خلافت سنبھالنے پر اصرار کریں گے اور امام مہدی مان جائیں گے۔ اس کے بعد

مہدی کے ساتھ کافروں کی بڑی لڑائیاں ہوں گی مگر امام مہدی فتح پائیں گے۔عرب سمیت پوری دنیا پر ان کی حکومت ہوگی۔نظام عدل قائم کریں گے اور اللہ تعالی کی طرف سے یہ ایک اتمام حجت ہوگی۔اور یہ کمال دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ امام مہدی سات آٹھ یا نو سال تک زندہ رہیں گے اور جب یہ فوت ہو جائیں گے تو مسلمان مل کر ان کا جنازہ پڑھیں گے۔اور بہت بڑا جنازہ ہوگا۔

قرب قیامت کی ایک اور علامت

حجاز اور مشرق سے آگ نکلے گی

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتقوم الساعة حتىٰ تخرج نار من الارض الحجاز يضيئى اعناق الابل ببصرىٰ (متفق عليه. مشكوٰة)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ رسول ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک حجاز کی زمین سے آگ نہ نکلے جو بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔یہ حدیث مشکوۃ سے بخاری اور مسلم کی متفقہ لکھی ہے۔

عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اول اشراط الساعة نار تحشر الناس من المشرق على المغرب (مشكوٰة بخارى)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی

پہلی اشراط میں سے یہ ہے کہ مشرق سے آگ نکلے گی جو لوگوں میں مغرب میں جمع کرے گی (مشکوۃ نے بخاری کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے)

تشریح:

یہاں اس بحث میں دو حدیثیں نقل کی گئیں ہیں اور یہ حدیثیں بھی سورۃ محمد کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے کیونکہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ قیامت کی اشراط آ گئی ہیں مگر تفصیل نہیں ہے کہ وہ کون سی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان اشراط میں سے ایک یہ ہے کہ حجاز اور مشرق سے آگ نکلے گی حجاز کی آگ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ آگ آتش فشاں پہاڑ سے نکلی تھی۔ یکم جمادی الثانی ۶۵۴ھ کو یہ پہاڑ سے پھوٹ پڑی تھی۔ اس میں زلزلہ بھی تھا اور گرج بھی تھی دھوئیں سے آسمان چھپ گیا تھا پتھر پگھلنے لگ گئے تھے۔ آگ مدینہ کی طرف بڑھ رہی تھی مدینہ والوں کے مردوں عورتوں اور بچوں نے مسجد نبوی میں رات گزاری اور بڑی گریہ وازاری کی تو اللہ تعالی نے آگ کا رخ بدل دیا اور مدینہ کی طرف ہوا ٹھنڈی ہو کر آتی تھی۔ اللہ تعالی نے مدینہ والوں سے یہ عذاب حضور ﷺ کے طفیل ٹال دیا تھا۔ (رحمتہ اللعالمین جلد سوم قاضی سلیمان منصور پوری) اور اس آگ کی روشنی تمام جنگلوں میں شہروں میں پھیل گئی تھی۔ مدینہ کے رہنے والے رات کو اس کی روشنی میں کام کرتے تھے اور ستائیسویں رجب تک یہ سلسلہ رہا ہے اور اس آگ کی روشنی میں عراق کے شہر بصری میں مکہ کے لوگوں نے رات کے وقت اپنے اپنے اونٹوں کو پہچان لیا تھا (مظاہر حق) اور یہ واقعہ علامت قیامت بھی ہے اور حضور ﷺ کی پیشین گوئی بھی ہے اور مشرق سے نکلنے والی آگ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے قیامت کے متصل جو علامات ظاہر ہوں گی ان میں سے پہلے یہ مشرقی آگ ہوگی۔

قرب قیامت کی ایک اور علامت

وقت قریب ہو جائے گا

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتقوم الساعة حتی یتقارب الزمان فتکون السنة کاالشهر والشهر کاالجمعة وتکون الجمعة کالیوم ویکون الیوم کاالساعة وتکون الساعة کاضرمة بالنار۔ (مشکوٰۃ ترمذی)

حضرت انسؓ نے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سال مہینہ کی طرح' مہینہ جمعہ کی طرح اور جمعہ دن کی طرح اور دن گھنٹے کی طرح اور گھنٹہ آگ کے شعلہ کی طرح نہ ہو جائے۔ صاحب مشکوۃ نے ترمذی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں دو احتمال ہیں ایک یہ ہے کہ پریشانیوں کی وجہ سے وقت کم معلوم ہوگا۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ سورج کی رفتار تیز ہو جائے گی بہر حال یہ اشراط ساعت میں سے ہے۔

خلافت کا شام منتقل ہونا قربِ قیامت کی نشانی ہے

عن عبداللّٰہ بن حوالة قال بعثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لتغنم علیٰ اقدامنا فرجعنا

فلم نغنم شیئًا وعرف الجهد فی وجوهنا فقام فینا فقال اللّٰهم لا تکلهم الی فاضعف عنهم ولا تکلهم الیٰ انفسهم فیعجزو عنها ولا تکلهم الی الناس فیستأثروا علیهم ثم وضع یده علیٰ رأسی ثم قال یا ابن حوالة اذا رائیتم الخلافة قد نزلت الارض المقدس قد دنت الزلاذل والبلابل والامور العظام فا الساعة یومئذ اقرب من الناس من یدی هٰذه الیٰ رأسک۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن حوالہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول ﷺ نے پیدل جہاد پر بھیجا تا کہ غنیمت لائیں ہم واپس لوٹے اور ہمیں کچھ غنیمت حاصل نہ ہوئی اور آپ نے ہمارے چہروں میں مشقت کا اثر دیکھا اور آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور دعا فرمائی اے اللہ ان کے کام میری طرف نہ سونپ میں ضعیف ہو جاؤں گا اور ان کو ان کی جانوں کی طرف نہ سونپ وہ اس سے عاجز رہ جائیں گے۔ ان کو لوگوں کی طرف نہ سونپ وہ ان کی حاجتوں پر اپنی حاجتوں کو مقدم رکھیں گے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا اے ابن حوالہ جس وقت تو دیکھے کہ خلافت مقدس زمین میں اتر چکی ہے تو اس وقت زلزلے فکر و اور بڑے بڑے امور قریب آ جائیں گے قیامت اس وقت اس قدر قریب ہو گی جیسا کے میرا ہاتھ تیرے سر کے قریب ہے۔ مشکوۃ والے نے یہ حدیث مسلم کے حوالے سے نقل کی ہے۔

تشریح:

یہ حدیث بھی سورۃ محمد کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے کیونکہ اس آیت میں فرمایا کہ قیامت کی اشراط آچکی ہیں اور اس اشراط میں سے خلافت کا شام منتقل ہونا بھی ہے اور یہ انتقال خلافت حضرت معاویہؓ کے دور میں ہوا تھا اور اس کے بعد پھر امت مسلمہ میں فسادات بے شمار ہوئے تھے جن سے اسلامی تاریخ بھی پڑی ہے اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی بھی ہے جو مکمل ہوگئی ہے۔

ٹڈی کے فقدان کے بعد مخلوقات پر پے در پے ہلاکت شروع ہو جائے گی

عن جابر بن عبداللّٰہ قال فقد الجراد فی سنة من سنی عمر التی تنوفی فیها فاهتم بذالک هماً شدیداً فبعث الی الیمن راکباً ورا کبا الیٰ العراق وراکباً الی الشام یسئل عن الجرادهل ارى منه شیئًا فاتاه الراکب الذی من قبل الیمن بقبضة فنثرها فلما راٰها عمر کبر وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ان اللّٰه عز و جل خلق الف امة۔ ستماته منها فی البحر واربع مائة فی البرفان اول هلاک هٰذه الامة الجراد فاذا هلک الجراد تنابعث الامم کنظام السلک (مشکوٰۃ۔بیہقی)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جس سال میں آپ فوت ہوئے تھے ٹڈی گم ہوگئی تو آپ کو اس بات کا سخت غم ہوا پھر آپ نے یمن کی طرف ایک سوار بھیجا۔ ایک سوار عراق کی طرف بھیجا اور ایک سوار شام کی طرف بھیجا جو ٹڈی کے متعلق پوچھتے تھے کیا اس کو دیکھا گیا ہے یا نہیں۔ وہ سوار جو یمن کی طرف گیا تھا ایک مٹھی بھر کر لایا اور حضرت عمرؓ کے آگے پھیلا دی انہوں نے دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے ایک ہزار مخلوقات پیدا کی ہیں چھ سو سمندر میں اور چار سو خشکی میں۔ ان امتوں میں سب سے پہلے ٹڈی ہلاک ہوگی۔ جب ٹڈی ہلاک ہو جائے گی تو مخلوقات میں پے در پے ہلاکتیں ہوں گی جس طرح موتیوں کی لڑی کی جھڑی ٹوٹ جاتی ہے۔ (یہ حدیث مشکوۃ والے نے بیہقی کے حوالے سے نقل کی ہے)

تشریح:

یہ حدیث بھی سورۃ محمدؐ کی آیت اٹھارہ کی تفسیر ہے کیونکہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اشراط قیامت کی آ چکی ہیں یعنی چھوٹی چھوٹی علامتیں اور نبی ﷺ کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹڈی کی ہلاکت بھی اشراطِ ساعت میں سے ہے اور اس حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ کل ایک ہزار مخلوقات ہیں ان میں سے چھ سو سمندری اور چار سو بری میں جب اللہ تعالی ان امتوں کو ختم کرنا چاہیں گے تو ابتداء ٹڈی سے فرمائیں گے اور حضرت عمرؓ نے اپنے آخری دور میں جب اس ٹڈی کو مفقود پایا تو پریشانی ہوئی شاید کہ امتوں کی ہلاکتوں کی ابتداء شروع نہ ہوگئی ہو اس لئے تحقیق کرائی۔ پتہ چلا کہ ٹڈی ابھی ختم نہیں ہوئی تو خوش ہوئے اس لئے اللہ اکبر فرمایا اور آج دنیا میں ٹڈی کا وجود کہیں

سننے میں نہیں آیا۔اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ختم ہوگئی ہے اور اسی وجہ سے اب امتوں میں ہلاکتوں کا سلسلہ بھی شروع ہے اور نبی ﷺ کی پیشن گوئی ہے جو پوری ہوگئی ہے۔ یہاں تک چھوٹی چھوٹی علامات کا ذکر ختم ہوگیا اور بڑی بڑی علامات کا ذکر ہوگا۔

بارہ بڑی اجمالی علاماتِ قیامت جن میں تین (مغرب سے طلوعِ آفتاب' ظہورِ دجال' دابۃ الارض) کے بعد نیک اعمال قبول نہیں ہوں گے

وعن حذیفةؓ بن اسید الغفاری قال اطلع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتیٰ تروا قبلها عشراٰیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ بن مریم ویأجوج ومأجوج و ثلٰثةَ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب واٰخر ذٰلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الیٰ محشرهم وفی روایة نار تخرج من قعرعدن تسوق الناس الی المحشر وفی روایة فی العاشرة وریح تلقی الناس فی البحر رواہ مسلم۔

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ غفاری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ہم

پر جھانکا ہم آپس میں ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کس بات کا ذکر کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قیامت اس وقت تک ہرگز نہ آئے گی جب تک دس علامتیں نہ دیکھ لو۔ دجال' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' عیسیٰؑ بن مریم کا نازل ہونا' یاجوج ماجوج کا آنا' تین خسف ہوں گے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔ سب سے آخر یمن سے ایک ہوا نکلے گی لوگوں کو محشر کی طرف دھکیلے گی۔ ایک روایت میں ہے قعر عدن سے ایک آگ نکلے گی لوگوں کو محشر کی طرف چلائے گی۔ ایک روایت میں ہے دسویں علامت ایک آندھی آئے گی لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بادروا بالاعمال ست الدخان والدجال ودابة الارض وطلوع الشمس من مغربها وامر العامة و خويصة احدكم رواه مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا چھ چیزوں سے پہلے پہلے نیک کاموں میں جلدی کرلو۔ دھواں' دجال' دابۃ الارض' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' اور ایک عام اور خاص لوگوں کا فتنہ۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن عبدالله بن عمرو قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان اول الأيات خروجًا طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة على

الـنـاس ضـحـی وایهما ما کانت قبل صاحبتها فالا خریٰ علیٰ اثرها قریباً رواه مسلم۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلے سورج کا مغرب سے نکلنا ہوگا اور دابۃ کا لوگوں پر نکلنا چاشت کے وقت ہوگا۔ ان میں سے جونسی علامت پہلے وقوع پذیر ہو جائے دوسری اس کے بعد جلد ہی ظاہر ہو گی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعـن ابـی هـریـرة قال قال رسول الله صلی الله عـلیـه وسـلم ثلٰث اذا خرجن لاینفع نفساً ایمانها لم تـکـن اٰمـنـت مـن قبـل او کسبـت فی ایمانها خیراً طـلـوع الشـمـس من مغربها وخروج الدجال ودابة الارض رواه مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تین نشانیاں ظاہر ہوں گی اس وقت کسی ایسے شخص کو ایمان لانا نفع نہیں دے گا جو اس نشانی سے پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا یا جس شخص نے ایمان کی حالت میں نیکی نہ کمائی ہوگی۔ سورج کا طلوع ہونا مغرب کی طرف سے اور دجال کا نکلنا اور دابتہ الارض کا ظاہر ہونا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعـن ابی ذرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسـلـم حیـن غـربت الشمس اتدری این تذهب هٰذه قلت الله ورسوله اعلم قال فانها تذهب حتیٰ تسجد

تحت العرش فتستأذن فيؤذن لها ويوشک ان تسجد ولا تقبل منها وتستأذن فلا يؤذن لها ويقال لها ارجعی من حيث جئت فتطلع من مغربها فذالک قوله والشمس تجری لمستقرلها قال مستقرها تحت العرش رواه مسلم

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس وقت سورج غروب ہوتا ہے تو جانتا ہے کہ کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتا ہے فرمایا سورج جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے اس کو اجازت دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے اور قبول نہ ہو۔ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے اس کے لیے کہا جائے گا واپس لوٹ جا وہ مغرب سے طلوع ہوگا۔ اللہ تعالی کے فرمان سورج اپنے مستقر کے لیے چلتا ہے کا یہی مطلب ہے اور اس کا مستقر عرش کے نیچے سے ہے۔ (متفق علیہ)

تشریح:

اس بحث میں پانچ احادیث نقل کی گئی ہیں اور یہ احادیث باب قرب قیامت میں جو آیت قرآنیہ نقل کی گئی ہیں ان کی تفسیر ہے۔ کیونکہ ان آیات میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت قریب آ چکی ہے۔ لوگوں کو غفلت چھوڑ کر قیامت کے حساب و کتاب کی تیاری کرنا چاہئے اور اللہ تعالی کی مہربانی ہے کہ اس نے وقوع قیامت سے پہلے اس کی دو قسم کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بھی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور بڑی بڑی بھی اور یہ بھی ساتھ ساتھ بتا دیا ہے تین بڑی نشانیوں (مغرب سے طلوع آفتاب، ظہور

دجال وظہور دابۃ الارض) کے بعد ایمان نیک اعمال قبول نہیں ہوں گے مقصد یہ ہے کہ ان نشانیوں کے ظہور ہونے سے پہلے توبہ کرلو اور نیک اعمال کرلو ورنہ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا اور ان نشانیوں میں سے تین خسوف ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور شارحین نے لکھا ہے کہ خسوف کئی ہوئے ہیں شاید کہ ان سے مراد قیامت کے قریب کے خسوف ہوں اور ساتھ ہی نشانی ان سب کے بعد آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو زمین کی طرف ہانکے گی۔ شارحین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ملک شام ہے اور ایک روایت میں فرمایا کہ عراق سے آگ نکلے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی اور حجاز سے اور مشرق سے بھی آگ نکلنے کا ذکر آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آگ نکلنے کے واقعات متعدد ہوں گے اور حضرت ابو ہریرہؓ والی روایت کے آخر میں آیا ہے کہ اس فتنہ میں عوام اور خاص سب ہی مبتلاء ہوں گے کوئی متاثر ہونے کے سوا نہیں رہ سکے گا۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں جو فرمایا ہے کہ مغرب سے طلوع آفتاب خروج دجال اور خروج دابۃ الارض لوگوں کا ایمان اور اعمال قبول نہیں ہوں گے جو پہلے ایمان نہیں لائے تھے یا انہوں نے نیک اعمال نہیں کئے ہوں گے ان کی وجہ یہ ہے کہ یہ تین نشانیاں آثار موت کی ہیں اور آثار موت آنے کے بعد جو پہلے ایمان یا اعمال نہ کرے تو وہ قبول نہیں کیونکہ یہ اضطراری کیفیت ہے اور اضطراری کفر بھی قبول نہیں ہے اور اضطراری ایمان و اعمال بھی قبول نہیں ہے۔

دجال کی علامات فریب کاریاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اس کا قتل اور آپ کی بددعا سے یاجوج ماجوج کی ہلاکت کا تفصیلی بیان

وعن عمرانؓ ابن حصين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مابين خلق آدم الىٰ قيام الساعة امر اكبر من الدجال رواه مسلم

حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا فرماتے تھے آدمؑ کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا امر کوئی نہیں روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يخفىٰ عليكم ان الله تعالىٰ ليس باعور وان المسيح الدجال اعور عين اليمنىٰ كان عينه عنب طافية متفق عليه

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں ہے تحقیق اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور مسیح کانا ہے اس کی دائیں آنکھ کانی ہے اس کی آنکھ ایسے معلوم ہوتی ہے جیسے انگور کا پھولا ہوا دانہ۔ (متفق علیہ)

تشریح: اس بحث میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں یہ احادیث باب قرب

قیامت میں جو آیات قرآنیہ میں نقل کی گئی ہیں ان کی تفسیر ہے کیونکہ ان آیات میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت قریب آ چکی ہے لوگوں کو غفلت چھوڑ کر قیامت کے حساب وکتاب کی تیاری کرنا چاہیے اور یہ اللہ تعالی کی مہربانی ہے کہ اس نے وقوع قیامت سے پہلے اس کی دو قسم کی علامات بیان فرمائی ہیں چھوٹی چھوٹی بھی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور بڑی بڑی بھی اور یہ بھی ساتھ ساتھ بتا دیا ہے کہ تین بڑی نشانیوں (طلوع آفتاب ظہور دجال ظہور دابۃ الارض کے بعد نیک اعمال بھی قبول نہیں ہوں گے مقصد یہ ہے کہ ان نشانیوں کے ظہور سے پہلے توبہ کرلو اور نیک اعمال کرلو ورنہ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا اور ان نشانیوں میں سے تین خسوف ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور شارحین نے لکھا ہے کہ خسوف کئی ہوئے ہیں شاید کہ ان تین سے مراد قیامت کے قریب کے خسوف ہیں اور ساتویں نشانی ان سب کے بعد آخر میں منیٰ سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو زمین حشر کی طرف ہانکے گی شارحین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ملک شام ہے اور ایک روایت میں فرمایا قعر عدن سے آگ نکلے گی اور ایک روایت میں ہے کہ ہوا چلے گی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی اور حجاز سے اور مشرق سے بھی آگ نکلنے کا ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آگ نکلنے کے واقعات متعدد ہوں گے اور حضرت ابو ہریرہؓ والی روایت کے آخر میں فرمایا ہے کہ اس فتنہ میں عوام اور خاص سب ہی مبتلاء ہوں گے۔ کوئی متاثر ہونے کے سوا نہیں نکلے گا اور حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری روایت میں یوں فرمایا ہے کہ مغرب سے طلوع آفتاب خروج دجال خروج دابۃ الارض کے بعد لوگوں کا ایمان اور اعمال قبول نہیں ہوں گے جو پہلے ایمان نہیں لائے تھے یا انہوں نے نیک اعمال نہیں کئے ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کے یہ تین نشانیاں آثار موت کی ہیں آثار موت کے بعد جو پہلے ایمان یا اعمال نہ کرے تو وہ قبول نہیں کیونکہ یہ

اضطراری کیفیت ہے اور اضطراری کفر بھی قبول نہیں ہے اور اضطراری ایمان واعمال بھی قبول نہیں۔

وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا قد انذر امته الاعور الكذاب الا انه اعور وان ربكم ليس باعور مكتوب بين عينيه. كَ فَ رَ متفق عليه

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اعور کذاب سے اپنی امت کو ڈرایا ہے خبردار وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کَ فَ رَ لکھا ہوا ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا احدثكم حديثًا عن الدجال ماحدث به نبى قومه انه اعور وانه يجىء معه بمثل الجنة والنار فأتى يقول انها الجنة هى النار وانى انذركم كما انذر نوح قومه متفق عليه

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی خبر دوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں دی بے شک وہ کانا ہے اور بے شک اس کے ساتھ جنت اور آگ کی مثل ہوگی جس کو وہ جنت کہے گا آگ ہوگی۔ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں جس طرح نوحؑ نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ (متفق علیہ)

وعن حذیفة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الدجال یخرج وان معہ ماءً وناراً فاما الذی یراہ الناس ماءً فنار تحرق واما الذی یراہ الناس نار فماء بارد عذب فمن ادرک ذٰلک منکم فلیقع فی الذی یراہ ناراً فانہ ماء عذب طیب متفق علیہ وازاد مسلم وان الدجال ممسوح العین علیہا ظفرۃ غلیظۃ مکتوب بین عینیہ کافر یقرء کل مؤمن کاتب وغیر کاتب۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دجال نکلے گا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس کو لوگ پانی دیکھ رہے ہوں گے وہ آگ ہوگی جلائے گی اور جس کو لوگ آگ دیکھ رہے ہوں گے وہ شیریں ٹھنڈا پانی ہوگا تم میں سے جو اس کو پالے وہ اس کی آگ میں واقعہ ہو کیونکہ وہ شیریں عمدہ ٹھنڈا پانی ہے (متفق علیہ) اور مسلم نے زیادہ کیا ہے کہ دجال کی آنکھ مٹی ہوگی اور اس پر ناخنہ نہ ہوگا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑھ سکے گا۔

وعنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدجال اعور العین الیسریٰ جفال الشعر معہ جنتہ نارہ فنارہ جنتہ وجنتہ نار رواہ مسلم۔

انہی حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے اس کے بال کثرت سے ہوں گے اس کے ساتھ جنت

اورآگ ہوگی اوراس کی آگ جنت ہےاوراس کی جنت آگ ہے۔

(روایت کیااس کومسلم نے)

وعن النواسؓ بن سمعان قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدجال فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجه دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج نفسه واللّٰہ خلیفتی علیٰ کل مسلم انه شاب قطط عینه طافیة کانی اشبهه بعبد العزی بن قطن فمن ادرکه منکم فلیقرأ علیه فواتح سورة الکهف وفی روایة فلیقرأ علیه بفواتح سورة الکهف فانها جوارکم من فتنته انه خارج خلةً بین الشام والعراق فعاث یمینًا وعاث شمالاً یا عباداللّٰہ فاثبتوا قلت یا رسول اللّٰہ وما لبثه فی الارض قال اربعون یوماً یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایامکم قلنا یا رسول اللّٰہ فذٰلک الیوم الذی کسنة اتکفینا فیه صلوٰة یوم قال لا اقدروالہ قدره قلنا یا رسول اللّٰہ وما اسراعه فی الارض قال کالغیث استدبرته الریح فیأتی علی القوم فیدعوهم فیؤمنون به فیامر السماء فتمطروا الارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول ماکانت ذری واسبغه ضروعاً وامده خواصرثم یأتی

القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون ممحلين ليس بايديهم شيء من اموالهم ويمربالخربة فيقول لها اخرجي كنوزك فتتبعه كنوزها كيعا سيب الدخل يدعو رجلاً شيئًا شبابًا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رميته الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه يضحك فبينما هو كذٰلك اذبعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقى دمشق بين مهزو ذتين واضعًا كفيه علىٰ اجنحة الملكين اذا طأطأراسه قطرو اذا رفعه تحرر مثل جمان كالؤلوء فلا يحل لكافر يجدمن ريح نفسه الامات ونفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه فيطلبه حتىٰ يدركه بباب لد فقتله ثم يأتى عيسىٰ قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم فى الجنة فبينما هو كذٰلك اوح الله الىٰ عيسىٰ انى قد اخرجت عباداً لى لايد ان لاحد لقتالهم فحرز عبادى الى الطور ويبعث الله يأجوج مأجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمر اوئلهم علىٰ بحيرة طبريه فيشربون مافيها ويمروا اٰخرهم فيقول لقد كان بهٰذه مرةً ماء ثم يسيرون حتىٰ ينتهو الىٰ جبل

الـخـمـر وهـو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا
مـن فـى الارض هلم فلنقتل من فى السماء فيرمون
بـنشـاـ بهـم الـىٰ السـمـاء فيـرد اللّٰه عليهم نشابهم
مـخضوبةً وما يحصرنبى اللّٰه واصحابه حتىٰ تكون
راس الثـور لاحـدهـم خيـراً مـن مـاته دينار لاحدكم
اليـوم فيـرغـب نبى اللّٰه وعيسىٰ واصحابه فيرسل
اللّٰه عـليهـم الـنـغف فـى رقابهم فيصبحون فرسىٰ
كـمـوت نفـس واحـدة ثـم يهبط نبـى اللّٰه عيسىٰ
اصـحـابـه الى الارض لا يجدون فى الارض موضع
شبر الا ملأه زهمهم ونتنهم فيرغب نبى اللّٰه عيسىٰ
واصحابه الى اللّٰه فيرسل اللّٰه طيراً كاعناق البخت
فتـحـمـلهـم فتـطـرحهم حيـث شـاء اللّٰه وفـى رواية
تـطـرحهم بالنهبل ويستوقد المسلمون من قسيهم
ونشـابهـم وجـعابهم سبع سنين ثم يرسل اللّٰه مطراً
لالـكـن مـنـه بيت مدر ولا وبرفيغسل الارض حتىٰ
يتـركها كـالـزلـفة ثـم يـقال للارض انبتى ثمرتك
وردى بـركتك ويـومئذ تأكل الغصابته من الرمانة
ويستـظـلـون بـقـحفها ويبارك فى الرسل حتىٰ ان
الـلـقـحة من الابل لتكفى الفئام من الناس واللقحة
مـن البـقـر لتـكـفـى الـقبيلة من الناس واللقحة من

الغنم لتكفى الفخذ من الناس فبينماهم كذٰلك اذبعث الله ريحًا طيبةً فتاخذهم تحت اباطهم فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم ويبقىٰ شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة رواه مسلم الا الرواية الثانية وهى قوله تطرحهم بالنهبل الى قولهم سبع سنين رواها الترمذى۔

حضرت نواسؓ بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا فرمایا اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو میں اس کے ساتھ جھگڑا کرنے والا ہوں اور اگر میری عدم موجودگی میں نکلا تو ہر آدمی اپنے نفس کا جھگڑا کرنے والا ہے اور اللہ تعالی ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے دجال نوجوان ہوگا اس کے بال گھنگریالے ہوں گے آنکھ پھوٹی ہوئی ہے میں اس کو عبدالعزی بن قطن کے ساتھ تشبیہہ دیتا ہوں تم میں سے جو اس کو پالے سورۃ کہف کی ابتدائی آیات اس پر پڑھے ایک روایت میں ہے سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ اس سے امان کا سبب ہے۔ شام اور عراق کے درمیان ایک راہ سے ظاہر ہوگا دائیں جانب فساد کرے گا اور بائیں جانب فساد کرے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ زمین میں کس قدر ٹھہرے گا؟ فرمایا چالیس دن۔ ایک دن سال کا ہوگا ایک دن مہینہ کا اور ایک دن ہفتہ کا باقی ایام اپنے معمول کے مطابق ہوں گے ہم نے کہا اے اللہ کے رسول جو دن سال کا ہوگا کیا ہم کو ایک دن کی نمازیں

کافی ہوں گی فرمایا کہ نمازوں کے وقت کا اندازہ لگالیا کرو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کس قدر جلدی زمین میں پھرے گا فرمایا جس طرح بادل کے پیچھے ہوا لگے ایک قوم کے پاس آئے گا ان کو بلائے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برسائے گا زمین کو حکم دے گا وہ اگ آئے گی شام کو ان کے پاس ان کے مویشی آئیں گے ان کی کوہانیں دراز ہوں گی تھن خوب پورے اور کوکھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی۔ پھر ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا ان کو بلائے گا وہ اس کو انکار کر دیں گے وہ ان سے پھرے گا وہ قحط میں مبتلاء ہو جائیں گے ان کے پاس ان کے اموال میں سے کچھ بھی نہ رہے گا ایک ویرانہ کے پاس سے گزرے گا اس کو کہے گا اپنے خزانے باہر نکال اس کے خزانے اس کے پیچھے چلنے لگیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلتی ہیں پھر ایک بھرپور نوجوان کو بلائے گا۔ اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور تیر کے نشانہ کے مسافت پر پھینک دے گا پھر اس کو بلائے گا وہ مسکراتا ہوا آئے گا اور اس کا چہرہ چمکتا ہوگا وہ اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق کے مشرقی جانب بیضاء منارہ سے اتریں گے دو رنگ کے کپڑے زیب تن کئے ہوں گے اپنے ہاتھ فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے جب اپنے سر کو نیچا کریں گے اس سے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے چاندی کے موتیوں کی مانند قطرے گریں گے جس کافر تک ان کی خوشبو پہنچے گی وہ مر جائے گا ان کی خوشبو جہاں تک ان کی نظر پہنچتی ہے وہاں تک پہنچے گی آپ دجال کو طلب کریں گے یہاں تک کہ باب لد کے پاس اس کو جالیں گے اس کو قتل کریں گے پھر حضرت عیسیٰ

کے پاس ایک جماعت کے لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالی نے بچالیا ہوگا ان کے چہروں سے گردوغبار صاف کریں گے اور جنت میں ان کے درجات ان کو بتائیں گے وہ اسی طرح ہوں گے کہ اللہ تعالی عیسیٰؑ کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے ظاہر کر دیئے ہیں کسی کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف لے جاؤ اللہ تعالی یاجوج ماجوج کو بھیجے گا وہ ہر زمین سے دوڑتے ہوئے آئیں گے بحیرہ طبریہ کے پاس سے ان کی اگلی جماعت گزرے گی وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے پھر آخری جماعت گزرے گی اور کہے گی کبھی یہاں بھی پانی ہوتا ہوگا پھر چلتے چلتے خمر پہاڑ کے قریب پہنچے گے جو کہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے کہیں گے ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا ہے آؤ ہم آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکے گے اللہ تعالی ان کے تیر خون سے آلودہ کر کے واپس لوٹائے گا اللہ کے نبی عیسی اور ان کے ساتھ محصور ہو جائیں گے یہاں تک کہ بیل کا ایک سر سو دینار سے بہتر معلوم ہوگا اللہ کے نبی عیسی اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے اللہ تعالی ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا وہ ایک جان کی طرح سب مردے ہو جائیں گے پھر اللہ کے نبی عیسی اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے وہ زمین میں ایک بالشت جگہ نہیں پائیں گے مگر اس کو ان کی چربی اور بدبو نے بھر دیا ہوگا اللہ کے نبی عیسی اور ان کے ساتھی دعا کریں گے اللہ تعالی پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ ان کو اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے ایک روایت یہ ہے ان کو نہبل مقام میں پھینک دیں گے۔ مسلمان ان کی کمانوں تیروں اور ترکشوں سے

سات برس تک آگ جلاتے رہیں گے پھر اللہ تعالی بارش برسائے گا اسے کوئی مٹی پتھر کا گھر یا روئی کا خیمہ چھپا نہیں سکے گا وہ مینہ زمین کو دھوڈالے گا یہاں تک کے صاف آئینہ کے مانند کر دے گا پھر زمین کو کہا جائے گا اپنی برکت ظاہر کر اور پھل نکال اس وقت ایک جماعت ایک انار کھائے گی اس کے چھلکے سے سایہ پکڑیں گے دودھ میں برکت دی جائے گی یہاں تک کہ ایک اونٹنی آدمیوں کی ایک کثیر جماعت کو کفایت کرے گی گائے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی بکری آدمیوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی لوگ اسی طرح ہوں گے کہ اللہ تعالی ایک خوشبو دار ہوا بھیجے گا وہ ان کو بغلوں کے نیچے سے پکڑے گی اور ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی برے لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح اختلاط کریں گے۔ان پر قیامت ہوگی (روایت کیا اس کو مسلم نے) مگر دوسری روایت تطرح بالنہل سے لے کر سنین تک کے ایک الفاظ ترمذی نے روایت کئے ہیں۔

وعن ابی سعیدؓ ن الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یخرج الدجال فیتوجہ قبلہ رجل من بالمؤمنین فیلقاہ المسالح مسالح الدجال فیقولون لہ این تعمد فیقول اعہد الیٰ ہٰذہ الذی خرج قال فیقولون لہ او ماتؤمن بربنا فیقول ما بربنا خفاء فیقولون اقتلوہ فیقول بعضہم لبعض الیس قد نہٰکم ربکم ان تقتلوا احدادونہ فینطلقون بہ الی الدجال فاذا راٰہ المؤمن قال یایہا الناس ہٰذا

الـدجال الذی ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قـال فیـامـر الـدجال به فیشج فیقول خدوه وشجره فیوسع ظـهره وبطنه ضربًا قال فیقول او ماتؤمن بی قال فیقول انت المسیح الکذاب قال فیؤمر به یوشر بـالـمیشـار من مفرقه حتیٰ یفرق بین رجلیه قال ثم یـمشـی الـدجـال بیـن الـقطـعتیـن ثم یقول لـه ثم فیستـوی قـائـمـاً ثم یـقـول لـــه اتؤمن بی فیقول ما ازدرت فیک الا بـصیـرةً قال ثم یقول یا ایها الناس انـه لایـفـعـل بـعـدی باحد من الناس قال فیاخـذه الـدجـال لیـذبـحـه فیجعل مابین رقبته الیٰ ترقوته نـحـاسـاً فـلا یستـطیـعالیه سبیلاً قال فیاخذ بیدیه ورجـلیـه فیـقـذف به فیحسب الناس انما قذفه الی الـنار انما القی فی الجنة فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عـلیـــه وسـلـم هـذااعـظـم الـنـاس شهـادةً عند رب العالمین رواه مسلم

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا اس کی طرف ایک مسلمان آدمی متوجہ ہوگا۔ دجال کے سپاہی اس کو ملیں گے اور اسے کہیں گے تو کہاں جا رہا ہے وہ کہے گا میں اس کی طرف جا رہا ہوں جو نکلا ہے وہ کہیں گے کیا تو ہمارے رب کے ساتھ ایمان نہیں رکھتا وہ کہے گا ہمارے رب کی صفات میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔ وہ کہیں گے اس کو

قتل کردوان کا بعض بعض سے کہے گا تمہارے رب نے اس سے منع کیا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر قتل کیا جائے وہ اس کو دجال کے پاس پکڑ کر لے جائیں گے۔ جب وہ مومن اس کو دیکھے گا کہے گا یہی وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول ﷺ نے خبر دی ہے۔ دجال اس کے متعلق حکم دے گا کہ اس کو چت لٹا دو پھر حکم دے گا پکڑو اور اس کا سر کچل دو۔ اس کی پیٹھ اور پیٹ مار مار کر فراخ کر دیا جائے گا پھر کہے گا تو میرے ساتھ ایمان نہیں لاتا۔ وہ کہے گا تو مسیح کذاب ہے۔ دجال کے حکم سے اس کو آرے کے ساتھ چیر دیا جائے گا۔ دجال اس کے دو ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر کہے گا کھڑا ہو۔ وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ تو میرے ساتھ ایمان نہیں لاتا ہے؟ وہ کہے گا تیرے پہچاننے میں میرا علم یقین بڑھ گیا ہے پھر وہ کہے گا اے لوگو میرے بعد یہ کسی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا۔ دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا اس کے گردن اور سینہ کے درمیانی جگہ کو تانبہ کی طرح بنا دیا جائے گا وہ اس کی راہ نہ پا سکے گا۔ وہ اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑ کر پھینکے گا لوگ سمجھیں گے کہ اس کو اس نے آگ میں پھینکا ہے حالانکہ وہ جنت میں پھینکا گیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ رب العالمین کے نزدیک سب لوگوں سے بڑھ کر شہادت میں بڑھا ہوا ہوگا۔

وعن ام شریک قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیفرن الناس من الدجال حتیٰ یلحقوا بالجبال قالت ام شریک قلت یا رسول اللّٰہ فاین العرب یومئذ قال ھم قلیل رواہ مسلم۔

حضرت ام شریکؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا لوگ دجال

سے بھاگیں گے یہاں تک کہ پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے۔ام شریکؓ نے کہا میں نے کہا اس دن عرب کہاں ہوں گے فرمایا وہ اس وقت تھوڑے ہوں گے۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن انسؓ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یتبع الدجال من یھود اصفھان سبعون الفاً علیھم الطیالسة رواہ مسلم۔

حضرت انسؓ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں ستر ہزار صفہان کے یہودی دجال کی پیروی اختیار کرلیں گے ان پر سیاہ چادریں ہوں گی۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یأتی الدجال وھو محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینة فینزل بعض السباخ التی تلی المدینة فیخرج الیہ رجل وھو خیر الناس او من خیار الناس فیقول اشھد انک الدجال الذی حدثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدیثہ فیقول الدجال ارئیتم ان قتلت ھٰذا ثم احییتہ ھل تشکرون فی الامر فیقولون لافیقتلہ ثم یحییہ فیقول واللّٰہ کنت فیک اشد بصیرةً منی الیوم فیرید الدجال ان یقتلہ فلا یسلط علیہ متفق علیہ۔

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا دجال آئے گا

اس پر حرام ہے کہ مدینہ کے راستوں میں وہ داخل ہو۔ مدینہ کے قریب شور والی زمین میں وہ اترے گا ایک بہترین آدمی اس کی طرف نکلے گا وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق رسول ﷺ نے خبر دی تھی۔ دجال کہے گا مجھے بتلاؤ اگر میں اس کو قتل کر دوں پھر زندہ کروں تو میرے معاملہ میں تم کسی قسم کا شک کرو گے لوگ کہیں گے نہیں وہ اس کو قتل کر دے گا پھر اس کو زندہ کرے گا۔ وہ کہے گا اللہ کی قسم آج سے بڑھ کر مجھے تیرے متعلق یقین حاصل نہیں ہوا۔ دجال اس کو پھر قتل کرنا چاہے گا لیکن اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔ (متفق علیہ)

وعن ابی هريرة رضی عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يأتى المسيح من قبل المشرق همته المدينة حتىٰ ينزل دبر احد ثم تصرف الملٰئكة وجهه قبل الشام وهنالک يهلک متفق عليه۔

حضرت ابو ہریرہؓ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں دجال مشرق کی طرف سے آئے گا اور مدینہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا۔ فرشتہ اس کا منہ ملک شام کی طرف کر دیں گے وہاں ہلاک ہوگا۔ (متفق علیہ)

وعن ابی بكرة رضی عن النبی صلى الله عليه وسلم قال لايدخل المدينة رعب المسيح الدجال لها يومئذ سبعة ابواب علىٰ كل باب ملكان۔

حضرت ابو بکرؓ رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہو سکے گا اس زمانہ میں اس کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر

دروازہ پر دو فرشتے مقرر ہوں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

وجود دجال پر ایک عیسائی نو مسلم تمیم داریؓ کی شہادت اور دجالی فریب کاریوں کی کہانی اس کی اپنی زبانی

وعن فاطمةؓ بنت قيس قالت سمعت منادى رسول الله صلى الله عليه وسلم ينادى الصلوٰة جامعةً فخرجت الى المسجد فصليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قضىٰ صلوٰته جلس على المنبر وهو يضحک فقال ليلزم كل انسان مصلاه ثم قال هل تدرون لم جمعتكم قالوا الله ورسوله اعلم قال انى والله ماجمعتكم لرغبة ولالرهبة ولٰكن جمعتكم لان تميماً ن الدارى كان رجلاً نصرانياً فجاء واسلم وحدثنى حديثاً وافق الذى كنت احدثكم به عن المسيح الدجال حدثنى انه ركب فى سفينة بحرية مع ثلٰثين رجلاً من لخم وجذام فلعب بهم الموج شهراً فى البحر فارفاء و الىٰ جزيرة حين تغرب الشمس فجلسوا فى اقرب السفينة فدخلوا الجزيرة فلقيتهم دابة اهلب كثير

الشعر لایدرون ماقبله من دبره من کثرة الشعر قالو ویلک ما انت قالت انا الجساسة انطلقوا الیٰ هٰذا الرجل فی الدیر فانه الیٰ خبرکم بالاشواق قال لما سمعت لنا رجلاً فرقنا منها ان تکون شیطانة قال فانطلقنا سراعا حتیٰ دخلنا الدیر فاذا فیه اعظم انسان ما رایناه قط خلقاً واشده وثاقاً مجموعةً یده الی عنقه مابین رکبتیه الیٰ کعبیه بالحدید قلنا ویلک ما انت قال قد قد رتم علیٰ خبری فاخبرونی ما انتم قالوا نحن اناس من العرب رکبنا فی سفینة بحریة فلعب بنا البحر شهراً فدخلنا الجزیرةَ فلیقیناد ابةً اهلب فقالت انا الجساسة اعمدوا الیٰ هٰذا فی الدیر فاقبلنا الیک سراعاً فقال اخبرونی عن نخل بیسان هل تثمر قلنا نعم قال اما انها توشک ان لاتثمر قال اخبرونی عن بحیرة الطبریة هل فیها ماء قلنا هی کثیرة الماء قال ان ماء ها یوشک ان یذهب قال اخبرونی عن عین زغر هل فی العین ماء وهل یزرع اهلها بماء العین قلنا نعم هی کثیرة الماء واهلها یزرعون من ماء ها قال اخبرونی عن نبی الامیین مافعل قلنا قد خرج من مکة ونزل یثرب قال اقاتله العرب قلنا نعم قال کیف صنع

بهم فاخبرناه انه قد ظهر علىٰ من يليه من العرب واطاعوه قال اما ان ذٰلک خيرلهم ان بيعوه وانى مخبركم عنى انا المسيح الدجال وانى يوشک ان يؤذن لى فى الخروج فاخرج فاسير فى الارض فلا ادع قريةً الا هبطتها فى اربعين ليلة غير مكة وطيبة هما محرمتان علىٰ كلتاهما كلما ادرت ادخل واحداً منها استقبلنى ملک بيده السيف صلتاً يصدنى عنها وان علىٰ كل نقب منها ملٰئكةً يحرسونها قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وطعن بمخصرته فى المنبر هٰذه طيبة هٰذه طيبة هٰذه طيبة يعنى المدينة الاهل كنت حدثتكم فقال الناس نعم الاانه فى بحر الشام او بحر اليمن لابل من قبل المشرق ماهو واوما: بيده الى المشرق رواه مسلم.

حضرت فاطمہؓ بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کے منادی کو سنا جو پکار رہا ہے کہ نماز جمع کرنے والی ہے میں مسجد کی طرف نکلی اور رسول ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے منبر پر بیٹھے اور آپؐ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے پھر فرمایا تمہیں اس کا علم ہے کہ میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے۔ میں نے تم کو کسی رغبت یا رہبت کی وجہ سے جمع نہیں کیا بلکہ میں نے تم کو ایک واقعہ سنانے کے لیے جمع

کیا ہے جو کہ مجھے تمیم داری نے بیان کیا ہے جو ایک عیسائی تھا۔ اور اب آ کر مسلمان ہوا ہے اس کا وہ واقعہ میرے اس بیان کے مطابق ہے جو میں نے تمہیں دجال کے متعلق خبر دی تھی اس نے بتلایا ہے کہ ایک مرتبہ تمیں آدمیوں کے ساتھ جو لخم اور جذام قبیلہ میں سے تھے دریائی کشتی میں سوار ہوا ایک مہینہ تک سمندر کی موجیں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں ایک دن سورج کے غروب کے وقت وہ ایک جزیرہ پر لنگر انداز ہوئے۔ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر وہ جزیرہ میں داخل ہوئے ایک بہت زیادہ بالوں والا چار پایہ ان کو ملا بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے اور پیچھے کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا انہوں نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو کون ہے اس نے کہا میں جاسوس ہوں دیر میں ایک شخص ہے اس کے پاس چلو وہ تمہاری خبروں کو سننے میں بہت شوق رکھتا ہے جب اس نے آدمی کا نام لیا۔ ہم ڈر گئے کہیں یہ شیطان نہ ہو ہم جلد جلد چلے اور دیر میں داخل ہو گئے اس میں ایک بہت بڑا انسان تھا اس قدر بڑا انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ کبھی اس قدر مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا دیکھا اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور اس کے گھٹنوں اور ٹخنوں کے درمیان لوہے سے جکڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے کہا تیرے لئے افسوس ہو تو کون ہے اس نے کہا میری خبر پر تم نے قدرت پالی ہے تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم عرب کے رہنے والے ہیں ایک سمندری جہاز میں ہم سوار ہوئے تھے۔ ایک مہینہ تک موجیں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں ہم اس جزیرہ میں داخل ہوئے ہیں ایک بہت بڑا بالوں والا چار پایہ ملا اس نے کہا میں جاسوس ہوں اس شخص کے پاس جاؤ جو دیر میں ہے ہم جلد تیرے پاس آ گئے ہیں۔ کہنے لگا مجھے بیسان

کے متعلق بتلاؤ کیا ان کو پھل لگتا ہے ہم نے کہا ہاں کہنے لگا۔قریب ہے کہ ان کو پھل نہ لگے۔ پھر کہنے لگا مجھ کو بتلاؤ کیا بحیرہ طبریہ میں پانی ہے۔ہم نے کہا اس میں بہت زیادہ پانی ہے کہنے لگا قریب ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا پھر کہنے لگا مجھے بتلاؤ کہ زغر چشمہ میں پانی ہے اور اس چشمہ کے مالک اس میں کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور اس کے مالک اس سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔پھر کہنے لگا مجھے امیوں کے نبی کے متعلق بتلاؤ کہ اس نے کیا کیا ہے ہم نے کہا کہ وہ ظاہر ہو چکے ہیں اور یثرب میں مقیم ہیں کہنے لگا کیا عرب نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے ہم نے کہا ہاں کہنے لگا پھر کیا ہوا ہم نے کہا اس کو بتلایا کہ قرب جوار کے عرب پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے آپ کی اطاعت کر لی ہے کہنے لگا ہاں یہ بات درست ہے اور اگر وہ اطاعت اختیار کریں ان کے لئے بہتر ہے میں تمہیں اپنے متعلق بتلاتا ہوں میں مسیح دجال ہوں اور قریب ہے کہ مجھے خروج کی اجازت ملے میں نکلوں گا اور زمین میں چلوں گا اور مکہ اور مدینہ کے علاوہ چالیس راتوں میں ہر قریہ اور بستی میں جاؤں گا مکہ اور مدینہ میں داخل ہونا مجھ پر حرام ہے۔ان میں سے جس میں داخل ہونا چاہوں گا مجھے آگے سے ایک فرشتہ ملے گا جس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار ہو گی مجھے اس سے روکے گا اور اس کے ہر راستہ پر فرشتہ اس کی حفاظت کرتے ہوں گے۔رسول ﷺ نے اپنی لاٹھی منبر پر ماری اور فرمایا یہ طیبہ ہے طیبہ ہے یہ طیبہ ہے۔مراد اس سے آپ مدینہ لیتے ہیں۔ کیا میں نے تم کو یہ حدیث بیان کی تھی؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا وہ شام کے درمیان میں ہے یا یمن کے دریا میں ہے نہیں بلکہ مشرق کی جانب

میں ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ خواب دجال اور حضرت عیسیٰؑ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا

وعن عبدالله ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رايتنى الليلة عند الكعبة فرأيت رجلاً اٰدم كاحسن ما انت راء من ادمم الرجال له لمة كاحسن ما انت راء من الممم قد رجلها فهى تقطرماء متكئًا علىٰ عواتق رجلين يطوف بالبيت فسالت من هٰذا فقالوا هٰذا المسيح ابن مريم قال ثم اذا انا برجل جعد قطط اعور العين اليمنىٰ كان عينه عنبة طافية كاشبه من رايت من الناس بابن قطن واضعاً يديه علىٰ منكبى رجلين يطوف بالبيت فسألت من هٰذا فقالوا هٰذا المسيح الدجال متفق عليه وفى رواية قال فى الدجال رجل احمر جسيم جعد الرأس اعور عين اقرب الناس به شبهاً ابن قطن

حضرت عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا آج رات کعبہ کے نزدیک میں نے ایک بہت خوبصورت گندم گوں رنگ کا آدمی دیکھا ہے جیسا کہ تو نے دیکھا ہے۔ کندھے تک اس کے بال ہیں بہت خوب صورت جو تو کبھی کسی کے کندھے تک کے بال دیکھے ہوں اس نے ان بالوں میں کنگھی کر رکھی ہے ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگائے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے کہا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا یہ عیسیٰ بن مریمؑ ہے پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جس کے بال سخت گھنگریالے ہیں اس کی بائیں آنکھ کانی ہے۔ اس کی آنکھ ایسی ہے جیسے پھولا ہوا انگور کا دانہ جن آدمیوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں ابن قطن کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے۔ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (متفق علیہ) ایک روایت میں ہے دجال بھاری سرخ رنگ کا ہوگا مڑے ہوئے بالوں والا ہے اور اس کی بائیں آنکھ کانی ہے اور لوگوں میں وہ ابن قطن کے بہت مشابہ ہے۔

فتنہ دجال کی پوری تفصیل، دجال خراسان سے آئے گا اور چالیس سال تک رہے گا

عن فاطمةؓ بنت قیس فی حدیث تمیم الداری قالت قال فاذا انا بامراۃ تجر شعرها قال ما انت قالت انا الجساسة اذهب الیٰ ذٰلک القصر فاتیته

فاذا رجل یجر شعرہ مسلسل فی الاغلال ینزوفیما بین السماء و الارض فقلت ما انت قال انا الدجال رواہ ابودائود۔

حضرت فاطمہؓ بنت قیس تمیم داری کی حدیث میں ذکر کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا نا گہاں میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بال کھینچتی ہے اس نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں جاسوسی کرنے والی ہوں اس محل میں میں محل میں آیا۔ وہاں ایک آدمی اپنے بال کھینچتا ہے۔ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان کودتا ہے میں نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں دجال ہوں۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

وعن عبادہؓ بن الصامت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی حدثتکم عن الدجال حتیٰ خشیت ان لا تعقلوا ان المسیح الدجال قصیر افحج جعد اعوز مطهرس العین لیست بناتیة ولا حجراء فان البس علیکم فاعلموا ان ربکم لیس باعور رواہ ابودائود۔

حضرت عبادہؓ بن صامت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں نے دجال کے متعلق تمہیں خبر دی ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہے کہ تمہیں اس کے متعلق سمجھ نہ آئے۔ مسیح دجال ٹھگنے قد کا پھڈا مڑے ہوئے بالوں والا اور کانا ہے۔ اس کی آنکھ مٹی ہوئی ہے۔ نہ ابھری ہوئی اور نہ اندر کو دھنسی ہوئی ہے اگر پھر بھی تم کو شک پڑ جائے تو یاد رکھو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے روایت

کیا اس کو ابوداؤد نے۔

وعن ابی عبیدہؓ بن الجراح قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انہ لم یکن نبی بعد نوح الاقد انذر الدجال قومہ وانی انذرکموہ فوصفہ لنا قال لعلہ سیدرکہ بعض من رانی اسمع کلامی قالو یا رسول اللّٰہ فکیف قلوبنا یومئذ قال مثلھا یعنی الیوم او خیر رواہ الترمذی وابوداؤد۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے نوحؑ کے بعد ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تم کو اس ڈراتا ہوں۔ آپؐ نے اس کی صفت ہمارے لیے بیان کی فرمایا شاید کہ اس کو کوئی ایسا شخص پالے جس نے مجھ کو دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس روز ہمارے دل کیسے ہوں گے فرمایا جیسا کہ ہیں آج کے دن یا اس سے بھی بہتر ہوں گے۔

(ترمذی ابوداؤد)

وعن عمرو بن حریث عن ابی بکرۃ الصدیق قال حدثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لھا خراسان یتبعہ اقوام کان وجوھھم المجان المطرقۃ رواہ الترمذی۔

حضرت عمروؓ بن حریث سے روایت ہے وہ ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہیں

کہ رسول ﷺ نے ہم سے دجال کے متعلق باتیں کیں فرمایا وہ مشرق سے نکلے گا جس کا نام خراسان ہے۔ بہت سی قومیں اس کی پیروی اختیار کریں گے ان کے چہرے تہ بتہ ڈھال کی طرح ہوں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وعن عمرانؓ بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سمع بالدجال فلينأ منه فوالله ان الرجل ليأتيه وهو يحسب انه مؤمن فيتبعه مما يبعث به من الشبهات رواه ابوداؤد۔

حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا دجال کے متعلق جو شخص سنے اُس سے دُور بھاگے۔ بخدا ایک آدمی اس کے پاس آئے گا اور وہ خود کو مومن سمجھتا ہوگا لیکن شہادت دیکھ کر وہ اس کی پیروی اختیار کرلے گا۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

وعن اسماءؓ بنت يزيد بن السكن قالت قال النبى صلى الله عليه وسلم يمكث الدجال فى الارض اربعين سنةً السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كا اليوم واليوم كاضطرام السعفة فى النار رواه فى شرح السنة۔

حضرت اسماءؓ بنت یزید بن سکن سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا دجال زمین میں چالیس برس تک ٹھہرے گا سال مہینہ کا ہوگا مہینہ جمعہ کا جمعہ دن کی مانند اور دن تنکوں کے آگ میں جلنے کی مانند ہوگا۔ (روایت کیا اس کو

شرح السنہ میں)

وعن ابی سعیدؓ الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتبع الدجال من امتی سبعون الفاً علیھم السیجان رواہ فی شرح السنۃ

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی اختیار کریں گے ان پر سبز چادریں ہوں گی۔ (روایت کیا اس کو شرح السنہ میں)

وعن اسماء بنت یزید قالت کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی بیتی فذکر الدجال فقال ان بین یدیہ ثلٰث سنین سنۃ تمسک السماء فیھا ثلٰث قطرھا والارض ثلٰث نباتھا والثانیۃ تمسک السماء ثلٰثی قطرھا والارض ثلٰثی نباتھا والثالثۃ تمسک السماء قطرھا کلہ والارض نباتھا کلہ فلا یبقیٰ ذات ظلف ولا ذات ضرس من البھائم الا ھلک وان من اشد فتنتہ انہ یأتی الاعرابی فیقول ارایت ان احییت لک ابلک الست تعلم انی ربک فیقول بلیٰ فیمثل لہ الشیطان نحوابلہ کاحسن مایکون ضروعاً واعظمہ اسمۃً قال ویأتی الرجل قد مات اخوہ ومات ابوہ فیقول ارایت ان احییت لک اباک واخاک الست تعلم انی ربک فیقول بلی فیمثل لہ

الشياطين نحوابيه ونحو اخيه قالت ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم لحاجته ثم رجع والقوم فى اهتمام وغم مماحدثهم قالت فاخذ بلحمتى الباب فقال مهيم اسماء قلت يا رسول الله لقد خلعت افئدتنا بذكر الدجال قال ان يخرج وانا حى فانا حجيجه والا فان ربى خليفتى علىٰ كل مؤمن فقلت يا رسول الله والله انا لنعجن عجيننا فما نخبره حتىٰ نجوع فكيف بالمؤمنين يومئذ قال يجزئهم ما يجزئى اهل السماء من التسبيع والتقديس رواه احمد۔

حضرت اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے۔ دجال کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا اس کے ظہور سے پیشتر تین سال ہوں گے پہلے سال آسمان ایک تہائی بارش روک لے گا اور زمین ایک تہائی روئیدگی بند کردے گی دوسرے سال آسمان دوتہائی بارش اور زمین دوتہائی روئیدگی بند رکھے گی۔ تیسرے سال آسمان اپنی پوری بارش اور زمیں اپنی پوری روئیدگی روک لے گی وحشی چارپایوں میں سے ہر کھری والا اور دانت والا ہلاک ہو جائے گا اس کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ وہ اعرابی کے پاس آئے گا کہے گا مجھے بتلاؤ اگر میں تمہارے اونٹ زندہ کردوں تو جان لے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ شیطان اس کے اونٹوں کی صورتیں بنالائے گا بہت عمدہ تھنوں والے اور بہت بڑے کوہانوں والے۔ ایک آدمی

آئے گا جس کا بھائی یا باپ مر گیا ہوگا وہ کہے گا مجھے بتلاؤ اگر میں تمہارے بھائی یا باپ کو زندہ کر دوں کیا تو نہیں جانے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ شیطان اس کے بھائی اور اس کے باپ کی صورت بنا دیں گے۔ پھر رسول ﷺ کسی کام کے لیے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے اور لوگ فکر و غم میں تھے اس وجہ سے جو آپ نے دجال کے متعلق بتلایا تھا کہا پس آپ ﷺ نے دروازوں کی دونوں طرفوں کو پکڑا اور فرمایا ایسا کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ کے رسول دجال کے ذکر سے آپ نے ہمارے دلوں کو نکال ڈالا ہے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکل آیا میں اس کے ساتھ جھگڑنے والا ہوں وگرنہ میرا رب ہر مومن پر میرا خلیفہ ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم ہم آٹا گوندھتے ہیں ہم روٹیاں نہیں پکاتے کہ ہم کو بھوک لگ جاتی ہے اس وقت ایمان دار کیا کریں گے۔ فرمایا ان کو تسبیح تقدیس کفایت کرے گی جس طرح آسمان والوں کو کرتی ہے۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)

عن المغيرة رضي بن شعبة قال ما سال احد رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدجال اكثر مما سالته وانه قال لى مايضرك قلت انهم يقولون معه جبل خبز ونهر ماء قال هو اهون على الله من ذلك متفق عليه۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے رسول ﷺ سے دجال کے متعلق اس قدر نہیں پوچھا جس قدر میں نے پوچھا ہے آپ نے مجھے فرمایا وہ تجھے کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا میں نے کہا لوگ کہتے ہیں اس کے

ساتھ روٹیوں کا ایک پہاڑ اور پانی ایک دریا ہوگا۔فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل ہے۔(متفق علیہ)

وعن ابی هریرةؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال یخرج الدجال علیٰ حمار اقمر ما بین اذنیه سبعون باعاً رواه البیهقی فی کتاب البعث والنشور۔

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا اس کے دونوں کانوں کے درمیان فاصلہ ستر کلاوے ہوگا۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں۔

تشریح:

بحث دجال میں جتنی حدیثیں یہاں درج ہیں یہ سب مشکوۃ المصابیح سے منقول ہیں اور یہ احادیث علامات قرب قیامت میں جو آیات نقل کی گئی ہیں ان کی تفسیر ہے اور یہ بڑی علامات ہیں۔ وجود دجال اور ثبوت دجال پر احادیث متواترہ ہیں۔ دجال دجل سے بنا ہے اس کا معنی فریب ہے اور دجال صیغہ مبالغہ ہے اس کا معنی بہت بڑا فریب دینے والا اور اس کی فریب کاریوں کی تفصیل احادیث مذکورہ میں آ چکی ہے جو ترجمہ سے بالکل ظاہر ہے۔ یہاں تک کہ دعوی خدائی کرے گا۔ جنت اور دوزخ کے نمونے بھی پیش کرے گا۔ بارش برسائے گا اور روک بھی دے گا اس کے حکم سے زمین سے سبزہ پیدا ہوگا اور زمین خشک ہو جائے گی' لوگوں کو مارے گا اور زندہ کرے گا۔ لیکن اس کے یہ سارے کرتب خیالی ہوں گے۔ لوگ اس کے یہ کرتب دیکھ کر اسے خدا مان جائیں گے اور حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوگا یہ صرف جادوگری کا ایک مظاہرہ ہوگا اور

مومن پھر بھی ایمان پر قائم رہیں گے اور حضرت عیسیٰؑ اسے قتل کر کے اس کے سارے مکر وفریب کو تباہ و برباد کر دیں گے اور پھر سے عقیدہ توحید کا ڈنکا بجائیں گے اور اس سے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھا کر زندہ رکھنے کا مقصد عظیم بھی سامنے آجاتا ہے کہ اللہ تعالی نے ایسا کیوں کیا تھا۔اس کی وجہ یہی تھی کہ دجال فتنے کو توڑنا آسان کام نہیں ہے اس کے ان فتنوں کو عیسیٰؑ جیسی شخصیت ہی توڑ سکتی ہے یہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعونیوں نے ۹ سو جادوگروں کے تین سو اونٹوں کا بوجھ رسیاں اور لاٹھیاں ڈالی تھیں جو سب اژدھا بن گئی تھیں اور حضرت موسیٰؑ نے جب اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اژدھا بن گئی اور ان سب اژدھوں کو نگل گئی اور پھر اسی طرح لاٹھی بن گئی اور لاٹھی اور رسیوں کا وجود ہی ختم ہو گیا اور موسیٰؑ کی لاٹھی کا حجم نہیں بڑھا۔اسی طرح حضرت عیسیٰؑ دجال کے سارے فریبوں کو نیست و نابود کر دیں گے اس کے بعد مذکورہ احادیث میں جو خاص خاص مقامات میں ان کی تشریح کریں گے۔سب کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے ترجمے سے سب ظاہر ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے تمیم داری والی حدیث میں جزیرے والے جس دجال کا ذکر آیا ہے قیامت کے قریب وہی ظاہر ہوگا یا کوئی اور ہوگا؟ اگر وہی ہوگا تو پھر اتنی زیادہ عمر اس دور میں کیسے ہو سکتی ہے؟ اس دور میں تو سو سال کا بوڑھا مشکل سے چلتا ہے اور اس کی عمر تو اڑھائی ہزار سال کی سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور وہ بڑا سریع الحرکت ہوگا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ وہی ہو اور اس کی عمر اتنی لمبی ہو اور جزیرے کی آب و ہوا کی وجہ سے اس پر اس زمین کے اثرات نہ پڑتے ہوں اور اس جزیرہ میں اس کو کس نے بند کیا ہے اور کب سے ہے یہ اللہ جانتا ہے اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جزیرے والا نہ ہو جس کا ذکر تمیم داری نے کیا ہے بلکہ اس کا کوئی چیلا چاٹا ہو۔کیونکہ نبی ﷺ نے دجالوں کی تعداد ستر تک بتائی

ہے۔اوران دجالوں کی ابتداء حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہی شروع ہوگئی تھی جیسا کہ مسلیمہ کذاب' اسود عنسی' سجاح' ابن صیاد وغیرہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ستر کا بھی محاورہ استعمال فرمایا ہو بہر حال اتنا اندازہ خود ہی ہو جاتا ہے کہ قیامت کے قریب فتنہ دجال ضرور ہوگا۔ البتہ اس دجال کا تعین ابھی مشکل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ دجال کانا ہوگا اس کی دوسری آنکھ انگور کے دانے کی طرح پھولی ہوئی ہوگی اور خدا کانا نہیں ہے۔اس کا مقصد تو یہ بنتا ہے کہ خدا کے بھی اعضاء ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دجال کی پوری تعریف بیان فرمائی ہے دجال کانا ہوگا اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا۔ یہ مقصد نہیں خدا کے اعضاء ہیں کیونکہ خدا تو لطیف ذات ہے وہ بے عیب ہے اور دجال میں مذکورہ عیوب ہوں گے وہ خدائی کے لائق نہیں ہے۔ سوال حضرت نباس بن سمعان والی روایت میں ہے کہ دجال چالیس دن تک رہے گا اور حضرت اسماء بنت یزید والی روایت میں ہے دجال چالیس سال رہے گا ان حدیثوں میں تعارض ہے تطبیق کیسے ہوگی۔ جواب چالیس دنوں سے مراد دجال کے فتنہ کے دن ہیں اور چالیس سالوں سے مراد عام دن ہیں سوال حضرت عبداللہ بن عمرؓ والی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ اور دجال کو بیت اللہ میں طواف کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ دجال کے لئے تو بیت اللہ میں داخلہ ممنوع ہے اور وہ کافر ہے جواب اولاً تو یہ حضور ﷺ کے خواب کا معاملہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (عیسیٰ اور دجال کا وجود) خواب میں بھی رسول اللہ کو دکھا دیا تھا یا اس سے مراد یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مشرک لوگ بھی حج بیت اللہ کرتے تھے اور یہ دجال بھی مشرکوں سے ہوگا۔

ابن صیاد کے قصہ کا بیان

عن عبداللّٰہ بن عمرؓ ان عمر ابن الخطاب انطلق مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی رھط من اصحابہ قبل ابن صیاد حتیٰ وجدوہ یلعب مع الصبیان فی اطم بنی مغالۃ وقد قارب ان صیاد یومئذ الحلم فلم یشعر حتیٰ ضرب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ظھرہ یدہ ثم قال اتشھد انی رسول اللّٰہ فنظر الیہ فقال اشھد انک رسول الامیین ثم قال ابن صیاد اتشھد انی رسول اللّٰہ فرضہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قال اٰمنت باللّٰہ وبرسلہ ثم قال لابن صیاد ماذا تریٰ قال یأتینی صادق وکاذب قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خلط علیک الامر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی خبأت لک خبیئًا وخبالہ یوم تأتی السماء بدخان مبین فقال ھو الدخ فقال اخسئا فلن تعدو قدرک قال عمر یا رسول اللّٰہ اتأذننی فیہ ان اضرب عنقہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یکن ھو لاتسلط علیہ وان لم یکن ھو فلا خیر لک فی قتلہ قال ابن عمر انطلق بعد ذٰلک

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابی بن کعب الانصاری یؤمان النخل التی فیھا ابن صیاد فطفق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتقی بجذوع النخل وھو یختل ان یسمع من ابن صیاد شیئًا قبل ان یراہ وابن صیاد مضطجع علیٰ فراشہ فی قطیفۃ لہ فیھا زمزمۃ فرات ام ابن صیاد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یتقی بجذوع النخل فقالت ای صاف وھو اسمہ ھٰذا محمد فتنا ھی ابن صیاد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو ترکتہ بین قال عبداللّٰہ ابن عمر قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الناس فاثنیٰ علی اللّٰہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی انذرکموہ وما من نبی الا وقد انذر قومہ لقد انذر نوح قومہ ولٰکنی ساقول لکم فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ تعلمون انہ اعور وان اللّٰہ لیس باعور متفق علیہ.

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں بیشک عمرؓ بن خطاب رسول ﷺ کے ساتھ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت میں ابن صیاد کی طرف نکلے یہاں تک کہ اس کو بنو مغالہ محلّہ کے ایک ٹیلہ میں دیکھا ابن صیاد اس وقت تک بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا وہ سمجھ نہ سکا یہاں تک کہ رسول ﷺ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں

اس نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو امیوں کا رسول ہے۔ پھر ابن صیاد نے کہا تو گواہی دیتا ہے میں اللہ کا رسول ہوں۔ نبی ﷺ نے اس کو بھیچا پھر فرمایا میں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ ایمان لایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے کہنے لگا میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا معاملہ تجھ پر مشتبہ کیا گیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں نے تیرے لیے اپنے سینہ میں کچھ چھپایا ہے اور آپ ﷺ نے اس آیت کو چھپایا تھا یوم تاتی السماء بدخان مبین کہنے لگا۔ دخ ہے فرمایا دور ہو تو اپنے قدر سے تجاوز نہ کرے گا۔ عمرؓ نے کہا اے رسول ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ وہی ہے تو اس پر مسلط نہ کیا جائے گا اور اگر یہ وہ نہیں ہے اس کے قتل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا اس کے بعد آپ ابی بن کعبؓ انصاری کو لے کر ابن صیاد کی طرف نکلے۔ آپ ان کھجوروں کے درختوں کا قصد کرتے تھے جن میں وہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنوں سے بچاؤ پکڑتے۔ آپ اس کو فریب دیتے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں اس سے پہلے کہ آپ کو دیکھے' ابن صیاد اپنی چادر اوڑھ کر اپنے بستر پر سویا ہوا تھا اور ایک پوشیدہ آواز نکالتا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی ﷺ کو دیکھ لیا اے صاف! اور صاف اس کا نام تھا۔ یہ محمد ﷺ آ رہے ہیں۔ ابن صیاد رک گیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا اگر وہ چھوڑ دیتی معاملہ ظاہر ہو جاتا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا رسول ﷺ خطبہ دینے کے لئے لوگوں میں کھڑے ہوئے۔ اللہ کی تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر دجال کا ذکر کیا فرمایا میں نے تم کو اس سے

ڈرایا تھا اور کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوحؑ نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن اس کے متعلق میں تم کو ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں کہی۔ جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابی سعیدؓ ن الخدری قال لقیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابوبکر وعمر یعنی ابن صیاد فی بعض طرق المدینة فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتشهد انی رسول اللّٰه فقال هو اتشهد انی رسول اللّٰه فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اٰمنت باللّٰه وملٰئکته وکتبه ورسله ماذا تریٰ قال اریٰ عرشاً علی الماء فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تری عرش ابلیس علی البحر قال وما تریٰ قال اریٰ صادقین وکاذباً اور کاذبین وصادقاً فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لیس علیه فدعوه رواه مسلم۔

حضرت ابوسعیدؓ خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ اور ابوبکر اور عمر ابن صیاد کو مدینہ کے کسی راستہ میں ملے۔ رسول ﷺ نے اس سے کہا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ کہنے لگا تو بھی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ' اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہنے لگا میں

پانی پر ایک تخت بچھا ہوا دیکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے کہنے لگا میں دو سچے اور ایک جھوٹا اور دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں۔ رسول ﷺ نے فرمایا اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعنه ان ابن صیاد سئل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عن تربة الجنة فقال درمکة بیضاء مسک خالص رواه مسلم۔

اسی حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے ابن صیاد نے رسول ﷺ سے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا، فرمایا سفید میدہ مشک خالص سے ہے۔
(روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن نافعؓ قال لقی ابن عمرؓ ابن صیاد فی بعض طرق المدینة فقال له قولاً اغضبه فانتفخ حتیٰ ملاء امسکة فدخل ابن عمر علیٰ حفصة وقد بلغها فقالت له رحمک اللّٰه ما اردت من ابن صیاد اما علمت ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال انما یخرج من غضبة یغضبها رواه مسلم۔

حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن صیاد مدینہ کے ایک راستہ میں ابن عمرؓ کو ملا۔ ابن عمرؓ نے اس کو ایسی بات کہہ دی جس سے وہ ناراض ہو گیا وہ پھول گیا۔ یہاں تک کہ اس نے راستہ کو بھر دیا۔ ابن عمرؓ حضرت حفصہؓ کے گھر گئے۔ انہیں اس واقعہ کی اطلاع مل گئی تھی وہ کہنے لگی اللہ تجھ پر رحم کرے ابن

صیاد سے تو کیا چاہتا تھا کیا تجھے علم نہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ دجال ایک غصہ کی وجہ سے نکلے گا جو اس کو ناراض کر دے گا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعیدؓ ن الخدری قال صحبت ابن صیاد الیٰ مکة فقال لی مالقیت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول انه لا یولد له وقد ولد لی الیس قد قال وهو کافر وانا مسلم اولیس قد قال لایدخل المدینة ولا مکة وقد اقبلت من المدینة وانا ارید مکة ثم قال لی فی اٰخر قوله اما واللّٰہ انی لاعلم مولده ومکانه واین وهو اعرف اباه وامه قال فلبسنی قال قلت له تبالک سائر الیوم قال وقیل له ایسرک انک ذاک الرجل قال فقال لو عرض علیٰ ما کرهت رواه مسلم۔

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن صیاد کے ساتھ مکہ کی طرف گیا کہنے لگا لوگوں کی باتوں سے مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے کیا تو نے رسول ﷺ سے سنا نہیں۔ آپؐ فرماتے تھے اس کی اولاد نہ ہوگی جبکہ میری اولاد ہے۔ کیا آپؐ نے فرمایا نہیں تھا کہ وہ کافر ہوگا۔ حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا جبکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ کی طرف جارہا ہوں۔ پھر آخر میں

کہنے لگا خبردار اللہ کی قسم میں اس کی جائے پیدائش اور مکان جانتا ہوں اور میں اس کے والد اور والدہ کو بھی جانتا ہوں۔ ابوسعید نے کہا اس نے مجھ کو شبہ میں ڈال دیا۔ میں نے اس سے کہا باقی دنوں میں تیرے لیے ہلاکت ہو اور اسے کہا گیا کیا تو اس بات سے خوش ہوگا کہ تو ہی دجال ہو۔ کہنے لگا اگر مجھ پر پیش کیا جائے تو میں اس بات کو ناپسند نہ رکھوں گا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابن عمرؓ قال لقیته وقد نفرت عینه فقلت متیٰ فعلت عینک ما اریٰ قال لا ادری قلت لاتدری وهی فی راسک قال ان شاء اللّٰه خلقها فی عصاک قال فنخر کاشد نخیر حمار سمعت رواه مسلم۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا میں اس کو ملا اس کی آنکھ پھولی ہوئی تھی میں نے کہا تیری آنکھ کو کیا ہوا کہنے لگا میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا تو نہیں جانتا جبکہ وہ تیرے سر میں ہے۔ کہنے لگا اگر اللہ چاہے تو اس کو تیری لاٹھی میں پیدا کر دے۔ اس نے گدھے کی طرح سخت آواز نکالی۔ میں نے کبھی ایسی آواز نہیں سنی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن محمدؒ بن المنکدر قال رایت جابر بن عبداللّٰه یحلف باللّٰه ان ابن الصیاد الدجال قلت تحلف باللّٰه قال انی سمعت عمر یحلف علیٰ ذٰلک عند النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فلم ینکره النبی صلی اللّٰه علیه وسلم متفق علیه۔

حضرت محمدؒ بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا وہ اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے میں نے کہا تو اللہ کی قسم اٹھاتا ہے کہنے لگا میں نے عمرؓ کو سنا نبی ﷺ کے سامنے اس پر قسم اٹھاتے تھے اور نبی ﷺ انکار نہیں کرتے تھے۔

وعن نافعؓ قال کان ابن عمر یقول واللّٰہ ما اتک ان المسیح الدجال ابن صیاد رواہ ابوداؤد والبیھقی فی کتاب البعث والنشور۔

حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن عمر کہتے تھے اللہ کی قسم مجھے اس بارہ میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابن صیاد مسیح دجال ہے (روایت کیا اس کو بیہقی نے کتاب البعث النشور میں)۔

وعن جابر قال فقد نا بن صیاد یوم الحرۃ رواہ ابوداؤد۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کہا ہم نے ابن صیاد کو حرہ کے دن گم پایا روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یمکث ابوالدجال ثلٰثین عاماً لا یلدلھما ولدثم یولد لھما غلام اعور اضرس واقلہ منفعۃً تنام علیناہ لاینام قلبہ ثم نعت لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابویہ فقال ابوہ طرال ضرب اللحم کان انفہ منقادروامہ امراۃ فرضاخیہ

طـويـلة اليـديـن فـاقـل ابوبكرة فسمعنا بمولود فى اليهـود بالمدينة فذهبت انا والزبير بن العوام حتىٰ دخـلـنـا عـلـىٰ ابويه فاذا نعت رسول الله صلى الله عـليـه وسـلـم فيهما فقلنا هل لكما ولد فقالا مكثـنا ثـلٰثين عـامـاً لا يـولـدلـنا ولد ثم ولدلنا غلام اعور اضـرس واقـلـه منفعةً تنام علينا ولا ينام قلبه قال فخرجنا من عندهما فاذا هو منجدل فى الشمس فى قـطـيـفة ولـه هـمـهمة فكشف عن راسه فقال ماقلتما قـلـنـا وهل سمعت ماقلنا قال نعم تنام علينای ولا ينام قلبي رواه الترمذی۔

حضرت ابو بکرؓ سے روایت کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا تیس سال تک دجال کے ماں باپ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی۔ پھر ایک کانا بڑے دانتوں والا لڑکا پیدا ہوگا جس کا نفع کم ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا۔ پھر رسول ﷺ نے اس کے ماں باپ کی ہمارے لیے صفت بیان کی فرمایا اس کا باپ لمبے قد کا تھوڑے گوشت والا اس کی ناک چونچ کی طرح معلوم ہوگی۔ اس کی ماں موٹی اور چوڑی چکلی لمبے ہاتھوں والی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا ہم نے سنا کہ مدینہ میں یہود کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں اور ابن زبیر اس کے ماں باپ کے گھر گئے۔ رسول ﷺ کی بیان کردہ نشانیاں ان دونوں میں پائی جاتی تھیں۔ ہم نے ان کو کہا تمہارا کوئی لڑکا ہے۔ کہنے لگے تیس سال تک ہمارے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پھر ہمارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا

ہے جو کانا اور بڑے دانتوں والا ہے اس کی منفعت کم ہے اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا۔ اس نے کہا ہم ان کے پاس سے باہر نکلے وہ چادر لپیٹے دھوپ میں لیٹا ہوا تھا اس کی خفیہ آواز تھی اس نے اپنے سر سے چادر اتاری کہنے لگا تم دونوں نے کیا کہا ہے ہم نے کہا تو نے سن لیا ہے جو ہم نے کہا ہے کہنے لگا ہاں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

تشریح:

ابن صیاد قدرت کی طرف سے مسلمانوں کے ایک امتحان کے لیے تھا اس لیے اسے دجال کہا گیا۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے دجال کے والدین کی علامات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ ہے کہ اس سے مراد شاید کہ اصل بڑے دجال کے والدین کی یہ علامات ہوں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد ابن صیاد کے والدین ہوں کیونکہ حضرت ابو بکرؓ اور زبیر بن عوام نے جب حضور ﷺ سے سنا کہ دجال کے والدین ان اوصاف والے ہوں گے اور ان کے لڑکے دجال کی یہ خصلتیں ہوں گی تو وہ دونوں بزرگ صحابی اس کے والدین کے گھر گئے تو انہوں نے فی الواقع ان کو ایسا ہی پایا اور وہ یہودی تھے اور اس سے پیدا ہونیوالے کو بھی انہیں اوصاف والا پایا جو آپ ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمائی تھیں۔

تفصیل ولادت حضرت عیسیٰؑ، ان کی حیات اور نزول الی الارض

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

الْقُدُسِ ط (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)

اور ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے دیے تھے اور اسے روح القدس کے ساتھ قوت دی تھی۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ط اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ۔ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ لا اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ قف فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ج وَاشْهَدْ بِاَنَّا
مُسْلِمُوْنَ ○ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ
خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ
وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ
الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ج
ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ز وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا
يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ
اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○

(سورۃ آل عمران آیت ۴۵ تا ۶۰)

جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اس کا ہے مسیح عیسی بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور مقربین سے۔ اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ پن میں اور صالحوں سے ہے۔ کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے بچہ اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے' کہا اسی

طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے کچھ کام کو پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے۔ اور سکھا دے گا اس کو لکھنا اور حکمت اور تورات اور انجیل۔ اور کرے گا اس کو پیغمبر طرف بنی اسرائیل کے یہ کہ تحقیق میں آیا ہوں تمہارے ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمہارے سے یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہاری مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے پس ہو جاتا ہے پرند ساتھ حکم۔ اللہ تعالی کے اور چنگا کرتا ہوں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑی کو اور جلاتا ہوں مردے کو ساتھ حکم اللہ کے۔ اور خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم۔ بیچ گھروں اپنوں کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے۔ اور سچا کرنے والا اس چیز کو کہ آگے میرے ہے توریت سے اور تا کہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعضی وہ چیز کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور لایا ہوں میں تمہارے پاس تمہارے نشانی رب تمہارے سے پس ڈرو اللہ تعالی سے اور کہا مانو میرا۔ تحقیق اللہ پروردگار ہے میرا اور پروردگار تمہارا پس عبادت کرو اس کی یہ ہے راہ سیدھی۔ پس جب دیکھا عیسی نے ان سے کفر کہا کون ہے مدد دینے والے مجھ کو طرف اللہ کے کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں مدد دینے والے اللہ کے ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور تو گواہ رہ ساتھ اس کے کہ ہم مطیع ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے ہم ایمان لائے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسول کی پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے۔ اور مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر مکر کرنے والوں کا۔ جس وقت کہا اللہ تعالی نے اے عیسی

تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو لوگوں سے کہ کافر ہوئے اور کرنے والا ہوں ان لوگوں کو کہ پیروی کریں گے تیرے اوپر ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے قیامت کے دن تک پھر طرف میری ہے پھر آنا تمہارا پھر حکم کروں گا درمیان تمہارے بیچ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے اختلاف کرتے۔ پس جو لوگ کہ کافر ہوئے پس عذاب کروں گا ان کو عذاب سخت بیچ اس دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے ان کے مددگار۔ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے پس پورا دے گا ان کو ثواب ان کا' اور اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو۔ یہ پڑھتے ہیں ہم اس کو اوپر تیرے آیتوں سے اور نصیحت حکمت والی ہے۔ تحقیق مثال عیسیٰ کی نزدیک اللہ کے مانند مثال آدم کے ہے پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو پس ہو گیا۔ حق پروردگار تیرے سے ہے پس مت ہو شک لانے والوں سے۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ○ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا○ (سورۃ النساء ۱۵۷ تا ۱۶۰)

اور بسبب کہنے ان کے کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کے کو پیغمبر اللہ کا تھا' اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو اور لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے البتہ شک کے ہیں اس سے نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا' اور نہ مارا اس کو بہ یقین۔ بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے طرف اپنی' اور ہے غالب اللہ حکمت والا۔ اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔ پس بسبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے حرام کی ہم نے اوپر ان کے پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں واسطے ان کے اور بسبب بند کرنے ان کے کے راہ خدا کے سے بہتوں کو۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ م اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ق فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ق لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكِ ج قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ج وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ج وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ○ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى

جِذْعِ النَّخْلَةِ ج قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ
نَسْيًا مَّنْسِيًّا ○ فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ
رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ
تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ
عَيْنًا ج فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا لا فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ
لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ فَاَتَتْ بِهٖ
قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ط قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○
يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ
اُمُّكِ بَغِيًّا ○ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ط قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ
كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُاللّٰهِ ط اٰتٰنِىَ
الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ○ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا
كُنْتُ ص وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○
وَبَرًّا بِوَالِدَتِىْ ز وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ○ وَالسَّلٰمُ
عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ○ ذٰلِكَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ج قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○
مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ لا سُبْحٰنَهٗ ط اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ
مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

(سورۃ مریم آیت ۱۶ تا ۳۷)

اور یاد کر بیچ کتاب کے مریم کو جب جا پڑی لوگوں اپنے سے مکان شرقی
میں۔ پس پکڑا اور ے ان سے پردہ پس بھیجا ہم نے طرف اس کی روح اپنی کو
پس صورت پکڑی واسطے اس کے آدمی تندرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ
پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار کہنے لگا سوا ہے اس کے
نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار تیرے کا تو کہ بخشش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ
کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں
میں بدکار کہا اسی طرح سے کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے
اور تو کہ کریں ہم اس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور
ہے کام مقرر کیا ہوا۔ پس حاملہ ہوگئی ساتھ اس کے پس جا پڑی ساتھ اس کے
مکان دور میں یعنی جنگل میں۔ پس لے آیا اس کو دردِزہ طرف تنے درخت
خرما کے کہا اے کاش میں مرگئی ہوتی پہلے اس سے اور ہوتی میں بھولی بھلائی
پس پکارا اس کو نیچے اس کے سے یہ کہ مت غم کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار
تیرے نے نیچے تیرے چشمہ۔ اور ہلا طرف اپنی پتے کھجور کے کہ ڈالے گا اوپر
تیرے کھجور تازہ۔ پس کھا اور پی ٹھنڈی رکھ آنکھوں کو پس اگر دیکھے تو آدمیوں
میں سے کسی کو بس کہہ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے باری تعالیٰ کے روزہ
پس ہرگز نہ بولوں گی میں آج کے دن کسی آدمی سے۔ پس آئی ساتھ اس کے
قوم اپنی گود میں لیے ہوئے اس کو کہنے لگے مریم تحقیق لائی تو ایک چیز عجب۔
اے بہن ہارون کی نہ تھا باپ تیرا آدمی برائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار۔ پس
اشارت کی طرف اس کی کہا انہوں نے کیونکہ کلام کریں ہم اس شخص سے کہ
ہے بیچ گود کے لڑکا کہا تحقیق میں بندہ اللہ کا ہوں دی ہے مجھ کو کتاب اور کیا ہے

مجھ کو نبی۔ اور کیا ہے مجھ کو برکتوں والا۔ جہاں ہوں میں اور حکم کیا ہے مجھ کو ساتھ نماز کے اور زکوۃ کے جب تک رہوں میں جیتا۔ اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہیں کیا مجھ کو سرکش بد بخت۔ اور سلامتی ہو اوپر میرے جس دن پیدا ہوا میں اور جس دن مروں گا میں اور جس دن اٹھوں گا میں زندہ ہو کر یہ ہے عیسی بیٹا مریم کا بات حق کی وہ جو بیچ اس کے شک کرتے ہیں۔ نہیں لائق واسطے اللہ کے یہ کہ پکڑے اولاد۔ پاکی ہے جب اس کو مقرر کرتا ہے کچھ کام سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اس کو ہو پس ہو جاتا ہے۔ اور تحقیق اللہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا پس عبادت کرو اس کو یہ ہے راہ سیدھی۔

وَالَّتِیْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (سورۃ الانبیاء آیت ۹۱)

اور وہ عورت جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان کے لیے نشان بنایا۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰیَةً وَّاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ ○ (سورۃ المؤمنون آیت ۵۰)

اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو نشانی بنا دیا تھا اور انہیں ایک ٹیلہ پر جگہ دی تھی جہاں پانی جاری تھا۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ○

اور جب ابن مریم کی مثال دی گئی تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ اس سے کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

وَقَالُوْٓاءَ اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ط مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ط
بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ
وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ ○ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا
مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ
لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ
مُّسْتَقِيْمٌ ○ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ج اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ○ وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ
بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ج
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ
مِنْ بَيْنِهِمْ ج فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ○

(سورۃ الزخرف آیت ۵۷ تا ۶۵)

اور کہتے ہیں معبود ہمارے بہتر یا وہ نہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے یہ بات مگر جھگڑنے کو بلکہ وہ قوم ہیں جھگڑالو نہیں وہ مگر ایک بندہ کہ انعام کیا ہے ہم نے اوپر اس کے اور کیا ہم نے اس کو نمود بقدرت اپنی کا واسطے بنی اسرائیل کے اور اگر چاہتے ہم البتہ کرتے ہم تم سے فرشتے کہ بیچ زمین کے جائے نشین ہوتے۔ اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہے پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی۔ اور نہ بند کرے تم کو شیطان تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر۔ اور جب آیا عیسیٰ ساتھ دلیلوں ظاہر کہ کہا تحقیق لایا ہوں میں واسطے تمہارے حکمت اور تو کہ بیان کروں میں واسطے تمہارے

بعضی وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہو تم بیچ اس کے پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا۔ تحقیق اللہ وہ ہے پروردگار میرا اور پروردگار تمہارا پس عبادت کرو اس کو یہ ہے راہ سیدھی۔ پس اختلاف کیا فرقوں نے درمیان اپنے سے پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کے ظلم کرتے ہیں عذاب دن درد دینے والے کے سے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ○ (سورۃ تحریم آیت ۱۲)

اور مریم بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرمگاہ اپنی کی پس پھونکا ہم نے بیچ اس کے روح اپنی کو اور مانتی تھی باتوں پروردگار اپنے کی کو اور کتابوں اس کی کو اور تھی فرمانبرداروں سے۔

تفسیر:

اس بحث میں کل پچاس آیات نقل کی گئی ہیں۔ ان سب آیات میں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت' حیات اور نزول کا بیان ہے مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت دوسو تریپن میں فرمایا ہے وایدنا بروح القدس اور ہم نے اسے روح القدس کے ساتھ قوت دی تھی مگر یہاں یہ ذکر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو کس طرح قوت دی تھی اور عیسیٰؑ کو اس کی ضرورت کیا درپیش آئی تھی؟ اس سلسلہ میں اجمال ہے اور اس کے بعد سورۃ آل عمران والی آیات میں تفصیل آ گئی ہے۔ پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو ان آیات میں مذکورہ صفات کے حامل لڑکے کی بشارت دی ہے۔ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس نصرت کی ضرورت کو بیان فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے جب اپنی قوم بنی

اسرائیل کو عقیدہ توحید اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی تو وہ قوم آپ کی مخالف ہوگئی تھی اور آپ کے قتل کے درپے ہوگئی تھی تو اس وقت ماتحت الاسباب حضرتؑ نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا کہ اللہ کے دین کے لیے میری نصرت کرو اور حواری نصرت کے لیے تیار ہوگئے تھے اور حضرت عیسیٰؑ کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عیسیٰؑ کی حفاظت کی تدبیر اختیار فرمائی تھیں جیسا فرمایا کہ ان کافروں نے عیسٰی کو قتل کرنے خفیہ تدابیر کی ہوئی ہیں اور ہم نے بھی خفیہ طور پر اسے بچانے کی تدابیر کی ہوئی ہیں اور ان کی تدابیر ہماری تدابیر کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔اس کے بعد چار وعدے فرمائے ہیں پہلا **متوفیک** ہے یہ متوفی وفا سے بنا ہے اس کا معنی پورا کرنا ہے۔مشترک لفظ ہے اور کبھی مجازاً موت کے معنی میں بھی آتا ہے اور یہاں اول معنی ہی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ اس معنی سے پہلے دو جملوں سے تطبیق ہو جاتی ہے اور مفہوم یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بہترین خفیہ تدبیر کی ہے وہ یہ ہے اے عیسیٰؑ میں نے خفیہ طور پر یہودیوں سے تجھے بچانے کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ پورا کروں گا۔اور تیری پوری حفاظت کروں گا اور دوسرا وعدہ ہے کہ تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تیسرا وعدہ ہے کہ تجھے کافروں کے الزامات سے پاک کروں گا اور چوتھا وعدہ ہے کہ تیرے پیروکاروں کو قیامت تک بہتری عطا کروں گا اور اگر متوفی موت کے معنی میں لیا جائے تو مکر اللہ واللہ خیر الماکرین سے ربط نہیں بنتا بے معنی سی بات بنتی ہے اور یہ آیات سورۃ البقرہ والی آیت وایدناہ بروح القدس کی کچھ تفسیر بیان کرتی ہیں ان میں مزید کچھ تفصیل آ گئی ہے ان آیتوں میں سے پہلے جملہ کا تعلق سورۃ آل عمران کی آیت چون کے جملہ ومکروا سے ہے یعنی ان کافروں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ان کے بقول انہوں نے اسے قتل بھی کر دیا اور آیت کے آخر تک ان کے خیالِ باطل کی تردید ہے کہ انہوں نے یقیناً اسے قتل نہیں کیا

ہے۔ یہ حضرت عیسیٰؑ کی تائید غیبی تھی اور سورۃ آل عمران والی آیت میں جو چار عہد فرمائی تھے ان میں سے پہلے عہد **انی متوفیک** والا عہد پورا فرما دیا یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی پوری حفاظت فرمائی تھی تب ہی تو یہودی انہیں قتل نہیں کر سکے تھے اور سورۃ النساء کی آیت ایک سو اٹھا ں کا تعلق سورۃ آل عمران کی آیت پچپن کے جملہ **ورفعک الی** سے ہے۔ اس: مبں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو دوسرا وعدہ فرمایا تھا کہ اے عیسیٰ میں تجھے اٹھالوں گا سورۃ نساء والی آیت کے اس جملہ میں اس عہد کے ایفا کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا تھا اور آیت کے آخر میں جو یز کا لگایا ہے اس سے ایک وہم دور کرنا مقصود ہے وہ وہم یہ ہے کہ انسار ' الاَ طرف کیسے جا سکتا ہے تو اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اللہ زبردست ہے وہ لے جا سکتا ہے اور حکیما لگا کر بتا دیا ہے کہ عیسیٰ کو آسمان پر لے جانے میں حکمت ہے اور آیت ایک سو انسٹھ میں اس حکمت کا بیان ہے تا کہ اہل کتاب اس کرشمہ کو دیکھ کر اس پر ایمان لائیں چنانچہ قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نزول فرما کر زمین پر آئیں گے تو سارے اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے اور قیامت والے دن عیسیٰ ان کے ایمان کی گواہی بھی دیں گے۔ اس کے بعد سورۃ مریم کی آیات ہیں۔ ان میں سے آیت سولہا سے لے کر انتیس تک آیتیں سورۃ آل عمران کی آیت پنتالیس کی تفسیر ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو صفات حمیدہ والے لڑکے کی بشارت دی ہے اور اس کا نام مسیح عیسیٰ بتایا اور سورۃ مریم کی ان آیات میں اس کی تفصیل آ گئی کہ عیسیٰؑ کی ولادت باسعادت کیسے ہوئی تھی اور ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی تین کرامات بھی بیان فرمائی ہیں۔ سوائے شوہر کے بیٹا' پانی کے چشمہ کی پیدائش اور کھجور کے ساتھ تازہ پھل لگانا اور سورۃ مریم کی آیت تیس سے لے

کر سینتیس تک سورۃ آل عمران کی آیت چھیالیس کے جملہ ویکلم الناس فی المعھد کی تفسیر ہے۔آل عمران والی آیت میں تو صرف وعدہ فرمایا تھا کہ مریم تیرا بیٹا ماں کی گود میں لوگوں سے باتیں کرے گا یہ نہیں بتایا کہ اس کی بات کیسی ہوگی اور سورۃ مریم والی آیتوں میں ماں کی گود میں عیسیٰ کا کلام کرنا اور اس کے کلام کی بھی تفصیل آ گئی جو انہوں نے ماں کی گود میں کی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں ان کے بارے میں لوگوں نے جو غلط نظریات قائم کیے ہوئے تھے مثلاً ابن اللہ وغیرہ ان کی بھی تردید فرمادی اور آپ کی تعلیمات کا خلاصہ بھی بیان فرمادیا اور آپ کی تعلیم کی خلاف ورزی کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ فرمایا ہے۔اس کے بعد سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۹۱ ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں کے جو غلط نظریات تھے ان کی تردید بیان فرمادی کیونکہ یہودی حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان لگاتے تھے کہ مریم نے ناجائز تعلق سے عیسیٰ کو پیدا کیا تھا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ولد نامعلوم کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمادیا ہے کہ یہ نظریہ غلط ہے۔عیسیٰ کی والدہ مریم پاک دامن تھی۔ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونکی تھی اور اس مریم کو اور اس کے بیٹے کو جہان والوں کے لیے قدرت کا نمونہ بنایا تھا۔ یہ آیت سورۃ آل عمران کی آیت پچپن کے جملہ و مطھرک من الذین کفروا کی تفسیر ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مریم کی پاکدامنی کی یہ آیت نازل فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کافروں کی طرف سے جو ولد نامعلوم ہونے کا الزام تھا اسے دور فرمادیا۔اس کے بعد سورۃ المومنون کی آیت پچاس ہے۔اس کے اندر بھی سورۃ الانبیاء والی آیت کی تائید ہے اس کے بعد سورۃ الزخرف کی آیتیں ہیں ان میں باقی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو پہلے واقعات بیان ہوئے ہیں انہیں کی تائید

ہے البتہ یہاں آیت اکسٹھ میں آپ کو قیامت کی علامت بھی قرار دیا اور اس کے بعد سورۃ التحریم کی آیت بارہ ہے۔اس کے اندر بھی سورۃ الانبیاء کی آیت اکیانوے کی تائید ہے۔حاصل اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بعض خصوصی الفاظ فرمائے ہیں۔مثلاً ایدنا بروح القدس. کلمة منه. روح منه یکلم الناس فی المهد و کهلا. تخلیق طیر. ابراء الاکمه. احیاء موتی. رفع الی السماء شبه. آیة للعالمین. لعلم للساعة۔یہ کل تیرہ معجزات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پر ظاہر فرمائے تھے اور لوگوں نے ان کا مشاہدہ بھی کیا تھا۔البتہ کہولت کی گفتگو اور دانہ علم الساعۃ کا نمونہ باقی ہے اور یہ دو معجزے بھی اللہ تعالیٰ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ظاہر فرمائیں گے۔جس کی تفصیل احادیث میں آرہی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا بیان

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لایقبله احد حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا ومافیها ثم یقول ابوهریرة فاقرء واان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته الأیة متفق علیه۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ علیہ السلام ضرور تم میں نازل ہوں گے اور عادل حاکم ہوں گے' صلیب کو توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ معاف کریں گے' مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہؓ کہتے اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ ''نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر اس کے مرنے سے پہلے ضرور ایمان لے آئے گا'' (متفق علیہ)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله لينزلن ابن مريم حكماً عادلاً فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزة وليتركن القلاص فلا يعسىٰ عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون الى المال فلا يقبله احد رواه مسلم وفى رواية لهما قال كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم۔

انہیں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مریم عادل حاکم بن کر تم میں اتریں گے وہ صلیب توڑیں گے خنزیر قتل کریں گے جزیہ معاف کر دیں گے۔ جوان اونٹنیاں بیکار چھوڑی جائیں گی۔ ان پر سواری نہ کی جائے گی۔ دلی دشمنی کینہ حسد ختم ہو جائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام مال کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے فرمایا تمہارا

حال کیا ہوگا جبکہ تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

وعن جابرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الیٰ یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علیٰ بعض امراء تکرمة اللّٰہ ھٰذہ الامة رواہ مسلم

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی۔ قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گی۔ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نازل ہوں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے اس امت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

عن عبداللّٰہؓ بن عمر وقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنةً ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ و عمرؓ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم زمیں میں نازل ہوں گے شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال تک زمین میں ٹھہریں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں داخل ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ ابن مریم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اٹھیں گے۔ (ابن جوزی نے اس روایت کو کتاب الوفا میں ذکر کیا ہے) مندرجہ ذیل تفسیر معارف القرآن سے منقول ہے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دلیل بڑی عمر میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام معجزہ ہی تھا

آیت ۴۶ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک صفت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ بچپن کے گہوارے میں جب کوئی بچہ کلام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس حالت میں بھی کلام کریں گے' جیسا دوسری آیت میں مذکور ہے۔ کہ جب لوگوں نے ابتدا ولادت کے بعد حضرت مریم پر تہمت کی بنا پر لعن طعن کیا تو یہ نومولود بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اٹھے' انی عبداللہ الخ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب وہ کہل یعنی ادھیڑ عمر کے ہوں گے' اس وقت بھی لوگوں سے کلام کریں گے یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ بچپن کی حالت میں کلام کرنا تو ایک معجزہ اور نشانی تھی اس کا ذکر تو اس جگہ کرنا مناسب ہے مگر ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کرنا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر انسان مومن کافر' عالم' جاہل کیا ہی کرتا ہے' یہاں اس کو بطور صفت خاص ذکر کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔

اس سوال کا ایک جواب تو وہ ہے جو بیان القرآن کے خلاصہ تفسیر سے سمجھ میں آیا کہ مقصد اصل میں حالت بچپن ہی کے کلام کا بیان کرنا ہے' اس کے ساتھ بڑی عمر کے

کلام کا ذکر اس غرض سے کیا گیا کہ ان کا بچپن کا کلام بھی ایسا نہیں ہوگا جیسے بچے ابتدا میں بولا کرتے ہیں بلکہ عاقلانہ' عالمانہ' فصیح و بلیغ کلام ہوگا' جیسے ادھیڑ عمر کے آدمی کیا کرتے ہیں' اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ اور اس کی پوری تاریخ پر غور کیا جائے تو اس جگہ ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کا تذکرہ ایک مستقل عظیم فائدہ کے لیے ہو جاتا ہے' وہ یہ ہے کہ اسلامی اور قرآنی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔

روایات سے یہ ثابت ہے کہ ان کو اٹھانے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً تیس پینتیس سال کے درمیان تھی جو عین عنفوانِ شباب کا زمانہ تھا' ادھیڑ عمر جس کو عربی میں کہل کہتے ہیں' وہ اس دنیا میں ان کی ہوئی ہی نہ تھی' اس لیے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام جبھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں' اس لیے جس طرح ان کا بچپن کا کلام معجزہ تھا اسی طرح ادھیڑ عمر کا کلام بھی معجزہ ہی ہے۔

آیت کے اہم الفاظ کی تشریح

اس آیت کے الفاظ و معانی میں بعض فرقوں نے تحریفات کا دروازہ کھولا ہے جو تمام امت کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آخر زمانہ میں نزول کے منکر ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ ان کے الفاظ کی تشریح وضاحت کے ساتھ کر دی جائے۔

واللہ خیر الماکرین 'لفظ ''مکر'' عربی زبان میں لطیف و خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں' اگر وہ اچھے مقصد کے لیے ہو تو اچھا ہے' اور برائی کے لیے ہو تو برا ہے' اسی لیے ولا یحیق المکر السیئ میں مکر کے ساتھ ''سیئ'' کی قید لگائی' اردو زبان کے محاورات میں مکر صرف سازش اور بری تدبیر اور حیلہ کے لیے بولا جاتا ہے' اس سے عربی محاورات پر

شبہ نہ کیا جائے' اسی لیے یہاں خدا کو "خیر الماکرین" کہا گیا' مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں' حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے' تورات کو بدلنا چاہتا ہے' سب کو بد دین بنا کر چھوڑے گا' اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا' اِدھر یہ ہو رہا تھا اور اُدھر حق تعالیٰ کی لطیف وخفیہ تدبیران کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی جس کا ذکر اگلی آیات میں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

انی متوفیک 'لفظ "متوفی" کا مصدر "توفی" اور مادہ وفا ہے' اس کے اصل معنی عربی لغت کے اعتبار سے پورا پورا لینے کے ہیں' وفّا' ایفّا' استیفّا اسی معنی کے لیے بولے جاتے ہیں' توفّی کے بھی اصل معنی پورا پورا لینے کے ہیں' تمام کتب لغت عربی زبان کی اس پر شاہد ہیں اور چونکہ موت کے وقت انسان اپنی اجل مقدر پوری کر لیتا ہے' اور خدا کی دی ہوئی روح پوری لے لی جاتی ہے' اس کی مناسبت سے یہ لفظ بطور کنایہ موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے' اور موت کا ایک ہلکا سا نمونہ روزانہ انسان کی نیند ہے' اس کے لیے بھی قرآن کریم میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتها واللتی لم تمت فی منامها جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:
"اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت' اور جن کی موت نہیں آتی ان کی نیند کے وقت"۔

حافظ ابن تیمیہؒ نے الجواب الصحیح ص ۸۳ ج ۲ میں فرمایا: التوفی فی لغا العرب معناها بالقبض والاستیفاء وذلک ثلاثة انواع' احدها التوفی فی النوم والثانی توفی الموت والثالث توفی الروح والبدن جمیعاً

اور کلیات ابوالبقاء میں ہے: التوفی الاماتة وقبض الروح وعلیه

استعمال العامة او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء۔

اسی لیے آیت مذکورہ میں لفظ متوفیک کا ترجمہ اکثر حضرات نے پورا لینے سے کیا ہے' جیسا کہ ترجمہ شیخ الہندؒ میں مذکور ہے' اس ترجمہ کے لحاظ سے مطلب واضح ہے کہ ہم آپ کو یہودیوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑیں گے' بلکہ خود آپ کو لے لیں گے' جس کی صورت یہ ہوگی کہ اپنی طرف آسمان پر چڑھائیں گے۔

اور بعض حضرات نے اس کا ترجمہ موت دینے سے کیا ہے' جیسا کہ بیان القرآن کے خلاصہ میں اُوپر مذکور ہے' اور یہی ترجمہ مفسر القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اسانید صحیحہ کے ساتھ منقول ہے' مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی منقول ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس وقت جب کہ یہودی آپ کے قتل کے درپے تھے آپ کی تسلی کے لیے دو لفظ ارشاد فرمائے' ایک یہ کہ آپ کی موت ان کے ہاتھوں قتل کی صورت میں نہیں بلکہ طبعی موت کی صورت میں ہوگی' دوسرا یہ کہ اس وقت ان لوگوں کے نرغہ سے نجات دینے کی ہم یہ صورت کریں گے کہ آپ کو اپنی طرف اٹھالیں گے' یہی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

تفسیر درمنثور میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت اس طرح منقول ہے:

اخرج اسحٰق بن بشر وابن عساكر من طريق جوهر عن الضحاك عن ابن عباسؓ فی قوله تعالیٰ انی متوفيک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفيک في اٰخر الزمان۔ (درمنثور' ص ۳۶ ج ۲)

اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے بروایت جوہر عن الضحاک حضرت ابن عباسؓ سے آیت انی متوفیک و رافعک الی کی تفسیر میں یہ لفظ نقل

کیے ہیں کہ میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا' پھر آخر زمانہ میں آپ کو طبعی طور پر وفات دوں گا''۔

اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ توفی کے معنی موت ہی کے ہیں' مگر الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہے' رافعک کا پہلے اور متوفیک کا وقوع بعد میں ہوگا' اور اس موقع پر متوفیک کو مقدم ذکر کرنے کی حکمت و مصلحت اس پورے معاملے کی طرف اشارہ کرنا ہے جو آگے ہونے والا ہے' یعنی یہ اپنی طرف بلا لینا ہمیشہ کے لیے نہیں' چند روزہ ہوگا اور پھر آپ اس دنیا میں آئیں گے اور دشمنوں پر فتح پائیں گے' اور بعد میں طبعی طور پر آپ کی موت واقع ہوگی' اس طرح دوبارہ آسمان سے نازل ہونے اور بنا بر فتح پانے کے بعد موت آنے کا واقعہ ایک معجزہ بھی تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعزاز واکرام کی تکمیل بھی' نیز اس میں عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کا ابطال بھی تھا' ورنہ ان کے زندہ آسمان پر چلے جانے کے واقعہ سے ان کا یہ عقیدہ باطل اور پختہ ہو جاتا کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرح حی وقیوم ہے' اس لیے پہلے متوفیک کا لفظ ارشاد فرما کر ان تمام خیالات کا ابطال کر دیا پھر اپنی طرف بلانے کا ذکر فرمایا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ کفار ومشرکین کی مخالفت وعداوت تو انبیاء علیہم السلام سے ہمیشہ ہی ہوتی چلی آتی ہے' اور عادۃ اللہ یہ رہی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم اپنے انکار اور ضد پر جمی رہی پیغمبر کی بات نہ مانی' ان کے معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائی' تو دو صورتوں میں سے ایک صورت کی گئی ہے' یا تو اس قوم پر آسمانی عذاب بھیج کر سب کو فنا کر دیا گیا۔ جیسے عاد وثمود اور قوم لوط علیہ السلام' قوم صالح علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کیا گیا' یا پھر یہ صورت ہوتی کہ اپنے پیغمبر کو اس دار الکفر سے ہجرت کرا کے کسی دوسری طرف منتقل کیا گیا اور وہاں ان کو وہ قوت وشوکت دی گئی کہ پھر اپنی قوم پر فتح پائی۔ حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے عراق سے ہجرت کر کے شام میں پناہ لی' اس طرح حضرت موسیٰؑ مصر سے ہجرت کر کے علاقہ شام میں تشریف لائے اور آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے' پھر وہاں سے حملہ آور ہو کر مکہ فتح کیا' یہودیوں کے نرغہ سے بچانے کے لیے یہ آسمان پر بلا لینا بھی درحقیقت ایک قسم کی ہجرت تھی' جس کے بعد وہ پھر دنیا میں واپس آ کر یہودیوں پر مکمل فتح حاصل کریں گے۔

رہا یہ معاملہ کہ ان کی یہ ہجرت سب سے الگ آسمان کی طرف کیوں ہے؟ تو حق تعالیٰ نے ان کے بارے میں خود فرمایا ہے کہ ان کی مثال آدم علیہ السلام کی سی ہے' جس طرح آدم علیہ السلام کی پیدائش عام مخلوقات کے طریق پیدائش سے مختلف بغیر ماں باپ کے ہوئی ہے' ان کی پرورش عام انسانوں کی پرورش سے مختلف صورت سے ہوئی' موت بھی عجیب وغریب طریقہ سے صدہا سال کے بعد دنیا میں آ کر عجیب طرح ہوگی' تو اس میں کیا تعجب ہے کہ ان کی ہجرت بھی کسی ایسے عجیب طریقہ سے ہو۔

یہی عجائب قدرت تو جاہل نصاریٰ کے لیے اس عقیدہ میں مبتلا ہونے کا سبب بن گئے کہ ان کو خدا کہنے لگے۔ حالانکہ انہی عجائب کے ہر قدم اور ہر چیز پر غور کیا جائے تو ہر ایک واقعہ ان کی عبدیت و بندگی اور تابع فرمان الوہی ہونے اور بشری خصائص سے متصف ہونے کے دلائل ہیں' اور اسی لیے ہر ایسے موقع پر قرآن حکیم نے عقیدہ الوہیت کے ابطال کی طرف اشارہ کر دیا ہے' آسمان پر اٹھانے سے یہ شبہ بہت قوی ہو جاتا' اس لیے متوفیک کو پہلے بیان کر کے شبہ کا قلع قمع کر دیا' اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں یہود کی تردید تو مقصود ہی ہے کہ یہود جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی دینے کا عزم کر رہے تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا' اس تقدیم وتاخیر الفاظ کے ذریعہ اسی کے ساتھ نصاریٰ کی بھی تردید ہو گئی کہ وہ خدا نہیں جو موت سے بری ہوں'

ایک وقت آئے گا جب ان کو بھی موت آئے گی۔

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں اس طرح کی تقدیم و تاخیر اسی طرح کے مصالح کے ماتحت بکثرت آئی ہے کہ جو واقعہ بعد میں ہونے والا تھا اس کو پہلے اور پہلے ہونے والے واقعہ کو بعد میں بیان فرمایا۔ (تفسیر کبیر' ص ۴۸۱' ج ۲)

ورافعک الی' اس کا مفہوم ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا' اور سب جانتے ہیں کہ عیسیٰ نام صرف روح کا نہیں بلکہ روح مع جسم کا ہے' تو رفع عیسیٰ کا یہ مفہوم لینا کہ صرف رفع روحانی ہوا جسمانی نہیں اٹھایا گیا بالکل غلط ہے' رہا یہ کہ لفظ رفع کبھی بلندی مرتبہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں رفع بعضھم فوق بعض درجات' اوریرفع اللہ الذین اٰمنوا منھم والذین اوتوا العلم وغیرہ آیات میں مذکور ہے۔

تو یہ ظاہر ہے کہ لفظ رفع کو رفع درجہ کے معنی میں استعمال کرنا ایک مجاز ہے جو قرائن کی بنا پر مذکورہ آیات میں ہوا ہے' یہاں حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی لینے کی کوئی وجہ نہیں' اس کے علاوہ اس جگہ لفظ رفع کے ساتھ لفظ الیٰ استعمال فرما کر اس مجازی معنی کا احتمال بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔ اس آیت میں رافعک الی فرمایا' اور سورہ نساء کی آیت میں بھی جہاں یہودیوں کے عقیدہ کا رد کیا گیا وہاں بھی یہی فرمایا وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ یعنی یہودیوں نے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا' بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا' اپنی طرف اٹھالینا روح مع جسد کے زندہ اٹھا لینے ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہاں تک الفاظ آیت کی تشریح ہوئی۔

آیت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے پانچ وعدے

اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ وعدے فرمائے۔

سب سے پہلا وعدہ یہ تھا کہ ان کی موت یہودیوں کے ہاتھوں قتل کے ذریعہ نہیں ہوگی۔ طبعی طور سے وقتِ موعود پر ہوگی' اور وہ وقت موعود قرب قیامت میں آئے گا' جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے' جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ میں اس کی تفصیل موجود ہے' اور اس کا کچھ حصہ آگے آئے گا۔

دوسرا وعدہ فی الحال عالم بالا کی طرف اٹھا لینے کا تھا' یہ اسی وقت پورا کر دیا گیا جس کے پورا کرنے کی خبر سورہ نساء کی آیت میں اس طرح دے دی گئی۔ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ ''یقیناً ان کو یہودیوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا''۔

تیسرا وعدہ ان کو دشمنوں کی تہمتوں سے پاک کرنے کا تھا و مطہرک من الذین کفروا 'میں وہ اس طرح پورا ہوا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہود کے سب غلط الزامات کو صاف کر دیا' مثلاً یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کی وجہ سے ان کے نسب کو مطعون کرتے تھے' قرآن کریم نے اس الزام کو یہ فرما کر صاف کر دیا کہ وہ محض اللہ کی قدرت اور اس کے حکم سے بلا باپ کے پیدا ہوئے اور یہ کوئی تعجب کی چیز نہیں' حضرت آدمؑ کی پیدائش اس سے زیادہ تعجب کی چیز ہے' کہ ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خدائی کے دعوے کا الزام لگاتے تھے' قرآن کریم کی بہت سی آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس کے خلاف اپنی عبدیت اور بندگی اور بشریت کا اقرار نقل فرمایا۔

چوتھا وعدہ رجاعل الذین اتبعوک میں ہے کہ آپ کے متبعین کو آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رکھا جائے گا' یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ یہاں اتباع سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اعتقاد اور اقرار مراد ہے' ان کے سب احکام پر ایمان و اعتقاد کی شرط نہیں' تو اس طرح نصاریٰ اور اہل اسلام دونوں اس میں داخل ہو گئے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے معتقد ہیں' یہ دوسری بات ہے کہ صرف اتنا اعتقاد نجاتِ آخرت کے لیے کافی نہیں' بلکہ نجات آخرت اس پر موقوف ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تمام احکام پر اعتقاد و ایمان رکھے' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی اور ضروری احکام میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کے بعد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائیں' نصاریٰ نے اس پر اعتقاد و ایمان اختیار نہ کیا' اس لیے نجات آخرت سے محروم رہے' مسلمانوں نے اس پر بھی عمل کیا' اس لیے نجات آخرت کے مستحق ہو گئے لیکن دنیا میں یہودیوں پر غالب رہنے کا وعدہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر موقوف تھا' وہ دنیا کا غلبہ نصاریٰ اور مسلمانوں کو بمقابلہ یہود ہمیشہ حاصل رہا اور یقیناً قیامت تک رہے گا۔

جب سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا اس وقت سے آج تک ہمیشہ مشاہدہ یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ بمقابلہ یہود ہمیشہ نصاریٰ اور مسلمان غالب رہے' انہیں کی حکومتیں دنیا میں قائم ہوئیں اور ہیں۔

اسرائیل کی موجودہ حکومت سے اس پر کوئی شبہ نہیں ہوسکتا

کیونکہ اول تو اس حکومت کی حقیقت اس کے سوا نہیں کہ وہ روس اور یورپ کے نصاریٰ کی مشترکہ چھاؤنی ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف قائم کر رکھی ہے' ایک دن کے لیے بھی اگر حکومت روس وامریکہ ودیگر ممالک یورپ اپنا ہاتھ اس کے سر سے ہٹالیں تو دنیا کے نقشہ سے اس کا وجود مٹتا ہوا ساری دنیا مشاہدہ کرلے' اس لیے اس کو یہود یا اسرائیل کی حکومت حقیقت شناس لوگوں کی نظر میں ایک مجاز تو ہوسکتا ہے اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں' اور بالفرض اس کو ان کی اپنی ہی حکومت تسلیم کرلیا جائے تو بھی نصاریٰ اور اہل اسلام کے مجموعہ کے مقابلہ میں اس کے مغلوب ومقہور ہونے سے کون سا صحیح العقل انسان انکار کرسکتا ہے' اس سے بھی قطع نظر کرو تو قرب قیامت میں چند روزہ یہود کے غلبہ کی خبر تو خود اسلام کی متواتر روایات میں موجود ہے اگر اس دنیا کو اب زیادہ باقی رہنا نہیں ہے اور قیامت قریب ہی آچکی ہے تو اس کا ہونا بھی اسلامی روایات کے منافی نہیں' اور ایسی چند روزہ شورش کو سلطنت یا حکومت نہیں کہہ سکتے۔

پانچواں وعدہ' قیامت کے روز ان مذہبی اختلافات کا فیصلہ فرمانے کا ہے تو وہ وعدہ بھی اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا' جیسا کہ آیت میں ارشاد ہے ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم.

مسئلہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام

دنیا میں صرف یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول ومصلوب ہوکر دفن ہوگئے اور پھر زندہ نہیں ہوئے' اور ان کے اس خیال کی حقیقت قرآن کریم نے سورہ نساء کی آیت میں واضح کردی ہے' اور اس آیت میں بھی ومکروا ومکر اللہ میں اس

کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے کید اور تدبیر کو خود انہیں کی طرف لوٹا دیا کہ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے مکان کے اندر گئے تھے' اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک شخص کی شکل وصورت تبدیل کر کے بالکل عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ڈھال دیا' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا' آیت کے الفاظ یہ ہیں:

وما قتلوه وما صلبوه ولٰكن شبه لهم

''نہ انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل کیا نہ سولی چڑھایا لیکن تدبیر حق نے ان کو شبہ میں ڈال دیا (کہ اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوش ہو لئے)''۔

اس کی مزید تفصیل سورہ نساء میں آئے گی۔

نصاریٰ کا کہنا یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول ومصلوب تو ہو گئے مگر پھر دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لیے گئے' مذکورہ آیت نے ان کے اس غلط خیال کی بھی تردید کر دی' اور بتلا دیا کہ جیسے یہودی اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوشیاں منا رہے تھے! اس سے یہ دھوکہ عیسائیوں کو بھی لگ گیا کہ قتل ہونے والے عیسیٰ علیہ اسلام ہیں اس لیے شبه لهم کے مصداق یہود کی طرح نصاریٰ بھی ہو گئے۔

ان دونوں گروہوں کے بالمقابل اسلام کا وہ عقیدہ ہے جو اس آیت اور دوسری کئی آیتوں میں وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لیے آسمان پر زندہ اٹھالیا نہ ان کو قتل کیا جا سکا نہ سولی پر چڑھایا جا سکا' وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر یہودیوں پر فتح پائیں گے اور آخر میں طبعی موت سے وفات پائیں گے۔

اسی عقیدہ پر تمام امت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے' حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر

ص ۳۱۹ میں یہ اجماع نقل کیا ہے' قرآن مجید کی متعدد آیات اور حدیث کی متواتر روایات سے یہ عقیدہ اور اس پر اجماع امت سے ثابت ہے' یہاں اس کی پوری تفصیل کا موقع بھی نہیں اور ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ علماءِ امت نے اس مسئلہ کو مستقل کتابوں اور رسالوں میں پورا پورا واضح فرمادیا ہے اور منکرین کے جوابات تفصیل سے دیے ہیں' ان کا مطالعہ کافی ہے' مثلاً حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف بزبان عربی عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام' حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی کی تصنیف بزبان اردو حیات عیسیٰ علیہ السلام' مولانا سید محمد ادریس صاحبؒ کی تصنیف بزبان اردو حیات عیسیٰ علیہ السلام' مولانا سید محمد ادریس صاحبؒ کی تصنیف اور بھی سینکڑوں چھوٹے بڑے رسائل اس مسئلہ پر مطبوع ومشتہر ہو چکے ہیں' احقر نے بامر استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی سو سے زائد احادیث جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا اور پھر قرب قیامت میں نازل ہونا بتواتر ثابت ہوتا ہے ایک مستقل کتاب التصریح بما تواتر فی نزول المسیح میں جمع کر دیا ہے' جس کو حال میں حواشی وشرح کے ساتھ حلب شام کے ایک بزرگ علامہ عبدالفتاح ابوغدہ نے بیروت میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔

اور حافظ ابن کثیرؒ نے سورہ زخرف کی آیت وانہ لعلم للساعۃ کی تفسیر میں لکھا ہے:

وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ امامًا عادلًا الخ

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس معاملے میں متواتر ہیں

کہ آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل قیامت نازل ہونے کی خبر دی ہے"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور زندہ رہنے پھر قرب قیامت میں نازل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے جن کو علماء امت نے مستقل کتابوں' رسالوں کی صورت میں شائع کر دیا ہے جن میں سے بعض کے نام اوپر درج ہیں مسئلہ کی مکمل تحقیق کے لیے تو انہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

یہاں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس پر نظر کرنے سے ذرا بھی عقل وانصاف ہو تو اس مسئلہ میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی' وہ یہ ہے کہ سورہ آل عمران کے گیارہویں رکوع میں حق تعالیٰ نے انبیاء سابقین کا ذکر فرمایا تو حضرت آدم' نوح' آل ابراہیم' آل عمران علیہما السلام سب کا ذکر ایک ہی آیت میں اجمالاً کرنے پر اکتفاء فرمایا' اس کے بعد تقریباً تین رکوع اور بائیس آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان کا ذکر اس بسط وتفصیل کے ساتھ کیا گیا' خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا ان کا ذکر بھی اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں آیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کا ذکر' ان کی نذر کا بیان' والدہ کی پیدائش' ان کا نام' ان کی تربیت کا تفصیلی ذکر' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطن مادر میں آنا' پھر ولادت کا مفصل حال' ولادت کے بعد ماں نے کیا کھایا پیا' اس کا ذکر' اپنے خاندان میں بچے کو لے کر آنا' ان کے طعن وتشنیع' اول ولادت میں ان کو بطور معجزہ گویائی عطا ہونا' پھر جوان ہونا اور قوم کو دعوت دینا ان کی مخالفت' حواریین کی امداد' یہودیوں کا نرغہ' ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ' پھر احادیث متواترہ میں ان کی مزید صفات' شکل وصورت' ہیئت' لباس وغیرہ کی پوری

تفصیلات' یہ ایسے حالات ہیں کہ پورے قرآن وحدیث میں کسی نبی ورسول کے حالات اس تفصیل سے بیان نہیں کیے گئے' یہ بات ہر انسان کو دعوتِ فکر دیتی ہے کہ ایسا کیوں اور کس حکمت سے ہوا۔

ذرا بھی غور کیا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی ورسول ہیں کوئی دوسرا نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا نہیں' اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں اس کا بڑا اہتمام فرمایا کہ قیامت تک جو جو مراحل امت کو پیش آنے والے ہیں ان کے متعلق ہدایات دے دیں' اس لیے آپ نے ایک طرف تو اس کا اہتمام فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قابل اتباع کون لوگ ہوں گے' ان کا تذکرہ اصولی طور پر عام اوصاف کے ساتھ بھی بیان فرمایا' بہت سے حضرات کے نام متعین کر کے بھی امت کو ان کے اتباع کی تاکید فرمائی' اس کے بالمقابل ان گمراہ لوگوں کا بھی پتہ دیا جن سے امت کے دین کو خطرہ تھا۔

بعد کے آنے والے گمراہوں میں سب سے بڑا شخص مسیح دجال تھا' جس کا فتنہ سخت گمراہ کن تھا اس کے اتنے حالات وصفات بیان فرما دیے کہ اس کے آنے کے وقت امت کو اس کے گمراہ ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے' اسی طرح بعد کے آنے والے مصلحین اور قابلِ اقتدار بزرگوں میں سب سے زیادہ بڑے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں' جن کو حق تعالیٰ نے نبوت ورسالت سے نوازا' اور فتنہ دجال میں امت مسلمہ کی امداد کے لیے ان کو آسمان میں زندہ رکھا اور قرب قیامت میں ان کو قتل دجال کے لیے مامور فرمانا' اس لیے ضرورت تھی کہ ان کے حالات وصفات بھی امت کو ایسے واشگاف بتلائے جائیں جن کے بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کسی انسان کو ان کے پہچاننے میں کوئی شک وشبہ نہ رہ جائے۔

اس میں بہت سی حکم ومصالح ہیں' اول یہ کہ اگر امت کو ان کے پہچاننے ہی میں اشکال پیش آیا تو ان کے نزول کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا' امت مسلمہ ان کے ساتھ نہ لگے گی تو وہ امت کی امداد ونصرت کس طرح فرمائیں گے۔

دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر چہ اس وقت فرائض نبوت ورسالت پر مامور ہو کر دنیا میں نہ آئیں گے' بلکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت وامامت کے لیے بحیثیت خلیفہ رسولؐ تشریف لائیں گے' مگر ذاتی طور پر جو ان کو منصب نبوت و رسالت اصل ہے اس سے معزول بھی نہ ہوں گے' بلکہ اس وقت ان کی مثال اس گورنر کی سی ہوگی جو اپنے صوبہ کا گورنر ہے' مگر کسی ضرورت سے دوسرے صوبہ میں چلا گیا ہے تو وہ اگر چہ صوبے میں گورنر کی حیثیت پر نہیں مگر اپنے عہدہ گورنری سے معزول بھی نہیں' خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی صفت نبوت ورسالت سے الگ نہیں ہوں گے' اور جس طرح ان کی نبوت سے انکار پہلے کفر تھا اس وقت بھی کفر ہوگا' تو امت مسلمہ جو پہلے سے ان کی نبوت پر قرآنی ارشادات کی بناء پر ایمان لائے ہوئے ہے اگر نزول کے وقت ان کو نہ پہچانے تو انکار میں مبتلا ہو جائے گی' اس لیے ان کی علامات وصفات کو بہت زیادہ واضح کرنے کی ضرورت تھی۔

تیسرے یہ کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تو دنیا کی آخری عمر میں پیش آئے گا اگر ان کی علامات وحالات مبہم ہوتے تو بہت ممکن ہے کہ کوئی دوسرا آدمی دعویٰ کر بیٹھے کہ میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں' ان علامات کے ذریعہ اس کی تردید کی جا سکے گی' جیسا کہ ہندوستان میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں' اور علماء امت نے انہی علامات کی بناء پر اس کے قول کو رد کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ اور دوسرے مواقع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

حالات وصفات کا اتنی تفصیل کے ساتھ بیان ہونا خود ان کے قریب قیامت میں نازل ہونے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لانے ہی کی خبر دے رہا ہے' احقر نے اس مضمون کو پوری وضاحت کے ساتھ اپنے رسالہ مسیح موعود کی پہچان میں بیان کر دیا ہے' اس کو دیکھ لیا جائے۔ (معارف القرآن)

جو شخص مر گیا اس کی قیامت شروع ہو گئی

عن شعبةؓ عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثت انا والسّاعة كهاتين قال شعبة وسمعت قتادة يقول فى قصصة كفضل احدهما على الاخرٰى فلا ادرى اذكره عن انس او قاله قتادة متفق عليه۔

حضرت شعبہؒ حضرت قتادہؒ سے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ شعبہؒ نے کہا اور میں نے قتادہؒ سے سنا اپنے وعظ میں کہتے تھے جس طرح ایک کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس بات کو انسؓ سے روایت کیا ہے یا قتادہؒ نے اپنی طرف کہی ہے۔ (متفق علیہ)

وعن جابرؓ قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول قبل ان يموت بشهر تسئلونى عن الساعة وانما علمها عندالله واقسم بالله ما على الارض من نفس منفوسة ياتى عليها مائة سنة وهى

حیة یؤمئذ رواہ مسلم۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرماتے تھے تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو اس کا علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی نفس زمین پر پیدا نہیں کیا گیا کہ اس پر سو برس گذریں اور وہ اس روز زندہ ہو۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعیدؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یأتی مائة سنة و علی الارض نفس منفوسة الیوم رواہ مسلم۔

حضرت ابوسعیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا سو سال نہیں گذریں گے کہ زمین پر اس دن کوئی شخص زندہ ہو۔ جو آج ہے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)۔

وعن عائشةؓ قال کان رجال من الاعراب یاتون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسالونہ عن الساعة فکان ینظر الیٰ اصغرھم فیقول ان یعش ھٰذا لایدرکہ الھرم حتیٰ تقوم علیکم ساعتکم متفق علیہ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بہت سے اعرابی آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کم عمر کی طرف دیکھتے اور فرماتے یہ بوڑھا نہیں ہوگا کہ تمہاری قیامت قائم ہو چکی

ہوگی۔(متفق علیہ)

عن المستوردؓ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت فی نفس الساعة فسبقتها کما سبقت هٰذه هٰذه واشاریا صبعیه السبابة والوسطٰی رواه الترمذی۔

حضرت مستوردؓ بن شداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں قیامت کی ابتدا میں بھیجا گیا ہوں میں اس سے سبقت کر آیا ہوں جس طرح یہ انگلی اس انگلی سے سبقت لے گئی ہے یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطٰی کی طرف اشارہ کرتے۔روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وعن سعدؓ بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو ان لا تعجز امتی عند ربها ان یؤخرهم نصف یوم قیل لسعد وکم نصف یوم قال خمس مائة سنة رواه ابوداٗود۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے عاجز نہیں ہوگی کہ ان کو نصف یوم کی تاخیر دے۔سعد سے کہا نصف یوم سے کیا مراد ہے اس نے کہا پانچ سو برس۔(روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مثل هٰذه الدنیا مثل ثوب شق من اوله الیٰ

اٰخرہ فبقی متعلقاً بخیط فی اٰخرہ فیوشک ذٰلک الخیط ان ینقط (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دنیا کی مثال کپڑے کی مانند ہے جسے اوّل سے لے کر آخر تک پھاڑ دیا گیا ہے اور وہ آخر میں ایک دھاگے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ قریب ہے کہ وہ دھاگہ بھی ٹوٹ جائے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

قیامت کے شریر لوگوں پر قائم ہونے کا بیان

عن انسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتقوم الساعۃ حتیٰ لایقال فی الارض اللّٰہ اللّٰہ وفی روایۃ قال لاتقوم الساعۃ علیٰ احد یقول اللّٰہ اللّٰہ رواہ مسلم۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ کی صدا نہ رہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔

(روایت کیا اس کو مسلم نے)۔

عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الخلق رواہ مسلم۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتقوم الساعة حتیٰ تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصة وذوالخلصة طاغیة دوس التی کانوا یعبدون فی الجاهلیة متفق علیه.

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلہ کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ کے گرد حرکت کریں گے اور ذوالخلصہ دوس کا ایک بت ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

وعن عائشةؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لایذهب اللیل والنهار حتیٰ یعبد اللات والعزیٰ فقلت یا رسول الله کنت لاظن حین انزل الله هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ان ذٰلک تامًا قال انه سیکون من ذٰلک ماشاء الله ثم یبعث الله ریحًا طیبةً فتوفیٰ کل من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فیبقٰی من لا خیر فیه فیرجعون الیٰ دینابائهم رواه مسلم.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ

لات وعزیٰ کی پوجا کی جائے گی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بت پرستی ختم ہو جائے گی۔ اللہ وہ ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنا رسولؐ بھیجا تا کہ وہ سب دینوں پر اس کو غالب کر دے اگر چہ مشرک لوگ اس بات کو ناپسند سمجھیں۔ آپ نے فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اسی طرح ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ فوت کر دیا جائے گا اور ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہ ہوگی وہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن عبداللّٰه بن عمرؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یخرج الدجال فیمکث اربعین لا ادری اربعین یومًا او شهرًا او عامًا فیبعث اللّٰه عیسی بن مریم کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکه یمکث ثم یمکث فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوة ثم یرسل اللّٰه ریحًا باردةً من قبل الشام فلا یبقٰی علیٰ وجه الارض احد فی قلبه مثقال ذرة من خیر او ایمان الا قبضته حتیٰ لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلته علیه حتیٰ تقبضه قال فیبقی شرار الناس فی خفة الطیر واحلام السباع لایعرفون معروفاً ولا ینکرون منکراً

فیتمثل لهم الشیطٰن فیقول الا تستحیون فیقولون فما تأمرون فیأمرهم بعبادة الاوثان وهم فی ذٰالک دار رزقهم حسن عیشهم ثم ینفخ فی الصور فلا یسمعه احد الا اصغٰی لیتا ورفع لیتاً قال فاول من یسمعه رجل یلوط حوض ابله فیصعق ویصعق الناس ثم یرسل اللّٰه مطراً کانه الطل فینبت منه اجساد الناس ثم ینفخ فیه اخرٰی فاذاهم قیام ینظرون ثم یقال یا ایها الناس هلم الیٰ ربکم قفوهم انهم مسئولون فیقال اخرجوا بعث النار فیقال من کم کم فیقال من کل الف تسع ماية وتسعة وتسعين قال فذالک یوم یجعل الولدان شیبًا وذٰالک یوم یکشف عن ساق رواه مسلم و ذکر حدیث معاویةؓ لاتنقطع الهجرة فی باب التوبة۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خروج کرے گا چالیس سال کا عرصہ وہ زمین میں ٹھہرے گا مجھے علم نہیں کہ آپ نے چالیس دن یا ماہ یا سال کہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو مبعوث فرمائے گا وہ شکل وصورت میں عروہ بن مسعود کے مشابہ ہیں وہ اس کو طلب کریں گے اور اسے ہلاک کردیں گے۔ اس کے بعد لوگوں میں حضرت عیسیٰ سات برس تک ٹھہریں گے۔ کسی بھی دو شخصوں کے درمیان عداوت نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا۔ جس

کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہوا اس کو مار دے گی۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کے اندر داخل ہو جائے وہ ہوا وہاں پہنچ کر اس کی روح کو قبض کرے گی۔ کہا بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو پرندوں کی طرح سب درندوں کی طرح گرانی رکھتے ہوں گے کسی نیک بات کو نہ جانیں گے اور نہ کسی نامشروع امر سے رکیں گے۔ شیطان انسانی شکل میں ان کے پاس آئے گا اور کہے گا تم شرم نہیں کرتے وہ کہیں گے تم ہمیں کیا حکم کرتے ہو۔ وہ ان کو بتوں کے پوجنے کا حکم کرے گا۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے ان کا رزق بکثرت ہوگا اور ان کی معیشت اچھی ہوگی کہ صور پھونک دیا جائے گا اس کی آواز جو شخص بھی سنے گا گردن ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری طرف بلند کرے گا۔ فرمایا سب سے پہلے اس کی آواز ایک شخص سنے گا وہ اپنے اونٹوں کا حوض لیپتا ہوگا وہ مر جائے گا اور دوسرے لوگ بھی مر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ شبنم کی مانند بارش برسائے گا اس کے بعد سب لوگ اُگیں گے پھر صور میں پھونکا جائے گا۔ ناگہاں لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے پھر کہا جائے گا اے لوگو اپنے پروردگار کی طرف چلو۔ فرشتوں کے لیے کہا جائے گا ان کو ٹھہراؤ ان سے سوال کیا جائے گا۔ کہا جائے گا کہ آتش دوزخ کا لشکر نکالو کہا جائے گا کتنوں میں سے کتنے کہا جائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے فرمایا یہ وہ وقت ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور اس دن پنڈلی کھولی جائے گی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) معاویہؓ کی حدیث جس کے الفاظ ہیں لاتنقطع البحرۃ باب التوبہ میں ذکر کی جا چکی ہے۔

تفصیلی خروج یاجوج ماجوج

قالوا یٰذ القرنین ان یأجوج ومأجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجًا علیٰ ان تجعل بیننا وبینھم سدًا○ قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوة اجعل بینکم وبینھم رد مًا ○ اٰتونی زبر الحدید ط حتیٰ اذا ساوٰی بین الصدفین قال انفخوا ط حتیٰ اذا جعله نارًا لا قال اٰتونی افرغ علیه قطرًا ○ فما استطاعوا ان یظھروه وما استطاعوا له نقبًا○ قال ھٰذا رحمة من ربی ج فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء ج وکان وعد ربی حقاً ○ وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعنٰھم جمعاً ○ وعرضنا جھنم یومئذ للکٰفرین عرضاً ○ ن الذین کانت اعینھم فی غطاء من ذکری وکانوا لایستطیعون سمعاً○ (سورۃ الکہف آیت ۹۴ تا ۱۰۱)

بولے اے ذوالقرنین! یہ یاجوج وماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے تو ہم مقرر کردیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنادے تو ہم میں اوران میں ایک آڑ' بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو محنت میں بنادوں تمہارے اوران کے بیچ ایک دیوار موٹی' لادو مجھ کو تختے لوہے کے' یہاں تک کہ جب برابر کردیا دونوں سروں تک پہاڑ کی کہا

دھونکو' یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ' کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا ہوا تانبا' پھر نہ چڑھ سکیں اس پر اور نہ کر سکیں اس میں سوراخ۔ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا۔ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو اس دن ایک دوسرے میں گھستے اور پھونک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان سب کو' اور دکھلا دیں ہم دوزخ اس دن کافروں کو' سامنے' جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى لا اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ج وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ط وَعْدًا عَلَيْنَا ط اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ

مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○

(سورۃ الانبیاء آیت ۹۶ تا ۱۰۵)

یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آئیں اور نزدیک آ لگے سچا وعدہ پھر اس دم اوپر لگی رہ جائیں منکروں کی آنکھیں۔ ہائے کم بختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے۔ نہیں، پر ہم تھے گنہگار۔ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ایندھن ہے دوزخ کا۔ تم کو اس پر پہنچنا ہے۔ اگر ہوتے یہ بت معبود تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے ان کو وہاں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔ جن کے لیے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی۔ وہ اس سے دور رہیں گے۔ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی گھبراہٹ میں اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ، جیسا سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار۔ پھر اس کو دہرائیں گے۔ وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے۔ اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔

یاجوج ماجوج کون ہیں اور کہاں ہیں' سدِّ ذوالقرنین کس جگہ ہے؟

ان کے متعلق اسرائیلی روایات اور تاریخی کہانیوں میں بہت بے سروپا عجیب و غریب باتیں مشہور ہیں' جن کو بعض حضرات مفسرین نے بھی تاریخی حیثیت سے نقل کر دیا ہے مگر وہ خود ان کے نزدیک بھی قابل اعتماد نہیں' قرآن کریم نے ان کا مختصر سا اجمالاً بیان کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ضرورت تفصیلات سے بھی امت کو آگاہ کر دیا' ایمان لانے اور اعتقاد رکھنے کی چیز صرف اتنی ہی ہے جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں آ گئی ہے' اس سے زائد تاریخی اور جغرافیائی حالات جو مفسرین محدثین اور مؤرخین نے ذکر کیے ہیں وہ صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی' ان میں جو اہل تاریخ کے اقوال مختلف ہیں وہ قرائن اور قیاسات اور تخمینوں پر مبنی ہیں ان کے صحیح یا غلط ہونے کا کوئی اثر قرآنی ارشادات پر نہیں پڑتا۔

میں اس جگہ پہلے وہ احادیث نقل کرتا ہوں جو اس معاملے میں محدثین کے نزدیک صحیح یا قابل اعتماد ہیں اس کے بعد بقدر ضرورت تاریخی روایات بھی لکھی جائیں گی۔

یاجوج ماجوج کے متعلق روایاتِ حدیث:

قرآن وسنت کی تصریحات سے اتنی بات تو بلاشبہ ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج انسانوں ہی کی قومیں ہیں' عام انسانوں کی طرح نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں' کیونکہ قرآن کریم کی نص صریح ہے وجعلنا ذریته هم الباقين' یعنی طوفان نوح علیہ

السلام کے بعد جتنے انسان زمین پر باقی ہیں اور رہیں گے وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہوں گے' تاریخی روایات اس پر متفق ہیں کہ وہ یافث کی اولاد میں ہیں' ایک ضعیف حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے' ان کے باقی حالات کے متعلق سب سے زیادہ تفصیلی اور صحیح حدیث حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی ہے جس کو صحیح مسلم اور تمام مستند کتب حدیث میں نقل کیا گیا ہے' اور محدثین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے' اس میں خروج دجال' نزول عیسیٰ علیہ السلام پھر خروج یاجوج ماجوج وغیرہ کی پوری تفصیل مذکور ہے' اس پوری حدیث کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کے وقت دجال کا تذکرہ فرمایا' اور تذکرہ فرماتے ہوئے بعض باتیں اس کے متعلق ایسی فرمائیں کہ جن سے اس کا حقیر و ذلیل ہونا معلوم ہوتا تھا (مثلاً یہ کہ وہ کانا ہے) اور بعض باتیں اس کے متعلق ایسی فرمائیں کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کا فتنہ سخت اور عظیم ہے (مثلاً جنت و دوزخ کا اس کے ساتھ ہونا اور دوسرے خوارقِ عادت) آپ کے بیان سے (ہم پر ایسا خوف طاری ہوا کہ) گویا دجال کھجوروں کے جھنڈ میں ہے (یعنی قریب ہی موجود ہے) جب ہم شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمارے قلبی تاثرات کو بھانپ لیا اور پوچھا کہ تم نے کیا سمجھا؟ ہم نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ فرمایا اور بعض باتیں اس کے متعلق ایسی فرمائیں جن سے اس کا معاملہ حقیر اور آسان معلوم ہوتا تھا' اور بعض باتیں ایسی فرمائیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بڑی قوت ہوگی اس کا فتنہ بڑا عظیم ہے' ہمیں تو ایسا محسوس ہونے لگا کہ

ہمارے قریب ہی وہ کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے' تمہارے بارے میں جن فتنوں کا مجھے خوف ہے ان میں دجال کی بہ نسبت دوسرے فتنے زیادہ قابل خوف ہیں' (یعنی دجال کا فتنہ اتنا عظیم نہیں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے) اگر میری موجودگی میں وہ نکلا تو میں اس کا مقابلہ خود کروں گا' (تمہیں اس کے فکر کی ضرورت نہیں) اور اگر وہ میرے بعد آیا تو ہر شخص اپنی ہمت کے موافق اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کرے گا' حق تعالیٰ میری غیر موجودگی میں ہر مسلمان کا ناصر اور مددگار ہے' (اس کی علامت یہ ہے) کہ وہ نوجوان سخت پیچدار بالوں والا ہے' اس کی ایک آنکھ اوپر کو ابھری ہوئی ہے' (اور دوسری آنکھ سے کانا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے) اور اگر میں (اس کی قبیح صورت میں) اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دے سکتا ہوں تو وہ عبدالعزیٰ بن قطن ہے (یہ زمانہ جاہلیت میں بنوخزاعہ قبیلہ کا ایک بدشکل شخص تھا) اگر تم میں سے کسی مسلمان کا دجال کے ساتھ سامنا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے' (اس سے دجال کے فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا) دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا' اور ہر طرف فساد مچائے گا' اے اللہ کے بندو! اس کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا۔

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ زمین میں کس قدر مدت رہے گا' آپؐ نے فرمایا وہ چالیس دن رہے گا' لیکن پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا' اور دوسرا دن ایک ماہ کے برابر ہوگا' اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا' اور باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دن ایک سال کے برابر ہوگا' کیا ہم ان میں صرف

ایک دن کی (پانچ نمازیں) پڑھیں گے آپؐ نے فرمایا نہیں' بلکہ وقت کا اندازہ کر کے پورے سال کی نمازیں ادا کرنا ہوں گی' پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ زمین میں کس قدر سرعت کے ساتھ سفر کرے گا فرمایا اس ابر کے مانند تیز چلے گا جس کے پیچھے موافق ہوا لگی ہوئی ہو' پس دجال کسی قوم کے پاس سے گذرے گا ان کو اپنے باطل عقائد کی دعوت دے گا' وہ اس پر ایمان لائیں گے تو وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگیں گے' اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سرسبز و شاداب ہو جائے گی' (اور ان کے مویشی اس میں چریں گے) (اور شام کو جب واپس آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے کی بہ نسبت بہت اونچے ہوں گے' اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے' اور ان کی کوکھیں پر ہوں گی' پھر دجال کسی دوسری قوم کے پاس سے گذرے گا اور ان کو بھی اپنے کفر و اضلال کی دعوت دے گا' لیکن وہ اس کی باتوں کو رد کر دیں گے' وہ ان سے مایوس ہو کر چلا جائے گا تو یہ مسلمان لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو جائیں گے' اور ان کے پاس کچھ مال نہ رہے گا' اور ویران زمین کے پاس سے اس کا گذر ہوگا' تو وہ اس کو خطاب کرے گا کہ اپنے خزانوں کو باہر لے آ' چنانچہ زمین کے خزانے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیں گے' جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے ہو لیتی ہیں' پھر دجال ایک آدمی کو بلائے گا' جس کا شباب پورے زوروں پر ہوگا' اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا' اور دونوں ٹکڑے اس قدر فاصلہ پر کر دیے جائیں گے جس قدر تیر مارنے والے اور نشانہ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے' پھر وہ اس کو بلائے گا' وہ (زندہ ہو کر) دجال کی طرف اس کے اس فعل پر ہنستا ہوا روشن چہرے کے ساتھ آ جائے گا' دریں اثنا حق

تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے' چنانچہ وہ دو رنگ دار چادریں پہنے ہوئے دمشق کی مشرقی جانب کے سفید مینارہ پر اس طرح نزول فرمائیں گے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے' جب اپنے سر مبارک کو نیچے کریں گے تو اس سے پانی کے قطرات جھڑیں گے (جیسے کوئی ابھی غسل کر کے آیا ہو) اور جب سر کو اوپر کریں گے تو اس وقت بھی پانی کے متفرق قطرات جو موتیوں کی طرح صاف ہوں گے گریں گے' جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ وہیں مر جائے گا' اور آپ کا سانس اس قدر دور پہنچے گا' جس قدر دور آپ کی نگاہ جائے گی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے' یہاں تک کہ آپ اسے باب اللد پر جا پکڑیں گے (یہ بستی اب بھی بیت المقدس کے قریب اسی نام سے موجود ہے) وہاں اس کو قتل کر دیں گے' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے' اور (بطور شفقت کے) ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے' اور جنت میں اعلیٰ درجات کی ان کو خوشخبری سنائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ میں اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو نکالوں گا جن کے مقابلہ کی کسی کو طاقت نہیں' آپ مسلمانوں کو جمع کر کے کوہِ طور پر چلے جائیں (چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے) اور حق تعالیٰ یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے' تو وہ سرعت سیر کے سبب ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے' ان میں سے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ سے گذریں گے' اور اس کا سب پانی پی کر ایسا کر دیں گے کہ جب ان میں سے دوسرے لوگ اس بحیرہ سے گذریں گے تو دریا کی جگہ کو

خشک دیکھ کر کہیں گے کہ کبھی یہاں پانی ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہ طور پر پناہ لیں گے' اور دوسرے مسلمان اپنے قلعوں اور محفوظ جگہوں میں پناہ لیں گے' کھانے پینے کا سامان ساتھ ہوگا' مگر وہ کم پڑے گا۔ تو ایک بیل کے سر کو سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اپنی تکلیف دفع ہونے کے لیے حق تعالیٰ سے دعا کریں گے (حق تعالیٰ دعا قبول فرمائیں گے) اور ان پر وبائی صورت میں ایک بیماری بھیجیں گے' اور یاجوج ماجوج تھوڑی دیر میں سب کے سب مر جائیں گے' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہِ طور سے نیچے آئیں گے تو دیکھیں گے کہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ان کی لاشوں سے خالی نہیں (اور لاشوں کے سڑنے کی وجہ سے) سخت تعفن پھیلا ہوگا' (اس کیفیت کو دیکھ کر دوبارہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی حق تعالیٰ سے دعا کریں گے (کہ یہ مصیبت بھی دفع ہو' حق تعالیٰ قبول فرمائیں گے) اور بہت بھاری بھرکم پرندوں کو بھیجیں گے' ان کی گردنیں اونٹ کی گردن کے مانند ہوں گی۔ (وہ ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے) بعض روایات میں ہے کہ دریا میں ڈالیں گے' پھر حق تعالیٰ بارش برسائیں گے' کوئی شہر اور جنگل ایسا نہ ہوگا جہاں بارش نہ ہوئی ہوگی' ساری زمین دھل جائے گی' اور شیشہ کے مانند صاف ہو جائے گی' حق تعالیٰ زمین کو حکم فرمائیں گے کہ اپنے پیٹ سے پھلوں اور پھولوں کو اگا دے' اور (از سرِ نو) اپنی برکات کو ظاہر کر دے' (چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور اس قدر برکت ظاہر ہوگی) کہ ایک انار ایک جماعت کے کھانے کے لیے کفایت

کرے گا' اور لوگ اس کے چھلکے کی چھتری بنا کر سایہ حاصل کریں گے' اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بہت بڑی جماعت کے لیے کافی ہوگا' اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کے سب لوگوں کو کافی ہو جائے گا' اور ایک بکری کا دودھ پوری برادری کو کافی ہو جائے گا' (یہ غیر معمولی برکات اور امن و امان کا زمانہ چالیس سال رہنے کے بعد جب قیامت کا وقت آ جائے گا تو) اس وقت حق تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا چلائیں گے' جس کی وجہ سے سب مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خاص بیماری ظاہر ہو جائے گی' اور سب کے سب وفات پا جائیں گے' اور باقی صرف شریر و کافر رہ جائیں گے' جو زمین پر کھلم کھلا حرام کاری جانوروں کی طرح کریں گے' ایسے ہی لوگوں پر قیامت آئے گی۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کی روایت میں یاجوج و ماجوج کے قصہ کی زیادہ تفصیل آئی ہے' وہ یہ کہ بحیرہ طبریہ سے گذرنے کے بعد یاجوج ماجوج بیت المقدس کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ حیل الخمر پر چڑھ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو سب کو قتل کر دیا ہے' لو اب ہم آسمان والوں کا خاتمہ کریں' چنانچہ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے' اور وہ تیر حق تعالیٰ کے حکم سے خون آلود ہو کر ان کی طرف واپس آئیں گے (تاکہ وہ احمق یہ سمجھ کر خوش ہوں کہ آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیا)۔

اور دجال کے قصہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ دجال مدینہ منورہ سے دور رہے گا' اور مدینہ کے راستوں پر بھی اس کا آنا ممکن نہ ہوگا تو وہ مدینہ کے قریب ایک شور زمین کی طرف آئے

گا' اس وقت ایک آدمی دجال کے پاس آئے گا' اور وہ آدمی اس وقت کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا' اور اس کو خطاب کر کے کہے گا کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی (یہ سن کر) دجال کہنے لگے گا' لوگو! مجھے یہ بتلاؤ کہ اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں اور پھر اسے زندہ کر دوں تو میرے خدا ہونے میں شک کرو گے' وہ جواب دیں گے' نہیں چنانچہ وہ اس آدمی کو قتل کرے گا اور پھر اس کو زندہ کر دے گا' تو وہ دجال کو کہے گا کہ اب مجھے تیرے دجال ہونے کا پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا ہے' دجال اس کو دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ کرے گا' لیکن وہ اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔ (صحیح مسلم)

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ آپ اپنی ذریت میں سے بعث النار (یعنی جہنمی لوگ) اٹھایئے' وہ عرض کریں گے' اے رب وہ کون ہیں' تو حکم ہوگا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں صرف ایک جنتی ہے' صحابہ کرام سہم گئے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے وہ ایک جنتی کون سا ہوگا' تو آپؐ نے فرمایا غم نہ کرو' کیونکہ یہ نو سو ننانوے جہنمی تم میں سے ایک اور یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار کی نسبت سے ہوں گے' اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دس حصے کیے' ان میں سے نو ے یاجوج ماجوج ہیں اور باقی ایک حصہ میں باقی ساری دنیا کے انسان ہیں (روح المعانی)

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان روایات کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کی تعداد ساری انسانی آبادی سے بے حد زائد ہے۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں باسناد صحیح حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چالیس سال زمین پر رہیں گے، مسلم کی ایک روایت میں جو سات سال کا عرصہ بتلایا ہے حافظ نے فتح الباری میں اس کو مؤل یا مرجوح قرار دے کر چالیس سال ہی کا عرصہ صحیح قرار دیا ہے، اور حسب تصریح احادیث یہ پورا عرصہ امن وامان اور برکات کے ظہور کا ہوگا، بغض وعداوت آپس میں قطعاً نہ رہے گا، کبھی دو آدمیوں میں کوئی جھگڑا یا عداوت نہیں ہوگی۔ (روایت مسلم و احمد)

بخاری نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کا حج وعمرہ خروج یاجوج ماجوج کے بعد بھی جاری رہے گا (تفسیر مظہری)

بخاری ومسلم نے حضرت زینب بنت جحش ام المؤمنینؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک روز) نیند سے ایسی حالت میں بیدار ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا، اور آپ کی زبان مبارک پر یہ جملے تھے۔

لا الٰـه الا الله ويـل للعرب مّن شرقد اقترب فتح اليـوم مـن ردم يـاجـوج ومـاجـوج مثل هٰذه رحلق تسعين۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، خرابی ہے عرب کی اس شر سے جو قریب آچکا ہے۔ آج کے دن یاجوج وماجوج کی ردم یعنی سد میں اتنا سوراخ کھل

گیا ہے' اور آپ نے عقد تسعین یعنی انگوٹھے اور انگشت شہادت کو ملا کر حلقہ بنا کر دکھلایا''۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ اس ارشاد پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ایسے حال میں ہلاک ہو سکتے ہیں جبکہ ہمارے اندر صالحین موجود ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہلاک ہو سکتے ہیں' جبکہ خبث (یعنی شر) کی کثرت ہو جائے (مثلہ فی الصحیحین عن ابی هریرةؓ' کذافی البداية والنهاية لابن كثير) اور سد یاجوج میں بقدر حلقہ سوراخ ہو جانا اپنے حقیقی معنی بھی ہو سکتا ہے' اور مجازی طور پر سد ذوالقرنین کے کمزور ہو جانے کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے' (ابن کثیر' ابوحیان)

مسند احمد' ترمذی' ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج ہر روز سد ذوالقرنین کو کھودتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ اس آہنی دیوار کے آخری حصہ تک اتنے قریب پہنچ جاتے ہیں کہ دوسری طرف کی روشنی نظر آنے لگے' مگر یہ کہہ کر لوٹ جاتے ہیں کہ باقی کو کل کھود کر پار کر دیں گے' مگر اللہ تعالیٰ اس کو پھر ویسا ہی مضبوط درست کر دیتے ہیں' اور اگلے روز پھر نئی محنت اس کے کھودنے میں کرتے ہیں' یہ سلسلہ کھودنے میں محنت کا اور پھر منجانب اللہ اس کی درستی کا اس وقت تک چلتا رہے گا' جس وقت تک یاجوج ماجوج کو بند رکھنے کا ارادہ ہے' اور جب اللہ تعالیٰ ان کو کھولنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اس روز جب محنت کر کے آخری حد میں پہنچا دیں گے اس دن یوں کہیں گے کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اس کو پار کر لیں گے (اللہ کے نام اور اس کی مشیت پر موقوف رکھنے سے آج توفیق ہو جائے گی) تو اگلے روز دیوار کا باقی ماندہ حصہ اپنی حالت پر ملے گا اور وہ اس کو توڑ کر پار کر لیں

گے۔

ترمذی نے اس روایت کو بسند ابی عوانہ عن قتادہ عن ابی رافع عن ابی ہریرۃ نقل کر کے فرمایا: غریب لانعرفہ الا من ھذا الوجہ' ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل کر کے فرمایا:

اسنادہ جید قوی ولکن متنہ فی رفعہ نکارۃ

''اسناد اس کی جید اور قوی ہے' لیکن حضرت ابو ہریرہؓ سے اس کو مرفوع کرنی یا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں ایک نکارت و اجنبیت معلوم ہوتی ہے''۔

اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ بات صحیح مان لی جائے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ کعب احبار کی روایت ہے تب تو بات صاف ہوگئی کہ یہ کوئی قابل اعتماد چیز نہیں' اور اگر اس روایت کو وہم راوی سے محفوظ قرار دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد قرار دیا جائے تو پھر مطلب اس کا یہ ہوگا کہ یاجوج ماجوج کا یہ عمل سد کو کھودنے کا اس وقت شروع ہوگا جبکہ ان کے خروج کا وقت قریب آ جائے گا' اور قرآنی ارشاد کہ اس دیوار میں نقب نہیں لگائی جا سکتی' یہ اس وقت کا حال ہے جبکہ ذوالقرنین نے اس کو تعمیر کیا تھا' اس لیے کوئی تعارض نہ رہا' نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نقب سے مراد دیوار کا وہ رخنہ اور سوراخ ہے جو آر پار ہو جائے' اور اس روایت میں اس کی تصریح موجود ہے کہ یہ سوراخ آر پار نہیں ہوتا (بدایہ ص ۱۱۲' ج ۲)

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس حدیث کو عبد بن حمید اور ابن حبان کے حوالے سے بھی نقل کر کے کہا ہے کہ ان سب کی روایت حضرت قتادہ سے ہے' اور ان میں سے بعض کی سند کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں' اور حدیث کے مرفوع قرار دینے پر

بھی کوئی شبہ نہیں کیا' اور بحوالہ ابن عربی بیان کیا کہ اس حدیث میں تین آیات الٰہیہ یعنی معجزات ہیں' اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیا' کہ سد کو کھودنے کا کام رات دن مسلسل جاری رکھیں' ورنہ اتنی بڑی قوم کے لیے کیا مشکل تھا کہ دن اور رات کی ڈیوٹیاں الگ الگ مقرر کر لیتے' دوسرے ان کے ذہنوں کو اس طرف سے پھیر دیا کہ اس سد کے اوپر چڑھنے کی کوشش کریں' اس کے لیے آلات سے مدد لیں' حالانکہ وہب بن منبہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صاحب زراعت وصناعت ہیں' ہر طرح کے آلات رکھتے ہیں' ان کی زمین میں درخت بھی مختلف قسم کے ہیں' کوئی مشکل کام نہ تھا کہ اوپر چڑھنے کے ذرائع وسائل پیدا کر لیتے' تیسرے یہ کہ ساری مدت میں ان کے قلوب میں یہ بات نہ آئے کہ انشاء اللہ کہہ لیں' صرف اس وقت یہ کلمہ ان کی زبان پر جاری ہوگا' جب ان کے نکلنے کا وقت مقرر آ جائے گا۔

ابن عربی نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے وجود اور اس کی مشیت وارادے کو مانتے ہیں' اور یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر کسی عقیدے کے ہی ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ یہ کلمہ جاری کر دے' اور اس کی برکت سے ان کا کام بن جائے۔ (اشراط الساعة للسید محمد 'ص ۱۵۴)

مگر ظاہر یہی ہے کہ ان کے پاس بھی انبیاء علیہم السلام کی دعوت پہنچ چکی ہے' ورنہ نص قرآنی کے مطابق ان کو جہنم کا عذاب نہ ہونا چاہیے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً 'معلوم ہوا کہ دعوت ایمان ان کو بھی پہنچی ہے' مگر یہ لوگ کفر پر جمے رہے' ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے وجود اور اس کے ارادہ ومشیت کے قائل ہوں گے' اگرچہ صرف اتنا عقیدہ ایمان کے لیے کافی نہیں جب تک رسالت اور آخرت پر ایمان نہ ہو' بہر حال انشاء اللہ کا کلمہ کہنا باوجود کفر بھی بعید نہیں۔

روایات حدیث سے حاصل شدہ نتائج

مذکورالصدر احادیث میں یاجوج ماجوج کے متعلق جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ثابت ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) یاجوجؑ ماجوج عام انسانوں کی طرح انسان حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں' جمہور محدثین ومؤرخین ان کو یافث ابن نوح علیہ السلام کی اولاد قرار دیتے ہیں' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یافث ابن نوح کی اولاد نوح علیہ السلام کے زمانے سے ذوالقرنین کے زمانے تک دور دور تک مختلف قبائل اور مختلف قوموں اور مختلف آبادیوں میں پھیل چکی تھی' یاجوج ماجوج جن قوموں کا نام ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب سد ذوالقرنین کے پیچھے ہی محصور ہوگئے ہوں' ان کے کچھ قبائل اور قومیں سد ذوالقرنین کے اس طرف بھی ہوں گے' البتہ ان میں سے جو قتل وغارت گری کرنے والے وحشی لوگ تھے' وہ سد ذوالقرنین کے ذریعہ روک دیے گئے..... مؤرخین عام طور سے ان کو ترک اور مغول یا منگولین لکھتے ہیں' مگر ان میں سے یاجوج ماجوج نام..... صرف ان وحشی غیر متمدن خونخوار ظالم لوگوں کا ہے جو تمدن سے آشنا نہیں ہوئے' انہی کی برادری کے مغول اور ترک یا منگولین جو متمدن ہوگئے وہ اس نام سے خارج ہیں۔

(۲) یاجوج ماجوجؑ کی تعداد پوری دنیا کے انسانوں کی تعداد سے بدرجہا زائد' کم از کم ایک اور دس کی نسبت سے ہے (حدیث نمبر۲)

(۳) یاجوج ماجوج کی جو قومیں اور قبائل سد ذی القرنین کے ذریعہ اس طرف آنے سے روک دیے گئے ہیں وہ قیامت کے بالکل قریب تک اسی طرح محصور رہیں گے' ان کے نکلنے کا وقت مقدر ظہور مہدی علیہ السلام پھر خروج دجال کے بعد وہ ہوگا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دجال کو قتل کر چکیں گے۔ (حدیث نمبر۱)

(۴) یاجوج ماجوج کے کھلنے کے وقت سد ذوالقرنین منہدم ہوکر زمین کے برابر ہوجائے گی' (آیت قرآن) اس وقت یہ یاجوج ماجوج کی بے پناہ قومیں بیک وقت پہاڑوں کی بلندیوں سے اترتی ہوئی سرعت رفتار کے سبب ایسی معلوم ہوں گی کہ گویا یہ پھسل پھسل کر گر رہے ہیں' اور یہ لاتعداد وحشی انسان عام انسانی آبادی اور پوری زمین پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کے قتل و غارت گری کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا' اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بامر الٰہی اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر پناہ لیں گے' اور عام دنیا کی آبادیوں میں جہاں کچھ قلعے یا محفوظ مقامات ہیں وہ ان میں بند ہوکر اپنی جانیں بچائیں گے' کھانے پینے کا سامان ختم ہوجانے کے بعد ضروریاتِ زندگی انتہائی گراں ہوجائے گی' باقی انسانی آبادی کو یہ وحشی قومیں ختم کر ڈالیں گی' ان کے دریاؤں کو چاٹ جائیں گی۔ (حدیث نمبر ۱)

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کی دعا سے پھر یہ ٹڈی دل قسم کی بے شمار قومیں بیک وقت ہلاک کر دی جائیں گی' ان کی لاشوں سے ساری زمین پھٹ جائے گی' ان کی بدبو کی وجہ سے زمین پر بسنا مشکل ہوجائے گا۔ (حدیث نمبر ۱)

(۶) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء ہی کی دعا سے ان کی لاشیں دریا برد یا غائب کر دی جائے گی اور عالمگیر بارش کے ذریعہ پوری زمین کو دھو کر پاک صاف کر دیا جائے گا۔ (حدیث نمبر ۱)

(۷) اس کے بعد تقریباً چالیس سال امن و امان کا دور دورہ ہوگا' زمین اپنی برکات اگل دے گی' کوئی مفلس محتاج نہ رہے گا' کوئی کسی کو نہ ستائے گا' سکون و اطمینان آرام و راحت عام ہوگی۔ (حدیث نمبر ۳)

(۸) اس امن و امان کے زمانے میں بیت اللہ کا حج و عمرہ جاری رہے

گا (حدیث نمبر۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور روضہ اقدس میں دفن روایات حدیث سے ثابت ہے۔ اس کی بھی یہی صورت ہوگی کہ وہ حج یا عمرہ کے لیے حجاز سفر کریں گے (کما رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ التصریح) اس کے بعد مدینہ طیبہ میں وفات ہوگی' روضۂ اقدس میں دفن کیا جائے گا۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانے میں بذریعہ وحی خواب آپ کو دکھلایا گیا کہ سد ذوالقرنین میں ایک سوراخ ہوگیا ہے جس کو آپ نے عرب کے لیے شرو فتنہ کی علامت قرار دی' اس دیوار میں سوراخ ہوجانے کو بعض محدثین نے اپنی حقیقت پر محمول کیا ہے' اور بعض نے اس کا مطلب بطور استعارہ اور مجاز کے یہ قرار دیا ہے کہ اب یہ سد ذوالقرنین کمزور ہوچکی ہے' خروج یاجوج ماجوج کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس کے آثار عرب قوم کا تنزل وانحطاط کے رنگ میں ظاہر ہوں گے۔ (واللہ اعلم)

(۱۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کا قیام زمین پر چالیس سال ہوگا' (حدیث نمبر۳) ان سے پہلے حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ بھی چالیس سال رہے گا۔ جس میں کچھ حصہ دونوں کے اجتماع واشراک کا ہوگا' سید شریف برزنجی نے اپنی کتاب اشراط الساعۃ صفحہ ۱۴۵ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قیام قتل دجال اور امن وامان کے بعد چالیس سال ہوگا' اور مجموعہ قیام پینتالیس سال ہوگا' اور صفحہ ۱۱۲ میں ہے کہ مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تیس سے اوپر کچھ سال پہلے ظاہر ہوں گے' اور ان کا مجموعہ زمانہ چالیس سال ہوگا' اس طرح پانچ یا سات سال تک دونوں حضرات کا اجتماع رہے گا' اور ان دونوں زمانوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ پوری زمین پر عدل وانصاف کی حکومت ہوگی۔ زمین اپنی برکات اور خزائن اگل دے گی۔ کوئی فقیر و محتاج نہ رہے گا۔ لوگوں کے آپس میں بغض وعداوت قطعاً نہ رہے گی' ہاں حضرت مہدی

علیہ السلام کے آخری زمانے میں دجال اکبر کا فتنہ عظیم سوائے مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس اور کوہِ طور کے سارے عالم پر چھا جائے گا۔ اور یہ فتنہ دنیا کے تمام فتنوں سے عظیم تر ہوگا۔ دجال کا قیام اور فساد صرف چالیس دن رہے گا۔ مگر ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن ایک سال کا۔ دوسرا دن ایک مہینہ کا۔ تیسرا دن ایک ہفتہ کا ہوگا۔ باقی دن عام دنوں کی طرح کے ہوں گے جس کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حقیقۃً یہ دن اتنے طویل کردیے جائیں۔ کیونکہ اس آخر زمانے میں تقریباً سارے واقعات ہی خرق عادت اور معجزہ کے ہوں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دن رات تو اپنے معمول کے مطابق ہوتے رہیں مگر دجال کا بڑا ساحر ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے سحر کے اثر سے عام مخلوق کی نظروں پر یہ دن رات کا تغیر وانقلاب ظاہر نہ ہو۔ وہ اس کو ایک ہی دن دیکھتے اور سمجھتے رہیں۔ حدیث میں جو اس دن کے اندر عام دنوں کے مطابق اندازہ لگا کر نمازیں پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ اس سے بھی تائید اس کی ہوتی ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے تو دن رات بدل رہے ہوں گے۔ مگر لوگوں کے احساس میں یہ بدلنا نہیں ہوگا۔ اس لیے اس ایک سال کے دن میں تین سو ساٹھ دنوں کی نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ ورنہ اگر دن حقیقۃً ایک ہی دن ہوتا تو قواعد شرعیہ کی رو سے اس میں صرف ایک ہی دن کی پانچ نمازیں فرض ہوتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دجال کا کل زمانہ اس طرح کے چالیس دن کا ہوگا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دجال کو قتل کر کے اس فتنہ کو ختم کریں گے۔ مگر اس کے متصل ہی یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا جو پوری دنیا میں فساد اور قتل وغارت گری کریں گے مگر ان کا زمانہ بھی چند ایام ہی ہوں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یہ سب بیک وقت ہلاک ہوجائیں گے۔ غرض حضرت مہدی علیہ

السلام کے زمانے کے آخر میں اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے شروع میں دو فتنے دجال اور یاجوج ماجوج کے ہوں گے جو تمام زمین کے لوگوں کو تہہ و بالا کر دیں گے۔ ان ایام معدودہ سے پہلے اور بعد میں پوری دنیا کے اندر عدل و انصاف اور امن و سکون اور برکات و ثمرات کا دور دورہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے سوا کوئی کلمہ و مذہب زمین پر نہ رہے گا۔ زمین اپنے خزائن و دفائن اگل دے گی۔ کوئی فقیر و محتاج نہ رہے گا۔ درندے اور زہریلے جانور بھی کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں گے۔

یاجوج ماجوج اور سد ذوالقرنین کے متعلق یہ معلومات تو وہ ہیں جو قرآن اور احادیث نبویہؐ نے امت کو بتلا دیے ہیں۔ اسی پر عقیدہ رکھنا ضروری اور مخالفت ناجائز ہے۔ باقی رہی اس کی جغرافیائی بحث کہ سد ذوالقرنین کس جگہ واقع ہے اور قوم یاجوج ماجوج کون سی قوم ہے اور اس وقت کہاں کہاں بستی ہے۔ اگرچہ اس پر نہ کوئی اسلامی عقیدہ موقوف ہے اور نہ قرآن کی کسی آیت کا مطلب سمجھنا اس پر موقوف ہے لیکن مخالفین کی ہفوات کے جواب اور مزید بصیرت کے لیے علماء امت نے اس سے بحث فرمائی ہے۔ اس کا کچھ حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں بحوالہ سدی نقل کیا ہے کہ یاجوج ماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے اکیس قبیلوں کو سد ذوالقرنین سے بند کر دیا گیا۔ ان کا ایک قبیلہ سد ذوالقرنین کے اندر اس طرف رہ گیا۔ وہ ترک ہیں۔ اس کے بعد قرطبیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کے متعلق جو باتیں بتلائی ہیں وہ یاجوج ماجوج سے ملتی ہوئی ہیں۔ اور آخر زمانے میں مسلمانوں کی ان سے جنگ ہونا صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔ پھر فرمایا کہ اس زمانے میں ترک قوم کی بڑی بھاری تعداد مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے نکلی ہوئی ہے۔ جن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ وہی مسلمانوں کو ان

کے شر سے بچا سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی یاجوج ماجوج ہیں یا کم از کم ان کا مقدمہ ہیں (قرطبی' ص ۵۸ ج ۱۱) (قرطبی کا زمانہ چھٹی صدی ہجری ہے جس میں فتنہ تاتار ظاہر ہوا اور اسلامی خلافت کو تباہ و برباد کیا' ان کا عظیم فتنہ تاریخ اسلام میں معروف اور تاتاریوں کا مغول ترک میں سے ہونا مشہور ہے)۔ مگر قرطبی نے ان کو یاجوج ماجوج کے مشابہ اور ان کا مقدمہ قرار دیا ہے۔ ان کے فتنہ کو وہ خروج یاجوج ماجوج نہیں بتایا جو علامات قیامت میں سے ہے' کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث مذکور میں اس کی تصریح ہے کہ وہ خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کے زمانے میں ہوگا۔

اسی لیے علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں ان لوگوں پر سخت رد کیا ہے جنہوں نے تاتاری کو یاجوج ماجوج قرار دیا' اور فرمایا کہ ایسا خیال کرنا کھلی ہوئی گمراہی ہے اور یاجوج ماجوج کے فتنہ کے مشابہ ضروری ہے۔ (روح ص ۴۴ ج ۱۶) اس سے ثابت ہوا کہ اس زمانے میں جو بعض مؤرخین موجودہ روس یا چین یا دونوں کو یاجوج ماجوج قرار دیتے ہیں' اور آلوسی نے فرمایا کہ ان کا فتنہ فتنہ یاجوج غلط نہ ہوتا۔ مگر اسی کو وہ خروج یاجوج ماجوج قرار دینا جس کی خبر قرآن و حدیث میں بطور علامات قیامت دی گئی اور اس کا وقت نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بتلایا گیا یہ قطعاً غلط اور گمراہی اور نصوص حدیث کا انکار ہے۔

مشہور مؤرخ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اقلیم سادس کی بحث میں یاجوج ماجوج اور سد ذوالقرنین اور ان کے محل و مقام کے متعلق جغرافیائی تحقیق اس طرح فرمائی ہے:

''ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں مغرب کی جانب ترکوں کے وہ قبائل آباد ہیں جو قنجاق اور چرکس کہلاتے ہیں' اور مشرق کی جانب یاجوج ماجوج کی

آبادیاں ہیں' اور ان دونوں کے درمیان کوہِ قاف حد فاصل ہے جس کا ذکر گذشتہ سطور میں ہو چکا ہے' کہ وہ بحر محیط سے شروع ہوتا ہے' جو چوتھی اقلیم کے مشرق میں واقع ہے اور اس کے ساتھ شمال کی جانب اقلیم کے آخر تک چلا گیا ہے' اور پھر بحر محیط سے جدا ہو کر شمال مغرب میں ہوتا ہوا یعنی مغرب کی جانب جھکتا ہوا پانچویں اقلیم کے نویں حصہ میں داخل ہو جاتا ہے' یہاں سے وہ پھر اپنی پہلی سمت کو مڑ جاتا ہے' حتیٰ کہ ساتویں اقلیم کے نویں حصہ میں داخل ہو جاتا ہے' اور یہاں پہنچ کر جنوب سے شمال مغرب کو ہوتا ہوا گیا ہے اور اسی سلسلہ کوہ کے درمیان سد سکندری واقع ہے اور ساتویں اقلیم کے نویں حصہ کے وسط ہی میں وہ سد سکندری ہے' جس کا ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں اور جس کی اطلاع قرآن نے بھی دی ہے۔

اور عبداللہ بن خرداذبہ نے اپنی جغرافیہ کی کتاب میں واثق باللہ خلیفہ عباسی کا وہ خواب نقل کیا ہے جس میں اس نے یہ دیکھا کہ وہ سد کھل گئی ہے' چنانچہ وہ گھبرا کر اٹھا اور دریافت حال کے لیے سلام ترجمان کو روانہ کیا' اس نے واپس آ کر اسی سد کے حالات واوصاف بیان کیے (مقدمہ ابن خلدون ص ۷۹)

واثق باللہ خلیفہ عباسی کا سد ذوالقرنین کی تحقیق کرنے کے لیے ایک جماعت کو بھیجنا اور ان کا تحقیق کر کے آنا ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہ یہ دیوار لوہے سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس میں بڑے بڑے دروازے بھی ہیں جن پر قفل پڑا ہوا ہے اور یہ شمال مشرق میں واقع ہے اور تفسیر کبیر وطبری نے اس واقعہ کو بیان کر کے یہ بھی لکھا ہے کہ جو آدمی اس دیوار کا معائنہ کر کے واپس آنا چاہتا ہے تو رہنما اس کو ایسے

چٹیل میدانوں میں پہنچاتے ہیں جو سمرقند کے محاذات میں ہے۔ (تفسیر کبیر' ج ۵' ص ۵۱۳)

حضرت الاستاذ حجۃ الاسلام سیدی حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام میں یاجوج ماجوج اور سد ذوالقرنین کا حال اگرچہ ضمنی طور پر بیان فرمایا ہے مگر جو کچھ بیان کیا ہے وہ تحقیق و روایت کے اعلیٰ معیار پر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مفسد اور وحشی انسانوں کی تاخت و تاراج سے حفاظت کے لیے زمین پر ایک نہیں بہت سی جگہوں میں سدیں (دیواریں) بنائی گئی ہیں جو مختلف بادشاہوں نے مختلف مقامات پر مختلف زمانوں میں بنائی ہیں۔ ان میں سے زیادہ بڑی اور مشہور دیوار چین ہے۔ جس کا طول ابوحیا اندلسی (دربار ایران کے شاہی مورخ) نے بارہ سو میل بتلایا ہے اور یہ کہ اس کا بانی فغفور بادشاہ چین ہے اور اس کی بنا کی تاریخ ہبوط آدم علیہ السلام سے تین ہزار چار سو ساٹھ سال بعد بتلائی اور یہ کہ اس دیوار چین کو مغل لوگ اتکروہ اور ترک لوگ بورقورقہ کہتے ہیں اور فرمایا کہ اسی طرح کی اور بھی متعدد دیواریں سدیں مختلف مقامات پر پائی جاتی ہیں۔

ہمارے خواجہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے اپنی کتاب قصص القرآن میں حضرت شیخؒ کے اس بیان کی تاریخ توضیح بڑی تفصیل و تحقیق سے لکھی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''یاجوج ماجوج کی تاخت و تاراج اور شر و فساد کا دائرہ اتنا وسیع تھا کہ ایک طرف کا کیشیا کے نیچے بسنے والے ان کے ظلم و ستم کا شکار تھے تو دوسری جانب تبت اور چین کے باشندے بھی ہر وقت ان کی زد میں تھے' انہی یاجوج ماجوج کے شر و فساد سے بچنے کے لیے مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر

متعدد سد تعمیر کی گئی' ان میں سب سے زیادہ بڑی اور مشہور دیوار چین ہے جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے''۔

دوسری سد وسط ایشیا میں بخارا اور ترمذ کے قریب واقع ہے۔ اور اس کے محل وقوع کا نام دربند ہے۔ یہ سد مشہور مغل بادشاہ تیمور لنگ کے زمانے میں موجود تھی اور شاہ روم کے خاص ہمنشین سیلا برجر جرمنی ے بھی اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور اندلس کے بادشاہ کسٹیل کے قاصد کلاویجو نے بھی اپنے سفرنامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ ۱۴۰۳ء میں اپنے بادشاہ کا سفیر ہو کر جب تیمور کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس جگہ سے گذرا ہے وہ لکھتا ہے کہ باب الحدید کی سد موصل کے اس راستہ پر ہے جو سمرقند اور ہندوستان کے درمیان ہے۔ (از تفسیر جواہر القرآن طنطاوی ص ۱۹۸۔ ج ۹)

تیسری سد روسی علاقہ داغستان میں واقع ہے' یہ بھی دربند اور باب الابواب کے نام سے مشہور ہے' یاقوت حموی نے معجم البلدان میں' اور لیسی نے جغرافیہ میں اور بستانی نے دائرۃ المعارف میں اس کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''داغستان میں دربند ایک روسی شہر ہے' یہ شہر بحر خزر (کاسپین) کے غربی کنارے پر واقع ہے۔ اس کا عرض البلد ۳۔۴۳ شمالاً اور طول البلد ۱۵۔۴۸ شرقاً ہے۔ اور اس کو دربند انوشیرواں بھی کہتے ہیں۔ اور باب الابواب کے نام سے بہت مشہور ہے''۔

چوتھی سد اسی باب الابواب سے مغرب کی جانب کاکیشیا کے بہت بلند حصوں میں ہے۔ جہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک درہ درہ داریال کے نام سے مشہور ہے اس جگہ یہ چوتھی سد جو قفقاز یا جبل قوقایا کوہ قاف کی سد کہلاتی ہے۔ بستانی نے اس سے

متعلق لکھا ہے۔

''اور اسی کے (یعنی سد باب الابواب کے) قریب ایک اور سد ہے جو غربی جانب بڑھتی چلی گئی ہے۔ غالباً اس کو اہل فارس نے شمالی بربروں سے حفاظت کی خاطر بنایا ہوگا۔ کیونکہ اس کے بانی کا صحیح حال معلوم نہیں ہوسکا۔ بعض نے اس کی نسبت سکندر کی جانب کردی ہے اور بعض نے کسریٰ ونوشیرواں کی طرف اور یاقوت کہتا ہے کہ یہ تانبا پگھلا کر اس سے تعمیر کی گئی ہے (دائرۃ المعارف جل ۷' ص ۶۵۱' معجم البلدان جل ۸' ص ۹)''

چونکہ یہ سب دیواریں شمال ہی میں ہیں' اور تقریباً ایک ہی ضرورت کے لیے بنائی گئی ہیں۔ اس لیے ان میں سد ذوالقرنین کون سی ہے۔ اس کے متعین کرنے میں اشکالات پیش آئے ہیں اور بڑا اختلاط ان آخری دو سدوں کے معاملہ میں پیش آیا۔ کیونکہ دونوں مقامات کا نام بھی دربند ہے اور دونوں جگہ سد بھی موجود ہے۔ مذکور الصدر چار سدوں میں سے دیوار چین جو سب سے زیادہ بڑی اور سب سے زیادہ قدیم ہے اس کے متعلق تو سد ذوالقرنین ہونے کا کوئی قائل نہیں اور وہ بجائے شمال کے مشرق اقصیٰ میں ہے اور قرآن کریم کے اشارہ سے اس کا شمال میں ہونا ظاہر ہے۔

اب معاملہ باقی تین دیواروں کا رہ گیا جو شمال ہی میں ہیں۔ ان میں سے عام طور پر مؤرخین مسعودی' اصطخری' حموی وغیرہ اس دیوار کو سد ذوالقرنین بتاتے ہیں جو داغستان یا کاکیشیا کے علاقہ باب الابواب کے دربند میں بحر خزر پر واقع ہے۔ بخارا' و ترمذ کے دربند اور اس کی دیوار کو جن مؤرخین نے سد ذوالقرنین کہا ہے وہ غالباً لفظ دربند کے اشتراک کی وجہ سے ان کو اختلاط ہوا ہے' اب تقریباً اس کا محل وقوع متعین ہوگیا کہ علاقہ داغستان کاکیشیا کے دربند باب الابواب میں یا اس سے بھی اوپر جبل قفقاز یا کوہ

قاف کی بلندی پر ہے' اوران دونوں جگہوں پر سد کا ہونا مؤرخین کے نزدیک ثابت ہے۔

ان دونوں میں سے حضرت الاستاذ مولانا سید محمد انور شاہ قدس سرہ نے عقیدۃ الاسلام میں کوہ قاف قفقاز کی سد کو ترجیح دی ہے کہ یہ سد ذوالقرنین کی بنائی ہوئی ہے۔

(عقیدۃ الاسلام ص ۲۹۷)

سد ذوالقرنین اس وقت تک موجود ہے اور قیامت تک رہے گی' یا وہ ٹوٹ چکی ہے؟

آج کل تاریخ وجغرافیہ کے ماہرین اہل یورپ اس وقت ان شمالی دیواروں میں سے کسی کا موجود ہونا تسلیم نہیں کرتے اور نہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اب بھی یاجوج ماجوج کا راستہ بند ہے۔ اس بنا پر بعض اہل اسلام مورخین نے بھی یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے کہ یاجوج ماجوج جن کے خروج کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے وہ ہو چکا ہے۔ بعض نے چھٹی صدی ہجری میں طوفان بن کر اٹھنے والی قوم تاتار ہی کو اس کا مصداق قرار دے دیا ہے' بعض نے اس زمانے میں دنیا پر غالب آجانے والی قوموں روس اور چین اور اہل یورپ کو یاجوج ماجوج کہہ کر اس معاملہ کو ختم کر دیا ہے۔ مگر جیسا کہ اوپر بحوالہ روح المعانی بیان ہو چکا ہے کہ یہ سراسر غلط ہے۔ احادیث صحیحہ کے انکار کے بغیر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس خروج یاجوج ماجوج کو قرآن کریم نے بطور علامت قیامت بیان کیا اور جس کے متعلق صحیح مسلم کی حدیث نواس بن سمعان وغیرہ میں اس کی تصریح ہے کہ یہ واقعہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام اور قتل دجال کے بعد پیش آئے گا وہ واقعہ ہو چکا۔ کیونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ اب تک نہیں ہوا۔

البتہ یہ بات بھی قرآن وسنت کی کسی نص صریح کے خلاف نہیں ہے کہ سد

ذوالقرنین اس وقت ٹوٹ چکی ہو اور یاجوج ماجوج کی بعض قومیں اس طرف آ چکی ہوں۔ بشرطیکہ اس کو تسلیم کیا جائے کہ ان کا آخری اور بڑا ابلہ جو پوری انسانی آبادی کو تباہ کرنے والا ثابت ہوگا وہ ابھی نہیں ہوا۔ بلکہ قیامت کی ان بڑی علامات کے بعد ہوگا جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے یعنی خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔

حضرت الاستاذ حجۃ الاسلام علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اس معاملہ میں یہ ہے کہ اہل یورپ کا یہ کہنا تو کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ہم نے ساری دنیا چھان ماری ہے ہمیں اس دیوار کا پتہ نہیں لگا۔ کیونکہ اوّل تو خود انہی لوگوں کی یہ تصریحات موجود ہیں کہ سیاحت اور تحقیق کے انتہائی معراج پر پہنچنے کے باوجود آج بھی بہت سے جنگل اور دریا اور جزیرے ایسے باقی ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہوسکا' دوسرے یہ بھی احتمال بعید نہیں کہ اب وہ دیوار موجود ہونے کے باوجود پہاڑوں کے گرنے اور باہم مل جانے کے سبب ایک پہاڑ ہی کی صورت اختیار کر چکی ہو' لیکن کوئی نص قطعی اس کے بھی منافی نہیں کہ قیامت سے پہلے یہ سد ٹوٹ جائے یا کسی دُور دراز کے طویل راستے سے یاجوج ماجوج کی کچھ قومیں اس طرف آ سکیں۔

اس سد ذوالقرنین کے تا قیامت باقی رہنے پر بڑا استدلال تو قرآن کریم کے اس لفظ سے کیا جاتا ہے کہ فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء' یعنی ذوالقرنین کا یہ قول کہ جب میرے رب کا وعدہ آ پہنچے گا (یعنی خروج یاجوج ماجوج کا وقت آ جائے گا) تو اللہ تعالیٰ اس آہنی دیوار کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کے برابر کر دیں گے۔ اس آیت میں وعد ربی کا مفہوم ان حضرات نے قیامت کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ الفاظ قرآن اس بارے میں قطعی نہیں۔ کیونکہ وعد ربی کا صریح مفہوم تو یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کا راستہ روکنے کا جو انتظام ذوالقرنین نے کیا ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہمیشہ اسی طرح رہے۔

جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ ان کا راستہ کھل جائے تو یہ دیوار منہدم ومسمار ہو جائے گی۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بالکل قیامت کے متصل ہو۔ چنانچہ تمام حضرات مفسرین نے وعد ربی کے مفہوم میں دونوں احتمال ذکر کیے ہیں۔ تفسیر بحر محیط میں ہے والوعد یحتمل ان یراد بہ یوم القیٰمة وان یراد بہ وقت خروج یاجوج وماجوج۔

اس کا تحقق یوں بھی ہوسکتا ہے کہ دیوار منہدم ہو کر راستہ ابھی کھل گیا ہو' اور یاجوج وماجوج کے حملوں کی ابتداء ہو چکی ہو' خواہ اس کی ابتداء چھٹی صدی ہجری کے فتنہ تاتار سے قرار دی جائے' یا اہل یورپ اور روس وچین کے غلبہ سے' مگر یہ ظاہر ہے کہ ان متمدن قوموں کے خروج اور فساد کو جو آئینی اور قانونی رنگت میں ہو رہا ہے وہ فساد نہیں قرار دیا جاسکتا جس کا پتہ قرآن وحدیث دے رہے ہیں کہ خالص قتل وغارت گری اور ایسی خون ریزی کے ساتھ ہوگا کہ تمام انسانی آبادی کو تباہ وبرباد کر دے گا' بلکہ اس کا حاصل پھر یہ ہوگا کہ انہی مفسد یاجوج ماجوج کی کچھ قومیں اس طرف آ کر متمدن بن گئیں' اسلامی ممالک کے لیے بلاشبہ وہ فساد عظیم اور فتنہ عظیمہ ثابت ہوئیں۔ مگر ابھی ان کی وحشی قومیں جو قتل وخوں ریزی کے سوا کچھ نہیں جانتیں وہ تقدیری طور پر اس طرف نہیں آئیں اور بڑی تعداد ان کی ایسی ہی ہے' ان کا خروج قامت کے بالکل قریب میں ہوگا۔

دوسرا استدلال ترمذی اور مسند احمد کی اس حدیث سے کیا جاتا ہے جس میں مذکور ہے کہ یاجوج ماجوج اس دیوار کو روزانہ کھودتے رہتے ہیں' مگر اول تو اس حدیث کو ابن کثیر نے معلول قرار دیا ہے' دوسرے اس میں بھی اس کی کوئی تصریح نہیں کہ جس روز یاجوج ماجوج انشاء اللہ کہنے کی برکت سے اس کو پار کر لیں گے وہ قیامت کے متصل ہی ہوگا اور اس کی بھی اس حدیث میں کوئی دلیل نہیں کہ سارے یاجوج ماجوج اسی دیوار کے

پیچھے رکے ہوئے رہیں گے' اگر ان کی کچھ جماعتیں یا قومیں کسی دور دراز کے راستہ سے س طرف آ جائیں' جیسا کہ آج کل کے طاقتور بحری جہازوں کے ذریعہ ایسا ہو جانا کچھ مستبعد نہیں' اور بعض مؤرخین نے لکھا بھی ہے کہ یاجوج ماجوج کو طویل بحری سفر کر کے س طرف آنے کا راستہ مل گیا ہے' تو اس حدیث سے اس کی بھی نفی نہیں ہوتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وسنت میں کوئی ایسی دلیل صریح اور قطعی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ سد ذوالقرنین قیامت تک باقی رہے گی' یا ان کے ابتدائی اور معمولی حملے قیامت سے پہلے اس طرف کے انسانوں پر نہیں ہو سکیں گے' البتہ وہ انتہائی خوفناک اور تباہ کن حملہ جو پوری انسانی آبادی کو برباد کر دے گا' اس کا وقت بالکل قیامت کے متصل وہی ہوگا جس کا ذکر بار بار آ چکا ہے' حاصل یہ ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص کی بنا پر نہ یہ قطعی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ سد یاجوج ماجوج ٹوٹ چکی ہے اور راستہ کھل گیا ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ از روئے قرآن وسنت اس کا قیامت تک قائم رہنا ضروری ہے' احتمال دونوں ہی ہیں' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال

معارف ومسائل

بعضهم يومئذ يموج فی بعض' بعضهم کی ضمیر میں ظاہر یہی ہے کہ یاجوج ماجوج کی طرف راجع ہے' اور ان کا جو حال اس میں بیان ہوا ہے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ اس وقت کا حال ہے جب کہ ان کا راستہ کھلے گا اور وہ زمین پر پہاڑیوں کی بلندیوں سے جلد بازی کے ساتھ اتریں گے' مفسرین نے دوسرے احتمالات بھی لکھے ہیں۔

وجمعنٰهم 'ضمیر عام مخلوق جن وانس کی طرف راجع ہے' مراد یہی ہے کہ

میدان حشر میں تمام مکلّف مخلوق جن وانس کو جمع کر دیا جائے گا۔

قیامت سے پہلے خروج دابۃ الارض

واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دآبةً من الارض تکلمهم ان الناس کانوا بأٰیٰتنا لایوقنون○

اور جب پڑ چکے گی ان پر بات نکالیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔

دابۃ الارض کیا ہے اور کہاں اور کب نکلے گا

مسند احمد میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ (۱) آفتاب کا جانبِ مغرب سے طلوع ہونا (۲) دخان (۳) دابۃ (۴) خروج یاجوج و ماجوج (۵) نزول عیسیٰ علیہ السلام (۶) دجال (۷) تین خسوف' ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں تیسرا جزیرۃ العرب میں ہوگا (۸) ایک آگ جو قعر عدن سے نکلے گی اور سب لوگوں کو ہنکا کر میدان حشر کی طرف لے آئے گی جس مقام پر لوگ رات گزارنے کے لیے ٹھہریں گے یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی پھر ان کو لے چلے گی (هٰكذا رواه مسلم و اهل والسنن من طرق وقال الترمذی حدیث حسن صحیح)

اس حدیث سے قرب قیامت میں زمین سے ایک ایسے جانور کا نکلنا ثابت ہوا جو لوگوں سے باتیں کرے گا' اور لفظ دابۃ کی تنوین میں اس جانور کے عجیب الخلقت ہونے کی طرف بھی اشارہ پایا گیا' اور یہ بھی کہ یہ جانور عام جانوروں کی طرح توالد و

تناسل کے طریق پر پیدا نہیں ہوگا بلکہ اچانک زمین سے نکلے گا اور یہ بات بھی اسی حدیث سے سمجھ میں آتی ہے کہ دابۃ الارض کا خروج بالکل آخری علامات میں سے ہوگا جس کے بعد بہت جلد قیامت آجائے گی۔ ابن کثیر نے بحوالہ ابوداؤد وطیالسی حضرت طلحہ بن عمر سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ یہ دابۃ الارض مکہ مکرمہ میں کوہ صفا سے نکلے گا اور اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا مسجد حرام میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان پہنچ جائے گا لوگ اس کو دیکھ کر بھاگنے لگیں گے ایک جماعت رہ جائے گی۔ یہ دابہ ان کے چہروں کو ستاروں کی طرح روشن کردے گا۔ اس کے بعد وہ زمین کی طرف نکلے گا' ہر کافر کے چہرے پر کفر کا نشان لگادے گا کوئی اس کی پکڑ سے بھاگ نہ سکے گا یہ ہر مؤمن و کافر کو پہچانے گا (ابن کثیر) اور مسلم بن حجاج نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی جس کو میں کبھی بھولتا نہیں وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی آخری علامات میں سب سے پہلے آفتاب کا طلوع مغرب کی طرف سے ہوگا اور آفتاب بلند ہونے کے بعد دابۃ الارض نکلے گا ان دونوں علامتوں میں سے جو بھی پہلے ہوجائے اس کے فوراً بعد قیامت آجائے گی۔ (ابن کثیر)

شیخ جلال الدین محلی نے فرمایا کہ خروج دابہ کے وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکام منقطع ہوجائیں گے اور اس کے بعد کوئی کافر اسلام قبول نہ کرے گا۔ یہ مضمون بہت سی احادیث وآثار سے مستنبط ہوتا ہے (مظہری) ابن کثیر وغیرہ نے اس جگہ دابۃ الارض کی ہیئت اور کیفیات وحالات کے متعلق مختلف روایات نقل کی ہیں جن میں سے اکثر قابلِ اعتماد نہیں اس لیے جتنی بات قرآن کی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ عجیب الخلقت جانور ہوگا۔ بغیر توالد وتناسل کے زمین سے نکلے گا۔ اس کا

خروج مکہ مکرمہ میں ہوگا پھر ساری دنیا میں پھرے گا۔ یہ کافر و مومن کو پہچانے گا اور ان سے کلام کرے گا' بس اتنی بات پر عقیدہ رکھا جائے' زائد کیفیات و حالات کی تحقیق و تفتیش نہ ضروری ہے نہ اس سے کچھ فائدہ ہے۔

رہا یہ معاملہ کہ دابۃ الارض لوگوں سے کلام کرے گا اس کا کیا مطلب ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا کلام یہی ہوگا جو قرآن میں مذکور ہے ان الناس کانوا بایٰتنا لایوقنون یہ کلام وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو سنائے گا' بہت سے لوگ آج سے پہلے ہماری آیتوں پر یقین نہ رکھتے تھے اور مطلب یہ ہوگا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان سب کو یقین ہو جائے گا مگر اس وقت کا یقین شرعاً معتبر نہیں ہوگا اور حضرت ابن عباس۔ حسن بصری۔ قتادہ سے منقول ہے اور ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ہے کہ یہ دابہ لوگوں سے خطاب اور کلام کرے گا جس طرح عام کلام ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

اختلافی مسائل میں فیصلہ اور جزاء اعمال کے لیے قیامت برپا کی جائے گی

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ط بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ○ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ (سورۃ النحل آیت ۳۸ تا ۴۰)

اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ نہیں اٹھائے گا اس شخص کو جو

مرجائے گا۔ ہاں اس نے اپنے ذمہ پکا وعدہ کرلیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے تا کہ ان پر ظاہر کردے وہ بات جس میں یہ جھگڑتے ہیں اور تا کہ کافر معلوم کرلیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ ہم جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لیے ہمارا اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ ہم اسے کہہ دیں ہوجا پھر وہ ہوجاتا ہے۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۵)

بے شک قیامت آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ○ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ج وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ○ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورۃ الروم آیت ۴۳ تا ۴۵)

سو تو اپنا منہ سیدھی راہ پر سیدھا رکھ اس سے پہلے کہ وہ دن آ پہنچے جسے اس کی طرف سے پھرنا نہیں اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے جس نے کفر کیا سو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جس نے اچھے کام کیے ان کو انہیں اپنے فضل سے بدلہ دے گا بے شک اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر

یہاں اس بحث میں سات آیات جمع کی گئی ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے

منکرین قیامت کا عقیدہ نقل فرمایا ہے کہ وہ کافر قسمیں اٹھا کر کہتے تھے کہ مرنے کے بعد خدا نہیں اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کا جواب پہلے وعد اللہ حقا یعنی ہاں اللہ تعالیٰ زندہ کریں گے یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا وعدے کا سچا ہے۔ منکرین قیامت کی سمجھ میں ابھی بات نہیں آئی اس لیے انکار کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے دو مقصد بیان فرمائے ہیں۔ پہلا مقصد لوگوں کے مابین اختلافی مسائل میں فیصلہ کرنا یعنی اللہ تعالیٰ عادل اور منصف بادشاہ ہے وہ قیامت کے دن عادلانہ فیصلے کرے گا۔ مظلوم کو اس کا حق دلائے گا اور ظالم کو سزا دے گا اور دنیا میں بہت سے لوگ خدا کا وجود مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے اور اسی طرح بعض قیامت کو مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ قیامت برپا کر کے اپنا وجود منوالیں گے اور قیامت کے بارے میں جو وعدہ فرمایا ہے اسے سچا ثابت کر دکھائیں گے اور دوسرا مقصد کافروں کو جھوٹا ثابت کرنا ہے یعنی کافر لوگ جو کہتے تھے کہ خدا کے شریک ہیں اور وہ قیامت نہیں قائم کر سکے گا اس میں ان کو جھوٹا ثابت کرنا ہے اور آیت تین میں یہ بتایا ہے کہ قیامت قائم کرنے میں خدا کو دیر نہیں لگے گی کیونکہ اس کی تو شان ہے جب کسی چیز کے بارے میں فرمادے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے اور چوتھے نمبر پر سورۃ طٰہٰ کی آیت پندرہ ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ قیامت یقیناً آئے گی لیکن میں وقتی طور پر اسے مخفی رکھوں گا اور یہ قیامت اس لیے لانا ہے تاکہ ہر نفس کو اس کے کیے کا بدلہ ملے اور اس کے بعد سورۃ الروم کی آیتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ قیامت یقیناً آئے گا اس کو کوئی روک نہیں سکتا اس دن کافروں کو کفر کا بدلہ ملے گا اور ایمان والوں کو اور نیکوں کو نیکیوں کا بدلہ ملے گا۔ ہر حال قیامت جزائے اعمال کے لیے برپا کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ چونکہ زمین وآسمان کا بادشاہ ہے اس لیے وہ قیامت کے دن لوگوں کو اعمال کا بدلہ دے گا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ط وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ○ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ط وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ○ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ط قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَیْبِ ج لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ○ وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ○ وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ لا وَیَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ○ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ لا اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ○ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ط بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ○ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَآءِ

وَالْاَرْضِ ط اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفاً مِّنَ السَّمَآءِ ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○ (سورۃ السبا آیت ۱ تا ۹)

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لیے سب تعریف ہے' اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ نہایت رحم والا بخشنے والا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی کہہ دو ہاں (آئے گی) قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی البتہ تم پر ضرور آئے گی جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ تا کہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے انہیں کے لیے بخشش اور عزت ہے اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ اور جنہیں علم دیا گیا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے ہو ٹھیک ہے' اور وہ غالب تعریف کیے ہوئے کی راہ دکھاتا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کیا ہم تمہیں وہ آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم پورے طور پر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر نئے سرے سے پیدا کیے جاؤ گے۔ کیا اس نے اللہ پر جھوٹ بنالیا ہے یا اسے جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔ کیا وہ آسمان اور

زمین کونہیں دیکھتے جوان کے آگے اور پیچھے ہے اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں یاان پرکوئی آسمان کاٹکڑا گرادیں۔اللہ کی طرف رجوع کرنے والے بندے کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔

تفسیر

اس بحث میں نوں آیات جمع کی گئی ہیں۔ان میں سے پہلی آیت میں یہ بتایا ہے کہ زمین وآسمان اورآخرۃ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اس کی حمد وثنا چاہئے آیت کے آخر میں اسی بادشاہ نے اپنی دوصفات بیان فرمائی ہیں۔حکیم خبیر اور آیت دو میں اس نے اپنی تین صفات اور بیان فرمائی میں عالم الغیب۔رحیم۔غفور آیت تین میں ان کافروں پرگلہ فرمایا ہے جوعقیدہ قیامت نہیں رکھتے اورآیت کے آخر میں صفت علم غیب کی مزید تشریح بیان فرمائی ہے اورآیت چار میں بتایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا بادشاہ ہے تو وہ قیامت اسی لیے قائم کرے گا تا کہ نیک بندوں کو نیک بدلہ دے اور آیت پانچ میں بتایا ہے کہ وہ بروں کو برا بدلہ دے گا اورآیت چھ میں بتایا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے مصنف مزاج بھی عقیدہ قیامت مانتے ہیں اورآیت سات اورآٹھ میں پھران کافروں پرگلہ فرمایا جوعقیدہ قیامت نہیں مانتے اورفرمایا ہے کہ یہ لوگ بہت بڑی غلطی میں ہیں اورآیت نو میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کا بیان ہے یعنی جواللہ تعالیٰ ان طاقتوں کا مالک ہے اور یہ جونظام قائم کرنے والا ہے وہ اسے فنا کرکے ایسا اورنظام نظام قائم کرسکتا ہے اگر یہ لوگ غورکریں تو عقیدہ قیامت اور جزاء اعمال پرانہیں یقین آجائے۔

قیامت والے دن ملنے والی جزاء اعمال کی تیاری اور انتظامات دنیا میں ہی شروع ہو جاتے ہیں

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ○ لَقَدْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَالَدَىَّ عَتِيْدٌ ○ اَلْقِيَا فِىْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ○ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ○ نِ الَّذِىْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِى الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ○ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ○ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَىَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ○ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ○ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ○ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ○ مَنْ خَشِىَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ

مُّنِيبٍ ○ نِ ادْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ○ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○ (سورۃ ق آیت ۱۶ تا ۳۵)

اور بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے اور ہم اس سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جبکہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں۔ وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔ اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی یہی ہے وہ جس سے تو گریز کرتا تھا۔ اور سور پھونکا جائے گا وعدہ عذاب کا دن یہی ہے۔ اور ہر ایک شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہوگا بیشک تو تو اس دن سے غفلت میں رہا پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کر دیا۔ پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے اور اس کا ساتھی کہے گا یہ ہے جو میرے پاس تیار ہے (حکم ہوگا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو جو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے شک کرنے والا ہے جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین کہے گا اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ہی بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ فرمائے گا تم میرے پاس مت جھگڑو اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں کی بات بدلی نہیں جاتی اور نہ ہی میں بندوں کے لئے ظالم ہوں۔ جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر چکی اور وہ۔ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔ اور جنت پرہیزگاروں کے لیے قریب لائی جائے گی کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا۔ یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہر رجوع کرنے

والے اور حفاظت کرنے والے کے لیے جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔ اس میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کا دن یہی ہے۔ انہیں جو کچھ وہ چاہیں گے وہاں ملے گا اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔

تفسیر

ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ قیامت والے دن انسان کو اعمال کا جو بدلہ دیا جائے گا اس کی تیاری ابھی سے دنیا میں شروع ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں اولین بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود انسان کے دل کے وساوس اور خیالات کو بھی جانتا ہے اور وہ انسان سے دور نہیں ہے مگر وہ صرف اپنے علم کی بنا پر فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ اس نے اپنی طرف سے دو محافظ مقرر کیے ہوئے ہیں جو انسان کے دائیں اور بائیں کندھے پر ہر وقت بیٹھے رہتے ہیں۔ منہ سے جو بھی لفظ وہ نکالتا ہے تو وہ فوراً لکھ لیتے ہیں۔ موت کی غشی طاری ہوتے وقت اسے یہ کہا جائے گا یہ ہے وہ چیز جس سے تو گریز کرتا تھا۔ صور میں پھونکنے کے بعد ہر انسان میدان محشر میں آئے گا۔ فرشتے کھینچ کر لائیں گے۔ ہاتھ پاؤں گواہ کے طور پر ساتھ ہوں گے۔ فرشتہ اعمال نامہ پیش کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے خیر کے کاموں سے روکنے والے مشرک کو جہنم میں پھینک دو اس کا ساتھی شیطان کہے گا کہ اے اللہ میں نے تو اسے گمراہ نہیں کیا تھا یہ تو خود گمراہی میں پڑا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب میرے ہاں نہ جھگڑو میں نے تو پہلے تمہارے پاس عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا اب تبدیل نہیں ہو سکتی اور میں زیادتی بھی نہیں کروں گا۔ بداعمالوں کا ٹھکانہ دوزخ اور نیک اعمال والوں کا ٹھکانا جنت ہوگا۔

اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہو رہے ہیں اور قیامت والے دن جزا کے وقت ظاہر ہوں گے اور دنیا کے اندر بھی اچھے اور برے اعمال کا بدلہ ملتا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ○ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ○ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ○ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ○ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ○ وَاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ○ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ○ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ○ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ○ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ○ يَسْئَلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ○ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ط هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ○ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ○ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا

سَلٰمًا ط قَالَ سَلٰمٌ ج قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ○ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ
فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ○ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ○
فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ط قَالُوْا لَا تَخَفْ ط وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ
عَلِيْمٍ ○ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِىْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا
وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ○ قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ط اِنَّهٗ
هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لا
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مُسَوَّمَةً عِنْدَ
رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ
الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ
الْاَلِيْمَ ○ وَفِىْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ
مُّبِيْنٍ ○ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○
فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ○ وَفِىْ
عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ○ مَا تَذَرُ مِنْ شَىْءٍ
اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ○ وَفِىْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ
لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ○ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ
قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ○ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ط
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

لَمُوْسِعُوْنَ ○ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○ وَمِنْ
كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَفِرُّوْا اِلَى
اللّٰهِ ط اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ ط اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ كَذٰلِكَ مَا اَتَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ
مَجْنُوْنٌ ○ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ج بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ فَتَوَلَّ
عَنْهُمْ فَمَا اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ○ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ
الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○
مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ
هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا
مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ○ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِىْ يُوْعَدُوْنَ ○

(سورۃ ذاریات آیت ۱ تا ۶۰)

قسم ہے ان ہواؤں کی جو غبار وغیرہ اڑانے والی ہیں پھر ان' بادلوں جو بوجھ (بارش) اٹھانے والے ہیں پھر ان کشتیوں کی جو نرمی سے چلنے والی ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی جو حکم کے موافق چیزیں تقسیم کرنے والے ہیں بیشک جس قیامت کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچ ہے اور بیشک اعمال کی جزا ضرور ہونے والی ہے۔ آسمان جالی دار کی قسم ہے۔ البتہ تم پیچیدہ بات میں پڑے ہوئے ہو۔ قرآن سے وہی روکا جاتا ہے جو ازل سے گمراہ ہے اٹکل پچو باتیں بنانے والے غارت ہوں وہ جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔ پوچھتے ہیں

فیصلہ کا دن کب ہوگا جس دن وہ آگ پر عذاب دیے جائیں گے۔ اپنی شرارت کا مزہ چکھو یہی ہے وہ عذاب جس کی تم جلدی کرتے تھے۔ بیشک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ لے رہے ہوں گے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے۔ وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے۔ اور آخر رات میں مغفرت مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفسوں میں بھی پس کیا تم غور سے نہیں دیکھتے اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے پس آسمان اور زمین کے مالک کی قسم ہے بیشک یہ قرآن برحق ہے جیسا تم باتیں کرتے ہو کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے۔ جب کہ وہ اس پر داخل ہوئے پھر انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) کچھ اجنبی سے لوگ ہیں پس چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ایک موٹا بچھڑا (تلا ہوا) لایا۔ پھر ان کے سامنے لا رکھا فرمایا کیا تم کھاتے نہیں۔ پھر ان سے خوف محسوس کیا انہوں نے کہا تم ڈرو نہیں اور انہوں نے اسے ایک دانش مند لڑکے کی خوشخبری دی پھر ان کی بیوی شور مچاتی ہوئی آگے بڑھی اور اپنا ماتھا پیٹ کر کہنے لگی کیا بڑھیا بانجھ جنے گی انہوں نے کہا تیرے رب نے یونہی فرمایا ہے بیشک وہ حکمت والا دانا ہے۔ فرمایا اے رسولو! تمہارا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں وہ آپ کے رب کی طرف سے حد سے بھڑنے والوں کے لیے مقرر ہو چکے ہیں۔ پھر ہم نے نکال لیا جو بھی وہاں

ایمان دار تھا۔ پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے نہ پایا۔ اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کے لیے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے' جبکہ ہم نے اس کو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا۔ سو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا' پھر ہم نے انہیں سمندر میں پھینک دیا اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا اور قوم عاد میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر سخت آندھی بھیجی۔ جو کسی چیز کو نہ چھوڑتی جس پر سے وہ گزرتی مگر اسے بوسیدہ ہڈیوں کی طرح کر دیتی۔ اور قوم ثمود میں بھی (عبرت ہے) جبکہ ان سے کہا گیا ایک وقت معین تک فائدہ اٹھاؤ پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کو بجلی نے آ پکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر نہ تو وہ اٹھ ہی سکے اور نہ وہ بدلہ ہی لے سکے اور قوم نوح کو اس سے پہلے (ہلاک کر دیا) بے شک وہ نافرمان لوگ تھے اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع قدرت والے ہیں۔ اور ہم نے ہی زمین کو بچھایا پھر ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا تا کہ تم غور کرو۔ پھر اللہ کی طرف دوڑو بیشک میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں تمہارے لیے اس کی طرف سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں اسی طرح ان سے پہلوں کے پاس بھی جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے کہا ایک دوسرے سے یہی کہ مرے تھے نہیں بلکہ وہ خود ہی سرکش ہیں۔ پس آپ ان کی پروانہ کیجئے

آپ پر کوئی الزام نہیں اور نصیحت کرتے رہئے بے شک ایمان والوں کو نصیحت نفع دیتی ہے۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔ پس بے شک ان کے لیے جو ظالم ہیں حصہ ہے جیسا کہ ان کے ساتھیوں کا حصہ تھا تو وہ مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کریں پس ہلاکت ہے ان کے لیے جو کافر ہیں۔ اس دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

تفسیر

ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے پاس جمع ہیں قیامت کے دن بد اعمال کا بدلہ دوزخ اور نیک اعمال والوں کا بدلہ جنت ہوگا اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ شواہد پیش فرمائے ہیں۔ چار شواہد شروع کی چار آیتوں میں ہیں اور ان کو شواہد سے اس لیے تعبیر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جس چیز کی قسم اٹھاتے ہیں اس سے مراد شہادت ہی لی جاتی ہے اور یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے چار چیزوں کی قسم اٹھائی ہے پہلی چیز ہے والذاریات ذروًا۔ ذاریات ذاریۃ کی جمع ہے جو اصل میں ذاروۃ ہے۔ واؤ کو یا سے بدلا ہوا ہے۔ اور ذرو کے معنی گرد و غبار ہے اور واؤ کا معنی قسم ہے اب آیت کا معنی ہوا قسم ہے ان ہواؤں کی جو گرد و غبار اڑاتی ہیں اس کے بعد فالحاملات وقرًا اس میں فا کے معنی پس یا پھر اور حاملات حاملۃ کی جمع ہے حمل سے بنا ہے وقرا کے معنی بار ش ہے۔ اب آیت کا معنی بنا قسم ہے ان بادلوں کی جو بارش کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس کے بعد آیت تین ہے فالجاریات یسرا ہے جاریات جاریۃ کی جمع ہے جاریۃ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے یہاں بمعنی کشتی ہے اب آیت کا

معنی بنا پھر قسم ہے ان کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں۔ اس کے بعد آیت چار (فالمقسمات امرا) ہے مقسمات مقسمۃ کی جمع ہے تقسیم سے بنا ہے امر کے معنی کام ہے اب آیت کا معنی بنا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام تقسیم کرتے ہیں اور آیت پانچ اور چھ جواب قسم ہے بے شک تم سے چیز کا وعدہ کیا جاتا ہے یعنی قیامت برحق ہے اور بے شک جزا اعمال واقع ہونے والی ہے یہاں دو چیزیں مقام غور ہیں۔ اوّل یہ کہ جو چار چیزوں کی قسم اٹھائی گئی ہے یہ تو اعمال اور افعال ہیں۔ بظاہر عامل اور فاعل نظر نہیں آتا اور قاعدہ کلیہ ہے کہ کوئی بھی عمل یا فعل سوائے عامل اور فاعلوں کے ہو نہیں سکتا ہے یہاں ضرور کوئی دست غیب ہے جس کی یہ کارستانی ہے اور وہ بہت بڑا حکیم، عقیل فہیم کاری گر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ ہے اور دوسری چیز بارش بنانے اور برسانے کا یہ طریقہ کار ہے کہ پہلے ہوا کے ذریعہ گرد و غبار اڑا کر ان سے بادل بنائے جاتے ہیں پھر ان سے بارش پیدا کی جاتی ہے۔ پھر وہ بارش جب برستی ہے تو اس سے دریا ندیاں بہتی ہیں جن میں کشتیاں اور بڑے جہاز چلتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان اعمال کے اور افعال کے پیچھے کوئی منتظم ہے جو گرد و غبار اور ہوا سے بارش بنا کر پانی کی شکل میں جمع کر رہا ہے۔ ہوا اور گرد و غبار کے اجتماع کی جزا بارش اور بارش کی جزا دریا اور ندیاں ہیں اسی طرح انسان کے اعمال بنتے ہیں اللہ کے ہاں جمع ہو رہے ہیں۔ اور آیت سات میں فرمایا والسماء ذات الحبک یہ پانچویں شہادت ہے یعنی یہ اعمال آسمان عبور کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہوتے ہیں اور آیت آٹھ سے لے کر بارہ تک کا مقصد یہ ہے کہ جزائے اعمال کے مسئلہ میں اتنے واضح شواہد کے باوجود اگر کسی کا شبہ دور نہ ہو تو وہ ازلی بدبخت ہے۔ اس کے بعد آیت تیرہ سے لے کر انیس تک یہ بتایا ہے کہ انسان سے صادر ہونے والے اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں نیک اور برے۔ نیک اعمال کی جزا جنت ہے اور برے اعمال کی سزا دوزخ

ہے۔ یہ تقسیم ایسی ہی ہے جس طرح ہوائیں جب گرد غبار اڑاتی ہیں تو وہ جھکڑ کی شکل اختیار کر کے تباہی مچا دیتے ہیں۔ اور کبھی باران رحمت بن جاتی ہیں۔ اور آیت بیس سے لے کر تیس تک جزائے اعمال کے اور بہت سے اجمالی شواہد پیش فرمائے ہیں۔ غور کرنے سے یہ جزائے اعمال کا مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے شب و روز انسان ان شواہد کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر میاں بیوی کی چومکھی حرکت سے نسل کی تولید ہوتی ہے یہ جزاء اعمال ہے اور آگے اچھی اولاد یا بری اولاد یہ ان کی عمل خامی کی وجہ سے ہے۔ یا گفتگو دو قسم ہے اچھی اور بری۔ اچھی گفتگو کا نتیجہ اچھا ہے اور بری گفتگو کا نتیجہ برا ہوتا ہے انسان عامل ہے اور کلام اس کا فعل ہے اس کا اثر انسان پر ہی پڑتا ہے اس طرح ہر عمل کا اثر انسان پر عائد ہوگا خواہ وہ نیک ہو یا برا۔ اور آیت چوبیس سے لے کر تیس تک یہ بتایا ہے کہ انسان کو نیک اعمال کی بدلہ دنیا کے اندر بھی ملتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے بانجھ بیوی سے اولاد ہوئی اور آیت اکتیس سے چھیالیس تک دنیا میں جن بداعمالوں کو سزا دی اس کا اجمال بیان ہے اور سینتالیس سے لے کر ساٹھ تک انسان کو بداعمالیوں سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے اور نیکی کی ترغیب ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر و استقامت کے ساتھ لوگوں کو یہ جزاء و اعمال کا مسئلہ سمجھانے کا حکم دیا ہے۔

معارف و مسائل

سورہ **ذاریات** میں بھی اس سے پہلی سورت ق کی طرح زیادہ تر مضامین آخرت و قیامت اور اس میں مردوں کے زندہ ہونے' حساب کتاب اور ثواب و عذاب کے متعلق ہیں۔

پہلی چند آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ قیامت

کے متعلق جن چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے وہ سچا وعدہ ہے' جن چیزوں کی قسم کھائی ہے وہ چار ہیں' الذاریات ذروًا ' الحاملات وقرًا' الجاریات یسرًا' المقسمات امرًا۔

ایک حدیث مرفوع میں جس کو ابن کثیر نے ضعیف کہا ہے' اور حضرت فاروق اعظم اور علی مرتضی رضی اللہ عنہا سے موقوفاً ان چاروں چیزوں کے معنی اور مفہوم یہ بتلایا گیا ہے کہ ذاریات سے مراد وہ ہوائیں جن کے ساتھ غبار ہوتا ہے' اور حاملات وقراً کے لفظی معنی بوجھ اٹھانے والے کے ہیں' اس سے مراد بادل ہیں جو پانی کا بوجھ اٹھائے ہوتے ہیں' اور جاریات یسراً سے مراد کشتیاں ہیں جو پانی میں آسانی کے ساتھ چلتی ہیں' اور مقسمات امراً سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام مخلوقات میں رزق اور بارش کا پانی اور تکلیف و راحت کی مختلف اقسام تقدیر الٰہی کے مطابق تقسیم کرتے ہیں' تفسیر ابن کثیر' قرطبی اور در منثور میں یہ روایات موقوفہ و مرفوعہ مذکور ہیں۔

والسماء ذات الحبک' انکم لفی قول مختلف' حبک' حبیکه کی جمع ہے' کپڑے کی بناوٹ میں جو دھاریاں ہو جاتی ہیں ان کو حبک کہا جاتا ہے' وہ چونکہ راستہ اور سڑک کے مشابہ ہوتی ہیں اس لئے راستوں کو بھی حبک کہہ دیا جاتا ہے' بہت سے حضرات مفسرین نے اس جگہ یہی معنی مراد لئے ہیں کہ قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے' راستوں سے وہ راستے بھی مراد ہو سکتے ہیں جن سے فرشتے آتے جاتے ہیں' اور اس سے مراد ستاروں اور سیاروں کے راستے اور ان کے مدار بھی ہو سکتے ہیں' جو دیکھنے والوں کو آسمان میں نظر آتے ہیں۔

اور چونکہ یہ بناوٹ کی دھاریاں کپڑے کی زینت اور حسن بھی ہوتی ہیں' اس لئے بعض حضرات مفسرین نے یہاں حبک کے معنی زینت اور حسن کے لئے ہیں کہ قسم ہے

آسمان کی جوحسن وزینت والا ہے' یہ قسم جس مضمون کے لئے آئی ہے وہ (انکم لفی قول مختلف) میں مذکور ہے' بظاہر اس کے مخاطب مشرکین مکہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مختلف اور متضاد باتیں کہا کرتے تھے' کبھی مجنون' کبھی جادوگر' کبھی شاعر وغیرہ کے لغو خطابات دیتے تھے' اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس کے مخاطب عام امت کے لوگ مسلم وکافر سب ہوں' اور قول مختلف سے مراد یہ ہو کہ بعض تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور تصدیق کرتے ہیں' بعض انکار ومخالفت سے پیش آتے ہیں۔ (ذکرہٗ فی المظہری)

یؤفک عنہ من افک' افک کے لفظی معنی پھر جانے' منحرف ہو جانے کے ہیں' اور عنہ کی ضمیر میں دو احتمال ہیں' دونوں کے معنی الگ الگ ہیں' ایک احتمال تو یہ ہے کہ ضمیر قرآن اور رسول کی طرف راجع ہو' اور معنی یہ ہوں کہ قرآن اور رسول سے وہی بدنصیب منحرف ہوتا ہے جس کے لیے محرومی مقدر ہو چکی ہے۔

قتل الخراصون' خراص کے لفظی معنی اندازہ لگانے والے اور ظن وتخمینہ سے بات کرنے والے کے ہیں مراد اس سے وہ قول مختلف والے کفار و منکرین ہیں جو بغیر کسی دلیل اور وجہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں متضاد باتیں کہتے ہیں' اس لئے یہاں خراصون کا ترجمہ کذابون سے بھی کر دیا جائے تو بعید نہیں ان کے لئے اس جملے میں بددعاء ہے' جو درحقیقت لعنت کے معنی میں ہے (مظہری) کفار کے ذکر کے بعد مؤمنین متقین کا ذکر کئی آیتوں میں آیا ہے۔

کانوا قلیلًا من الیل مایھجعون' یھجعون' ھجوع سے مشتق ہے جس کے معنی رات کو سونے کے آتے ہیں' اس میں مؤمنین متقین کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذارتے ہیں' سوتے کم ہیں

جاگتے زیادہ ہیں' اور وقت نماز وعبادت میں گذارتے ہیں۔ یہ تفسیر ابن جریر نے اختیار کی ہے' اور حضرت حسن بصریؒ سے یہی منقول ہے کہ متقین حضرات رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کی مشقت اٹھاتے ہیں' اور بہت کم سوتے ہیں' اور حضرت ابن عباسؓ ' قتادہ' مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس جملے کا مطلب حرف ما کو اس میں نفی کے لئے قرار دے کر یہ بتلایا گیا ہے کہ رات کو تھوڑا سا حصہ ان پر ایسا بھی آتا ہے جس میں وہ سوتے نہیں' بلکہ عبادت نماز وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں' اس مفہوم کے اعتبار سے وہ سب لوگ اس کا مصداق ہو جاتے ہیں' جو رات کے کسی بھی حصہ میں عبادات کرلیں' خواہ شروع میں یا آخر میں یا درمیان میں' اسی لئے حضرت انسؓ اور ابوالعالیہؒ نے اس کا مصداق ان لوگوں کو قرار دیا جو مغرب وعشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں' اور امام ابوجعفر باقرؒ نے فرمایا کہ جو لوگ عشاء کی نماز سے پہلے نہ سوویں وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ (ابن کثیر)

حضرت حسن بصریؒ نے احنف بن قیس سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے عمل کا اہل جنت کے اعمال سے موازنہ کیا تو یہ دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم ہے جو ہم سے بہت بلند و بالا اور ممتاز ہے' وہ ایک ایسی قوم ہے کہ ہمارے اعمال ان کے درجہ تک نہیں پہنچتے' کیونکہ وہ لوگ راتوں میں سوتے کم ہیں عبادت زیادہ کرتے ہیں پھر میں نے اپنے اعمال کا اہل جہنم کے اعمال سے موازنہ کیا تو دیکھا کہ وہ اللہ ورسول کی تکذیب کرنے والے قیامت کا انکار کرنے والے ہیں (جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا) اس لئے ہمارے اعمال موازنہ کے وقت نہ اصل اہل جنت کے درجہ کو پہنچتے ہیں اور نہ (بحمداللہ) اہل جہنم کے ساتھ ملتے ہیں' تو معلوم ہوا کہ ہمارا درجہ عمل کے اعتبار سے وہ ہے جن کا قرآن کریم نے ان الفاظ سے ذکر فرمایا ہے: الذین خلطوا عملًا صالحًا واٰخر سیئًا 'یعنی وہ لوگ جنہوں نے اچھے برے اعمال خلط ملط کر رکھے ہیں'

تو ہم میں بہتر آدمی وہ ہے جو کم از کم اس طبقے کی حدود میں رہے۔

اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے میرے والد سے کہا کہ اے ابواسامہ..... ہم اپنے اندر وہ صفت نہیں پاتے جو اللہ تعالیٰ نے متقین کے لئے ذکر فرمائی ہے' یعنی (کانوا قلیلًا من الیل مایھجعون) کیونکہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ قلیلًا من الیل ما نقوم'' یعنی رات میں بہت کم جاگتے اور عبادت کرتے ہیں' میرے والد نے اس کے جواب میں فرمایا:

طوبی لمن رقد اذا نعس واتقی اللّٰہ اذا استیقظ ﴿ابن کثیر﴾

''بشارت ہے اس شخص کے لئے جس کو نیند آوے تو سو جاوے مگر جب بیدار ہو تو تقویٰ اختیار کرے یعنی خلاف شرع کوئی کام نہ کرے''۔

مطلب یہ ہے کہ مقبولیت عنداللہ صرف رات کو بہت جاگنے میں منحصر نہیں' جو شخص نیند سے محبوب ہو اور رات میں زیادہ نہ جاگے' مگر بیداری میں گناہ و معصیت سے بچے وہ بھی قابل مبارک باد ہے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بروایت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہ منقول ہے:

یایھا الناس اطعموا الطعام وصلوا الارحام وافشوا السلام وصلوا باللیل والناس قیام تدخلو الجنۃ بسلام ﴿ابن کثیر﴾

''اے لوگو! تم' لوگوں کو کھانا کھلاؤ' رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو' اور سلام ہر شخص مسلمان کو کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے

ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔

استغفار سحری کی برکات وفضائل

وبالاسحارھم یستغفرون' (یعنی مؤمنین متقین سحر گاہ کے وقت اپنے گاہوں سے استغفار کرتے ہیں' اسحار' سحر کی جمع ہے' رات کے آخری چھٹے حصے کو سحر کہا جاتا ہے اس آخری حصہ رات میں استغفار کرنے کی فضیلت اس آیت میں بھی ہے' اور دوسری آیت..... **والمستغفرین بالاسحار** میں بھی' صحاح حدیث کی سب کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کو آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں' (جو ان کی شان کے مناسب ہے' اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں) اور اعلان فرماتے ہیں کہ ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی میں توبہ قبول کروں' ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں (ابن کثیر)

یہاں یہ بات قابل نظر ہے کہ اس استغفار سحری میں ان متقین کا بیان ہو رہا ہے جن کا حال اس سے پہلی آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ رات کو اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں' بہت کم سوتے ہیں' ان حالات میں استغفار کرنے کا بظاہر کوئی جوڑ معلوم نہیں ہوتا' کیونکہ طلب مغفرت تو گناہ سے کی جاتی ہے' جن لوگوں نے ساری رات عبادت میں گذار دی وہ آخر میں استغفار کس گناہ سے کرتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ ان حضرات کو چونکہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کو پہچانتے ہیں اور اپنی ساری عبادت کو اس کے شایان شان نہیں دیکھتے۔ اس لئے اپنی اس تقصیر وکوتاہی سے استغفار کرتے ہیں۔ (مظہری)

صدقہ وخیرات کرنے والوں کو خاص ہدایت

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ' سائل سے مراد وہ غریب حاجتمند ہے جو اپنی حاجت لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے' اور لوگ اس کی مدد کرتے ہیں اور محروم سے مراد وہ شخص ہے کہ فقیر و مفلس اور حاجت مند ہونے کے باوجود شرافت نفس کے سبب اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتا' اس لئے لوگوں کی امداد سے محروم رہتا ہے' اس آیت میں مؤمنین متقین کی یہ صفت بتلائی گئی کہ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے وقت صرف سائلین یعنی اپنی حاجات ظاہر کرنے والوں ہی کو نہیں دیتے بلکہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے اور حالات کی تحقیق سے باخبر رہتے ہیں جو اپنی حاجت کسی سے کہتے نہیں۔

اور ظاہر ہے کہ مقصد آیت کا یہ ہے کہ مؤمنین متقین صرف بدنی عبادت نماز اور شب بیداری پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ مالی عبادت میں بھی ان کا بڑا حصہ رہتا ہے' کہ سائلین کے علاوہ ایسے لوگوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو شرافت کے سبب اپنی حاجت کسی پر ظاہر نہیں کرتے' مگر اس مالی عبادت کا ذکر قرآن کریم نے اس عنوان سے فرمایا (وفی اموالھم حق) یعنی یہ لوگ جن فقراء و مساکین پر خرچ کرتے ہیں ان پر کوئی احسان نہیں جتلاتے' بلکہ یہ سمجھ کر دیتے ہیں کہ ہمارے اموال خداداد میں ان کا بھی حق ہے' اور حق دار کا حق اس کو پہنچا دینا کوئی احسان نہیں ہوا کرتا' بلکہ ایک حق اور ذمہ داری سے اپنی سبکدوشی ہوتی ہے۔

آفاق وانفس دونوں میں قدرت کی نشانیاں

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ' (یعنی زمین میں بہت نشانیاں

قدرت کی ہیں' یقین کرنے والوں کے لئے) پچھلی آیات میں اول کفار ومنکرین کا حال اور انجام بد بتلایا گیا ہے' پھر مؤمنین متقین کے حالات وصفات اور ان کے درجات عالیہ کا ذکر فرمایا' اب پھر کفار ومنکرین قیامت کے حال کی طرف غور اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانیاں ان کے پیش نظر کر کے انکار سے باز آ جانے کی ہدایت ہے' تو اس جملہ کا تعلق مذکورہ سابق جملے (انکم فی قول مختلف) سے ہوا' جس میں قرآن ورسول سے انکار کا ذکر ہے۔

اور تفسیر مظہری میں اس کو بھی مؤمنین متقین ہی ایک صفات میں داخل کیا ہے' اور مؤقنین سے مراد وہی متقسین ہیں' اور اس میں ان کا یہ حال بتلایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت جو زمین وآسمان میں پھیلی ہوئی ہیں ان میں غور وفکر اور تدبر سے کام لیتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کا ایمان وایقان بڑھتا ہے' جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ان کے بارے میں ارشاد ہے (ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض)

اور زمین میں جن آیات قدرت کا ذکر فرمایا ہے وہ بے شمار ہیں' زمین میں نباتات اور اشجار وباغات ہی کو دیکھو ان کے اقسام وانواع ان کے رنگ وبو ایک ایک پتہ کی تخلیق میں کمال حسن پھر ان میں سے ہر ایک کے خواص وآثار میں اختلاف کی ہزاروں قسمیں' اسی طرح زمین میں نہریں' کنویں اور پانی کے دوسرے مرکز اور ان سے تیار ہونے والی لاکھوں انواع مخلوات' زمین کے پہاڑ اور غار' زمین میں پیدا ہونے والے حیوانات اور ان کی ان گنت اقسام وانواع' ہر ایک کے حالات اور منافع مختلف' زمین میں پیدا ہونے والے انسانوں کے حالات مختلف قبائل اور مختلف خطوں کے انسانوں میں رنگ اور زبان کا امتیاز' اخلاق وعادات کا اختلاف وغیرہ جن میں آدمی غور کرے تو ایک ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کے اتنے مظاہر پائے گا کہ شمار

کرنا بھی مشکل ہے۔

وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ اس جگہ آیات قدرت کے بیان میں آسمان اور فضائی مخلوقات کا ذکر چھوڑ کر صرف زمین کا ذکر فرمایا ہے جو انسان کے بہت قریب ہے' جس پر انسان بستا اور چلتا پھرتا ہے' اس آیت میں اس سے بھی زیادہ قریب یعنی خود انسان کی ذات کی طرف توجہ دلائی کہ زمین اور زمین کی مخلوقات کو بھی چھوڑو خود اپنے وجود اپنے جسم اور اس کے اعضاء و جوارح ہی میں غور کرلو تو ایک ایک عضو کو حکمت حق تعالیٰ کا ایک دفتر پاؤ گے' اور سمجھ لو گے کہ سارے عالم میں جو آیات قدرت حق تعالیٰ کی ہیں انسان کے اپنے چھوٹے سے وجود میں وہ سب گویا سمٹ آئی ہیں' اسی لئے انسان کے وجود کو عالم اصغر کہا جاتا ہے کہ سارے عالم دنیا کی مثالیں انسان کے وجود میں موجود ہیں' انسان اگر اپنی ابتداء پیدائش سے لے کر موت تک کے پیش آنے والے حالات میں ہی غور و تدبر کرنے لگے تو اس کو حق تعالیٰ گویا اپنے سامنے نظر آنے لگیں۔

کہ کس طرح ایک انسانی نطفہ دنیا کے مختلف خطوں کی غذاؤں اور دنیا میں بکھرے ہوئے اجزاء لطیفہ کا خلاصہ بن کر رحم میں قرار پایا' پھر کس طرح نطفہ سے ایک منجمد خون علقہ بنا' پھر علقہ سے مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) بنا پھر کس طرح اس میں ہڈیاں بنائی گئیں' پھر ان پر گوشت چڑھایا گیا' پھر کس طرح اس بے جان پتلے میں جان ڈالی گئی اور اس کی تخلیق کی تکمیل کر کے اس دنیا میں لایا گیا' پھر کس طرح تدریجی ترقی کر کے ایک بے علم بے شعور بچے سے ایک دانشمند فعال انسان بنایا گیا' اور کس طرح ان کی صورتیں اور شکلیں مختلف بنائی گئیں کہ اربوں پدموں انسانوں میں ایک کا چہرہ دوسرے سے بالکل ممتاز نظر آتا ہے' اس چند انچ کے رقبہ میں ایسے امتیازات رکھنا کس کے بس کی بات ہے'

پھران کی طبائع اور مزاجوں میں اختلاف کے باوجود ایک وحدت یہ سب اس قدرت کاملہ کی کرشمہ سازی ہے جو بے مثل و بے مثال ہے' فتبـــــارک اللہ احســـن الخالقین۔

یہ وہ چیزیں ہیں جن کا ہر انسان کہیں باہر اور دور نہیں بلکہ اپنے ہی وجود میں دن رات مشاہدہ کرتا ہے اس کے باوجود بھی اگر وہ اللہ جل شانہ اور اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف نہ کرے تو کوئی اندھا ہی ہوسکتا ہے جس کو کچھ نہ سوجھے' اسی لئے آخر میں فرمایا افلا تبصرون ''یعنی کیا تم دیکھتے نہیں'' اشارہ اس طرف ہے کہ اس میں کچھ زیادہ عقل وسمجھ کا بھی کام نہیں' بینائی ہی درست ہو تو اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (یعنی آسمان میں ہے تمہارا رزق اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے) اس کی بے غبار و بے تکلف تفسیر وہ ہے جو خلاصہ تفسیر میں اختیار کی گئی' یعنی آسمان میں ہونے سے مراد آسمان میں لوح محفوظ کے اندر لکھا ہونا مراد ہے' اور یہ ظاہر ہے کہ ہر انسان کا رزق اور جو کچھ اس سے وعدے کئے گئے اور اس کا جو کچھ انجام ہونا ہے وہ سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

حدیث میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے مقررہ رزق سے بچنے اور بھاگنے کی بھی کوشش کرے تو رزق اس کے پیچھے پیچھے بھاگے گا' جیسے موت سے انسان بھاگ نہیں سکتا ایسے ہی رزق سے بھی فرار ممکن نہیں۔ (قرطبی)

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ رزق سے مراد بارش ہے' اس صورت میں اس کا آسمان میں ہونا بایں صورت ہوگا کہ آسمان سے مراد یہاں جرم سمٰوٰت نہ ہو بلکہ مافوق مراد ہو جس میں فضائے آسمانی بھی داخل ہے تو بارش جو بادلوں سے برستی ہے اس کو بھی

فی السماء کہا جا سکتا ہے' اور ماتوعدون سے مراد جنت اور اس کی نعمتیں ہیں' واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ' (یعنی جس طرح تمہیں اپنے اپنے کلام کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا' اسی طرح قیامت کا آنا بھی ایسا ہی واضح ہے اور کھلا ہوا ہے' اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں' انسان کے محسوسات جو دیکھنے' سننے' چکھنے' چھونے اور سونگھنے سے متعلق ہیں' ان سب میں سے اس جگہ نطق یعنی بولنے کو خاص طور سے انتخاب شاید اس لیے کیا کہ مذکورہ سب محسوسات میں کبھی کبھی کسی مرض وغیرہ کے سبب سے التباس ہو جاتا ہے' دیکھنے سننے میں فرق ہو جانا معروف ہے' بیماری میں ذائقہ بعض اوقات خراب ہو کر میٹھے کو کڑوا بتلانے لگتا ہے' مگر نطق وگویائی ایسی چیز ہے کہ اس میں کسی دھوکہ اور تلبیس کا شائبہ نہیں ہو سکتا (قرطبی)

معارف ومسائل

یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے گذری ہوئی امتوں میں سے چند انبیاء کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

فقالو سلامًا قال سلام' فرشتوں نے سلامًا کہا تھا' خلیل اللہ نے جواب میں سلام رفع کے ساتھ کہا' کیونکہ مرفوع ہونے کی صورت میں یہ جملہ اسمیہ بنا' جس میں دوام واستمرار اور قوت زیادہ ہے' تو جیسا قرآن کریم میں حکم ہے کہ سلام کا جواب سلام کرنے والے کے الفاظ سے بہتر الفاظ میں ہو اس کی تعمیل فرمائی۔

قوم منکرون' منکر' بعض میم وفتح کاف' اوپرے اور اجنبی کو کہا جاتا ہے' چونکہ گناہ کے کام بھی اسلام میں اوپرے اور اجنبی ہوتے ہیں' اس لئے گناہ کو بھی منکر کہہ

دیا جاتا ہے' مراد جملے کی یہ ہے کہ یہ حضرات فرشتے بشکل آدمی آئے تھے' ابراہیم علیہ السلام نے ان کو پہچانا نہیں' اس لئے اپنے دل میں یہ کہا کہ یہ اجنبی لوگ ہیں جن کو ہم نہیں پہچانتے' اور ممکن ہے کہ خود مہمانوں کے سامنے ہی اس کا ذکر بطور استفہام کے کر دیا ہو' اور مقصد ان کا تعارف دریافت کرنا ہو۔

راغ الیٰ اھلہ 'راغ' روغ سے مشتق ہے' جس کے معنی کسی جگہ سے کھسک جانے اور خفیہ طور پر چلے جانے کے ہیں' مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کرنے کے لئے گھر میں اس طرح گئے کہ مہمانوں کو ان کے اٹھ جانے کی خبر نہ ہو' ورنہ وہ کھانا اور مہمان لانے سے انکار کرتے۔

آدابِ مہمانی

ابن کثیر نے فرمایا کہ اس آیت میں مہمان کے لئے چند آداب میزبانی کی تعلیم ہے' پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلے مہمانوں سے پوچھا نہیں کہ میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں' بلکہ چپکے سے کھسک گئے' اور ان کی مہمانی کے لئے اپنے پاس جو سب سے اچھی چیز کھانے کی تھی یعنی بچھڑا ذبح کیا' اس کو بھونا اور لے آئے اور دوسرے یہ کہ لانے کے بعد مہمانوں کو اس کی تکلیف نہیں دی کہ ان کو کھانے کی طرف بلاتے' بلکہ وہاں وہ بیٹھے تھے وہیں لا کر ان کے سامنے پیش کر دیا (فقربہ الیھم) تیسرے یہ کہ مہمانی پیش کرنے کے وقت انداز گفتگو میں کھانے پر اصرار نہ تھا بلکہ فرمایا الا تأکلون (کیا آپ کھائیں گے نہیں) اشارہ اس طرف ہوا کہ اگرچہ آپ کو حاجت کھانے کی نہ ہو' مگر ہماری خاطر سے کچھ کھائیے۔

فَاَوْجَسَ مِنْھُمْ' یعنی ابراہیم علیہ السلام ان کے کھانا نہ کھانے کی وجہ

سے ان سے خطرہ محسوس کرنے لگے' جس کی ..... اس وقت شرفاء کا تعامل تھا' کہ مہمان کچھ نہ کچھ مہمانی قبول کرتا' اور کھاتا تھا' جو مہمانی اتنی بھی قبول نہ کرے اس سے خطرہ ہوتا تھا' کہ یہ شاید کوئی دشمن نہ ہو جو تکلیف پہنچانے آیا ہو' اس وقت کے چوروں ظالموں میں بھی یہ شرافت تھی کہ جس کا کچھ کھالیا پھر اس کو نقصان نہیں پہنچاتے تھے' اس لئے نہ کھانا سبب خطرہ کا بنتا تھا۔

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ صرۃ کے معنی غیر معمولی آواز کے ہیں' صریر قلم سے نکلنے والی آواز کو کہا جاتا ہے' مراد یہ ہے کہ حضرت سارہؓ نے جب سنا کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کو بچے کی پیدائش کی خوشخبری دے رہے ہیں' اور یہ ظاہر تھا کہ بچہ بیوی سے پیدا ہوتا ہے' بیوی حضرت سارہ ہی تھیں' تو سمجھیں کہ یہ خوش خبری ہم دونوں ہی کے لئے ہے' تو غیر اختیاری طور پر ان کے منہ سے کچھ الفاظ حیرت وتعجب کے نکلے' اور کہا عجوز عقیم' کہ اول تو میں بڑھیا' پھر بانجھ یعنی جوانی میں بھی اولاد کے قابل نہیں تھی' اب بڑھاپے میں یہ کیسے ہوگا' جس کے جواب میں فرشتوں نے فرمایا کذٰلک ' یعنی اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے' یہ کام یونہی ہوگا' چنانچہ جس وقت اس بشارت کے مطابق حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت سارہؓ کی عمر ننانوے سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال کی تھی۔ (قرطبی)

اس گفتگو میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ مہمان اللہ کے فرشتے ہیں تو پوچھا کہ آپ کس مہم پر تشریف لائے ہیں' انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کرنے کا تذکرہ کیا کہ ان کی قوم پر پتھراؤ کیا جائے گا' اور پتھراؤ بھی کچھ بڑے بڑے پتھروں سے نہیں' بلکہ مٹی سے بنی ہوئی کنکروں سے ہوگا' مسومةً عند ربک' یعنی کنکریاں اللہ کی طرف سے خاص علامت لگی ہوئی ہوں گی'

بعض مفسرین نے فرمایا کہ ہر کنکری پر اس شخص کا نام لکھا تھا جس کو ہلاک کرنے کے لئے یہ بھیجی گئی تھی' اور وہ جس طرف بھاگا اس کنکری نے اس کا تعاقب کیا' اور دوسری آیات میں جو اس قوم کا عذاب یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جبرئیل امین نے اس پورے شہر کو اٹھا کر پلٹ دیا تو یہ اس کے منافی نہیں کہ پہلے یہ پتھراؤ کیا گیا ہو اس کے بعد پوری زمین کا تختہ الٹا گیا ہو۔

قوم لوط کے بعد قوم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون وغیرہ کا ذکر فرمایا' اس میں فرعون کو جب موسیٰ علیہ السلام نے پیغام حق دیا تو فرعون کا عمل یہ ذکر فرمایا فتولیٰ بر کنہ 'یعنی فرعون موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے رخ پھیرا اپنی قوت یعنی اپنی فوج اور امراء دولت کی طرف متوجہ ہو گیا' رکن کے لفظی معنی قوت کے ہیں' حضرت لوط علیہ السلام کے کلام میں (او اوی الیٰ رکن شدید) اس معنی کے لئے آیا ہے۔

اس کے بعد قوم عاد و ثمود اور آخر میں قوم نوح کا واقعہ بیان فرمایا' یہ واقعات اس سے پہلے کئی مرتبہ گذر چکے ہیں۔

معارف و مسائل

سابقہ آیات میں قیامت و آخرت کا بیان اور اس کو نہ ماننے والوں پر عذاب کا ذکر تھا' ان آیات میں بھی حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے جس سے قیامت اور اس میں مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر جو تعجب منکرین کی طرف سے کیا جاتا ہے اس کا ازالہ ہے' نیز توحید کا اثبات اور رسالت پر ایمان کی تاکید ہے۔

بنینٰھا بایدو انا لموسعون' لفظ ایدٌ قوت و قدرت کے معنی میں آتا ہے' اس جگہ حضرت ابن عباسؓ نے اید کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔

ففروا الی اللہ' یعنی دوڑو اللہ کی طرف' حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے بھاگو اللہ کی طرف توبہ کے ذریعہ' ابوبکر دراق اور جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ نفس و شیطان معاصی کی طرف دعوت دینے والے ہیں' اور بہکانے والے ہیں' تم ان سے بھاگ کر اللہ کی طرف پناہ لو تو وہ تمہیں ان کے شر سے بچالیں گے۔ (قرطبی)

معارف ومسائل

جنّ وانس کی تخلیق کا مقصد

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ''یعنی ہم نے جنات اور انسان کو عبادت کے سوا کسی کام کے لئے نہیں پیدا کیا' اس میں دو اشکال ظاہر نظر میں پیدا ہوتے ہیں' اول یہ کہ جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے کسی خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے' اور اس کا ارادہ یہی ہے کہ یہ مخلوق اس کام کو کرے تو عقلی طور پر یہ ناممکن ومحال ہوگا کہ پھر وہ مخلوق اس کام سے انحراف کر سکے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ ومشیت کے خلاف کوئی کام محال ہے' دوسرا اشکال یہ ہے کہ اس آیت میں انسان اور جن کی تخلیق کو صرف عبادت میں منحصر کر دیا گیا ہے' حالانکہ ان کی پیدائش میں علاوہ عبادت کے دوسرے فوائد اور حکمتیں بھی موجود ہیں۔

پہلے اشکال کے جواب میں بعض حضرات مفسرین نے اس مضمون کو صرف مؤمنین کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے' یعنی ہم نے مؤمن جنات اور مؤمن انسانوں کو بجز عبادت کے اور کام کے لئے نہیں بنایا اور مؤمنین ظاہر ہے کہ عبادت کے کم وبیش پابند

ہوتے ہیں' یہ قول ضحاک اور سفیان وغیرہ کا ہے' اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک قرأت آیت مذکورہ میں لفظ مؤمنین مذکور بھی ہے' اور قرأت اس طرح ہے وما خلقت الجن والانس من المؤمنین الا لیعبدوا اس قرأت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ مضمون صرف مؤمنین کے حق میں آیا ہے' اور خلاصہ تفسیر میں اس اشکال کو رفع کرنے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ اس آیت میں ارادہ الٰہیہ سے مراد ارادہ تکوینی نہیں ہے جس کے خلاف کا وقوع محال ہوتا ہے بلکہ ارادہ تشریعی ہے' یعنی یہ کہ ہم نے ان کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم ان کو عبادت کے لئے مامور کریں' امر الٰہی چونکہ انسانی اختیار کے ساتھ مشروط رکھا گیا ہے' اس کے خلاف کا وقوع محال نہیں' یعنی اللہ تعالیٰ نے تو حکم عادت کا سب کو دیا ہے مگر ساتھ ہی اختیار بھی دیا ہے اس لئے کسی نے اپنے خداداد اختیار کو صحیح خرچ کیا' عبادت میں لگ گیا' کسی نے اس اختیار کو غلط استعمال کیا' عبادت سے منحرف ہوگیا' یہ قول' حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغویؒ نے نقل کیا ہے اور زیادہ بہتر اور بے غبار توجیہ وہ ہے جو تفسیر مظہری' میں کی گئی ہے کہ مراد آیت کی یہ ہے کہ ہم نے ان کی تخلیق اس انداز پر کی ہے کہ ان میں استعداد اور صلاحیت عبادت کرنے کی ہو' چنانچہ ہر جن وانس کی فطرت میں یہ استعداد قدرتی موجود ہے' پھر کوئی اس استعداد کو صحیح مصرف میں خرچ کرکے کامیاب ہوتا ہے' کوئی اس استعداد کو اپنے معاصی اور شہوات میں ضائع کر دیتا ہے' اور اس مضمون کی مثال وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مولود یولد علی الفطرة فابواہ یھود انه او یمجسانه (یعنی ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو اس فطرت سے ہٹا کر کوئی) یہودی بنا دیتا ہے کوئی مجوسی' فطرت پر پیدا ہونے سے مراد اکثر علماء کے نزدیک دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے' تو جس طرح اس حدیث میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہر انسان میں

فطری اور خلقی طور پر اسلام و ایمان کی استعداد و صلاحیت رکھی جاتی ہے' پھر کبھی اس کے ماں باپ اس صلاحیت کو ضائع کر کے کفر کے طریقوں پر ڈالتے ہیں' اسی طرح اس آیت میں (الا لیعبدوا) کا یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ جن وانس کے ہر فرد میں اللہ تعالیٰ نے استعداد اور صلاحیت عبادت کی رکھی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اور دوسرے اشکال کا جواب خلاصہ تفسیر میں یہ آچکا ہے کہ کسی مخلوق کو عبادت کے لئے پیدا کرنا اس سے دوسرے منافع اور فوائد کی نفی نہیں کرتا۔

ما اريد منهم من رزق الایہ یعنی میں جن وانس کو پیدا کر کے ان سے عام انسانوں کی عادت کے مطابق اپنا کوئی نفع نہیں چاہتا' کہ وہ رزق پیدا کریں' میرے لئے یا اپنے لئے یا میری دوسری مخلوق کے لئے' اور یا یہ کہ وہ مجھے کما کر کھلائیں' یہ سب کلام انسان کی عام عادت پر کیا گیا ہے' کیونکہ بڑے سے بڑا انسان جو غلام خریدتا اور اس پر خرچ کرتا ہے تو اس کا مقصد ان غلاموں سے اپنے کام لینا اپنی ضروریات اور کاموں میں مدد لینا اور کمائی کر کے آقا کو دینا ہوتا ہے' حق تعالیٰ ان سب چیزوں سے پاک اور بالا و برتر ہیں' اس لئے فرمایا کہ ان کو پیدا کرنے سے میرا اپنا کوئی نفع مقصود نہیں۔

ذنوبًا' لفظ ذنوب بفتح الذال اصل میں بڑے ڈول کو کہا جاتا ہے' اور بستی کے عام کنوؤں پر پانی بھرنے کے لئے بغرض سہولت بھرنے والوں کے نمبر اور باری مقرر کرلی جاتی ہے' ہر ایک پانی بھرنے والا اپنی باری میں پانی بھرتا ہے' اس لئے یہاں لفظ ذنوب کے معنی باری اور حصہ کے لئے گئے ہیں' مراد یہ ہے کہ جس طرح پچھلی امتوں کو اپنے اپنے وقت میں عمل کرنے کا موقع اور باری دی گئی' جن لوگوں نے اپنی باری میں کام نہیں کیا وہ ہلاک و برباد اور گرفتار عذاب ہوئے' اسی طرح موجودہ مشرکین کی بھی باری اور وقت مقرر ہے' اگر اس وقت تک یہ اپنے کفر سے باز نہ آئے تو خدا کا عذاب ان

کو کبھی تو اسی دنیا میں اور نہیں تو آخرت میں ضرور پکڑے گا' اس لئے ان کو فرما دیجئے کہ اپنی جلد بازی سے باز آ جاؤ' یعنی یہ کفار جو بطور تکذیب و انکار کے یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم واقعی مجرم ہیں اور مجرمین پر عذاب آنا آپ کے قول سے ثابت ہے تو پھر ہم پر عذاب کیوں نہیں آ جاتا؟ ان کا جواب یہ ہے کہ عذاب اپنے مقررہ وقت پر اور اپنی باری پر آتا ہے' تمہاری باری بھی آنے والی ہے جلد بازی نہ کرو۔

جس طرح دنیا میں بداعمالی کی سزا ہے
انسان بچ نہیں سکتا قیامت کو بھی نہیں بچ سکے گا
اس کا حل دنیا میں نیک اعمال ہیں

وَالطُّوْرِ ○ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ○ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ○ وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ ○ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ○ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ○ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ○ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ○ وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا ○ فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ ○ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ○ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِهَا تُکَذِّبُوْنَ ○ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ج سَوَآءٌ عَلَیْکُمْ ط اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ ○ فٰکِهِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ج وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ

الْجَحِيْمِ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○
مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ج وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
عِيْنٍ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط
كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ
وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ
فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ
لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ○ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
يَتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ○
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ○ اِنَّا كُنَّا مِنْ
قَبْلُ نَدْعُوْهُ ط اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ○ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ
بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ
نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ○ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ
مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ○ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ
قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ج بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○
فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ○ اَمْ خُلِقُوْا
مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ○ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ ج بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ○ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ
اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ج
فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ

الْبَنُوْنَ ○ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ○
اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ○ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ط
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ط
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ
السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ○ فَذَرْهُمْ حَتّٰى
يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاصْبِرْ
لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ
تَقُوْمُ ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ○

(سورۃ طور آیت ۱ تا ۴۹)

قسم ہے طور کی اور اس کتاب کی جو لکھی گئی ہے کشادہ ورقوں میں اور آباد گھر کی قسم ہے اور اونچی چھت کی' اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ہے' جس دن آسمان تھرا کر لرزنے لگے گا اور پہاڑ تیزی سے چلنے لگیں گے۔ پس اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ جو جھوٹی باتوں میں لگے ہوئے کھیل رہے ہیں جس دن وہ دوزخ کی آگ کی طرف بری طرح سے دھکیلے جائیں گے یہی وہ آگ ہے جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے پس کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں اس میں داخل ہو جاؤ پس تم صبر کرو یا نہ کرو تم پر برابر ہے۔ تمہیں تو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم کرتے تھے۔ بے شک پرہیزگار

باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے محظوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے مزے سے کھاؤ اور پیو بدلے ان (اعمال) کے جو تم کیا کرتے تھے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ہم انہیں اور زیادہ میوے دیں گے اور گوشت جو وہ چاہیں گے۔ وہاں ایک دوسرے سے شراب کا پیالہ لیں گے جس میں نہ بکواس ہوگی نہ گناہ کا کام۔ اور ان کے پاس لڑکے ان کی خدمت کے لیے پھر رہے ہوں گے گویا وہ غلافوں میں رکھے ہوئے موتی ہیں اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں پوچھیں گے کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لؤ کے عذاب سے بچا لیا۔ بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے۔ بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔ پس نصیحت کرتے رہئے کہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ دیوانہ ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس پر گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہہ دو تم انتظار کرتے رہو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ کیا ان کی عقلیں انہیں اس بات کا حکم دیتی ہیں یا وہ خود ہی سرکش ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود بنا لیا ہے۔ بلکہ وہ ایمان ہی نہیں لاتے۔ پس کوئی کلام اس جیسا

لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ بغیر کسی خالق کے پیدا ہو گئے ہیں یا وہ خود خالق ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے نہیں بلکہ وہ یقین ہی نہیں کرتے۔ کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھ کر سنتے ہیں تو لے آئے ان میں سے سننے والا کوئی دلیل واضح کیا اس کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے۔ کیا آپ ان سے کوئی صلہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان سے دبے جا رہے ہیں۔ یا ان کے پاس علم غیب ہے کہ وہ اسے لکھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ کوئی داؤ کرنا چاہتے ہیں پس جو منکر ہیں وہی داؤ میں آئے ہوئے ہیں کیا سوائے اللہ کے ان کا کوئی اور معبود ہے اللہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اگر وہ ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہہ دیں گے کہ تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے پس آپ انہیں چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس میں وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ جس دن ان کا داؤ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ انہیں مدد دی جائے گی اور بے شک ان ظالموں کو علاوہ اس کے ایک عذاب (دنیا میں) ہو گا لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے اور اپنے رب کا حکم آنے تک صبر کر کیونکہ بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے جب آپ اٹھا کریں اور کچھ حصہ رات میں بھی ان کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی۔

تفسیر

دراصل اس سورۃ میں آیت سات اور آٹھ کا مضمون سمجھانا ہے کہ بداعمال کی سزا یقینی ہے اسے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ اس سلسلہ میں آیت ایک سے لے کر چھ تک چار

دنیاوی شواہد پیش فرمائے ہیں۔ پہلا شاہد۔ آیت ایک دو اور تین میں ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے توراۃ پیش کی تھی تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور عقیدہ توحید ماننے سے بھی انکار کر دیا تھا تو اس وقت کوہِ طور ان پر معلق کیا گیا تھا اور ان پر بجلی پڑی تھی جس کی وجہ سے منکرین ہلاک ہو گئے تھے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو زندہ کیا تھا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بداعمال کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آیت چار میں بتایا ہے کہ بیت المعمور گواہ ہے اس سے مراد بیت اللہ شریف ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ یمن کے ایک بادشاہ ابرہہ نے اس بیت اللہ کو گرانے کے لئے فوج آراستہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندے بھیج کر اس لشکر کو تباہ کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بداعمال کی سزا دنیا میں ملتی ہے۔ آیت پانچ میں والسقف المرفوع فرمایا ہے اس سے مراد آسمان ہے۔ یعنی آسمان گواہ ہے کہ بداعمال کی سزا ملتی ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اغلام باز اور ہم جنس پرست تھی ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے تھے اور زمین ان پر تہ بالا کر دی گئی تھی۔ اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ بداعمال کی سزا دنیا میں ملتی ہے اور آیت چھ والبحر المسجود جوش مارنے والا سمندر گواہ ہے اس سے مراد وہ دریا ہے جس میں مصر کا ایک بادشاہ فرعون بمع اپنی فوج کے غرق ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ خدائی کا دعویٰ دار تھا اور اس نے حضرت موسیٰ کی مخالفت کی تھی اور بنی اسرائیل کے بچے ذبح کرتا تھا۔ یہ واقعہ بھی گواہ ہے کہ بداعمال کی سزا دنیا میں ملتی ہے اور جو خدا دنیا میں یہ سزائیں دے سکتا ہے وہ قیامت کو بھی ایسی سزائیں دے سکتا ہے۔ آیت نو سے لے کر آیت سولہ تک قیامت والے دن بداعمالوں کو جو سزا ملے گی اس کا بیان ہے اور آیت سترہ سے لے کر اٹھائیس تک نیک اعمال والوں کو جو بدلہ ملے گا اس کا بیان ہے۔ اس کے بعد سورۃ کے آخر تک

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلسلہ تبلیغ صبر واستقامت کے ساتھ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے اور آپ کی تبلیغ کے سلسلہ میں کفار کو جو شکوک وشبہات تھے ان کو رد کیا گیا ہے۔

تشریح یوم المجازات اور جنت والوں کے اوصاف حمیدہ

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ○ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ○ تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ○ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ○ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ○ وَنَرٰىهُ قَرِيْبًا ○ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ○ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ط يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ بِبَنِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ○ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُئْوِيْهِ ○ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا لا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ○ كَلَّا ط اِنَّهَا لَظٰى ○ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ○ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ○ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ○ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ○ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ فِىْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُوْنٍ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ هُمْ
عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ
مُّكْرَمُوْنَ ○ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ○
عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ○ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ
مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ○ كَلَّا ط اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا
يَعْلَمُوْنَ ○ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا
لَقٰدِرُوْنَ ○ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ لا وَمَا نَحْنُ
بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا
يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ○ خَاشِعَةً
اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا
يُوْعَدُوْنَ ○ (سورۃ المعارج آیت ۱ تا ۴۴)

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے کافروں کے لئے کہ اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے (جن سیڑھیوں سے) فرشتے اور اہل ایمان کی روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں اور وہ عذاب

اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔ آپ اچھی طرح سے صبر کئے رہیں۔ بیشک وہ اسے دُور دیکھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگدار اون کی طرح ہوں گے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ وہ انہیں دکھائے جائیں گے مجرم چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب کے بدلہ میں اپنے بیٹوں کو دے دے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس کنبہ کو جو ان سے پناہ دیتا تھا اور ان سب کو جو زمین میں ہیں پھر اپنے آپ کو بچالے ہرگز نہیں بیشک وہ تو ایک آگ ہے' کھالوں کو اتارنے والی۔ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا بیشک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چلا اٹھتا ہے اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں اور ان کے مالوں میں حصہ معین ہے سائل اور غیر سائل کے لئے اور وہ جو قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں بیشک ان کے رب کے عذاب کا خطرہ لگا ہوا ہے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے سو بے شک انہیں کوئی ملامت نہیں پس جو کوئی اس کے سوا چاہے سو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی لوگ باغوں میں عزت سے رہیں گے۔ پس کافروں کو کیا ہوگیا کہ آپ کی طرف دوڑے آرہے ہیں۔ دائیں اور بائیں سے ٹولیاں بنا کر کیا ہر ایک ان

میں سے طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جائے گا ہرگز نہیں بیشک ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ بھی جانتے ہیں پس میں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں یعنی اپنی ذات کی کہ ہم ضرور قادر ہیں اس بات پر کہ ہم ان سے بہتر لوگ بدل کر لا سکتے ہیں اور ہم عاجز بھی نہیں ہیں۔ پھر انہیں چھوڑ دو کہ وہ بے ہودہ باتوں اور کھیل میں لگے رہیں یہاں تک کہ وہ دن دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے جس دن وہ دوڑتے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا کہ وہ ایک نشان کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

معارف ومسائل

سَاَلَ سَائِلٌ، سوال کبھی کسی چیز کی تحقیق کے لئے ہوتا ہے اس کے ساتھ عربی زبان میں صلہ عرف عن کا استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی سوال بمعنی درخواست اور کسی چیز کی طلب کے ہوتا ہے یہاں ایسا ہی ہے اسی لئے اس کے صلہ میں بجائے عن کے حرف باء آیا۔ بعذاب معنی یہ ہیں کہ ایک مانگنے والے نے عذاب مانگا۔ نسائی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ مانگنے والا نضر بن حارث تھا جس نے قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں اس جرات سے کام لیا کہ کہنے لگا اللھم ان کان ھذاھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم' یعنی یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر یہ قرآن ہی حق ہے اور آپ کی طرف سے' تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دوسرا عذاب الیم بھیج دے۔ (مظہری) اللہ تعالیٰ نے اس کو غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا (مظہری بروایت ابن ابی حاتم) اس شخص نے

اللہ تعالی کا جو عذاب اپنے منہ مانگا تھا آ گے اس کی کچھ حقیقت کا بیان ہے کہ یہ عذاب کافروں پر ضرور واقع ہوکر رہے گا (خواہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں) اس عذاب کو دفع کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ یہ عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو درجات عالیہ والا ہے۔ یہ آخری جملہ پہلے جملے کی دلیل بھی ہے کہ جو عذاب اللہ بالا و برتر کی طرف سے ہو اس کو دفع کرنا اور ٹالنا کسی کے لئے کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔

معارج' معرج کی جمع ہے عروج سے مشتق ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں اور معرج و معراج اس سیڑھی کو کہا جاتا ہے جس میں نیچے سے اوپر چڑھنے کے لئے بہت سے درجات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی کی صفت اس آیت میں ذی معارج معنی سے ہے کہ اللہ تعالی درجات عالیہ والا ہے (کذا قال سعید بن جبیر) اور یہ درجات عالیہ اوپر نیچے سات آسمان ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ذی المعارج کے معنی ہیں۔ ذی السموات یعنی مالک سموات۔

تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ 'یعنی یہ درجات جو تہ بہ تہ اوپر نیچے ہیں ان درجات کے اندر چڑھتے ہیں فرشتے اور روح الامین یعنی جبرئیل امین۔ جبرئیل علیہ السلام بھی اگرچہ فرشتوں کے زمرہ میں شامل ہیں لیکن ان کے خصوصی اعزاز کے لئے ان کا الگ نام ذکر فرمایا گیا ہے۔

فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ یہ جملہ ایک فعل محذوف سے متعلق ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ یہ عذاب جس کا اوپر ذکر آیا ہے کہ کافروں پر ضرور واقع ہوکر رہے گا۔ اس کا وقوع اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال کیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی کہ یہ دن کتنا دراز ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ دن مومن پر اتنا ہلکا ہوگا کہ ایک نماز فرض ادا کرنے کے وقت سے بھی کم ہوگا۔

(راوہ احمد ابو یعلی وابن حبان والبیہقی بسند حسن۔ مظہری)

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ:

یکون علی المومنین کمقدار مابین الظھر والعصر اخرجه الحاکم والبیھقی مرفوعا وموقوفا (مظہری)

یعنی یہ روز مومنین کے لئے اتنا ہوگا جتنا وقت ظہر وعصر کے درمیان ہوتا ہے یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعا بھی منقول ہے موقوفا بھی۔

ان روایات حدیث سے معلوم ہوا کہ اس دن کا یہ طول کہ پچاس ہزار سال کا ہوگا ایک اضافی امر ہے کفار کے لئے اتنا دراز اور مومنین کے لئے اتنا مختصر ہوگا۔

روز قیامت کی درازی ایک ہزار سال یا پچاس ہزار کی تحقیق

اس آیت میں روز قیامت کی مقدار پچاس ہزار سال بتلائی ہے اور سورۃ تنزیل السجدہ کی آیت میں ایک ہزار سال آئے ہیں آیت یہ ہے یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مماتعدون 'یعنی تدبیر کرتے ہیں امر الٰہی کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتے ہیں اس کی طرف ایک ایسے دن میں جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے عام شمار کے اعتبار سے۔ بظاہر ان دونوں آیتوں کے مضمون میں تعارض اور تضاد ہے اس کا جواب مذکرہ روایات حدیث سے ہوگیا کہ اس دن کا طول مختلف گروہوں کے اعتبار سے مختلف ہوگا' تمام

کفار کے لئے پچاس ہزار سال کا اور مومنین صالحین کے لئے ایک نماز کا وقت ان کے درمیان طوالت کفار ہیں ممکن ہے کہ بعض کے لئے صرف ایک ہزار سال کی برابر ہو اور وقت کا دراز اور مختصر ہونا شدت و بے چینی اور آرام وعیش میں مختلف ہونا مشہور معروف ہے کہ بے چینی اور شدت تکلیف کا ایک گھنٹہ بعض اوقات انسان کو ایک دن بلکہ ایک ہفتہ عشرہ سے زیادہ محسوس ہوتا ہے اور آرام وعیش کا بڑے سے بڑا وقت مختصر معلوم ہوتا ہے۔

اور آیت تنزیل السجدہ جس میں ایک ہزار سال کا دن بیان کیا گیا ہے اس کی ایک توجیہ تفسیر مظہری میں یہ بیان کی ہے کہ اس آیت میں جس دن کا ذکر ہے وہ دنیا ہی کے دنوں میں ایک دن ہے اس میں جبرائیل علیہ السلام اور فرشتوں کا آسمان سے زمین پر آنا پھر زمین سے آسمان واپس جانا اتنی بڑی مسافت کو طے کرتا ہے کہ انسان طے کرتا تو اس کو ایک ہزار سال لگتے' کیونکہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے آسمان سے زمین تک پانچ سو سال کی مسافت ہے تو پانچ سو سال اوپر سے نیچے آنے کے اور پانچ سو واپس جانے کے یہ کل ایک ہزار سال انسانی چال کے اعتبار سے ہیں کہ بالفرض انسان اس مسافت کو قطع کرتا تو آنے اور جانے میں ایک ہزار سال لگ جاتے اگرچہ فرشتے اس مسافت کو بہت ہی مختصر وقت میں طے کر لیتے ہیں۔ تو سورہ سجدہ کی آیت میں دنیا ہی کے دنوں میں سے ایک دن کا بیان ہوا اور سورہ معارف میں قیامت کے دن کا بیان ہے جو ایام دنیا سے بہت بڑا ہوگا اور اس کی درازی اور کوتاہی مختلف لوگوں پر اپنے اپنے حالات کے اعتبار سے مختلف محسوس ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ○ ونرئه قريبا یہاں قریب و بعید باعتبار مسافت یا زمانے کے نہیں بلکہ بعید از مکان یا بعید از وقوع مراد ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ یہ لوگ تو قیامت کے وقوع بلکہ امکان کو بھی بعید سمجھ رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا

وقوع یقینی ہے۔

وَلَایَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَمِیْمًاO یُبَصَّرُوْنَھُمْ' حمیم کے معنی گہرے اور مخلص دوست کے ہیں قیامت کی شدت کا بیان ہے کہ اس روز کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا' مدد کرنا تو درکنار آگے یہ بھی بتلا دیا کہ یہ نہ پوچھنا اس لئے نہیں کہ وہ دوست سامنے نہیں ہوگا بلکہ قدرت الہیہ ان سب کو ایک دوسرے کے سامنے بھی کر دے گی مگر ہر شخص نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا کوئی کسی دوسرے کی تکلیف وراحت کی طرف التفات نہ کر سکے گا۔

کَلّٰا اِنَّھَا لَظٰیO نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰی 'انہا کی ضمیر نار کی طرف راجع ہے۔ لظی کے معنی خالص شعلہ بغیر آمیزش کے اور شوی شواۃ کی جمع ہے جس کے معنی سر کی کھال کے بھی ہیں اور ہاتھوں پاؤں کی کھال کے بھی' یعنی جہنم کی آگ ایک سخت بھڑکنے والا شعلہ ہوگا جو دماغ کی یا ہاتھوں پاؤں کی کھال اتار دے گا۔

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰیO وَجَمَعَ فَاَوْعٰی 'خود بلائے گی یہ آگ اس شخص کو جس نے حق سے پیٹھ موڑی اور رخ پھیرا اور مال جمع کیا پھر اس کو روک کر رکھا۔ مراد جمع کرنے سے وہ ہے کہ خلاف شرع ناجائز طریقوں سے جمع کرے اور روکنے سے مراد یہ ہے کہ مال پر عائد ہونے والے فرائض وواجبات ادا نہ کرے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا' ہلوع کے لفظی معنی حریص بے صبر کم ہمت آدمی کے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آیت میں ہلوع سے مراد وہ شخص ہے جو مال حرام کی حرص میں مبتلا ہو اور حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد بخیل آدمی ہے اور مقاتلؒ نے فرمایا کہ تنگدل بے صبر آدمی مراد ہے اور یہ سب معانی متقارب ہیں۔ ہلوع

کے مفہوم میں سب داخل ہیں' اس ہلوع کی تشریح خود قرآن کے الفاظ میں آ رہی ہے۔

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب اس کو پیدا ہی اس حال میں کیا ہے اور یہ عیب اس کی تخلیق میں رکھے ہیں تو پھر اس کا کیا قصور ہوا وہ مجرم کیوں قرار دیا گیا۔ وجہ یہ ہے کہ مراد اس سے انسانی فطرت اور جبلت میں رکھی ہوئی استعداد اور مادہ ہے سو اس میں حق تعالیٰ نے ہر خیر و صلاح کا مادہ اور استعداد بھی رکھی ہے اور شر و فساد کی بھی اور اس کو عقل و ہوش بھی عطا فرمایا اور اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ ہر ایک کام کا انجام بھی بتلا دیا تو اپنے اختیار سے مادہ شر و فساد کی پرورش کی اپنے اختیاری اعمال کو اس رخ پر ڈال دیا تو وہ مجرم ان اختیاری اعمال کی وجہ سے قرار پایا جو مادہ اس کی پیدائش میں ودیعت رکھا گیا تھا اس کی وجہ سے اس کو مجرم نہیں قرار دیا گیا جیسا کہ آگے ہلوع کے معنی کی تشریح خود قرآن کریم نے کی ہے ان میں صرف افعال اختیاریہ کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہیں:

اِذَامَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ وَاِذَامَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا 'یعنی اس انسان کی کم ہمتی اور بے صبری کا یہ عالم ہے کہ جب اس کو کوئی تکلیف و مصیبت پیش آ جاتی ہے تو صبر سے کام نہیں لیتا اور جب کوئی راحت و آرام اور مال و دولت مل جاتا ہے تو اس میں بخل کرتا ہے۔ یہاں بے صبری اور جزع سے مراد وہ ہے جو حدود شرع سے باہر ہوں اسی طرح بخل سے مراد فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی ہے (کمامر) آگے عام انسانوں کی اس خصلت مذکورہ سے مومنین صالحین کو مستثنیٰ کیا گیا ہے اور ان کے اعمال و اخلاق صالحہ کا ذکر کیا گیا ہے جو اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ سے شروع ہو کر عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ تک بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں استثنا بلفظ مصلین کیا گیا ہے یعنی نمازی اور مراد اس سے مومنین ہیں اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ نماز مومن کی پہلی اور سب

سے بڑی علامت ہے۔ مومنین کہلانے کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو نمازی ہیں۔ آگے ان مصلین کی یہ صفت بتلائی ہے اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ نمازی جو پوری نماز میں اپنی نماز کی طرف متوجہ رہیں ادھر ادھر التفات نہ کریں۔ امام بغوی نے اپنی سند کے ساتھ ابوالخیر سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے اس آیت عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ کا مطلب پوچھا کہ کیا اس کی مراد یہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو اول سے آخر نماز تک اپنی نماز کی طرف متوجہ رہے' داہنے بائیں آگے پیچھے التفات نہ کرے اس کا حاصل مفہوم وہی ہوا جو سورہ مومنون میں ہے اَلَّذِیْنَ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ کا ہے تو اس جملہ میں نماز کے خشوع کا ذکر ہوا اور آگے جو جملہ وَالَّذِیْنَ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ آ رہا ہے اس میں نماز اور آداب نماز پر مداومت کا ذکر ہے اس لئے مضمون میں تکرار نہ ہوا' آگے مومنین صالحین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں یہ سب تقریباً وہی ہیں جو سورہ مومنین میں بیان ہوئی ہیں اور اسی سورت میں ان کے معانی کی پوری تفسیر مکمل لکھی جا چکی ہے اس کو دیکھ لیا جائے۔

مقادیر زکوٰۃ منجانب اللہ مقرر ہیں ان میں کمی بیشی کا کسی کو اختیار نہیں

وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مقادیر زکوۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین اور معلوم ہیں جن کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ اس لئے مقادیر زکوۃ خواہ نصاب زکوۃ سے متعلق ہوں یا مقدار واجب سے دونوں اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردہ طے شدہ ہیں یہ زمانے اور حالات کے بدلنے سے نہیں بدل سکتیں۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ' اس سے پہلی آیت میں نفسانی خواہش اور شہوت کا جائز مصرف منکوحہ بیوی یا شرعی لونڈی بتلایا گیا تھا اس آیت میں ان دو صورتوں کے سوا شہوت رانی کی ہر صورت کو ممنوع و ناجائز قرار دیا ہے اس میں نکاح کی وہ صورتیں بھی داخل ہیں جو شرعا حلال نہیں جیسے ان عورتوں سے نکاح جن سے شرعا نکاح حرام ہے اسی طرح متعہ جو شرعا نکاح نہیں۔

اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرنا حرام ہے

اور اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے استمناء بالید یعنی اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کر لینے کو بھی اس کے عموم میں داخل قرار دے کر حرام قرار دیا ہے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مکروہ ہے۔ میں نے سنا ہے محشر میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کے ہاتھ حاملہ ہوں گے میرا گمان یہ ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے ہاتھ سے شہوت پوری کرتے ہیں اور حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک ایسی قوم پر عذاب نازل فرمایا جو اپنے ہاتھوں سے اپنی شرمگاہوں سے کھیلتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون من نکح یدہ یعنی جو اپنے ہاتھ سے نکاح کرے وہ ملعون ہے۔ سند اس کی ضعیف ہے (مظہری)

تمام حقوق اللہ اور سب حقوق العباد امانت میں داخل ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ' اس آیت میں امانات جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جیسے دوسری جگہ بھی ان اللہ یامرکم ان تودوہ الامانات الی اھلھا فرمایا ہے دونوں جگہ بلفظ جمع لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ امانت صرف وہ مال ہی نہیں جو کسی نے آپ کے پاس رکھ دیا ہو بلکہ تمام حقوق واجبہ جن کا ادا کرنا آپ کے ذمہ فرض ہے وہ سب امانات ہیں ان میں کوتاہی کرنا خیانت ہے اس میں تمام حقوق اللہ نماز' روزہ' حج' زکوۃ بھی داخل ہیں اور تمام حقوق العباد جو منجانب اللہ کسی پر واجب ہیں یا اس نے خود کسی معاہدے اور معاملے کے ذریعہ اپنے پر لازم کر لئے ہیں وہ سب امانت کی فہرست میں داخل اور ان کی ادائیگی فرض' اس میں کوتاہی خیانت ہے۔

(از مظہری ملخصا)

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ' یہاں بھی لفظ شہادات کو بلفظ جمع لانے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ شہادت کی بہت سی قسمیں ہیں اور ہر قسم شہادت کو قائم رکھنا واجب ہے۔ اس میں شہادت ایمان توحید و رسالت بھی داخل ہے۔ ہلال رمضان اور حدود شرعیہ کی شہادت بھی اور لوگوں کے باہمی معاملات جو کسی کے سامنے ہوئے ہوں ان کی شہادت بھی' کہ ان شہادتوں کا چھپانا اور ان میں کمی بیشی کرنا حرام ہے ان کو صحیح صحیح قائم کرنا اس آیت کی رو سے فرض ہے (از مظہری) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ نے جس طرح بعض ہواؤں میں نفع اور
بعض میں نقصان جمع کیا ہوا ہے
اور وقت پر ظاہر کر دیتا ہے اعمال کا بھی یہی حال ہے
وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ○ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ○
وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ○ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ○ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ○
عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ○ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ○ فَاِذَا النُّجُوْمُ
طُمِسَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ
نُسِفَتْ ○ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ○ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ○ لِيَوْمِ
الْفَصْلِ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ○ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ
الْاٰخِرِيْنَ ○ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ○ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ
قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ فَقَدَرْنَا ۟ فَنِعْمَ
الْقٰدِرُوْنَ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ
كِفَاتًا ○ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ
وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ
ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ○ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ

اللَّهَبِ ○اِنَّهَاتَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ○كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ○وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○هٰذَايَوْمُ لَايَنْطِقُوْنَ ○وَلَايُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ○وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○هٰذَايَوْمُ الْفَصْلِ ج جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ○ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ○وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ○وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ كُلُوْاوَاشْرَبُوْاهَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ كُلُوْاوَتَمَتَّعُوْاقَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ○وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○وَاِذَاقِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْالَايَرْكَعُوْنَ ○وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ○ (سورہ المرسلات آیت ۱تا۵۰)

ان ہواؤں کی قسم ہے جو نفع پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی ہیں پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو اٹھا کر پھیلاتی ہیں پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں پھر ان ہواؤں کی جو دل میں اللہ کی یاد کا القا کرتی ہیں۔ الزام اتارنے یا ڈرانے کے لئے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے۔ پس جب ستارے مٹا دیئے جائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائیں گے اور جب پہاڑ اُڑائے جائیں گے اور جب رسول وقت معین پر جمع کئے جائیں گے کس دن کے لئے تاخیر کی گئی تھی۔ فیصلہ کے دن کے لئے اور آپ کو کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن کیا ہے اس

دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا۔ پھر ہم ان کے پیچھے دوسروں کو جلائیں گے مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے کیا ہم نے تمہیں ایک ذلیل پانی سے نہیں پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھ دیا ایک معین اندازے تک پھر ہم نے اندازہ لگایا تو ہم تو کیسے اچھے اندازہ لگانے والے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہیں بنایا۔ زندوں اور مردوں کو اور ہم نے اس میں مضبوط اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ اس دوزخ کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ایک سائبان کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں۔ نہ وہ سایہ کرے اور نہ تپش سے بچائے بیشک وہ محل جیسے انگارے پھینکے گی۔ گویا کہ وہ زرد اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے یہ وہ دن ہے جس میں بات بھی نہ کرسکیں گے اور نہ انہیں عذر کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے یہ فیصلہ کا دن ہے ہم تمہیں اور پہلوں کو جمع کریں گے پس اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو مجھ پر کر دیکھو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ بیشک پرہیزگار ٹھنڈی چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے اور میووں میں جو وہ چاہیں گے مزے سے کھاؤ اور پیؤ ان کاموں کے بدلے جو تم کرتے رہے۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ کھاؤ اور چند روزہ فائدہ اٹھاؤ بیشک تم مجرم ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے اور جب ان سے

کہا جاتا تھا کہ رکوع کرو تو رکوع نہ کرتے تھے۔اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔پس اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

معارف ومسائل

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی کے ایک غار میں تھے اچانک سورہ مرسلات نازل ہوئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھتے جاتے تھے اور میں آپ کے منہ مبارک سے اس کو سنتا یاد کرتا جاتا تھا آپ کا دہن مبارک اس سورۃ کی حلاوت سے رطب (شاداب) ہورہا تھا اچانک ایک سانپ نے ہم پر حملہ کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا 'ہم اس کی طرف جھپٹے وہ نکل بھاگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح تم اس کے شر سے محفوظ رہے وہ بھی تمہارے شر سے محفوظ ہوگیا۔(ابن کثیر)

اس سورت میں حق تعالی نے چند چیزوں کی قسمیں کھا کر قیامت کے یقینی طور پر آنے کا ذکر فرمایا ہے' ان چیزوں کا نام قرآن میں بیان نہیں کیا گیا البتہ ان کی اس جگہ پانچ صفتیں بیان فرمائیں ہیں۔مرسلات' عاصفات' ناشرات' فارقات' ملقیت الذکر۔کسی حدیث مرفوع میں اس کی پوری تعیین نہیں آئی کہ ان صفات کے موصوفات کیا ہیں اس لئے صحابہ وتابعین کی تفسیریں اس معاملے میں مختلف ہوگئیں۔

بعض حضرات نے ان پانچوں صفات کا موصوف فرشتوں کو قرار دیا ہے اور یہ کہ ہوسکتا ہے کہ فرشتوں کی مختلف جماعتیں ان مختلف صفات کی حامل ہوں۔بعض حضرات نے ان صفات کا موصوف ہواؤں کو قرار دیا ہے وہ بھی مختلف اقسام اور نوعیت کی ہوتی ہیں اس لئے صفات مختلفہ ان میں ہوسکتی ہیں۔بعض حضرات نے ان کا موصوف خود انبیاء ورسل کو قرار دیا ہے۔ابن جریر طبری نے اسی لئے اس معاملے میں توقف اور

سکوت کو اسلم قرار دیا کہ احتمال دونوں ہیں ہم اپنی طرف سے کسی کو متعین نہیں کرتے۔

اور اس میں شبہ نہیں کہ جو پانچ صفات اس جگہ ذکر کی گئی ہیں ان میں سے بعض تو ملائکۃ اللہ پر زیادہ چسپاں اور ان کے مناسب ہیں ان کو ریاح کی صفت بنائیں تو کھینچ تان اور تاویل کرنا پڑتی ہے' اور بعض صفات ایسی ہیں جو ریاح یعنی ہواؤں پر زیادہ چسپاں اور واضح ہیں ان کو فرشتوں کی صفت بنائیں تو تاویل کے بغیر نہیں بنتی۔ اس لئے اس مقام میں بہتر فیصلہ ابن کثیرؒ کا معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ شروع کی تین صفات ہواؤں کی صفتیں ہیں ان تین میں ریاح اور ہواؤں کی قسم ہوگئی باقی آخری دو صفتیں یہ فرشتوں کی صفات ہیں تو یہ فرشتوں کی قسم ہوگئی۔

ریاح کی صفت قرار دینے میں آخری دو صفتوں میں جو تاویل کی جاتی ہے وہ آپ خلاصہ تفسیر میں دیکھ چکے ہیں کیونکہ اس میں اسی کو اختیار کر کے تفسیر کی گئی ہے۔ اسی طرح جن حضرات نے ان سب صفات کو صفات ملائکہ قرار دیا ہے ان کو پہلی تین صفات یعنی مرسلات عاصفات ناشرات کو فرشتوں پر چسپاں کرنے کے لئے اسی طرح کی تاویلات سے کام لینا پڑا ہے۔ ابن کثیر کے اختیار کے مطابق معنی ان آیتوں کے یہ ہوگئے کہ قسم ہے ان ہواؤں کی جو بھیجی جاتی ہیں۔ عرفا یہاں عرفا کا مفہوم وہ بھی ہوسکتا ہے جو خلاصہ تفسیر میں اوپر مذکور ہوا یعنی جود وسخا اور نفع رسانی۔ جو ہوائیں بارش لے کر آتی ہیں ان کی جود وسخا اور نفع رسانی ظاہر ہے اور دوسرے معنی عرفا کے متتابع یعنی پے در پے کے بھی آتے ہیں۔ یہ معنی لئے جاویں تو مراد وہ ہوائیں ہوں گی جو بادل اور بارش کو لئے ہوئے مسلسل اور متتابع چلتی ہیں اور عاصفات عصف سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہوا کے تیز چلنے کے ہیں اس سے مراد وہ آندھیاں اور تیز ہوائیں ہیں جو بعض اوقات دنیا میں آیا کرتی ہیں اور ناشرات سے مراد وہ ہوائیں ہیں جو بارش ختم

ہونے کے بعد بادل کو پھاڑ کر منتشر کر دیتی ہیں اور فارقات یہ صفت فرشتوں کی ہے جو وحی الٰہی نازل کر کے حق و باطل میں فرق واضح کر دیتے ہیں اور ملقیات ذکرًا بھی فرشتوں کی صفت ہے اور ذکر سے مراد قرآن یا مطلق وحی ہے اور مطلب یہ ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو بذریعہ وحی حق و باطل میں فرق اور امتیاز واضح کر دیتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو انبیاء علیہم السلام پر ذکر یعنی وحی اور قرآن کا القاء کرتے ہیں۔ اسی طرح کسی صفت میں تاویل اور کھینچ تان کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

رہا یہ سوال کہ اس تفسیر کی بناء پر پہلے ہواؤں کی مختلف اقسام کی قسم کھائی گئی پھر فرشتوں کی' ان دونوں میں ربط اور جوڑ کیا ہے سو کلام الٰہی کی حکمتوں کا احاطہ تو کوئی کر نہیں سکتا' یہ مناسبت بھی ہو سکتی ہے کہ ہواؤں کی دونوں قسمیں بارش والی نفع بخش اور سخت آندھیاں مضرت رساں یہ سب محسوسات میں سے ہیں ہر شخص ان کو پہچانتا ہے پہلے غور و فکر کے لئے انسان کے سامنے ان کو لایا گیا' اس کے بعد فرشتوں اور وحی کو پیش کیا گیا جو محسوس نہیں مگر ذرا سے غور و فکر کرنے پر ان کا یقین ہو سکتا ہے۔

عذرًا او نذرًا یہ ملقیات ذکرًا سے متعلق ہے کہ یہ ذکر اور وحی انبیاء علیہم السلام پر اس لئے نازل کی جائے گی کہ وہ اہل حق مومنین کے لئے ان کی کوتاہیوں سے معذرت کا سبب بنے اور اہل باطل کفار کے لئے نذیر اور عذاب سے ڈرانے والا ثابت ہو۔

ہواؤں یا فرشتوں یا دونوں کی قسم کھا کر حق تعالیٰ نے فرمایا انما توعدون لواقع' یعنی تم سے جس قیامت اور حساب و کتاب جزاء و سزا کا وعدہ بذریعہ انبیاء کیا جا رہا ہے وہ ضرور پورا اور واقع ہو کر رہے گا۔ آگے اس کے واقع ہونے کے وقت کے چند حالات کا ذکر ہے اول یہ کہ سب ستارے بے نور ہو جائیں گے جس کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ یہ سب بالکلیہ فنا ہی ہو جائیں' یا یہ کہ موجود رہیں مگر ان کا نور سلب

ہوجائے' اس طرح پوری دنیاایک انتہائی سخت اندھیری میں غرق ہوجائے گی۔ دوسراحال یہ بیان فرمایا کہ آسمان پھٹ جائیں گے۔تیسرا یہ کہ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔چوتھا حال یہ بتلایا گیاواذاالرسل اقتت 'اقتت'توقیت سے مشتق ہے جس کے اصلی معنی تعیین وقت اورتحدیدوقت کے ہیں اور بقول زمخشری کبھی اس کے معنی کسی مقررہ وقت پر پہنچ جانے کے بھی آتے ہیں (کمافی الروح) اس جگہ یہی دوسرے معنی مناسب ہیں اور معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ انبیاءورسل کے لئے جو میعاد اور وقت مقرر کیا گیا تھا کہ اس میں اپنی اپنی امتوں کے معاملے میں شہادت کے لئے حاضر ہوں وہ اس میعاد کو پہنچ گئے اوران کی حاضری کاوقت آ گیا۔اسی لئے خلاصہ تفسیر مذکور میں اس کا ترجمہ انبیاء کے جمع کرنے کے ساتھ کیا گیا۔آگے قیامت کے دن کے عظیم اور ہولناک ہونے کا بیان ہے کہ وہ فیصلہ کادن ہے جس میں مکذبین اور کفار کے لئے تباہی بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ کے یہی معنی ہیں۔ویل کے معنی ہلاکت وبربادی کے ہیں اور بعض روایات حدیث میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں اہل جہنم کے زخموں کی پیپ جمع ہوگی یہ جگہ مکذبین کے رہنے کی قرار دی جائے گی۔اس کے بعد موجودہ لوگوں کو پچھلی امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کے لئے فرمایا اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ○ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ یعنی کیا ہم نے پہلے لوگوں کوان کے کفروعناد کی وجہ سے ہلاک نہیں کردیا۔قوم عاد وثمود اور قوم لوط قوم فرعون وغیرہ کی طرف اشارہ ہے اور ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ مشہور ومعروف قرأت کے مطابق بسکون عین عطف ہے نہلک پر جس کے معنی یہ ہیں کیا ہم نے اولین کے بعد آخرین کو بھی ان کے پیچھے ہلاک نہیں کردیا' اس لئے آخرین سے مراد بھی پچھلی امتوں ہی کے آخرین ہوں

گے جن کی ہلاکت نزول قرآن سے پہلے واقع ہوچکی ہے اور دوسری ایک قرأت میں نتبعھم بعض عین بھی آیا ہے اس قرأت پر یہ جملہ الگ ہے اور آخرین سے مراد امت محمدیہ کے کفار ہیں۔ پچھلی امتوں کی ہلاکت اور عذاب کی خبر دینے کے بعد موجودہ کفار اہل مکہ کو آئندہ ان پر آنے والے عذاب کی خبر دینا مقصود ہے جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر عذاب ہلاکت نازل ہوا۔

فرق یہ ہے کہ پچھلی امتوں پر آسمانی عذاب آتا تھا جس سے پوری بستیاں تباہ ہوجاتی تھیں۔ امت محمدیہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ اکرام خاص ہے کہ ان کے کفار پر آسمانی عذاب نہیں آتا بلکہ ان کا عذاب مسلمانوں کی تلوار سے آتا ہے جس میں ہلاکت عام نہیں ہوتی صرف بڑے سرکش مجرم ہی مارے جاتے ہیں۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ○ اَحْيَاءً وَّ اَمْوَاتًا' یعنی ہم نے زمین کو کفات بنایا ہے زندہ اور مردہ انسانوں کے لئے' کفات' کفت سے مشتق ہے جس کے معنی ملانے اور جمع کرلینے کے ہیں کفات وہ چیز جو بہت سی چیزوں کو اپنے اندر جمع کرے۔ زمین کو حق تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ زندہ انسان اس کی پیٹھ پر سوار ہیں اور مردے سب اس کے پیٹ میں جمع ہیں۔

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ○ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ' قصر کے معنی بڑا عالیشان محل اور جمالۃ بمعنی جمل اونٹ کو کہا جاتا ہے۔ صفر' اصفر کی جمع ہے جس کے معنی زرد کے ہیں۔ مراد آیت کی یہ ہے کہ اس جہنم کی آگ سے اتنے بڑے بڑے شرارے اٹھیں گے جو ایک مستقل محل عالیشان کی برابر ہوں گے پھر وہ متفرق ہوکر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہوں گے وہ ٹکڑے زرد اونٹوں کی برابر ہوں گے اور بعض حضرات نے اس جگہ صفر کا ترجمہ سیاہ کیا ہے کیونکہ زرد اونٹ کی زردی سیاہی مائل ہوتی ہے۔ (روح)

هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ O وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ' یعنی اس دن میں کوئی بول نہ سکے گا اور نہ کسی کو اپنے کئے ہوئے عمل کا عذر پیش کرنے کی اجازت ہوگی' اور دوسری آیات قرآن میں جو کفار کا بولنا اور عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ اس کے منافی نہیں کیونکہ محشر میں مختلف مواقع اور مقامات آئیں گے' کسی مقام میں کلام اور عذر پیش کرنا ممنوع ہوگا' کسی میں اجازت ہوگی۔ (روح)

کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ' یعنی کھاؤ پیو اور آرام اٹھالو تھوڑے دن کیونکہ تم مجرم ہو' آخر کار سخت عذاب میں جانا ہے۔ یہ مکذبین کو خطاب ہے' دنیا میں' انبیاء کے ذریعہ ان کو کہا گیا ہے کہ یہ تمہارا عیش و آرام چند روزہ ہے پھر عذاب ہی عذاب ہے۔ (کذا فسرہ ابوحیان)

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ' یہاں اکثر مفسرین کے نزدیک رکوع سے مراد اس کے لغوی معنی یعنی جھکنا اور اطاعت کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب دنیا میں ان کو احکام الٰہیہ کی اطاعت کے لئے کہا جاتا تھا تو یہ اطاعت نہ کرتے تھے اور بعض حضرات نے رکوع کے اصلاحی معنی بھی مراد لئے ہیں اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب ان کو نماز کی طرف بلایا جاتا تھا تو یہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ رکوع بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے۔ (روح)

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ' یعنی جب یہ لوگ قرآن جیسی عجیب و غریب بلیغ اور حکمتوں سے پر واضح دلائل کی کتاب پر ایمان نہ لائے تو اس کے بعد اب کس بات پر ایمان لائیں گے مراد ان کے ایمان سے مایوسی کا اظہار ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب تلاوت کرنے والا اس آیت پر پہنچے تو اس کو کہنا چاہئے اٰمنا باللہ' یعنی ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔ نماز سے خارج میں اور نوافل میں یہ الفاظ کہنے چاہئیں مگر فرائض میں اور سنن

میں اس زیادتی سے احتراز کرنا روایات حدیث سے ثابت ہے اس لئے اس میں نہ پڑا جائے' واللہ اعلم۔

یوم المجازات کی تشریح کاشت کاری کے اصول پر

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ○ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ○ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ○ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ○ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ○ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ○ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَا اَحْقَابًا ○ لَّا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ○ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ○ جَزَآءً وِّفَاقًا ○ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ○ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ○ وَكُلَّ شَىْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ○ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ○ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ○

لَایَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَلَا کِذّٰبًا○ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًا○ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَایَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ○ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا ط لَّایَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا○ ذٰلِکَ الْیَوْمُ الْحَقُّ ج فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا ○ اِنَّآ اَنْذَرْنٰکُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا ج یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ وَیَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا○

(سورہ عم آیت ۱ تا ۴۰)

کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں پوچھتے ہیں اس بڑی خبر سے جس میں وہ مختلف ہیں ہرگز نہیں اب جان لیں گے پھر بھی ہرگز نہیں اب جان لیں گے کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں اور تم کو بنایا ہم نے جوڑے جوڑے اور بنایا نیند کو تمہاری تکان دفع کرنے کے لئے اور بنایا رات کو اوڑھنا اور بنایا دن کمائی کرنے کو اور چنی ہم نے تم سے اوپر سات چنائی مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا اور اتارا نچڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا۔ تا کہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے۔ بیشک دن فیصلہ کا ہے ایک وقت ٹھہرا ہوا جس دن پھونکی جائے صور پھر تم چلے آؤ جٹ کے جٹ اور کھولا جائے آسمان تو ہو جائیں اس میں دروازے اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ریتا بیشک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا ٹھکانا رہا کریں اس میں قرنوں نہ چکھیں وہاں کچھ مزہ ٹھنڈک کا اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ بدلہ ہے پورا ان کو توقع نہ تھی حساب کی

اور جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو مسکرا کر اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے لکھ کر اب چکھو کہ ہم نہ بڑھاتے جائیں گے تم پر مگر عذاب بیشک ڈر والوں کو ان کی مراد ملنی ہے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالے چھلکتے ہوئے نہ سنیں گے وہاں بک بک اور نہ جھوٹ بدلہ ہے تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا قدرت والا نہیں کوئی اس سے بات کرے جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک وہ دن ہے برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ہم نے خبر سنا دی تم کو ایک آفت نزدیک آنے والی کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا۔

معارف ومسائل

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ لفظ عم دو حرفوں سے مرکب عن اور ما حرف ما استفہام کے لئے آتا ہے۔ اس ترکیب میں حرف ما میں سے الف ساقط کر دیا گیا ہے معنی یہ ہوئے کہ یہ لوگ کس چیز میں باہمی سوال وجواب کر رہے ہیں' پھر خود ہی اس کا جواب دیا گیا عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ○ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ 'لفظ نباء کے معنی خبر کے ہیں مگر ہر خبر کو نباء نہیں بلکہ جب کوئی عظیم الشان خبر ہو اس کو نباء کہا جاتا ہے مراد اس نباء یعنی خبر عظیم الشان سے قیامت ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ یہ لوگ اہلِ مکہ اس عظیم الشان خبر کے بارے میں بحث اور سوال جواب کر رہے ہیں' جس میں ان کے آپس میں اختلاف ہو رہا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تو

کفار مکہ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر اس کے متعلق رائے زنی اور چہ میگوئیاں کیا کرتے تھے۔ قرآن میں قیامت کا ذکر اہمیت کے ساتھ آیا ہے اور ان کے نزدیک گویا یہ محال چیز تھی اس لئے اس میں گفتگو بکثرت چلتی تھی، کوئی تصدیق کرتا کوئی انکار، اس لئے اس سورت کے شروع میں ان کا یہ حال ذکر کر کے آگے قیامت کا واقع ہونا مذکور ہے اور ان کے نزدیک جو اس کے واقع ہونے میں اشکال اور استبعاد تھا اس کا جواب دیا گیا اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ سوال جواب کوئی واقعی تحقیق کے لئے نہیں تھا بلکہ محض استہزاء اور تمسخر کے لئے تھا واللہ اعلم، قرآن کریم نے ان کے جواب میں ایک ہی جملہ کو تاکید کے لئے دو مرتبہ فرمایا كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ' كلا کے معنی ہیں ہرگز نہیں، مراد یہ ہے کہ یہ سوال و جواب اور بحث و تحقیق سے سمجھ میں آنے والی چیز نہیں، وہ تو جب سامنے آوے گی اس وقت حقیقت معلوم ہوگی۔ یہ ایک ایسی یقینی چیز ہے جس میں بحث و سوال اور انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر فرمایا کہ اس کی حقیقت خود ان لوگوں پر عنقریب واضح ہو جائے گی یعنی مرنے کے بعد ان کو دوسرے عالم کی چیزوں کا انکشاف ہوگا اور وہاں کے ہولناک مناظر کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے اس وقت حقیقت کھل جائے گی۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت و صنعت کے چند مناظر کا ذکر فرمایا ہے جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ کوئی بعید نہیں کہ وہ اس سارے عالم کو ایک مرتبہ فنا کر کے دوبارہ پھر ویسا ہی پیدا کر دے، اس میں زمین اور اس کے پہاڑوں کی تخلیق پھر انسان کی تخلیق مرد و عورت کے جوڑے کی صورت میں بیان فرمائی پھر انسان کی راحت اور صحت اور کاروبار کے لئے سازگار حالات پیدا کرنے کا ذکر فرمایا، اس میں ایک یہ ارشاد ہے جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا، سبات سبت سے مشتق ہے جس کے معنی مونڈنے اور قطع کرنے کے ہیں، نیند کو حق تعالیٰ نے ایسی چیز بنایا ہے کہ وہ

انسان کے تمام ہموم وغموم اور انکار کو قطع کر کے اس کے قلب کو دماغ کو ایسی راحت دیتی ہے کہ دنیا کی کوئی راحت اس کا بدل نہیں ہوسکتی' اسی لئے سبات کا ترجمہ بعض حضرات نے راحت سے بھی کیا ہے۔

نیند بہت بڑی نعمت ہے

یہاں حق تعالیٰ نے انسان کو جوڑے جوڑے بنانے کا ذکر فرمانے کے بعد اس کی راحت کے سب سامانوں میں سے خاص طور پر نیند کا ذکر فرمایا ہے۔ غور کیجئے تو یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ انسان کی ساری راحتوں کا مدار یہی ہے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ نے پوری مخلوق کے لئے عام ایسا فرمادیا ہے کہ امیر' غریب' عالم' جاہل' بادشاہ اور مزدور سب کو یہ دولت یکساں بیک وقت عطا ہوتی ہے' بلکہ دنیا کے حالات کا تجربہ کریں تو غریبوں اور محنت کشوں کو یہ نعمت جیسی حاصل ہوتی ہے وہ مالداروں اور دنیا کے بڑوں کو نصیب نہیں ہوتی' ان کے پاس راحت کے سامان' راحت کا مکان' ہوا اور سردی گرمی کے اعتدال کی جگہ' نرم گدے تکئے سب کچھ ہوتے ہیں جو غریبوں کو بہت کم ملتے ہیں مگر نیند کی نعمت ان گدوں تکیوں یا کوٹھی بنگلوں کی فضا کے تابع نہیں' وہ تو حق تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو براہ راست اس کی طرف سے ملتی ہے بعض اوقات مفلس بے سامان کو بغیر کسی بستر تکئے کے کھلی زمین پر یہ نعمت فراوانی سے دے دی جاتی ہے اور بعض اوقات ساز و سامان والوں کو نہیں دی جاتی' ان کو خواب آور گولیاں کھا کر حاصل ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ گولیاں بھی کام نہیں کرتیں' پھر غور کرو کہ اس نعمت کو حق تعالیٰ نے جیسا ساری مخلوق انسان اور جانور کے لئے عام فرمایا ہے اور مفت بلا محنت سب کو دیا ہے اس سے بڑی نعمت یہ ہے کہ صرف مفت بلا محنت ہی نہیں بلکہ اپنی رحمت کاملہ سے اس

نعمت کو جبری بنادیا ہے کہ انسان بعض اوقات کام کی کثرت سے مجبور ہو کر چاہتا ہے کہ رات بھر جاگتا ہی رہے مگر رحمت حق جل شانہ اس پر جبراً نیند مسلط کر کے اس کو سلا دیتے ہیں کہ دن بھر کی تکان دور ہو جائے اور اس کے قوی مزید کام کے لئے تیز ہو جائیں' آگے اسی نیند کی عظیم نعمت کا تکملہ یہ بیان فرمایا کہ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا' یعنی رات کو ہم نے چھپانے کی چیز بنادیا' اشارہ اس طرف ہے کہ انسان کو فطرۃ نیند اس وقت آتی ہے جب روشنی زیادہ نہ ہو' ہر طرف سکون ہو' شور وشغب نہ ہو۔ حق تعالیٰ نے رات کو لباس یعنی اوڑھنے اور چھپانے کی چیز فرما کر اشارہ کر دیا کہ قدرت نے تمہیں صرف نیند کی کیفیت ہی عطا نہیں فرمائی بلکہ سارے عالم میں ایسے حالات پیدا کر دیئے جو نیند کے لئے سازگار ہوں۔ اول رات کی تاریکی' دوسرے پورے عالم انسان اور جانور سب پر بیک وقت نیند کا مسلط ہونا کہ جب سبھی سوئیں گے تو پورے عالم میں سکون ہوگا ورنہ دوسرے کاموں کی طرح اگر نیند کے اوقات بھی مختلف لوگوں کے مختلف ہوا کرتے تو کسی کو بھی نیند کے وقت سکون میسر نہ آتا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا' وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کہ انسان کی راحت وسکون کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو غذا وغیرہ کی ضروریات ملیں ورنہ وہ نیند موت ہو جائے گی اگر ہمہ وقت رات ہی رہتی اور آدمی سوتا ہی رہتا تو یہ چیزیں کیسے حاصل ہوتیں' ان کے لئے جدوجہد اور محنت اور دوڑ دھوپ کی ضرورت ہے جو روشنی میں ہو سکتی ہیں اس لئے فرمایا کہ تمہاری راحت کو مکمل کرنے کے لئے ہم نے صرف رات اور اس کی تاریکی ہی نہیں بنائی بلکہ ایک روشن دن بھی دیا جس میں تم کاروبار کر کے اپنی معاشی ضروریات حاصل کر سکو' تبارک اللہ احسن الخالقین' اس کے بعد انسان کی راحت کے اس سامان کا ذکر ہے جو آسمان سے متعلق ہیں ان میں سب سے بڑی نفع بخش چیز آفتاب کی

روشنی ہے اس کا ذکر فرمایا وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا یعنی ہم نے آفتاب کو ایک روشن بھڑکنے والا چراغ بنادیا' پھر آسمان کے نیچے جو چیزیں انسان کی راحت کے لئے پیدا فرمائیں ان میں سب سے زیادہ ضرورت کی چیز پانی برسانے والے بادل ہیں ان کا ذکر فرمایا۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا' معصرات' معصرہ کی جمع ہے جو پانی سے بھرے ہوئے ایسے بادل کو کہا جاتا ہے جو برسنے ہی والا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارش بادلوں سے نازل ہوتی ہے اور جن آیات میں آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے یا تو ان میں بھی آسمان سے مراد فضائے آسمانی ہو جیسے کہ قرآن میں بکثرت لفظ سماء اس معنی کے لئے آیا ہے اور یا یہ کہا جائے کہ کسی وقت براہ راست آسمان سے بھی بارش آسکتی ہے اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں' ان تمام صنائع قدرت اور انعامات ربانی کا ذکر فرمانے کے بعد پھر اصل مضمون قیامت کی طرف رجوع ہے۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا' یعنی فیصلہ کا دن جس سے مراد قیامت ہے وہ ایک وقت اور متعین حد ہے جس پر یہ دنیا ختم ہو جائے گی جبکہ صور پھونکا جائے گا' اور دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نفخ صور دو مرتبہ ہوگا' پہلے نفخہ کے وقت سارے عالم کے اگلے پچھلے انسان اپنے رب کے سامنے فوج در فوج ہو کر حاضر ہوں گے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے روز تین فوجوں میں تقسیم ہوں گے' ایک فوج ان لوگوں کی ہوگی جو پیٹ بھرے ہوئے لباس پہنے ہوئے سواریوں پر سوار میدان حشر میں آئیں گے' دوسری فوج پیادہ لوگوں کی ہوگی جو چل کر میدان میں آئیں گے' تیسری فوج ان لوگوں کی ہوگی جن کو چہروں کے بل گھسیٹ کر میدان حشر میں لایا جائے گا (مظہری بروایت نسائی وحاکم وبیہقی) بعض

روایات میں افواج کی تشریح دس قسم کی افواج کی کی گئی ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حاضرین محشر کی بے شمار جماعتیں اپنے اپنے اعمال وکردار کے اعتبار سے ہوں گی' ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں' سب جمع ہو سکتے ہیں۔

وَسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا' سیرت سے مراد یہ ہے کہ پہاڑ جو آج ثبات وقرار میں بطور مثال کے پیش کئے جاتے ہیں یہ سب اپنی اپنی جگہوں کو چھوڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر اڑتے پھرنے لگیں گے' سراب کے لفظی معنی ذہاب یعنی چلے جانے کے ہیں' جنگل کا وہ ریت جو دور سے چمکتا ہوا پانی کی صورت میں نظر آتا ہے اس کو بھی سراب اسی بنا پر کہتے ہیں کہ وہ قریب پہنچتے ہی نظر سے جاتا رہتا ہے (کذا فی الصحاح والراغب)

اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا' مرصاد' وہ جگہ جہاں بیٹھ کر کسی کی نگرانی یا انتظار کیا جائے' جہنم سے مراد اس جگہ جسر جہنم یعنی پل صراط ہے یہاں ثواب دینے والے اور عذاب دینے والے دونوں فرشتے انتظار کرتے ہوں گے اہل جہنم کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیں گے اور اہل جنت کے ساتھ ثواب کے فرشتے ان کو ان کے مقام پر پہنچا دیں گے۔ (مظہری)

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جہنم کے پل پر نگراں فرشتوں کی چوکی ہوگی جس کے پاس جنت میں جانے کا پروانہ ہوگا' اس کو گزرنے دیا جائے گا جس کے پاس نہ ہوگا اس کو روک لیا جائے گا۔ (قرطبی)

لِلطّٰغِیْنَ مابا' ظاہر یہ ہے کہ لِلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا کے متعلق ہے اور یہ اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ کی دوسری خبر ہے' اس طرح معنی دونوں جملوں کے یہ ہوئے کہ جسر جہنم تو ہر نیک وبد کے لئے انتظار گاہ ہے سبھی کو اس کے اوپر سے گزرنا ہے اور جہنم طاغین کے لئے مستقر اور ٹھکانا ہے۔ طاغین طاغی کی جمع ہے طغیان سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں سرکشی

اور طاغی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو سرکشی اور نافرمانی حد سے گزر جائے اور یہ جبھی ہوسکتا ہے جبکہ وہ ایمان ہی سے نکل جائے اس لئے طاغین سے مراد اس جگہ کفار ہوں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ بدعقیدہ گمراہ مسلمانوں کے فرقے ہوں جو قرآن و سنت کی حدود سے نکلے ہوئے ہیں اگرچہ صراحۃ کفر اختیار نہیں کیا جیسے روافض' خوارج' معتزلہ وغیرہ (کمافی المظہری)

لٰبِثِیْنَ فِیْهَا اَحْقَابًا' لابثین 'لابث کی جمع ہے جس کے معنی ٹھہرنے والے اور قیام کرنے والے کے ہیں' احقاب حقبہ کی جمع ہے' زمانہ دراز کو حقبہ کہا جاتا ہے' اس کی مقدار میں اقوال مختلف ہیں ابن جریر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس کی مقدار اسّی سال نقل کی اور ہر سال بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار سال کا۔ اس طرح تقریباً دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال کا ایک حقبہ اور حضرت ابوہریرہؓ عبداللہ بن عمرؓ 'ابن عباس وغیرہ نے مقدار حقبہ اس کے بجائے ستر سال قرار دی باقی حساب وہی ہے۔ (ابن کثیر) مگر مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لایخرج احد کم من النار حتی یمکث فیه احقابا والحقب بضع وثمانون سنة کل سنة ثلثمائة وستون یوماممماتعدون (ازمظهری)

تم میں سے جو لوگ گناہوں کی سزا میں جہنم میں ڈالے جائیں گے کوئی اس وقت تک جہنم سے نہ نکلے گا جب تک اس میں چند احقاب نہ رہ لے اور حقبہ کچھ اوپر اسی سال کا' اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہے تمہارے موجودہ دنوں کے مطابق۔

اس حدیث میں اگر چہ اس آیت مذکورہ کی تفسیر مذکور نہیں ہے مگر بہر حال لفظ احقاب کے معنی کا بیان ہے چند صحابہ کرام سے جو اس میں ہر دن ایک ہزار سال کا منقول ہے اگر وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا ہے تو روایات حدیث میں تعارض ہوا' اس تعارض کے وقت کسی ایک پر جزم کو یقین تو نہیں ہوسکتا مگر اتنی بات دونوں ہی روایتوں میں مشترک ہے کہ حقبہ یا حقب بہت ہی زیادہ طویل زمانے کا نام ہے اسی لئے بیضاوی نے احقابا کی تفسیر دھور متتابعہ سے کی ہے یعنی پے در پے بہت سے زمانے۔

جہنم کے خلود اور دوام پر اشکال و جواب

حقبہ کی مقدار کتنی بھی طویل قرار دی جائے بہر حال وہ متناہی اور محدود ہے اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس مدت طویلہ کے بعد کفار اہل جہنم بھی جہنم سے نکل جاویں گے حالانکہ یہ قرآن مجید کی دوسری واضح نصوص کے خلاف ہے جن میں خلدین فیھا ابدا کے الفاظ آئے ہیں اور اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے کہ نہ جہنم کبھی فنا ہوگی' نہ کفار کبھی اس سے نکالے جائیں گے۔

سدی نے حضرت مرہ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ کفار اہل جہنم کو اگر یہ خبر دی جائے کہ ان کا قیام جہنم میں دنیا بھر میں جتنی کنکریاں تھیں ان کی برابر ہوگا تو وہ اس پر بھی خوش ہوں گے کہ بالآخر یہ کنکریاں اربوں کھربوں کی تعداد میں سہی پھر بھی محدود اور متناہی تو ہیں' بہر حال کبھی نہ کبھی اس عذاب سے چھٹکارا ہو جائے گا اور اگر اہل جنت کو یہی خبر دی جائے کہ ان کا قیام جنت میں دنیا بھر کی کنکریوں کے عدد کے مطابق سالوں رہے گا تو وہ غمگین ہوں گے کہ کتنی ہی مدت دراز سہی مگر بہر حال اس مدت کے بعد جنت سے

نکال دیئے جاویں گے۔ (مظہری)

بہرحال اس آیت میں احقابا کے لفظ سے جو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ چند احقاب کے بعد کفار اہل جہنم بھی جہنم سے نکال لئے جاویں گے' تمام نصوص اور اجماع امت کے خلاف ہونے کی بنا پر یہ مفہوم معتبر نہیں ہوگا کیونکہ اس آیت میں اس کی تصریح تو ہے نہیں کہ احقاب کے بعد کیا ہوگا صرف اتنا ذکر ہے کہ مدت احقاب ان کو جہنم میں رہنا پڑے گا' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ احقاب کے بعد جہنم نہیں رہے گا یا یہ لوگ اس سے نکال لئے جاویں گے۔ اسی لئے حضرت حسنؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اہل جہنم کے لئے جہنم کی کوئی میعاد اور مدت مقرر نہیں فرمائی جس کے بعد ان کا اس سے نکل جانا سمجھا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ایک حقبہ زمانے کا گزر جائے گا تو دوسرا شروع ہو جائے گا' اسی طرح دوسرے کے بعد تیسرا چوتھا یہاں تک کہ ابدا آبادیہی سلسلہ رہے گا' اور سعید بن جبیرؒ نے قتادہ سے بھی یہی تفسیر روایت کی ہے کہ احقاب سے مراد وہ زمانہ ہے جس کا انقطاع اور انتہا نہیں بلکہ ایک حقب ختم ہوگا تو دوسرا حقب آ جائے گا اور یہی سلسلہ ابد تک رہے گا (ابن کثیر و مظہری) اور یہاں ایک دوسرا احتمال اور بھی ہے جس کو ابن کثیر نے تحتمل کے لفظ سے بیان کیا ہے اور قرطبی نے فرمایا کہ یہ بات بھی ممکن ہے اور مظہری نے اسی کو اختیار کیا ہے وہ احتمال یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ طاغین سے مراد کفار نہ لئے جاویں بلکہ وہ اہل توحید جو عقائد باطلہ کے سبب اسلام کے گمراہ فرقوں میں شمار ہوتے ہیں جن کو محدثین کی اصطلاح میں اہل اہواء کہا جاتا ہے وہ مراد ہوں تو آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ ایسے اہل توحید کلمہ گو جو عقائد باطلہ رکھنے کے سبب کفر کی حدود تک پہنچے ہوئے تھے مگر صریح کافر نہ تھے وہ مدت احقاب جہنم میں رہیں گے بعد بالآخر کلمہ توحید کی بدولت جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔

مظہری نے اس احتمال کی تائید میں وہ حدیث مرفوع بھی پیش کی جو اوپر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بحوالہ مسند بزار نقل ہو چکی ہے جس میں آپ نے یہی بیان فرمایا ہے کہ مدت احقاب گزرنے کے بعد یہ لوگ جہنم سے نکال لئے جائیں گے مگر ابوحیان نے فرمایا کہ بعد کی آیات انھم کانو لایرجون حسابا O وکذبو ا بایتنا کذابا اس احتمال کے منافی ہیں کہ طاغین سے مراد اس جگہ اہل توحید اور گمراہ فرقے ہوں گے کیونکہ ان آخری آیات میں قیامت کے انکار اور تکذیب رسل کی تصریح ہے اسی طرح ابوحیان نے مقاتل کے اس قول کو بھی فاسد قرار دیا ہے کہ اس آیت کو منسوخ مانا جائے۔

اور ایک جماعت مفسرین نے ایک تیسرا احتمال اس آیت کی تفسیر میں یہ قرار دیا ہے کہ اس آیت کے بعد کا جملہ لایذوقون فیھا بردا ولا شرابا الا حمیما وغساقا' یہ احقابا سے جملہ حالیہ ہو اور معنی آیت کے یہ ہوں کہ احقاب کے زمانہ دراز تک یہ لوگ نہ ٹھنڈی لذیذ ہوا کا ذائقہ چکھیں گے نہ کسی کھانے اور پینے کی چیز کا بجز حمیم اور غساق' پھر احقاب گزرنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ یہ حال بدل جائے اور دوسری اقسام کے عذاب ہونے لگیں حمیم وہ کھولتا ہوا گرم پانی ہے کہ جب چہرہ کے قریب آئے گا تو اس کا گوشت جل جائے گا اور جب پیٹ میں ڈالا جائے گا تو اندرونی اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور غساق وہ خون اور پیپ وغیرہ جو اہل جہنم کے زخموں سے نکلے گی۔

جزاء وفاقا' یعنی جو سزا ان کو جہنم میں دی جائے گی وہ ان کے عقائد باطلہ اور اعمال سئیہ کے مطابق ہوگی از روئے عدل وانصاف' اس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی فذوقوا فلن نزیدکم الا عذابا 'یعنی جس طرح تم دنیا میں اپنے کفر وانکار میں زیادتی ہی کرتے چلے گئے اور اگر جبراً تمہیں موت نہ آ جاتی تو اور بڑھتے ہی رہتے اسی

طرح آج اس کی جزا یہ ہے کہ تمہارا عذاب بڑھتا ہی چلا جائے یہاں تک کفار و فجار کی سزا کا بیان تھا آگے اس کے بالمقابل مومنین متقین کے ثواب اور نعمائے جنت کا تذکرہ ہے۔ان نعمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا۔

جزاء من ربک عطاء حسابا 'یعنی اوپر جنت کی نعمتوں کا ذکر آیا ہے یہ جزاء ہے مومنین کے لئے اور عطاء ہے ان کے رب کی طرف سے عطائے کثیر۔ہاں ان نعمتوں کو اول جزائے اعمال بتلایا پھر عطائے ربانی' بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے کیونکہ جزاء اس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کے بدلے میں ہو اور عطا وہ ہے جو بلا کسی بدلے کے بطور انعام و احسان ہے۔قرآن کریم نے ان دونوں لفظوں کو یکجا جمع کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ جنت میں داخل ہونا اور اس کی نعمتیں صرف صورت اور ظاہر کے اعتبار سے تو اہل جنت کے اعمال کی جزا ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ خالص عطائے ربانی ہے کیونکہ انسانی اعمال تو ان نعمتوں کا بھی بدلہ نہیں بن سکتے جو ان کو دنیا میں دے دی گئی ہیں آخرت کی نعمتوں کا حصول تو صرف حق تعالی کا فضل و انعام اور عطائے محض ہے جیسا کہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جا سکتا جب تک حق تعالی کا فضل نہ ہو' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ بھی' آپ نے فرمایا کہ ہاں میں بھی اپنے عمل سے جنت مین نہیں جا سکتا' اور لفظ حسابا کے دو معنی ہو سکتے ہیں' ائمہ تفسیر میں بعض نے پہلے بعض نے دوسرے معنی لیے ہیں پہلے معنی حسابا عطاء کافیا کثیرا کے ہیں یعنی ایسی عطاء جو اس کی تمام ضرورتوں کے لئے کافی وافی اور کثیر ہو' یہ معنی اس محاورہ سے ماخوذ ہیں احسبت فلانا ای اعطیته ما یکفیه حتی قال حسبی یعنی احسبت کا لفظ اس معنی کے لئے آتا ہے کہ میں نے اس کو اتنا دیا کہ اس کے لئے بالکل کافی ہو گیا یہاں تک کہ بول اٹھا حسبی یعنی بس یہ میرے

لئے بہت ہے۔ اور دوسرے معنی حساب کے موازنہ اور مقابلے کے بھی آتے ہیں۔ حضرت مجاہد نے اس جگہ یہی معنی لے کر مطلب آیت کا یہ قرار دیا کہ یہ عطائے ربانی اہل جنت پر ان کے اعمال کے حساب سے مبذول ہوگی' اس عطاء میں درجات بحساب اخلاص اور احسان عمل کے ہوں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں صحابہ کرام کے اعمال کا درجہ باقی امت کے اعمال کے مقابلے میں یہ قرار دیا ہے کہ صحابی اگر اللہ کی راہ میں ایک مد خرچ کرے جو تقریبا ایک سیر ہوتا ہے' اور غیر صحابی احد پہاڑ کی برابر خرچ کرے تو صحابی کا ایک مد اس پہاڑ سے بڑھا ہوا رہے گا۔ واللہ اعلم

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا 'اس جملہ کا تعلق پہلے جملے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا سے ہوسکتا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ حق تعالی جس کو جو درجہ ثواب کا عطا فرمائیں گے اس میں کسی کو گفتگو کرنے کی مجال نہ ہوگی کہ فلاں کو زیادہ فلاں کو کم کیوں دیا گیا اور اگر اس کو علیحدہ جملہ قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ محشر میں کسی کو بغیر اجازت حق تعالی خطاب کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور یہ اجازت بعض مواقف حشر میں ہوگی بعض میں نہ ہو ہوگی۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا 'روح سے مراد بعض ائمہ تفسیر کے نزدیک جبریل امین ہیں' ان کا ذکر عام ملائکہ سے پہلے ان کی عظمت شان کے اظہار کے لئے ہے اور بعض روایات مرفوعہ میں ہے کہ روح اللہ تعالی کا ایک عظیم الشان لشکر ہے جو فرشتے نہیں' ان کے سر اور ہاتھ پاؤں ہیں۔ اس تفسیر پر گویا دو صفیں ہوں گی' ایک صف روح کی دوسری فرشتوں کی۔

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ 'ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد روز قیامت ہے اور محشر میں ہر شخص اپنے اعمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا خواہ اس طرح کہ نامہ

اعمال اس کے ہاتھ میں آ جائے گا اس کو دیکھے گا' یا اس طرح کہ اعمال محشر میں میں مجسم اور متشکل ہو کر سامنے آ جائیں گے جیسا کہ بعض روایات حدیث سے ثابت ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ اس روز سے مراد موت کا دن ہو اور اپنے اعمال کا دیکھنا قبر برزخ میں مراد ہو' کمافی المظہری۔

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا' حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز ساری زمین ایک سطح مستوی ہو جائے گی جس میں انسان' جنات' زمین پر چلنے والے پالتو جانور اور وحشی جانور سب جمع کر دیے جائیں گے اور جانوروں میں سے اگر کسی نے دوسرے پر ظلم دنیا میں کیا تھا تو اس سے اس کا انتقام دلوایا جائے گا یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری کو مارا تھا تو آج اس کا بھی بدلہ دلوایا جائے گا' جب اس سے فراغت ہوگی تو سب جانوروں کو حکم ہوگا کہ مٹی ہو جاؤ وہ سب مٹی ہو جائیں گے' اس وقت کافر لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی جانور ہوتے اور اس وقت مٹی ہو جاتے' حساب کتاب اور جہنم کی سزا سے بچ جاتے' نعوذ باللہ منه واللہ سبحانه وتعالی اعلم

خلاصہ جس طرح کھیتی مقصود بالذات ہوتی ہے اور کاشت کاری کے آلات بالتبع مہیا کئے جاتے ہیں اسی طرح نظام عالم میں فقط انسان مقصود ہے اور بقیہ نظام اس کے تابع اور جس طرح کھیتی کے لئے ایک یوم الفصل ہوتا ہے جس میں اناج اور بھوسہ الگ کیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی ایک یوم الفصل ہونا چاہئے جس میں دونوں قسم کے انسانوں کو جدا جدا کیا جائے۔ آیت ایک سے لے کر بیس تک تشریح یوم المجاز ہے اور اکیس سے لے کر تیس تک دوزخی جو بمنزلہ بھوسہ کے ہیں ان کا بیان ہے اور آیت اکتیس سے لے کر تا آخر متقین جو بمنزلہ اناج کے ہیں ان کا بیان ہے۔

یوم المجازات میں نیک لوگوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں اور بدوں کو بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ وَاَلْقَتْ مَافِيْهَا وَتَخَلَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ○ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ○ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ○ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ○ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ○ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ○ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ○ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ○ بَلٰى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ○ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ○ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ○ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ○ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ○ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ○ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ○ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○

(سورۃ الانشقاق آیت ۱ تا ۲۵)

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے

اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس سے جا ملے گا پھر جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل وعیال میں خوش واپس آئے گا اور لیکن جس کو نامہ اعمال پیٹھ پیچھے سے دیا گیا تو وہ موت کو پکارے گا اور دوزخ میں داخل ہوگا بیشک وہ اپنے اہل وعیال میں بڑا خوش وخرم تھا بیشک اس نے سمجھ لیا تھا کہ ہرگز نہ لوٹ کر جائے گا کیوں نہیں بیشک اس کا رب تو اس کو دیکھ رہا تھا پس شام کی سرخی کی قسم ہے اور رات کی اور جو کچھ اس نے سمیٹ اور چاند کی جب کہ وہ پورا ہو جائے کہ تمہیں ایک منزل سے دوسری منزل پر چڑھنا ہوگا پھر انہیں کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے اور جب ان پر قرآن پڑھا جائے تو سجدہ نہیں کرتے بلکہ جو لوگ منکر ہیں جھٹلاتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے وہ جو دل میں محفوظ رکھتے ہیں پس انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو اگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔

معارف ومسائل

اس سورت میں قیامت کے احوال اور حساب کتاب اور نیک و بد کی جزاء و سزا کا بیان ہے پھر غافل انسان کو خود اس کی ذات اور گردوپیش کے حالات میں غور کرنے اور ان سے ایمان باللہ والقرآن تک پہنچنے کی ہدایت ہے۔ اس میں پہلے آسمان کے پھٹنے کا ذکر ہے پھر زمین کا کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے خواہ وہ خزائن و

فائن ہوں یا انسان کے مردہ اجسام وہ سب اگل کر ڈال دے گی اور محشر کے لئے ایک نئی زمین تیار ہوگی جس میں نہ کوئی غار' پہاڑ ہوگا نہ تعمیر اور درخت ایک صاف سطح مستوی ہوگی اس کو کھینچ کر بڑھا دیا جائے گا تا کہ تمام اولین وآخرین اس پر جمع ہوسکیں۔ یہ بیان دوسری سورتوں میں مختلف عنوان سے آیا ہے' یہاں ایک نئی زیادتی یہ ہے کہ آسمان اور زمین دونوں پر جو تصرف حق تعالیٰ کی طرف سے روز قیامت ہوگا اس کے متعلق فرمایا وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ 'اذن کے معنی ہیں سن لیا اور مراد سننے سے سن کر اطاعت کرنا ہے اور حقت وبصیغہ مجہول کے معنی یہ ہیں کہ **حق لھاالانقیاد** یعنی حق واجب تھا کہ وہ اللہ کے اس حکم کی اطاعت کرے۔

احکام الٰہیہ کی دو قسمیں

یہاں آسمان وزمین کی اطاعت اور تعمیل حکم کے دو معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ احکام الٰہیہ دو طرح کے ہوتے ہیں' ایک تشریعی احکام جن میں ایک قانون بتلایا جاتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کی سزا بتلادی جاتی ہے مگر کرنے والے کو اس کی کسی جانب پر مجبور محض نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو ایک درجہ کا اختیار دیا جاتا ہے وہ اپنے اختیار سے اس قانون کی پابندی کرے یا خلاف ورزی' اور ایسے احکام عموماً ان مخلوقات پر عائد ہوتے ہیں جو ذوی العقول کہلاتے ہیں جیسے انسان اور جن' یہیں سے ان میں مومن وکافر اور مطیع و نافرمان کی دو قسمیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری قسم احکام کی تکوینی اور تقدیری احکام ہیں ان کی تنفیذ جبری ہوتی ہے کسی کی مجال نہیں کہ سرمو ان کے خلاف کر سکے ان احکام کی تعمیل کل مخلوقات جبراً کرتی ہے ان میں انسان اور جن بھی داخل ہیں' تکوینی احکام میں ان کے لئے جو کچھ مقدر کر دیا گیا ہے مومن ہو یا کافر' متقی ہو یا فاسق' سب کے سب اسی

تقدیری قانون کے تابع چلنے پر مجبور ہیں۔

ذرہ ذرہ دہر کا پابستہ تقدیر ہے زندگی کے خواب کی جامی یہی تعبیر ہے

اس جگہ یہ ہوسکتا ہے کہ آسمان وزمین کو حق تعالی خاص شعور وادراک عطا فرمادیں جو مکلفین میں ہوتا ہے اور جب ان کو کوئی حکم حق تعالی کی طرف سے ملا' انہوں نے باختیار خود اس کی تعمیل اور اطاعت کی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس حکم سے مراد حکم تکوینی لیا جائے جس میں کسی کے ارادہ واختیار کو دخل ہی نہیں ہوتا **اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ** کے الفاظ پہلے معنی کے لئے زیادہ اقرب ہیں' دوسرے معنی بھی بطور مجاز کے بن سکتے ہیں۔

وَاِذَاالْاَرْضُ مُدَّتْ 'مد کے معنی کھینچنے اور دراز کرنے کے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز زمین کو اس طرح کھینچ کر پھیلایا جائے گا جیسے چمڑے (یا ربڑ) کو کھینچ کر بڑا کر دیا جاتا ہے' مگر اس کے باوجود میدان حشر جو اس زمین پر ہوگا اس میں ابتداء دنیا سے قیامت تک کے تمام انسان جمع ہوں گے تو صورت یہ ہوگی کہ ایک آدمی کے حصہ میں صرف اتنی زمین ہوگی جس پر اس کے پاؤں ہیں۔ (رواہ الحاکم بسند جید۔ مظہری)

وَاَلْقَتْ مَافِيْهَاوَتَخَلَّتْ' یعنی اگل دے گی زمین ہر اس چیز کو جو اس کے بطن میں ہے اور بالکل خالی ہو جائے گی زمین کے بطن میں خزائن ودفائن اور معاون بھی ہیں اور ابتدائے دنیا سے مرنے والے انسانوں کے اجسام وذرات بھی' زمین ایک زلزلہ کے ساتھ یہ سب چیزیں اپنے بطن سے باہر نکال دے گی۔

يٰٓاَيُّهَاالْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ' کدح کے معنی کسی کام میں پوری جدوجہد اور اپنی توانائی صرف کرنے کے ہیں اور **الی ربک** سے مراد الی لقاء ربک

ہے یعنی انسان کی ہر سعی وجدوجہد کی انتہا اس کے رب کی طرف ہونے والی ہے۔

رجوع الی اللہ

اس آیت میں حق تعالی نے بنی نوع انسان کو خطاب فرما کر اس کے غور وفکر کے لئے ایک ایسی راہ دکھائی ہے کہ اس میں کچھ بھی عقل وشعور ہو تو وہ اپنی جدوجہد کا رخ صحیح سمت کی طرف پھیر سکتا ہے جو اس کو دنیا و دین میں سلامتی اور عافیت کی ضمانت دے۔ پہلی بات تو یہ ارشاد فرمائی کہ انسان نیک ہو یا بد' مومن ہو یا کافر اپنی فطرت سے اس کا عادی ہے کہ کچھ نہ کچھ حرکت کرے اور کسی نہ کسی چیز کو اپنا مقصود بنا کر اس کے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد اور محنت برداشت کرے' جس طرح ایک شریف نیک خو انسان اپنے معاش اور ضروریات زندگی کی تحصیل میں فطری اور جائز طریقوں کو اختیار کرتا ہے اور ان میں اپنی محنت وتوانائی صرف کرتا ہے۔ بدکار بدخو انسان بھی اپنے مقاصد کہیں بے محنت بے جدوجہد حاصل نہیں کرسکتا چور ڈاکو بدمعاش دھوکہ فریب سے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کو دیکھو کیسی کیسی ذہنی اور جسمانی محنت برداشت کرتے ہیں جب ان کو ان کا مقصود حاصل ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ بتلائی کہ عاقل انسان اگر غور کرے تو اس کی تمام حرکات بلکہ سکنات بھی ایک سر کی منزلیں ہیں جس کو وہ غیر شعوری طور پر قطع کر رہا ہے' جس کی انتہا اللہ تعالی کے سامنے حاضری یعنی موت ہے (الی ربک) میں اسی کا بیان ہے اور یہ انتہا ایسی حقیقت ہے کہ جس کا کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ انسان کی ہر جدوجہد اور محنت موت پر ختم ہونا یقینی ہے۔ تیسری بات یہ بتلائی کہ موت کے بعد اپنے رب کے سامنے حاضری کے وقت اس کی تمام حرکات و اعمال اور ہر جدوجہد کا حساب ہونا از روئے عقل وانصاف ضروری ہے تا کہ نیک و بد کا انجام الگ الگ معلوم

ہو سکے ورنہ دنیا میں تو اس کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا' ایک نیک آدمی ایک مہینہ محنت مزدوری کر کے اپنا رزق اور جو ضروریات حاصل کرتا ہے' چور ڈاکو اس کو ایک رات میں حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی وقت حساب کا اور جزاء و سزا کا نہ آئے تو دونوں برابر ہو گئے جو عقل و انصاف کے خلاف ہے۔ آخر میں فرمایا **فملاقیه**' **ملاقیه** کی ضمیر کدح کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ جدوجہد یہاں انسان کر رہا ہے بالآخر اپنے رب کے پاس پہنچ کر اپنی اس کمائی سے ملے گا اور اس کے اچھے یا برے نتائج اس کے سامنے آ جائیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملاقیہ کی ضمیر رب کی طرف راجع ہو اور معنی یہ ہوں کہ ہر انسان آخرت میں اپنے رب سے ملنے والا اور حساب کے لئے اس کے سامنے پیش ہونے والا ہے' آگے نیک و بد اور مومن و کافر انسانوں کے الگ الگ انجام کا ذکر ہے جس کی ابتدا اعمال نامہ کا داہنے یا بائیں ہاتھ میں آ جانا ہے داہنے ہاتھ والوں کو جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارت' اور بائیں ہاتھ والوں کو دوزخ کے عذاب کی اطلاع مل جاتی ہے۔ اس مجموعہ پر اگر انسان غور کرے کہ ضروریات زندگی بلکہ اپنے نفس کی غیر ضروری مرغوبات کو بھی حاصل تو نیک و بد دونوں ہی کر لیتے ہیں اس طرح دنیا کی زندگی دونوں کی گزر جاتی ہے مگر ان دونوں کے انجام میں زمین و آسمان کا فرق ہے ایک کے نتیجہ میں دائمی غیر منقطع راحت ہی راحت ہے' دوسرے کے نتیجہ میں دائمی مصیبت و عذاب ہے' پھر کیوں نہ انسان اس انجام کو آج ہی سوچ سمجھ کر اپنی سعی و عمل کا رخ اس طرف پھیر دے جو دنیا میں بھی ان کی ضرورتوں کو پورا کر دے اور آخرت کی دائمی نعمت بھی اس کو حاصل رہے۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا وَّیَنْقَلِبُ اِلٰٓی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا اس میں مؤمنین کا حال بیان فرمایا ہے کہ

ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے اوران سے بہت آسان حساب لے کر جنت کی بشارت دے دی جائے گی اوروہ اپنے گھر والوں کے پاس خوش خوش واپس ہوگا۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامن حوسب یوم القیٰمة عذب' یعنی قیامت کے روز جس سے حساب لیا جائے وہ عذاب سے نہ بچے گا۔اس پر حضرت صدیقہ عائشہؓ نے سوال کیا کہ کیا قرآن میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیْرًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت میں جس کو حِسَابًا یَسِیْرًا فرمایا وہ درحقیقت مکمل حساب نہیں بلکہ صرف رب العزت کے سامنے پیشی ہے اور جس شخص سے اس کے اعمال کا پورا پورا حساب لیا گیا وہ ہرگز عذاب سے نہ بچے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کے اعمال بھی رب العزت کے سامنے پیش تو سب ہوں گے مگر ان کے ایمان کی برکت سے ان کے ہر ہر عمل پر مناقشہ نہیں ہوگا' اسی کا نام حساب یسیر ہے اور اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش واپس ہونے کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ یا تو گھر والوں سے مراد جنت کی حوریں ہیں جو وہاں اس کے اہل ہوں گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا میں جو اس کے اہل وعیال تھے محشر کے میدان میں جب حساب کے بعد کامیابی ہوگی تو دنیا کی عادت کے مطابق اس کی خوشخبری سنانے اس کے پاس جائے' ائمہ تفسیر نے دونوں احتمال بیان فرمائے ہیں۔ (قرطبی)

اِنَّهٗ كَانَ فِیْ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا' یعنی جس کا اعمالنامہ اس کی پشت کی طرف سے اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ وہاں اس کی تمنا کرے گا کہ کاش وہ پھر مر کر مٹی ہو جائے اور عذاب سے بچ جائے مگر وہاں یہ ناممکن ہوگا بلکہ اس کو جہنم میں داخل

کر دیا جائے گا' اس کی ایک وجہ یہاں یہ ارشاد فرمائی کہ وہ دنیا میں اپنے اہل وعیال میں آخرت سے بے فکر ہو کر مگر اور خوش رہا کرتا تھا' بخلاف مؤمنین کے کہ ان کو دنیا کی زندگی میں کبھی بے فکری نہیں ہوتی' ہر عیش وراحت کے وقت بھی آخرت کی فکر ضرور لگی رہتی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے ان کا حال بیان فرمایا ہے انا کنا فی اھلنا مشفقین یعنی ہم تو اپنے اہل عیال میں رہتے ہوئے بھی آخرت کا خوف رکھتے تھے اس لئے ان دونوں فریق کا انجام ان کے مناسب ہوا' جو دنیا میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ آخرت سے بے فکر ہو کر عیش وعشرت اور خوشی ومسرت میں گزارتے تھے۔ آج ان کے حصہ میں یہ عذاب جہنم آئے گا اور جو لوگ دنیا میں آخرت کے حساب وعذاب سے ڈرتے رہتے تھے ان کو وہاں مسرت وخوشی حاصل ہوگی اور اب وہ اپنے اہل وعیال میں دائمی مسرت کے ساتھ رہیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی راحتوں میں مست ومسرور ہو جانا مؤمن کا کام نہیں' اس کو کسی وقت کسی حال آخرت کے حساب سے بے فکری نہیں ہوتی۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ' اس آیت میں حق تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کے ساتھ موکد کر کے انسان کو پھر اس چیز کی طرف متوجہ کیا ہے جس کا کچھ ذکر پہلے انک کادح الیٰ ربک میں آچکا ہے۔ یہ چاروں چیزیں جن کی قسم کھائی ہے اگر غور کرو تو اس مضمون کی شاہد ہیں جو جواب قسم میں آنے والا ہے یعنی انسان کو ایک حال پر قرار نہیں اس کے حالات اور درجات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں۔ پہلی چیز شفق ہے یعنی وہ سرخی جو آفتاب غروب ہونے کے بعد اُفق مغرب میں ہوتی ہے یہ رات کی ابتدا ہے جو انسانی احوال میں ایک بڑے انقلاب کا مقدمہ ہے کہ روشنی جا رہی ہے اور تاریکی کا سیلاب آ رہا ہے' اس کے بعد خود رات کی قسم ہے جو اس انقلاب کی تکمیل کرتی ہے' اس کے بعد ان تمام چیزوں کی قسم ہے جن کو رات کی تاریکی اپنے اندر جمع کر لیتی ہے۔ وسق کے اصل

معنے جمع کر لینے کے ہیں' اس کے عام معنے مراد لیے جائیں تو اس میں تمام دنیا کی کائنات داخل ہیں جو رات کی تاریکی میں چھپ جاتی ہیں اس میں حیوانات' نباتات' جمادات' پہاڑ اور دریا سبھی شامل ہیں اور جمع لینے کی مناسبت سے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ چیزیں جو عادۃً دن کی روشنی میں منتشر پھیلی ہوئی رہتی ہیں۔ رات کے وقت وہ سب سمٹ کر اپنے اپنے ٹھکانوں میں جمع ہو جاتی ہیں' انسان اپنے گھر میں' حیوانات اپنے اپنے گھروں اور گھونسلوں میں جمع ہو جاتے ہیں' کاروبار میں پھیلے ہوئے سامانوں کو سمیٹ کر یکجا کر دیا جاتا ہے' یہ ایک عظیم انقلاب خود انسان اور اس کے متعلقات میں ہے۔ چوتھی چیز جس کی قسم کھائی گئی وہ والقمر اذا التسق ہے یہ بھی وسق سے مشتق ہے جس کے معنے جمع کر لینے کے ہیں قمر کے اتساق سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی روشنی کو جمع کرے اور یہ چودھویں رات میں ہوتا ہے جبکہ چاند بالکل مکمل ہوتا ہے۔ اذا اتسق کا لفظ چاند کے مختلف اطوار اور حالات کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے ایک نہایت خفیف نحیف قوس کی شکل میں ہوتا ہے پھر اس کی روشنی روز کچھ ترقی کرتی ہے یہاں تک کہ بدر کامل ہو جاتا ہے۔ مسلسل اور پیہم انقلابات احوال پر شہادت دینے والی چار چیزوں کی قسم کھا کر حق تعالیٰ نے فرمایا لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ' جو چیزیں تہ بہ تہ ہوتی ہیں اس کی ایک تہ کو طبق یا طبقہ کہتے ہیں جمع طبقات آتی ہے لترکبن' رکوب بمعنے سوار ہونے سے مشق ہے معنی یہ ہیں کہ اے بنی نوع انسان تم ہمیشہ ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ پر سوار ہوتے اور چڑھتے چلے جاؤ گے۔ یعنی انسان اپنی تخلیق کے ابتدا سے انتہا تک کسی وقت ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ اس کے وجود پر تدریجی انقلابات آتے رہتے ہیں۔

انسانی وجود میں بے شمار انقلابات اور دائمی سفر اور اس کی آخری منزل

نطفہ سے منجمد خون بنا پھر اس سے ایک مضغہ گوشت بنا پھر اس میں ہڈیاں پیدا ہوئیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا اور اعضاء کی تکمیل ہوئی پھر اس میں روح لا کر ڈالی گئی اور وہ ایک زندہ انسان بنا جس کی غذا بطنِ مادر کے اندر رحم کا گندہ خون تھا' نو مہینے کے بعد اللہ نے اس کے دنیا میں آنے کا راستہ آسان کر دیا اور گندی غذا کی جگہ ماں کا دودھ ملنے لگا۔ دنیا کی وسیع فضا اور ہوا دیکھی بڑھنے اور پھلنے پھولنے لگا' دو برس کے اندر چلنے پھرنے اور بولنے کی قوت بھی حرکت میں آئی' ماں کا دودھ چھوٹ کر اس سے زیادہ لذیذ اور طرح طرح کی غذائیں ملیں' کھیل کود اور لہو ولعب اس کے دن رات کا مشغلہ بنا۔ کچھ ہوش وشعور بڑھا تو تعلیم وتربیت کے شکنجے میں کسا گیا' جوان ہوا تو پچھلے سب کام متروک ہو کر جوانی کی خواہشات نے ان کی جگہ لے لی اور ایک نیا عالم شروع ہوا۔ نکاح شادی' اولاد اور خانہ داری کے مشاغل دن رات کا مشغلہ بن گئے۔ آخر یہ دَور بھی ختم ہونے لگا' قویٰ میں اضمحلال اور ضعف پیدا ہوا' بیماریاں آئے دن رہنے لگیں' بڑھاپا آ گیا اور اس جہان کی آخری منزل یعنی قبر تک پہنچنے کے سامان ہونے لگے۔ یہ سب چیزیں تو سب کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں کسی کو مجالِ انکار نہیں مگر حقیقت سے ناآشنا انسان سمجھتا ہے کہ یہ موت اور قبر اس کی آخری منزل ہے آگے کچھ نہیں' اللہ تعالیٰ جو خالقِ کائنات اور علیم وخبیر ہے اس نے آگے آنے والے مراحل کو اپنے انبیاء کے ذریعہ غافل انسان تک

پہنچایا کہ قبر تیری آخری منزل نہیں بلکہ یہ صرف ایک انتظار گاہ (ویٹنگ روم) ہے اور آگے ایک بڑا جہان آنے والا ہے اوراس میں ایک بڑے امتحان کے بعد انسان کی آخری منزل مقرر ہو جائے گی جو یا تو راحت وآرام کی ہوگی یا پھر دائمی عذاب ومصیبت کی' اوراس کی آخری منزل پر ہی انسان اپنے حقیقی مستقر پر پہنچ کر انقلابات کے چکر سے نکلے گا۔قرآن کریم نے ان الیٰ ربک الرجعیٰ' اورالیٰ ربک المنتھیٰ اور کادح الیٰ ربک میں یہی مضمون بیان فرما کر غفلت شعار انسان کو حقیقت اوراس کی آخری منزل سے آگاہ اوراس پر متنبہ کیا کہ عمر دنیا کے تمام حالات اور انقلابات آخری منزل تک جانے کا سفر اور اس کے مراحل ہیں اور انسان چلتے پھرتے سوتے جاگتے کھڑے بیٹھے ہر حال میں اس سفر کی منزلیں طے کر رہا ہے اور بالآخر اپنے رب کے پاس پہنچتا ہے اور عمر بھر کے اعمال کا حساب دے کر آخری منزل میں قرار پاتا ہے جہاں یا راحت ہی راحت اور غیر منقطع آرام ہی آرام ہے یا پھر معاذ اللہ عذاب ہی عذاب اور غیر منقطع مصائب ہیں۔تو عقلمند انسان کا کام یہ ہے کہ دنیا میں اپنے آپ کو ایک مسافر سمجھے اور اپنے وطن اصلی کے لئے سامان تیار کرنے اور بھیجنے کی فکر ہی کو دنیا کا سب سے بڑا مقصد بنائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل' یعنی دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر چند روز کے لئے کہیں ٹھہر گیا ہو یا کسی رہگذر میں چلتے چلتے کچھ دیر آرام کے لئے رک گیا ہو۔ طبقاً عن طبق کی تفسیر جو اوپر بیان کی گئی ہے ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مضمون کی روایت کی ہے۔یہ طویل حدیث اس جگہ قرطبی نے بحوالہ ابی نعیم اور ابن کثیر نے بحوالہ ابن ابی حاتم مفصل نقل کی ہے۔ان آیات میں غافل انسان کو اس کی تخلیق اور عمر دنیا میں اس کو پیش آنے والے حالات وانقلابات

سامنے کر کے یہ ہدایت دی کہ غافل اب بھی وقت ہے کہ اپنے انجام پر غور اور آخرت کی فکر کرو مگر ان تمام روشن ہدایات کے باوجود بہت سے لوگ اپنی غفلت سے باز نہیں آتے اس لئے آخر میں ارشاد فرمایا فمالھم لا یؤمنون' یعنی ان غافل و جاہل انسانوں کو کیا ہو گیا کہ یہ سب کچھ سننے اور جاننے کے بعد بھی اللہ پر ایمان نہیں لاتے واذا قرئی علیھم القراٰن لایسجدون' یعنی جب ان کے سامنے ان واضح ہدایات سے بھرا ہوا قرآن پڑھا جاتا ہے اس وقت بھی وہ اللہ کی طرف نہیں جھکتے۔

سجدہ اور سجود کے معنی لغت میں جھکنے کے ہیں اور یہ اطاعت شعاری اور فرمانبرداری سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ سجدہ سے مراد سجدہ اصطلاح نہیں بلکہ اللہ کے سامنے اطاعت کے ساتھ جھکنا جس کو خشوع و خضوع کہتے ہیں وہ مراد ہے اور وجہ اس کی یہ کھلی ہوئی ہے کہ اس آیت میں حکم سجدہ کسی خاص آیت کے متعلق نہیں بلکہ پورے قرآن کے متعلق ہے اگر اس سے سجدہ اصطلاحی مراد لیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ پورے قرآن کی ہر آیت پر سجدہ لازم ہو جو باجماع امت مراد نہیں ہو سکتا۔ سلف و خلف میں کوئی اس کا قائل نہیں' اب رہا یہ مسئلہ کہ اس آیت کے پڑھنے اور سننے پر سجدہ واجب ہے یا نہیں تو اگرچہ کسی قدر تاویل کے ساتھ اس آیت سے بھی وجوب سجدہ پر استدلال ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض فقہائے حنفیہ نے کہا ہے کہ یہاں القرآن سے مراد پورا قرآن نہیں' بلکہ الف لام عہد کا ہے اور مراد اس سے خاص یہی آیت ہے لیکن یہ ایک قسم کی تاویل ہی ہے جو احتمال کے درجہ میں تو صحیح کہی جا سکتی ہے مگر اس کا مراد قرآن ہونا ظاہر عبادت سے بعید معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم' اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ اس کا فیصلہ روایات حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے تعامل سے ہو سکتا ہے مگر روایات حدیث سجدہ تلاوت کے متعلق مختلف قسم کی آئی ہیں' بعض سے وجوب معلوم ہوتا

ہے بعض سے رخصت' اسی لئے ائمہ مجتہدین کا اس معاملہ میں اختلاف ہے۔امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس آیت پر بھی سجدہ واجب ہے جیسا کہ مفصل کی دوسری آیتوں پر واجب ہے۔امام اعظم کا استدلال اس کے وجود پر مندرجہ ذیل احادیث سے ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابورافعؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک روز عشا کی نماز حضرت ابوہریرہؓ کے پیچھے پڑھی' انہوں نے سورہ اذا السماء انشقت کی تلاوت نماز میں کی اوراس آیت پر سجدہ کیا' میں نے ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ یہ کیسا سجدہ ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں اس آیت پر سجدہ کیا ہے اس لئے میں ہمیشہ اس آیت پر سجدہ کرتا رہوں گا جب تک کہ محشر میں آپ سے ملاقات ہو اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اذا السماء انشقت میں اور اقراء باسم ربک میں سجدہ کیا ہے۔قرطبی نے ابن عربی سے نقل کیا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ آیت بھی آیات سجدہ میں سے ہے اس کے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہے مگر ابن عربی جن لوگوں میں مقیم تھے ان میں اس آیت پر سجدہ کرنے کا رواج نہیں تھا وہ کسی ایسے امام کے مقلد ہوں گے جن کے نزدیک سجدہ واجب نہیں تو ابن عربی کہتے ہیں کہ میں نے یہ طریقہ اختیار کرلیا کہ جب کہیں امامت کروں تو سورہ انشقاق نہیں پڑھتا کیونکہ میرے نزدیک اس پر سجدہ واجب ہے اگر سجدہ نہیں کرتا تو گناہ گار ہوتا ہوں اور اگر کرتا ہوں تو پوری جماعت میرے اس فعل کو برا سمجھے گی' بلاوجہ اختلاف کیوں ڈالا جائے' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

عاملین کے اقسام مع نتائج اعمال

هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ○ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً ○ تُسْقٰی مِنْ
عَیْنٍ اٰنِیَةٍ ○ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ ○
لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ ○ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ○
لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ ○ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ○ لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا
لَاغِیَةً ○ فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَةٌ ○ فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ○
وَّاَکْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ○ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ○ وَّزَرَابِیُّ
مَبْثُوْثَةٌ ○ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَاِلَی
وَالَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ○ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ
نُصِبَتْ ○ وَاِلَی الْاَرْضِ کیف سطحت ○ فذکر قف
اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ○ اِلَّا مَنْ
تَوَلّٰی وَ کَفَرَ ○ فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَکْبَرَ ○ اِنَّ اِلَیْنَآ
اِیَابَهُمْ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ ○

(سورۃ الغاشیہ آیت ۱ تا ۲۶)

کیا آپ کے پاس سب پر چھا جانے والی قیامت کا حال پہنچا کئی چیزوں پر اس دن ذلت برس رہی ہوگی محنت کرنے والے تھکنے والے دہکتی ہوئی آگ میں گریں گے اُنہیں ابلتے ہوئے چشمے سے پلایا جائے گا۔ ان کے لئے کوئی کھانا سوائے کانٹے دار جھاڑی کے نہ ہوگا جو نہ فربہ کرتی ہے اور

نہ بھوک کو دُور کرتی ہے۔ کئی منہ اُس دن ہشاش بشاش ہوں گے اپنی کوشش سے خوش ہوں گے۔ اونچے باغ میں ہوں گے وہاں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔ وہاں ایک چشمہ جاری ہوگا۔ وہاں اونچے اونچے تخت ہوں گے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار سے لگے ہوئے اور مخملی فرش بچھے ہوئے پھر کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کئے گئے ہیں اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے کھڑے کئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کیسی بچھائی گئی ہے پس آپ نصیحت کیجئے بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں مگر جس نے منہ موڑا اور انکار کیا سو اللہ ان کو بہت بڑا عذاب دے گا بیشک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔

معارف ومسائل

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ قیامت میں دو فریق مؤمن و کافر الگ الگ ہو جائیں گے ان کے چہرے الگ الگ پہچانے جائیں گے۔ اس آیت میں کافروں کے چہروں کا ایک حال یہ بتلایا ہے کہ وہ خاشعہ ہوں گے' خشوع کے معنی جھکنے اور ذلیل ہونے کے ہیں۔ نماز میں خشوع کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے اور ذلت وپستی کے آثار اپنے وجود پر طاری کرے جن لوگوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع وتذلل اختیار نہیں کیا اس کی سزا ان کو قیامت میں یہ ملے گی کہ وہاں ان کے چہروں پر ذلت اور رسوائی کے آثار نمایاں ہوں گے۔

دوسرا اور تیسرا حال ان کے چہروں کا یہ بیان فرمایا کہ عاملہ' ناصبہ ہوں گے' عاملہ کے لفظی معنے عمل اور محنت کرنے والے کے ہیں۔ محاورات میں عامل اور عاملہ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو مسلسل عملاً محنت سے تھکا ماندہ چور ہو چکا ہو اور ناصبہ نصب سے مشتق ہے اس کے معنی بھی تھکنے اور تعب و مشقت میں پڑ جانے کے ہیں۔ کفار و مجرمین کے یہ دو حال کہ عمل اور محنت سے تھکے درماندہ ہوں گے ظاہر یہ ہے کہ یہ حال ان کی دنیا کا ہے کیونکہ آخرت میں تو کوئی عمل اور محنت نہیں' اسی لئے قرطبی وغیرہ مفسرین نے اس کا یہ مفہوم قرار دیا ہے کہ پہلا حال یعنی چہروں پر ذلت و رسوائی یہ تو آخرت میں ہوگا اور عاملہ' ناصبہ کے دونوں حال ان لوگوں کے دنیا میں ہوتے ہیں کیونکہ بہت سے کفار فجار مشرکانہ عبادت اور باطل طریقوں میں مجاہدہ و ریاضت دنیا میں کرتے رہتے ہیں۔ ہندوؤں کے جوگی' نصاریٰ کے راہب بہت سے ایسے بھی ہیں جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کی رضا جوئی کے لئے دنیا میں عبادت و ریاضت کرتے ہیں اور اس میں محنت شاقہ برداشت کرتے ہیں مگر وہ عبادت مشرکانہ اور باطل طریقہ پر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اجر و ثواب نہیں رکھتی تو ان لوگوں کے چہرے دنیا میں بھی عاملہ ناصبہ رہے اور آخرت میں ان پر ذلت و رسوائی کی سیاہی چھائی ہوگی۔

حضرت حسن بصریؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ جب ملک شام میں تشریف لے گئے تو ایک نصرانی راہب آپ کے پاس آیا جو بوڑھا تھا اور اپنے مذہب کی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و محنت میں لگا ہوا تھا۔ محنت سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا' بدن خشک لباس خستہ و بدہیئت تھا' جب فاروق اعظمؓ نے اس کو دیکھا تو آپ رو پڑے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ مجھے اس بوڑھے کے حال پر رحم آیا کہ اس بے چارے نے ایک مقصد کے لئے بڑی محنت و جانفشانی کی مگر وہ اس

مقصد یعنی رضائے الٰہی کو نہیں پاسکا اور اس پر حضرت عمرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ O عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ O (قرطبی)

نَارًا حَامِيَةً حَامِيَه کے لفظی معنی گرم کے ہیں اور آگ کا گرم ہونا اس کا طبعی حال ہے پھر اس کی صفت خاصہ بیان کرنا یہ بتلانے کے لئے ہے کہ اس آگ کی گرمی دنیا کی آگ کی طرح کسی وقت کم یا ختم ہونے والی نہیں بلکہ یہ حامیه دائمًا ہے۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ، یعنی اہل جہنم کو کھانے کے لئے ضریع کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ ضریع دنیا میں ایک خاص قسم کی خاردار گھاس ہے جو زمین پر پھیلتی ہے کوئی جانور اس کے پاس نہیں جاتا بدبودار زہریلی کانٹوں والی ہے (کذا فسرہ عکرمہ و مجاہد۔ قرطبی)

جہنم میں گھاس، درخت کیسے

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ گھاس درخت تو آگ سے جل جانے والی چیزیں ہیں جہنم میں یہ کیسے رہیں گی کیونکہ جس خالق و مالک نے ان کو دنیا میں پانی اور ہوا سے پالا ہے اس کو یہ بھی قدرت ہے کہ جہنم میں ان درختوں کی غذا آگ ہی بنادے وہ اسی سے پھلیں پھولیں۔

ایک شبہ کا جائزہ

قران میں اہل جہنم کی غذا کے بارے میں مختلف چیزوں کا ذکر آیا ہے۔ یہاں ضریع ان کی غذا بتلائی ہے۔ دوسری جگہ زقوم اور تیسری جگہ غسلین تو اس آیت میں جو حصر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اہل جہنم کو کوئی غذا بجز ضریع کے نہ دی جائے گی، یہ حصر بمقابلہ اس غذا کے ہے جو کھانے کے لائق خوشگوار جزء بدن بننے والی ہو اور ضریع بطور

مثال کے لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل جہنم کو کوئی کھانے کے لائق غذا نہیں ملے گی بلکہ ضریع جیسی تکلیف دہ مضر چیزیں دی جائیں گی اس لئے ضریع میں حصر مقصود نہیں بلکہ زقوم اور غسلین بھی ضریع میں شامل ہیں اور قرطبی نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ جہنم کے مختلف درجات طبقات میں ان کی مختلف غذائیں ہوں۔ کہیں ضریع کہیں زقوم کہیں غسلین۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ' آیت سابقہ میں جو اہل جہنم کی غذا ضریع بتلائی گئی ہے بعض کفار مکہ نے جب یہ آیت سنی تو کہنے لگے کہ ہمارے اونٹ تو ضریع کھا کر خوب فربہ ہو جاتے ہیں ان کے جواب میں فرمایا کہ جہنم کے ضریع کو دنیا کے ضریع پر قیاس نہ کرو۔ وہاں کے ضریع سے نہ فربہی پیدا ہوگی اور نہ بھوک سے نجات ملے گی۔

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً' یعنی جنت میں کوئی ایسا کلام ایسی بات اہل جنت کے کان نہ پڑے گی جو لغو و بے ہودہ اور دلخراش ہو۔ اس میں کلمات کفریہ باطلہ بھی آ گئے اور گالی گلوچ' افتراء و بہتان الزام لگانا اور ایسے سب کلام آ گئے جن کو سن کر انسان کو ایذا پہنچتی ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم نے اسی کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ لایسمعون فیها لغوًا و لا تأثیمًا 'یعنی اہل جنت جنت میں کوئی لغو بات یا الزام لگانے کی بات نہ سنیں گے۔ اس کے علاوہ بھی کئی جگہ یہ مضمون قرآن میں مذکور ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ الزام تراشی اور بے تکی بے ڈھنگی باتیں بڑی ایذا کی چیز ہے اسی لئے قرآن کریم نے اہلِ جنت کے حالات میں اہتمام سے اس کو بیان فرمایا کہ اہل جنت کے کانوں میں کبھی کوئی ایسا کلمہ نہیں پڑے گا جس سے ان کا دل برا اور میلا ہو۔

بعض آداب معاشرت

وَاَکْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ اکواب، کوب کی جمع ہے پانی پینے کے برتن کو کہا جاتا ہے جیسے آبخورے، گلاس وغیرہ اس کی صفت میں لفظ موضوعہ یعنی اپنی مقررہ جگہ پر پانی کے قریب رکے ہوئے ہوں گے۔ یہ فرما کر آداب معاشرت کے ایک اہم باب کی تلقین فرمائی گئی ہے کہ پانی پینے کے برتن پانی کے قریب مقررہ جگہ پر رہنے چاہئیں وہاں سے اِدھر اُدھر ہو جائیں اور پانی پینے کے وقت تلاش کرنا پڑے یہ ایذا و تکلیف کی چیز ہے اس لئے ہر شخص کو اس کا اہتمام چاہئے کہ ایسی استعمالی چیزیں جو سب گھر والوں کے کام میں آتی ہیں جیسے لوٹے، گلاس، تولیہ وغیرہ ان کی جگہ مقرر رہنی چاہئے اور استعمال کرنے کے بعد اس کو وہیں رکھنا چاہئے تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہ اشارہ لفظ موضوعہ سے اس لئے نکلا کہ حق تعالیٰ نے اہل جنت کی راحت و آسائش کے لئے اس کے ذکر کا اہتمام فرمایا کہ ان کے پانی پینے کے برتن پانی کے قریب رکھے ہوئے ملیں گے۔

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ، الآیۃ قیامت کے احوال اور اس میں مومن و کافر کی جزاء و سزا کا بیان فرمانے کے بعد ان جاہل معاندین کی ہدایت کی طرف توجہ فرمائی جو اپنی بے وقوفی سے قیامت کا انکار اس بنا پر کرتے ہیں کہ انہیں مرنے اور مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بہت بعید بلکہ محال نظر آتا ہے ان کی ہدایت کے لئے حق جل شانہ نے اپنی قدرت کی چند نشانیوں میں غور کرنے کا ان آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے اور اللہ کی قدرت کی نشانیاں تو آسمان و زمین میں بے شمار ہیں، یہاں ان میں

سے ایسی چار چیزوں کا ذکر فرمایا جو عرب کے بادیہ نشین لوگوں کے مناسب حال ہیں کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو کر بڑے بڑے سفر طے کرتے ہیں اس وقت ان کے سب سے زیادہ قریب اونٹ ہوتا ہے اوپر آسمان اور نیچے زمین اور دائیں بائیں اور آگے پیچھے پہاڑوں کا سلسلہ ہوتا ہے انہیں چاروں چیزیوں میں ان کو غور کرنے کا حکم دیا گیا کہ دوسری آیات قدرت کو بھی چھوڑ و انہیں چار چیزوں میں غور کرو تو حق تعالیٰ کی ہر چیز پر قدرت کاملہ کا مشاہدہ ہو جائے گا۔

اور جانوروں میں اونٹ کی کچھ ایسی خصوصیات بھی ہیں جو خاص طور سے غور کرنے والے کے لئے حق تعالیٰ کی حکمت وقدرت کا آئینہ بن سکتی ہیں۔ اول تو عرب میں سب سے زیادہ بڑا جانور اپنے ڈیل ڈول کے اعتبار سے اونٹ ہی ہے' ہاتھی وہاں ہوتا نہیں دوسرے حق تعالیٰ نے اس عظم الجثہ جانور کو ایسا بنا دیا ہے کہ عرب کے بدو اور غریب مفلس آدمی بھی اس اتنے بڑے جانور کے پالنے رکھنے میں کوئی مشکل محسوس نہ کریں کیونکہ اس کو چھوڑ دیجئے تو یہ اپنا پیٹ خود بھر لے گا اونچے درختوں کے پتے توڑنے کی زحمت بھی آپ کو نہیں کرنا پڑتی یہ خود درختوں کی شاخیں کھا کر گزارہ کر لیتا ہے' ہاتھی اور دوسرے جانوروں کی سی اس کی خوراک نہیں جو بڑی گراں پڑتی ہے۔ عرب کے جنگلوں میں پانی ایک بہت ہی کمیاب چیز ہے' ہر جگہ ہر وقت نہیں ملتا۔ قدرت نے اس کے پیٹ میں ایک ریزرو ٹنکی ایسی لگا دی ہے کہ سات آٹھ روز کا پانی پی کر یہ اس ٹنکی میں محفوظ کر لیتا ہے اور تدریجی رفتار سے وہ اپنی پانی کی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔ اتنے اونچے جانور پر سوار ہونے کے لئے سیڑھی لگانا پڑتی مگر قدرت نے اس کے پاؤں کو تین تہ میں تقسیم کر دیا یعنی ہر پاؤں میں دو گھٹنے بنا دیے کہ وہ طے کر کے بیٹھ جاتا ہے تو اس پر چڑھنا اور اُترنا آسان ہو جاتا ہے۔ محنت کش اتنا ہے کہ سب جانوروں سے زیادہ بوجھ

اٹھالیتا ہے۔عرب کے میدانوں میں دن کا سفر دھوپ کی وجہ سے سخت مشکل ہے قدرت نے اس جانور کو رات بھر چلنے کا عادی بنا دیا ہے۔ مسکین طبع ایسا ہے کہ ایک لڑکی بچی اس کی مہار پکڑ کر جہاں چاہے لے جائے اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو انسان کو حق تعالیٰ کی قدرت وحکمت بالغہ کا سبق دیتی ہیں۔آخر سورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا کہ آپ کو ہم نے ان پر مسلط نہیں کیا کہ سب کو مؤمن ہی بنادیں لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ بلکہ آپ کا کام تبلیغ کرنے اور نصیحت کرنے کا ہے وہ کر کے آپ بے فکر ہو جائیں' ان کا حساب کتاب اور جزا وسزا سب ہمارا کام ہے۔

اعمال کی جزا اور سزا دنیا میں شروع ہو جاتی ہے اور بعض مصائب دنیاوی بداعمالی سے پیش آتے ہیں

وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ○ هَلْ فِىْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ ○ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ○ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ○ الَّتِىْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ ○ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ○ وَفِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ ○ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِى الْبِلَادِ ○ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ○ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ○ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ○ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّىْ اَكْرَمَنِ ○

وَاَمَّـآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّىْٓ اَهَانَنِ ○
كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ
الْمِسْكِيْنِ ○ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ○ وَّتُحِبُّوْنَ
الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ○ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ○
وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ○ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ
بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ○
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىْ ○ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ
عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ○ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ○ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○
فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ○ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ○

(سورۃ الفجر آیت ۱ تا ۳۰)

فجر کی قسم ہے اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب وہ گزر جائے ان چیزوں کی قسم عقلمندوں کے واسطے معتبر ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا اور فرعون میخوں والے کے ساتھ۔ ان سب نے ملک میں سرکشی کی پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بیشک آپ کا رب تاک میں ہے لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے پھر اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے لیکن جب اسے آزماتا ہے پھر اس

پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔ اور میت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو ہرگز نہیں جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی اور آپ کے رب کا تخت آ جائے گا اور فرشتے بھی صف بستہ چلے آئیں گے اور اسی دن دوزخ لائی جائے گی اس دن انسان سمجھے گا اور اس وقت اس کو سمجھنا کیا فائدہ دے گا کہے گا اے کاش میں اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا۔ پس اس دن اس کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا ہوگا۔ ارشاد ہوگا اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔

معارف ومسائل

اس سورت میں پانچ چیزوں کی قسم کھا کر اس مضمون کی تاکید کی گئی ہے جو آگے اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ میں بیان ہوا ہے یعنی اس دنیا میں تم جو کچھ کر رہے ہو اس پر جزاء وسزا ہونا لازمی اور یقینی ہے تمہارا رب تمہارے سب اعمال کی نگرانی میں ہے خواہ اسی جملے ان ربک لبالمرصاد کو جواب قسم کہا جائے یا محذوف قرار دیا جائے۔

وہ پانچ چیزیں جن کی قسم کھائی ہے ان میں پہلی چیز فجر یعنی صبح صادق کا وقت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مراد ہر روز کی صبح ہو کہ وہ عالم میں ایک انقلاب عظیم لاتی ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کاملہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ الفجر کے الف

لام کو عہد کا قرار دے کر اس سے کسی خاص دن کی فجر مراد ہو مفسرین صحابہ حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت ابن عباسؓ ابن زبیرؓ سے پہلے معنی یعنی عام وقت فجر کسی روز کا ہو منقول ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں اس سے مراد ماہِ محرم کی پہلی تاریخ کی فجر ہے جو اسلامی قمری سال کا آغاز ہے۔ حضرت قتادہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔

اور بعض حضرات مفسرین نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی یوم النحر کی صبح اس کی مراد قرار دی ہے۔ مجاہد عکرمہ کا یہی قول ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت میں یہ قول منقول ہے۔ وجہ اس یوم النحر کی تخصیص کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن کے لئے ایک رات ساتھ لگائی ہے جو اسلامی اصول کے مطابق دن سے پہلے ہوتی ہے صرف یوم النحر ایسا دن ہے کہ اس کے ساتھ کوئی رات نہیں کیونکہ یوم النحر سے پہلے جو رات ہے وہ یوم النحر کی نہیں بلکہ شرعاً عرفہ ہی کی رات قرار دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حج کرنے والا عرفہ کے دن میدان عرفات میں نہ پہنچ سکا رات کو صبح صادق سے پہلے کسی وقت بھی عرفات میں پہنچ گیا تو اس کا وقوف معتبر اور حج صحیح ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ روز عرفہ کی دو راتیں ہیں ایک اس سے پہلے دوسری اس کے بعد اور یوم النحر کی کوئی رات نہیں' اس لحاظ سے صبح یوم النحر تمام ایام دنیا میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ (قرطبی)

دوسری چیز جس کی قسم ہے وَلَيَالٍ عَشْرٍ یعنی دس راتیں' حضرت ابن عباسؓ، قتادہ' مجاہد' سدی' ضاک' کلبی' ائمہ تفسیر کے نزدیک ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں مراد ہیں کیونکہ حدیث میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت کرنے کے لئے اللہ کے نزدیک سب دنوں میں عشرہ ذی الحجہ سب سے افضل ہے اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کی برابر اور اس میں ہر رات کی عبادت شب قدر کی برابر ہے (رواہ الترمذی و ابن ماجہ بسند ضعیف عن ابی ہریرہؓ مظہری) اور

ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ دس راتیں وہی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں آئی ہیں واتممنا ھا بعشر ۔ کیونکہ یہی دس راتیں سال کے ایام میں افضل ہیں۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ حضرت جابرؓ کی حدیث مذکور سے افضل ایام ہونا عشرہ ذی الحجہ کا معلوم ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی یہی دس راتیں ذی الحجہ کی مقرر کی گئی تھیں۔

والشفع والوتر، شفع کے لغوی معنی جوڑ کے ہیں جس کو اردو میں جفت کہتے ہیں اور وتر کے معنی طاق اور فرد کے ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ میں یہ متعین نہیں کہ اس جفت اور طاق سے کیا مراد ہے اس لئے ائمہ تفسیر کے اقوال اس میں بے شمار ہیں مگر خود حدیث مرفوع جو ابوالزبیر نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

(والفجر○ ولیال عشر) ھو الصبح و عشر النحر والوتر یوم عرفه والشفع یوم النحر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **والفجر ولیال عشر** کے متعلق فرمایا کہ فجر سے مراد صبح اور عشر سے مراد عشرہ نحر ہے (اور یہ عشرہ ذی الحجہ کا پہلا ہی عشرہ ہوسکتا ہے جس میں یوم نحر شامل ہے) اور فرمایا کہ وتر سے مراد روز عرفہ اور شفع سے مراد یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) ہے۔

قرطبی نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا کہ یہ اسناد کے اعتبار سے اصح ہے بہ نسبت دوسری حدیث کے جو حضرت عمران بن حصین کی روایت سے نقل ہوئی ہے جس میں شفع و وتر نماز کا ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عباسؓ، عکرمہؒ، نحاسؒ نے اسی کو اختیار

کیا ہے کہ شفع سے مراد یوم النحر اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔

اور بعض ائمہ تفسیر ابن سیرین' مسروق' ابوصالح' قتادہ نے فرمایا کہ شفع سے مراد تمام مخلوقات ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوقات کو جوڑ جوڑ جفت پیدا کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے ومن کل شئی خلقنا زوجین' یعنی ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ کفر و ایمان شقاوت سعادت' نور و ظلمت' لیل و نہار' سردی گرمی' آسمان و زمین' جن وانس' مرد و عورت' اور ان سب کے بالمقابل وتر وہ صرف اللہ جل شانہ کی ذات ہے **ھو اللہ الاحد الصمد والیل اذا یسر' یسر' سری** سے مشتق ہے جس کے معنے رات کو چلنے کے ہیں۔ یہاں خود رات کو کہا گیا کہ جب وہ چلنے لگے یعنی ختم ہونے لگے۔ یہ پانچ قسمیں ذکر فرمانے کے بعد حق تعالیٰ نے غفلت شعار انسان کو ایک خاص انداز میں سوچنے سمجھنے کی دعوت دینے کے لئے فرمایا ھل فی ذٰلک قسم لذی حجر' حجر کے لفظی معنے روکنے کے ہیں انسان کی عقل اس کو برائی اور مضرت رساں چیزوں سے روکنے والی ہے اس لئے حجر بمعنے عقل بھی استعمال ہوتا ہے یہاں یہی معنے مراد ہیں۔ معنے آیت کے یہ ہیں کہ کیا عقل والے آدمی کے لیے یہ قسمیں بھی کافی ہیں یا نہیں۔ یہ صورت تو استفہام کی ہے مگر درحقیقت انسان کو غفلت سے بیدار کرنے کی ایک تدبیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان پر اور اس کے قسم کھا کر ایک بات کو بیان کرنے پر اور خود ان چیزوں کی عظمت پر جن کی قسم کھائی گئی ہے ذرا سا غور کرو تو جس چیز کے لئے یہ قسم کھائی گئی اس کا یقینی ہونا ثابت ہو جائے گا اور وہ چیز یہی ہے کہ انسان کے ہر عمل کا آخرت میں حساب ہونا اور اس پر جزا و سزا ہونا شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یہ جواب قسم اگرچہ صراحۃً مذکور نہیں مگر سیاق کلام سے ثابت ہے اور آگے جو کفار پر عذاب آنے کا بیان ہو رہا ہے وہ بھی اسی کا بیان ہے کہ کفر و معصیت کی سزا آخرت میں تو

ملنا طے شدہ ہی ہے کبھی کبھی دنیا میں ایسے لوگوں پر عذاب بھیج دیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں تین قوموں کے عذاب کا ذکر فرمایا۔اول قوم عادٗ دوسرے ثمودٗ تیسرے قوم فرعون۔عاد و ثمود دو قومیں جن کا سلسلہ نسب اوپر جا کر ارم میں مل جاتا ہے اس طرح لفظ ارم عاد و ثمود دنوں کے لئے بولا جاسکتا ہے۔یہاں صرف عاد کے ساتھ ارم کا ذکر کرنے کی وجہ خلاصہ تفسیر میں عاد و ثمود کے دونوں قوموں کے تحقیقی حالات کے ساتھ گزر چکا ہے۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ' لفظ ارم عاد کا عطف بیان یا بدل ہے اور مقصود اس سے قبیلہ عاد کی دو قسموں میں سے ایک کی تعین ہے یعنی عاد اولیٰ جو ان کے متقدمین ہیں ان کو عاد ارم کے لفظ سے اس لئے تعبیر کیا کہ یہ لوگ اپنے جد اعلیٰ ارم سے بہ نسبت عاد اخریٰ کے قریب تر ہیں۔ان کو اس جگہ قرآن کریم عاد ارم کے لفظ سے اور سورہ نجم میں اھلک عاد الاولیٰ کے عنوان سے تعبیر فرماتا ہے۔ان کی صفت میں قرآن کریم نے ذات العماد فرمایا۔عاد اور عمود ستون کو کہتے ہیں۔قوم عاد کو ذات العماد اس لئے کہا گیا کہ ان کے قد و قامت بڑے طویل تھے اور یہ قوم اپنے ڈیل ڈول اور قوت و طاقت میں سب دوسری قوموں سے ممتاز تھی ان کے اس امتیاز کو خود قرآن کریم نے بڑے واضح الفاظ میں فرمایا لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ' یعنی ایسی طویل القامت قوی قوم دنیا میں اس سے پہلے پیدا نہیں کی گئی تھی۔قرآن کریم نے ان کے طول قامت اور ڈیل ڈول کا دنیا کی ساری قوموں سے زیادہ ہونا تو واضح فرمادیا مگر ان کی کوئی پیمائش ذکر کرنا ضرورت سے زائد کام تھا اس کو چھوڑ دیا۔اسرائیلی روایات میں ان کے قد و قامت اور قوت کے متعلق عجیب عجیب اقوال مذکور ہیں۔حضرت ابن عباسؓ اور مقاتل سے ان کی قامت کا طول بارہ ہاتھ یعنی چھ گز یا 18 فٹ منقول ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان کا یہ قول بھی اسرائیلی روایات ہی سے ماخوذ ہے۔واللہ اعلم

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ارم اس جنت کا نام ہے جو عاد کے بیٹے شداد نے بنائی تھی اور اسی کی صفت ذات العماد ہے کہ وہ ایک عظیم الشان عمارت بہت سے عمودوں پر قائم ہوئے چاندی اور جواہرات سے تعمیر کی تھی تا کہ لوگ آخرت کی جنت کے بدلے اس نقد جنت کو اختیار کرلیں مگر جب یہ عالیشان محلات تیار ہو گئے اور شداد نے اپنے رؤسائے مملکت کے ساتھ اس میں جانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا یہ سب ہلاک ہو گئے اور وہ محلات بھی مسمار ہو گئے (قرطبی) اس اعتبار سے اس آیت میں قوم عاد کے ایک خاص عذاب کا ذکر ہوا جو مدینہ میں شداد بن عاد اور اس کی بنائی ہوئی جنت پر نازل ہوا اور پہلی تفسیر جس کو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے اس میں قوم عاد پر جتنے عذاب آئے ہیں ان سب کا بیان ہے۔

وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ' اوتاد' وتد کی جمع ہے میخ کو کہتے ہیں۔ فرعون کو ذی الاوتاد کہنے کی مختلف وجوہ حضرات مفسرین نے بیان فرمائی ہیں' مشہور جمہور مفسرین کے نزدیک وہی ہے جو خلاصہ تفسیر میں اوپر آ چکی ہے کہ اس لفظ میں اس کے ظلم و جور اور وحشیانہ سزاؤں کا ذکر ہے وہ جس پر خفا ہوتا اس کے ہاتھ پاؤں چار میخوں میں باندھ کر یا خود ان میں میخیں گاڑ کر اس کو دھوپ میں لٹا دیتا اور اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیتا تھا اور بعض مفسرین نے اس کی اپنی بیوی حضرت آسیہ کے متعلق ایک طویل قصہ ان کے مومن ہونے اور پھر فرعون کے سامنے اظہارِ ایمان کرنے کا اور پھر فرعون کی اسی قسم کی سزا کے ذریعہ ہلاک کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (مظہری)

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ' قوم عاد و ثمود اور قوم فرعون کے شر وفساد کا تذکرہ فرماتے ہوئے جو عذاب ان پر نازل ہوا اس کو عذاب کا کوڑا برسانے کے عنوان سے تعبیر کیا ہے اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جس طرح کوڑا مختلف اطراف

بدن پر پڑتا ہے ان پر بھی مختلف قسم کے عذاب نازل کیے گئے۔

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ' مرصاد اور مرصد رصدگاہ اور انتظار گاہ کو کہا جاتا ہے جو کسی مقام بلند پر ہو جہاں بیٹھ کر کوئی شخص دُور دُور تک کے لوگوں کو دیکھ سکے اور ان کے افعال واعمال کی نگرانی کر سکے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہر انسان کے تمام اعمال اور حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے اور سب کو ان کی جزا وسزا دینے والا ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ جملہ ہی ان قسموں کا جواب ہے۔ جو الفجر ولیال عشر میں مذکور ہوئی ہے۔

دنیا میں رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے نزدیک مقبول یا مردود ہونے کی علامت نہیں

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ الآیة' یہاں انسان سے مراد اصل میں تو کافر انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جو چاہے خیال باندھ لے مگر مفہوم عام کے اعتبار سے وہ مسلمان بھی اس خطاب میں شریک ہے جو اس جیسے خیال میں مبتلا ہو اور وہ خیال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے رزق میں وسعت اور مال ودولت صحت وتندرستی سے نوازے تو شیطان اس کو دو باطل خیالات میں مبتلا کرتا ہے اول یہ کہ وہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ میری ذاتی صلاحیت اور عقل وفہم اور سعی وعمل کا لازمی نتیجہ ہے جو مجھے ملنا ہی چاہئے میں اس کا مستحق ہوں دوسرے یہ کہ ان چیزوں کے حاصل ہونے سے یہ قرار دے کہ میں اللہ کے نزدیک بھی مقبول ہوں اگر مردود ہوتا تو وہ مجھے یہ نعمتیں کیوں دیتا۔ اسی طرح جب کسی انسان پر رزق میں تنگی اور فقر وفاقہ آئے تو اس کو اللہ کے نزدیک مردود ہونے کی دلیل سمجھے اور اس پر اس لئے خفا ہو کہ میں تو مستحق انعام واکرام کا تھا مجھے بے وجہ ذلیل وحقیر کر دیا'

ایسے خیالات کفار ومشرکین میں تو ہوتے ہی تھے اور قرآن کریم میں کئی جگہ کفار کے ان خیالات کا اظہار مذکور بھی ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل بہت سے مسلمان بھی اس گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان آیات میں ایسے انسانوں کا حال ذکر کر کے فرمایا کلا یعنی تمہارا یہ خیال بالکل باطل بے بنیاد ہے نہ دنیا میں وسعتِ رزق نیک اور مقبول عنداللہ ہونے کی علامت ہے اور نہ تنگی رزق اور فقر وفاقہ اللہ کے نزدیک مردود یا ذلیل ہونے کی علامت ہے بلکہ اکثر معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ فرعون کو دعوائے خدائی کے ساتھ کبھی دردسر بھی نہ ہوا اور بعض پیغمبروں کو دشمنوں نے آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرات مہاجرین میں سے جو فقیر و مفلس تھے وہ اغنیاء مہاجرین سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے (رواہ مسلم عن عبداللہ بن عمر مظہری) اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ سے محبت فرماتے ہیں اس کو دنیا سے ایسا پرہیز کراتے ہیں جیسے تم لوگ اپنے بیمار کو پانی سے پرہیز کراتے ہو (رواہ احمد والترمذی عن قتادہ بن النعمان۔ مظہری)

یتیم پر صرف خرچ کرنا کافی نہیں اس کا احترام بھی ضروری ہے

اس کے بعد کفار کو ان کی چند بری خصلتوں پر تنبیہ ہے اول لاتکرمون الیتیم یعنی تم یتیم بچے کا اکرام نہیں کرتے اس میں اصل بتلانا تو یہ ہے کہ یتیم کے حقوق ادا نہیں کرتے اس پر ضروری خرچ نہیں کرتے لیکن اس کی تعبیر اکرام کے عنوان سے کی گئی جس میں اشارہ ہے کہ عقل وانسانیت کا اور اللہ نے جو مال تمہیں دیا ہے اس کے شکر کا

تقاضا تو یہ ہے کہ تم یتیم کو فقط یہی نہیں کہ اس کا حق دو اور اس پر خرچ کرو بلکہ واجب ہے کہ اس کا اکرام بھی کرو اپنے بچوں کے مقابلے میں اس کو ذلیل وحقیر نہ جانو۔ یہ بظاہر کفار کے اس قول کا جواب ہے کہ دنیا کی فراخی کو اکرام اور تنگی کو اہانت سمجھا کرتے تھے اس پر صرف بل کے ساتھ یہ ذکر فرمایا کہ اگر تمہیں کبھی تنگی رزق پیش آتی ہے تو وہ اس وجہ سے کہ تم ایسی بری عادتوں میں پھنسے ہوئے ہو کہ یتیم جیسے قابل رحم بچوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے۔ دوسری بری خصلت ان کی یہ بتلائی ولاتحضون علیٰ طعام المسکین یعنی تم خود تو کسی مسکین غریب کو کیا دیتے دوسروں کو بھی اس کی ترغیب نہیں دیتے کہ وہ بھی یہ کام کرلیں۔ اس عنوان میں بھی ان کفار کی بری عادت اور مذمت کے بیان کے ساتھ اس طرف اشارہ ہے کہ غرباء ومساکین کا حق جیسے اغنیاء اور مالداروں پر ہے کہ ان کو اپنے پاس سے دیں اسی طرح جو لوگ خود دینے کی قدرت نہیں رکھتے ان کو بھی اتنا تو کرنا چاہئے کہ دوسروں ہی کو اس کے لئے ترغیب دیں۔

تیسری بری خصت یہ بیان فرمائی وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا لم کے معنے جمع کرنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم میراث کا مال حلال وحرام سب کو جمع کر کے کھا جاتے ہو اپنے حصے کے ساتھ دوسروں کا حصہ بھی غصب کر لیتے ہو۔ یہاں خصوصیت سے میراث کے مال کا ذکر کیا گیا حالانکہ ہر ایک مال جس میں حلال وحرام کو جمع کیا گیا ہو ناجائز ہی ہے۔ وجہ خصوصیت کی شاید یہ ہو کہ میراث کے مال پر زیادہ نظر رکھنا اور اس کے درپے ہونا بڑی کم ہمتی اور کم حوصلہ ہونے کی دلیل ہے کہ مردار خوار جانوروں کی طرح تکتے رہیں کہ کب ہمارا مورث مرے اور کب ہمیں یہ مال تقسیم کرنے کا موقع ہاتھ آئے اولوالعزم اور باہمت لوگوں اپنی کمائی پر خوش ہوتے ہیں مردوں کے مال پر ایسی حریصانہ نظر نہیں ڈالتے۔

چوتھی بری خصلت یہ بتلائی وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا 'جم کے معنے کثیر کے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم مال کی محبت بہت کرتے ہو' بہت کے لفظ سے اس طرف اشارہ ہوگیا کہ مال کی ایک درجہ میں محبت تو انسان کا فطری تقاضا ہے وہ سبب مذمت نہیں بلکہ اس کی محبت میں حد سے بڑھنا اور انہماک کرنا یہ سبب مذمت ہے۔ کفار کی ان بری خصلتوں کے بیان کے بعد پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا جو شروع سورت میں پانچ قسموں کے ساتھ مؤکد کیا گیا ہے یعنی آخرت کی جزا وسزا۔ اس سلسلے میں اول قیامت کے آنے کا ذکر فرمایا۔

اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا 'لفظ دک کے لفظی معنے کسی چیز کو ضرب مار کر توڑنے کے ہیں مراد قیامت کا زلزلہ ہے جو پہاڑوں کو باہم ٹکرا کر ریزہ ریزہ کردے گا اور دکا دکا کو مل کر لانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ یکے بعد دیگر مسلسل رہے گا۔

وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا 'یعنی آئے گا آپ کا رب اور فرشتے صف بصف مراد میدان حشر میں آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آنے کی کیا شان ہوگی اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' یہ متشابہات میں سے ہے اور فرشتوں کا صف بصف آنا ظاہر ہے وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ' یعنی لایا جائے گا اس روز جہنم کو۔ جہنم کو لائے جانے کا کیا مطلب ہے اور کس طرح میدان حشر میں لائی جائے گی اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ظاہر یہ ہے کہ جہنم جو اب ساتویں زمین کی تہہ میں ہے اس وقت وہ بھڑک اٹھے گی اور سمندر سب آگ ہو کر اس میں شامل ہو جائیں گے اس طرح جہنم عرصہ حشر میں سب کے سامنے آجائے گی۔

یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى اس جگہ تذکر سے مراد سمجھ

میں آجانا ہے یعنی کافر کو اس روز سمجھ آئے گی کہ مجھے دنیا میں کیا کرنا چاہئے تھا اور میں نے کیا کیا مگر اس وقت یہ سمجھ میں آنا بے سود ہوگا کہ عمل اور اصلاح حال کا زمانہ گزر چکا آخرت دارالعمل نہیں دارالجزاء ہے آگے اس تذکر کا بیان ہے کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش میں دنیا میں کچھ نیک عمل کر لیتا۔ یٰلَیۡتَنِیۡ قَدَّمۡتُ لِحَیَاتِیۡ' پھر اس تمنا کا باطل اور غیر مفید ہونا بتلایا کہ اب جبکہ کفر و شرک کی سزا سامنے آگئی اب اس تمنا سے کچھ فائدہ نہیں اب تو عذاب اور پکڑ کا وقت ہے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کی برابر کوئی پکڑ نہیں ہو سکتی۔ کفار کے عذاب بیان کرنے کے بعد آخر میں مومن کا ثواب اور ان کا جنت میں داخل کیا جانا ذکر فرمایا ہے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ الخ یہاں مومن کی روح کو نفس مطمئنہ کے لقب سے خطاب کیا گیا ہے۔ مطمئنہ کے لفظی معنے ساکنہ کے ہیں۔ مراد وہ نفس ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے سکون و قرار پاتا ہے اور اس کے ترک سے بے چینی محسوس کرتا ہے اور یہ وہی نفس ہو سکتا ہے جو ریاضات و مجاہدات کر کے اپنی بری عادات اور اخلاق رذیلہ کو دُور کر چکا ہو۔ اطاعتِ حق اور ذکر اللہ اس کا مزاج اور شریعت اس کی طبیعت بن جاتی ہے اس کو خطاب کر کے فرمایا گیا ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ یعنی لوٹ جاؤ اپنے رب کی طرف' لوٹنے کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پہلا مقام بھی رب کے پاس تھا اب وہیں واپس جانے کا حکم ہو رہا ہے' اس سے اس روات کی تقویت ہوتی ہے جس میں یہ ہے کہ مومنین کی ارواح ان کے اعمالناموں کے ساتھ علیین میں رہیں گی اور علیین ساتویں آسمان پر عرش رحمٰن کے سایہ میں کوئی مقام ہے کل ارواح انسان کا اصلی مستقر وہی ہے وہیں سے روح لا کر انسان کے جسم میں ڈالی جاتی ہے اور پھر موت کے بعد وہیں واپس جاتی ہے۔

رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً' یعنی یہی نفس اللہ تعالیٰ سے اس کے تکوینی اور تشریعی احکام پر راضی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہے کیونکہ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے تقدیری احکام پر راضی ہونا ہی اس کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے' اگر اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوتا تو اس کو رضا بالقضاء کی توفیق ہی نہ ہوتی۔ یہ نفس اپنی موت کے وقت موت پر بھی راضی اور خوش ہوتا ہے۔ حضرت عبادہ ابن صامتؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائه ومن کره لقاء اللہ کره اللہ لقائه' یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے یہ حدیث سن کر حضرت صدیقہ عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ سے ملنا تو موت ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے' لیکن موت تو ہمیں یا کسی کو بھی پسند نہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہیں' حقیقت یہ ہے کہ مومن کو موت کے وقت فرشتوں کے ذریعہ اللہ کی رضا اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے جس کو سن کر اس کو موت زیادہ محبوب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کافر کو موت کے وقت عذاب اور سزا سامنے کر دی جاتی ہے اس لئے اس کو اس وقت موت سے بڑھ کر کوئی چیز بری اور مکروہ معلوم نہیں ہوتی (رواہ البخاری ومسلم۔ مظہری) خلاصہ یہ ہے کہ موت کی محبت یا کراہت اس وقت کی معتبر نہیں بلکہ نزوع روح کے وقت جو مرنے اور اللہ سے ملنے پر راضی ہے اللہ بھی اس سے راضی یہی مفہوم ہے راضیةً مرضیه کا۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ' نفس مطمئنہ کو مخاطب کر کے یہ حکم ہوگا میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اس میں پہلے اللہ کے صالح اور مخلص بندوں میں شامل ہونے کا حکم ہے پھر جنت میں داخل ہونے کا'

اس میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جنت میں داخل ہونا اس پر موقوف ہے کہ پہلے اللہ کے صالح مخلص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو ان سب کے ساتھ ہی جنت میں داخلہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو دنیا میں صالحین کی صحبت و معیت اختیار کرتا ہے یہ علامت اس کی ہے کہ یہ بھی ان کے ساتھ جنت میں جائے گا اسی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی دعا میں فرمایا وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین اور حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا میں فرمایا والحقنی بالصالحین' معلوم ہوا کہ صحبت صالحین وہ نعمت کبریٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس کی دعا سے مستغنی نہیں۔

وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ' اس میں جنت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کر کے میری جنت فرمایا جو بڑا اعزاز و اکرام ہے اور اس میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جنت میں صرف یہی نہیں کہ ہر طرح کی راحتیں جمع ہیں اور دائمی ہیں بلکہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔

آیات مذکورہ میں مؤمنین کی جزا و ثواب کو اس طرح ذکر کیا گیا کہ ان کی ارواح کو حق تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ ملائک اعزاز و اکرام کے ساتھ خطاب کیا جائے گا جو ان آیات میں مذکور ہے۔ یہ خطاب کس وقت ہوگا اس میں بعض ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ قیامت میں حساب کتاب کے بعد یہ خطاب ہوگا اور سباق آیات سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ اوپر جو عذاب کفار کا بیان ہوا ہے وہ آخرت میں قیامت کے بعد ہی ہوگا اس سے ظاہر ہے کہ مؤمنین کا یہ خطاب بھی اسی وقت ہو۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ خطاب مؤمنین کو موت کے وقت دنیا ہی میں ہوتا ہے بہت سی صحیح احادیث اس پر شاہد ہیں۔ اسی لئے ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ دونوں وقتوں میں یہ خطاب ارواح مؤمنین کو ہوگا موت کے وقت بھی' پھر قیامت میں بھی۔

وہ احادیث جن سے اس خطاب کا بوقت موت ہونا معلوم ہوتا ہے ایک تو وہی حدیث عبادہ بن صامتؓ ہے جو اوپر گزر چکی ہے اور ایک طویل حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی مسند احمد' نسائی' ابن ماجہ میں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا سامنے کر کے اس کی روح کو خطاب کرتے ہیں اخرجی راضیة مرضية الیٰ روح الله وریحانه' یعنی اس بدن سے نکلو اس حالت میں کہ تم اللہ سے راضی ہو اور اللہ تم سے راضی' اور یہ نکلنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت کی دائمی راحتوں کی طرف ہوگا۔ الحدیث' اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک روز یہ آیت یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی تو صدیق اکبرؓ جو مجلس میں موجود تھے کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنا اچھا خطاب اور اکرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو فرشتہ موت کے بعد آپ کو یہ خطاب کرے گا۔ (ابن کثیر)

چند واقعات عجیبہ

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کا طائف میں انتقال ہوا' جنازہ تیار ہونے کے بعد ایک عجیب وغریب پرندہ جس کی مثال پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی آیا اور جنازہ کی نعش میں داخل ہو گیا پھر کسی نے اس کو نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جس وقت نعش قبر میں رکھی جانے لگی تو قبر کے کنارے ایک غیبی آواز نے یہ آیت پڑھی یایتها النفس المطمئنة الخ سب نے تلاش کیا کون پڑھ رہا ہے کسی کو معلوم نہ ہو سکا (ابن کثیر) اور امام حافظ طبرانی نے کتاب العجائب میں اپنی سند سے فتان بن رزین ابی ہاشم سے انکا اپنا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمیں بلاد روم میں قید کر لیا گیا

اور وہاں کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اس کافر بادشاہ نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس کا دین اختیار کریں' اور جو اس سے انکار کرے گا اس کی گردن ماردی جائے گی ہم چند آدمی تھے ان میں سے تین آدمی جان کے خوف سے مرتد ہو گئے بادشاہ کا دین اختیار کرلیا۔ چوتھا آدمی پیش ہوا اس نے کفر کرنے اور اس کے دین کو اختیار کرنے سے انکار کیا' اس کی گردن کاٹ کر سر کو ایک قریبی نہر میں ڈال دیا گیا' اس وقت تو وہ سر پانی کی تہ میں چلا گیا' اس کے بعد پانی کی سطح پر ابھرا اور ان لوگوں کی طرف دیکھ کر ان کے نام لے کر آواز دی کہ فلانے فلانے اور پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربک راضیةً مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی' اس کے بعد پھر پانی میں غوطہ لگا دیا۔

یہ عجیب واقعہ سب حاضرین نے دیکھا اور سنا' اور وہاں کے نصاریٰ یہ دیکھ کر تقریباً سب مسلمان ہو گئے اور بادشاہ کا تخت ہل گیا' یہ تین آدمی جو مرتد ہو گئے تھے یہ سب پھر مسلمان ہو گئے اور پھر خلیفہ ابو جعفر منصور نے ہم سب کو ان کی قید سے رہا کرایا۔

(ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ہر ایک آدمی کو اس کے ذرہ برابر کے اعمال بھی دکھائیں گے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○ وَقَالَ الْاِنْسَانَ مَالَهَا ○ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ○ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ○ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○

جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی اس لئے کہ آپ کا رب اس کو حکم دے گا اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

معارف ومسائل

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا' اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں جس زلزلہ کا ذکر ہے یہ وہ زلزلہ ہے جو نفخہ اولیٰ سے پہلے دنیا میں ہوگا جیسا کہ علامات قیامت میں اس زلزلہ کا ذکر آیا ہے یا اس زلزلہ سے مراد نفخہ ثانیہ کے بعد جب مردے زندہ ہو کر زمین سے اٹھیں گے اس وقت کا زلزلہ ہے۔ روایات اور اقوال مفسرین کے مختلف ہیں اور اس میں بھی کوئی بعد نہیں کہ زلزلے متعدد ہوں' ایک نفخہ اول سے پہلے' دوسرا نفخہ ثانیہ کے بعد مردوں کے زندہ ہونے کے وقت اور اس جگہ یہی دوسرا زلزلہ مراد ہو' اور اس سورت میں جو آگے احوال قیامت حساب کتاب کا ذکر ہے وہ قرینہ اسی کا ہے کہ یہ زلزلہ دوسرا نفخہ ثانیہ کے بعد کا ہے۔ واللہ اعلم (از مظہری)

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زلزلہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے کی بڑی چٹانوں کی صورت میں اگل دے گی اس وقت ایک شخص جس نے مال کے لئے کسی کو قتل کیا تھا وہ دیکھ کر کہے گا کہ یہ وہ چیز ہے جس کے لئے میں نے اتنا بڑا جرم کیا تھا' جس شخص نے اپنے رشتہ داروں

سے مال کی وجہ سے قطع تعلق کیا تھا وہ کہے گا کہ یہ ہے وہ چیز جس کے لئے میں نے یہ حرکت کی تھی۔ چور جس کا ہاتھ چوری کی سزا میں کاٹا گیا تھا اس کو دیکھ کر کہے گا کہ اس کے لئے میں نے اپنا ہاتھ گنوایا تھا پھر کوئی بھی اس سونے کی طرف التفات نہ کرے گا۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهٗ' آیت میں خیر سے مراد وہ خیر ہے جو شرعاً معتبر ہے' یعنی جو ایمان کے ساتھ ہو بغیر ایمان کے اللہ کے نزدیک کوئی نیک عمل معتبر نہیں' یعنی آخرت میں ایسے نیک عمل کا جو حالتِ کفر میں کیا ہے کوئی اعتبار نہیں ہوگا گو دنیا میں اس کو اس کا بدلہ دے دیا جائے اسی لئے اس آیت سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ برابر ایمان ہوگا وہ بالآخر جہنم سے نکال لیا جائے گا کیونکہ اس آیت کے وعدہ کے مطابق اس کو اپنی نیکی کا پھل بھی آخرت میں ملنا ضروری ہے اور کوئی بھی نیکی نہ ہو تو خود ایمان بہت بڑی نیکی ہے اس لئے کوئی مومن کتنا ہی گناہگار ہو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔ البتہ کافر نے اگر دنیا میں کچھ نیک عمل بھی کئے تو شرط عمل یعنی ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہیں اس لئے آخرت میں اس کی کوئی خیر خیر ہی نہیں۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهٗ' مراد اس سے وہ شر ہے جس سے اپنی زندگی میں توبہ نہ کر لی ہو کیونکہ توبہ سے گناہوں کا معاف ہونا قرآن وسنت میں یقینی طور پر ثابت ہے۔ البتہ جس گناہ سے توبہ نہ کی ہے' وہ چھوٹا ہو یا بڑا' آخرت میں اس کا نتیجہ ضرور سامنے آئے گا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ عائشہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو ایسے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام کرو جن کا چھوٹا یا حقیر سمجھا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر بھی مواخذہ ہونا ہے۔ (رواہ النسائی و ابن ماجہ عنہا)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ آیت قرآن کی سب سے زیادہ مستحکم اور جامع آیت ہے اور حضرت انسؓ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو الفاذۃ الجامعہ فرمایا ہے۔ یعنی منفرد یکتا اور جامع۔

اور حضرت انس اور ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اذا زلزلت کو نصف القرآن اور قل ھو اللہ احد کو ثلث القرآن اور قل یا ایھا الکٰفرون کو ربع القرآن فرمایا ہے (رواہ الترمذی والبغوی۔ مظہری)

حاصل: انسان کو یقین پیدا کرنے کے لئے اس کے چھوٹے چھوٹے اعمال بھی قیامت کے دن اسے دکھائے جائیں گے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی اعمال تو لطیف ہو جاتے ہیں۔ اور لطیف چیز تو نظر نہیں آتی تو انسان اپنے اعمال کو کیسے قیامت کے دن دیکھے گا؟

جواب: لطیف اشیا بہت ہیں۔ اور لطیف اشیاء بعض دنیا میں بھی نظر آتی ہیں جیسا کہ آگ پانی اور بعض نظر تو نہیں آتی ہیں مگر انسان ان کے آثار پاتے ہیں جیسا کہ گرمی سردی تصورات خیالات ہوا وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ انتہائی لطیف چیز کو بھی دنیا میں کثیف بنا کر دکھا دیتے ہیں اسی طرح لطیف اعمال کو قیامت کے دن کثیف بنالیں گے جیسا کہ سورۃ الذاریات میں تفصیل گزر گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں سے گرد غبار اڑاتے ہیں۔ پھر ان سے بادل بناتے ہیں پھر ان سے بارش برساتے ہیں۔ پھر اس بارش سے سبزیاں نباتات فصلیں پیدا فرماتے ہیں۔ پھر ان سے انسان جانور چرند پرند پیدا ہوتے ہیں جن کا انسان شب و روز مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسان کے لطیف اعمال کو کثیف بنا کر اس کے سامنے پیش فرمائیں گے تاکہ اسے یقین

ہو جائے کہ یہ میرے اعمال ہیں۔اسی لئے پہلے زلزلے برپا کئے جائیں گے اوران سے زمین کے اندر کے خزانے باہر آ جائیں گے۔مردے بھی باہر آ جائیں گے تو اعمال بھی باہر آ جائیں گے خواہ وہ نیک ہوں گے یا برے چھوٹے ہوں گے یا بڑے کیونکہ ان زلزلوں کے اثرات یہ ہوں گے۔

قرآن۔ا

مرنے کے بعد جینے کا عقلی ثبوت اور پہلی عقلی دلیل کہ جس طرح مردہ زمین سے اللہ تعالیٰ پھل پیدا فرماتے ہیں اس طرح مردہ انسانوں کو بھی زندہ کریں گے

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (سورۃ الاعراف آیت ۵۷)

اور وہی ہے جو مینہ سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھالاتی ہیں تو اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر ہم اس بادل سے پانی اتارتے ہیں۔ پھر اس سے سب طرح کے پھل نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَاللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ۔ (سورۃ فاطر آیت ۹)

اور اللہ ہی وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے۔ پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اسے مرے ہوئے شہروں کی طرف چلاتے ہیں۔ پھر ہم اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةَ ج اَحْيَيْنَاهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ○ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ط اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○

(سورۃ یٰسین آیت ۳۳۔۳۴۔۳۵)

اور ان کے لئے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا جس سے وہ کھاتے ہیں۔ اور اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ان میں چشمے جاری کئے تا کہ وہ اس کے پھل کھائیں اور یہ چیزیں ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں پھر کیوں شکر نہیں کرتے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ط اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ط اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(سورۃ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۹)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو زمین کو دبی ہوئی دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو ابھرتی ہے اور پھولتی ہے۔ بے شک جس نے اسے زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرے گا۔ بے شک وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر

اس بحث میں مختلف سورتوں کی چھ آیات پیش کی گئی ہیں۔سب کا مقصد ایک ہی ہے کہ یہ آیات جس طرح عقیدہ توحید پر عقلی دلیل ہے اسی طرح عقیدہ قیامت پر بھی عقلی دلیل ہے۔یعنی کاشت کار جب زمین میں بیج بوتا ہے تو وہ بیج تو بالکل فنا ہو جاتا ہے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فنا شدہ بیج سے پھر پودہ پیدا فرماتے ہیں۔اگر مکئی کا بیج ہو تو مکئی کا پودہ پیدا فرما دیتے ہیں۔اور گندم کا ہو تو گندم کا پودہ پیدا فرما دیتے ہیں اور پھر اسی طرح اس کے ساتھ شاخیں پتیاں ٹہنیاں لگا دیتے ہیں اور پھل لگا دیتے ہیں۔مکئی والا بیج ہو تو مکئی کے دانے لگا دیتے ہیں۔گندم کا بیج ہو تو گندم کے دانے لگا دیتے ہیں۔علیٰ ہذا القیاس جیسا بیج ہو ایسا ہی پھل اور دانے لگتے ہیں۔شکل وصورت کے اندر بھی کوئی فرق نہیں آتا اور خاصیات کے اندر بھی کوئی فرق نہیں آتا۔اسی طرح جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے جسم کے اجزا تو سارے بکھر جاتے ہیں۔ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔خاک کے دوسرے اجزا سے مل جاتے ہیں بظاہر امتیاز بڑا مشکل نظر آتا ہے۔لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ ان اجزا کو جانتے بھی ہیں دیکھتے بھی ہیں۔ان سے باخبر بھی ہیں۔خواہ وہ کتنے ہی لطیف کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان سب سے باخبر ہے۔قیامت والے دن انہیں زندہ کریں گے۔انسان نے اگر اپنے جسم کے جز نیک بنائے ہوں گے تو وہ نیکیوں کی شکل میں ظاہر ہوں گے اور اگر اس نے اپنے جسم کے اجزا برے بنائے ہوں گے تو بروں کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔حاصل یہ ہے کہ جس خدا نے پہلی مرتبہ انسان کا ڈھانچہ بنایا ہے وہ اسے توڑ کر دوبارہ بھی بنا سکتا ہے۔

مرنے کے بعد جینے پر دوسری عقلی دلیل کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ انسان کو دوبارہ بنا سکتا ہے

وَقَالُوْٓاءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا○ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا○

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۸۔۹۹)

اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو پھر نئے سرے سے بنا کر اٹھائے جائیں گے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ان جیسے اور بھی بنا سکتا ہے۔ اور اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں کوئی شک نہیں اس پر بھی ظالم انکار کئے بغیر نہ رہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○

(سورۃ مومن آیت ۵۷)

البتہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے کی بنسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ط اِنَّ ذَالِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ○ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

(سورۃ العنکبوت آیت ۱۹۔۲۰)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کس طرح پہلی دفعہ مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا۔ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے کہ دو ملک میں چلو پھرو۔ پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا۔ پھر اللہ آخری دفعہ بھی پیدا کرے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر

اس بحث میں پانچ آیات نقل کی گئی ہیں۔ ان سب کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح یہ آیات عقیدہ توحید پر عقلی دلیل ہے اسی طرح عقیدہ قیامت پر بھی عقلی دلیل ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے ہیں زمین بنائی ہے اور ان کے اندر کی چیزیں پیدا فرمائی ہیں۔ اسی طرح وہی اللہ تعالیٰ انسان کو مارنے کے بعد زندہ کرے گا اور یہ انسان کا دوبارہ بنانا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ جب آسمان اور زمین وغیرہ جو اس نے بنائے ہیں تو پہلے ان کا مادہ نقشہ نمونہ وغیرہ تو کچھ بھی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کو پہلے ان کا مادہ بنانا پڑا پھر یہ نمونہ اور ہیئت بنانی پڑی اور انسان جب مرجائے گا تو اس کا مادہ تو یہی رہے گا صرف اللہ تعالیٰ کو اس کی صورت نئی بنانی پڑے گی اور اس طرح باقی جہان کی صورت نئی بنائیں گے۔

مرنے کے بعد جینے پر تیسری عقلی دلیل انسان کا اپنا وجود ہے

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ○ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ○ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ○ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ج كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ○

(سورۃ مریم آیت ۶۶ تا ۷۲)

اور انسان کہتا ہے جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا انسان کو یاد نہیں ہے کہ اس سے پہلے ہم نے اسے بنایا تھا اور وہ کوئی چیز بھی نہ تھا۔ سو تیرے رب کی قسم ہے کہ ہم انہیں اور ان کے شیطانوں کو خود جمع کریں گے۔ پھر انہیں گھٹنوں پر گرے ہوئے دوزخ کے گرد حاضر کریں گے۔ پھر ہم ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو الگ کریں گے جو اللہ سے بہت ہی سرکش تھے۔ پھر ان لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ

مستحق ہیں۔اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو۔یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا ہوا ہے۔پھر انہیں بچالیں گے جو ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

يَـاَيُّهَـا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ج اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَىْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَـضَـعُ كُـلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَاهُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَـادِلُ فِـى اللّٰهِ بِـغَيْـرِ عِـلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ○ كُتِـبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ط وَنُقِـرُّ فِـى الْاَرْحَـامِ مَـا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْـرِجُـكُـمْ طِـفْلًا ثُـمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ج وَمِـنْـكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْـدِ عِلْمٍ شَيْئًا ط وَتَـرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَـاِذَآ اَنْـزَلْنَا عَـلَيْهَـا الْـمَـآءَ اهْتَـزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ○ ذٰلِكَ بِـاَنَّ اللّٰهَ هُـوَ الْـحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْىِ الْمَوْتٰى وَاَنَّـهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا لا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَـثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ○ وَمِـنَ النَّاسِ

مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ (سورۃ الحج آیت ۱ تا ۱۰)

لوگو ڈرو اپنے رب سے کہ بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دے گی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے۔ اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ اس کو بہکائے اور لے جائے عذاب میں دوزخ کے۔ اے لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر چلایا جاتا ہے۔ نکمی عمر تک تا کہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہے زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی تازی ہو گئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں۔ یہ سب کچھ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور

یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکا نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو اور بعضا شخص وہ ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون روشن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کرتا کہ بہکائے اللہ کی راہ سے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور چکھائیں گے ہم اس کو قیامت کے دن جلن کی مار یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا بندوں پر۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ○ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ق وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ○ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ق وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ○ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۔ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

تُحْمَلُوْنَ○ (سورۃ المومن آیت ۱۲ تا ۲۲)

اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنایا اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرو گے۔ پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔ اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات رستے اور ہم نہیں ہیں خلق سے بے خبر۔ اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ماپ کر پھر اس کو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو لے جا سکتے ہیں۔ پھر اگا دیئے تمہارے واسطے اس سے باغ کھجور اور انگور کے۔ تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے کھاتے ہو۔ اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اگتا ہے تیل اور روٹی ڈبونا کھانے والوں کے واسطے۔ اور تمہارے لئے چوپایوں میں دھیان کرنے کی بات ہے پلاتے ہیں ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز سے اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور بعضوں کو کھاتے سو اور ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔

تفسیر:

یہاں اس بحث میں مختلف سورتوں کی اکیس آیات نقل کی گئی ہیں۔ پہلی پانچ آیتیں سورۃ مریم سے منقول ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر گلہ اور شکوہ فرمایا ہے جو کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کی زندگی نہیں ہے اور دوسری آیت میں مرنے کے بعد کی زندگی پر عقلی دلیل دی ہے کہ پہلے انسان کچھ بھی نہیں تھا تو پھر اللہ

تعالی نے ہی تو اس کو پیدا کیا ہے تو وہ مرنے کے بعد بھی اسے پیدا کرسکتا ہے اور تیسری آیت میں بتایا ہے کہ اللہ تعالی انسانوں کو اور شیاطین کو پیدا کر کے جمع بھی کریں گے اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ شیطانوں کو دوزخ میں ڈالیں گے اور ایمان والوں کو دوزخ سے دور رکھیں گے۔ مگر یہاں اجمال ہے اتنا تو بتا دیا ہے کہ انسانوں کو اور شیطانوں کو جمع کریں گے یہ نہیں بتایا کہ کس طرح جمع کریں گے اس کا طریق کار کیا ہوگا؟ یہ بظاہر مشکل سا نظر آتا ہے کیونکہ انسانوں کے اجسام بکھر کر لطیف ہو گئے ہوں گے اور شیاطین تو پہلے سے لطیف ہیں اب مثلاً زید کے جسم کے بعینہ وہی اجزا جمع کر کے انہیں کثیف بنانا اور انہیں زید کی شکل دینا یہ بظاہر بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے اسی لئے دنیا اس مسئلہ میں الجھن کی شکار ہے مگر سورۃ الحج کی آیات میں اس مسئلہ کو بالکل صاف اور بے غبار کر دیا ہے چنانچہ آیت ایک میں یہ بتایا ہے کہ قیامت سے پہلے بہت بڑا زلزلہ ہوگا اور آیت دو میں یہ بتایا ہے کہ اس زلزلہ کے نتیجہ میں انتہائی لطیف سے لطیف چیزیں بھی نکل آئیں گے مثلاً دودھ پلانے والی ماں کے دل سے اپنے دودھ پیتے بچے کی محبت نکل جائے گی اور اسے اپنی فکر پیدا ہو جائے گی اور انسانوں کا سکون سلب ہو جائے گا سارے مدہوش نظر آئیں گے یہ دو مثالیں تو لطیف چیزوں کو جمع کرنے کی ہیں اور حاملہ کا حمل گر جاءے گا یہ کثیف چیزیں نکالنے کی مثال ہے اور آیت تین میں یہ بتایا ہے کچھ بے وقوف لوگ یہ عقیدہ نہیں مانتے وہ شیطان کے چیلے بنے ہوئے ہیں۔ اور آیت چار میں یہ بتایا ہے کہ شیطان کی دوستی انہیں دوزخ میں لے جائے گی اور آیت پانچ میں اللہ تعالی نے پھر انسان کو عقیدہ قیامت کے بارے میں عقلی طور پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور فرمایا کہ اگر تمہیں قیامت کے بارے میں شک ہے تو اپنی ذات میں غور کر لو شک دور ہو جائے گا۔

اللہ تعالی نے اس آیت پانچ میں دنیا میں انسان پر آنے والے سات

ادوار کا ذکر کیا ہے پہلا دور تراب۔ مٹی کثیف سے لطیف یعنی پہلے مٹی سے جوہر اور اس کا خلاصہ نکالا جاتا ہے۔ پھر دوسرا درجہ نطفہ کا ہے جس میں کچھ لطافت ہے پھر تیسرا درجہ علقہ جما ہوا خون۔ پھر چوتھا درجہ مضغہ (گوشت کی بوٹی جس میں روح پڑی ہوئی ہو وہ خلقہ ہے جس میں روح پڑی ہوئی نہ ہو وہ غیر مخلقہ ہے پانچواں درجہ طفولیت (بچہ) کا ہے اور چھٹا درجہ جوانی اور ساتواں درجہ بڑھاپا اور سورۃ المومنون میں مضغہ کے بعد عظام لگایا ہے ہڈیاں یہ آٹھواں درجہ ہے وار اس کے بعد لحما لگایا ہے یہ نونواں درجہ ہے اور اس کے بعد ثم انشانہ خلقا آخر پھر اور نئی صورت بنایا ہے یہ دسواں درجہ ہے یہ مذکورہ دس ادوار دنیا میں سب انسانوں پر وارد ہوتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ یہ ادوار کسی انسان کے لائے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ کسی بہت بڑے منتظم کی کاری گری ہے جس کو اللہ تعالی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اب یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ جو اللہ تعالی انسان پر یہ ادوار لاسکتا ہے وہ اسے مرنے کے بعد زندہ کرسکتا ہے پس اگر انسان غور کرے تو اس کا اپنا موجودہ دنیاوی وجود مرنے کے بعد کی زندگی کا واضح اور کھلا ثبوت ہے اور آیت پانچ کے آخری جملہ میں ایک اور بھی عقلی ثبوت پیش کیا کہ اللہ تعالی جس طرح وہ زمین کو بارش اتار کر زندہ کرتے ہیں اسی طرح انسان کو بھی مار کر زندہ کریں گے یعنی جس طرح زمین پہلے خشک ہوتی ہے اور اس پر باران رحمت پڑنے سے تزلزل پیدا ہوتا ہے تو وہ زندہ ہو کر سبزہ پھل پیدا کرتی ہے اسی طرح جب تمام جاندار مر جائیں گے تو زلزلوں سے ان پر فیضان رحمت سے ان میں پھر دوبارہ زندگی آئے گی۔

مرنے کے بعد جینے پر چوتھی عقلی دلیل کہ اللہ تعالیٰ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ہے

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○

(سورۃ الروم آیت ۱۹)

وہ اللہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

تفسیر

یہاں میت سے مراد پرندے کا انڈا ہے اور حی سے مراد اس کا چوزہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ جس طرح مردہ انڈے سے چوزہ پیدا کرتا ہے اور پھر زندہ پرندے سے ان کا انڈا پیدا کرتا ہے یہ شب و روز ہو رہا ہے اسی طرح انسان کو پہلے مردہ مادہ سے اللہ پیدا کرتا ہے پھر اس کو مارتا ہے پھر اسی طرح قیامت کو بھی انسان کو پیدا کرے گا یعنی جس طرح مردہ انڈوں پر جب مادہ پرندہ بیٹھتی ہے اس کی وجہ سے ان مردہ انڈوں میں زندگی آتی ہے تو وہ چوزے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح انسان کو مارنے کے بعد کچھ عرصہ زیر زمین رکھا جاتا ہے تاکہ اس کے اندر نئی حیات پیدا ہو چنانچہ قیامت کے دن انسان پھر نئی زندگی اور نئی آب و تاب کے ساتھ زندہ ہوگا۔

مرنے کے بعد جینے پر پانچویں عقلی دلیل کہ جس طرح بادلوں سے اللہ تعالیٰ مینہ کو پیدا کرتا ہے انسان کو بھی پیدا کرے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ○ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ○ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (سورۃ الروم آیت ۴۸۔۴۹۔۵۰)

اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر اسے آسمان میں جس طرح چاہے پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر تو مینہ کو دیکھے گا کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب اسے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور بے شک وہ لوگ ان پر مینہ برسنے سے پہلے وہ ناامید تھے۔ پھر تو اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھ کہ زمین کو خشک ہونے کے بعد کس طرح سرسبز کرتا ہے بے شک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر:

اس بحث میں تین آیات نقل کی گئی ہیں ان آیتوں میں سے پہلی آیت میں یہ بتایا ہے **فترى الودق يخرج من خلله** یعنی اللہ تعالی بارش کو بادلوں کے درمیان سے نکالتے ہیں جن سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اوران کی نا امیدی امید سے بدل جاتی ہے اور پھراس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے اور آخر میں فرمایا ہے کہ بے شک وہی مردوں کوزندہ کرے گا یعنی جس طرح وہ بادلوں سے بارش پیدا کر کے اس سے زمین میں بے شمار رحمتوں کے خزانے پیدا کرتا ہے اسی طرح وہ اس بارش کی بدولت اسی زمین سے وہ انسانوں کو بھی پیدا کرے گا۔ جب اس سے سبزیات نباتات وغیرہ سب شب وروز پیدا ہورہے ہیں زمین پھر خشک ہوتی ہے پھر اللہ تعالی اس پر بارش اتار کر پھر سبزیات نباتات وغیرہ پیدا فرمادیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالی انسانوں کو مار کر دوبارہ کیوں نہیں پیدا کرسکتا ہے؟ یقیناً پیدا کرسکتا ہے۔

مرنے کے بعد جینے پر چھٹی عقلی دلیل کہ اللہ تعالی نے ہرے درخت سے آگ اور آسمانوں زمینوں کو بنایا ہے وہ انسانوں کو بنا سکتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ○ نِ الَّذِيْ جَعَلَ

لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○ اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ط بَلٰى ق وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ ○ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَىْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (سورۃ یٰس آیت ۷۷ تا ۸۳)

کیا دیکھتا نہیں انسان کہ ہم نے اس کو بنایا ایک قطرہ سے پھر تب ہی وہ ہوگیا جھگڑنے بولنے والا ، اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہوگئیں ، تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے ، جس نے بنادی تم کو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ، کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں بنا سکتا ان جیسے؟ کیوں نہیں اور وہی ہے اصل بنانیوالا سب کچھ جاننے والا ، اسکا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اس کو ہو وہ اسی وقت ہو جائے ، سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے ،

تفسیر:

یہاں اس بحث میں سورۃ یٰس کی سات آیات نقل کی گئی ہیں اور ان میں سے پہلی دو آیتوں میں منکرین قیامت پہ گلہ کیا گیا ہے اور اسے اپنی حقیقت پر غور کرنے کی توجہ دلائی گئی ہے ۔ کیونکہ جب وہ غور کرے گا تو خود ہی مسئلہ سمجھ میں آجائے گا کہ یہ انسان منی کا قطرہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہی اسے مختلف تغیرات دے کر انسان بنایا اور یہ

مرنے کے بعد جینے کا عملی ثبوت ہی تو ہے۔ اس خدا کے لئے بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا کونسا مشکل ہے اور آیت اناسی سے لے کر آخر تک اسی شکوہ اور گلہ کا جواب ہے کہ جب اللہ تعالی نے پہلی مرتبہ پیدا کیا وہ دوبارہ بھی بنا سکتا ہے وہ بہت بڑا ماہر اور کاریگر ہے ہرے درخت سے آگ پیدا کرتا ہے اور یہاں ہرے درخت سے مراد مرطوب اور نمدار چیز ہے مثلا تیل۔ پانی۔ مٹی۔ خاک۔ ہر جاندار چیز میں آگ موجود ہے اور اسی طرح آسمانوں اور زمین کی تہوں میں آگ موجود ہے یہ خود تو نہیں پیدا ہوگئی اس کو اللہ تعالی ہی نے تو پیدا کیا ہے وہ اللہ تعالی انسان کو دوبارہ بنا سکتا ہے۔

مرنے کے بعد جینے پر ساتویں عقلی دلیل کہ جو اللہ نیند کے بعد انسان کو اٹھاتا ہے وہ مرنے کے بعد اٹھا سکتا ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ج فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (سورۃ الزمر آیت ۴۲)

اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔

تفسیر

اس آیت میں اللہ تعالی نے مرنے کے بعد انسان کی زندگی پر ایک ایسی دلیل

پیش فرمائی ہے کہ جس کا ہر انسان شب و روز مشاہدہ کرتا ہے اگر انسان غور کرے تو مرنے کے بعد زندگی پر یقین آ جاتا ہے۔

قیامت میں انسانوں کی تین قسمیں ہوں گی

ایک ہالک دوناجی مع دلائل بعثت ثانیہ

سورة الواقعه

سورة الواقعة مكية هى ست وتسعون اية وثلث ركوعات

بسم الله الرحمن الرحيم

اِذَاوَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ○خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ○اِذَارُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ○وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ○ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ○وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ○فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ○وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ○وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ○عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ○مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ○يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ○لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ○وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ○وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○لَا يَسْمَعُوْنَ

فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا o اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا o وَاَصْحٰبُ
الْيَمِيْنِ مَا اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ o فِىْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ o
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ o وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ o وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ o
وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ o لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ o وَفُرُشٍ
مَّرْفُوْعَةٍ o اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً o فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا o عُرُبًا
اَتْرَابًا o لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ o ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ o وَثُلَّةٌ مِّنَ
الْاٰخِرِيْنَ o وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ o فِىْ
سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ o وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ o لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ o
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ o وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى
الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ o وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ o اَوَاٰبَآؤُنَا
الْاَوَّلُوْنَ o قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ o لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى
مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ o ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ
الْمُكَذِّبُوْنَ o لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ o فَمَالِـُٔوْنَ
مِنْهَا الْبُطُوْنَ o فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ o فَشٰرِبُوْنَ
شُرْبَ الْهِيْمِ o هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ o (سورۃ واقعہ ا تا ۵۶)

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی، نہیں ہے اس کے ہو پڑنے میں کچھ جھوٹ، پست کرنے والی ہے بلند کرنے والی جب لرزے زمین کپکپا کر، اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر، پھر ہو جائیں غبار اڑتا ہوا، اور تم ہو جاؤ تین قسم پر، پھر داہنے والے، کیا خوب ہیں داہنے والے، اور بائیں والے

کیا برے ہیں بائیں والے، اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے، وہ لوگ ہیں
مقرب، باغوں میں نعمت کے، انبوہ ہے پہلوں میں سے، اور تھوڑے ہیں
پچھلوں میں سے، بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر، تکیہ لگائے ان پر ایک دوسرے کے
سامنے، لئے پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے، آبخورے اور
کوزے اور پیالہ ستھری شراب کا، جس سے نہ سر دکھے اور نہ بکواس لگے،
اور میوہ جونسا پسند کریں، اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے،
اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں، جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے
اندر، بدلہ ان کاموں کا جو کرتے تھے، نہیں سنیں گے وہاں بکواس اور نہ گناہ کی
بات، مگر ایک بولنا سلام سلام، اور داہنے والے کیا کہنے داہنے والوں کے،
رہتی ہیں بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں اور کیلے تہہ پر تہہ، اور سایہ
لمبا، اور پانی بہتا ہوا، اور میوہ بہت، نہ اس میں سے ٹوٹا اور نہ روکا ہوا، اور
بچھونے اونچے، ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھے اوٹھان پر پھر کیا ان کو
کنواریاں، پیار لانے والیاں ہم عمر، واسطے داہنے والوں کے، انبوہ ہے
پہلوں میں سے، اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے، اور بائیں والے کیسے بائیں
والے، تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں، اور سایہ میں دھویں کے، نہ ٹھنڈا اور
نہ عزت کا، وہ لوگ تھے اس سے پہلے خوش حال، اور ضد کرتے تھے اس بڑے
گناہ پر، اور کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم
پھر اٹھائے جائیں گے، اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی، تو کہہ دے کہ
اگلے اور پچھلے، سب اکٹھے ہونے والے ہیں، ایک دن مقرر کے وقت پر، پھر
تم جو ہوائے بہکے ہو جھٹلانے والو، البتہ کھاؤ گے ایک درخت سینڈ کے سے،

پھر بھرو گے اس سے پیٹ، پھر پیو گے اس پر ایک جلتا پانی، پھر پیو گے جیسے
پئیں اونٹ تونسے ہوئے، یہ مہمانی ہے ان کی انصاف کے دن،

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○
ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ
الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ
وَنُنْشِئَكُمْ فِىْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ
الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ
تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا
فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ○ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ○ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○
اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ
الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ
اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ○
ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ○ نَحْنُ
جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الْعَظِيْمِ ○ (سورۃ الواقعہ ۵۷ تا ۷۴)

ہم نے تم کو بنایا پھر کیوں سچ نہیں مانتے، بھلا دیکھو تو جو پانی تم ٹپکاتے ہو'
اب تم اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے، ہم ٹھیرا چکے تم میں مرنا اور ہم
عاجز نہیں اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں تمہاری طرح کے لوگ اور
اٹھا کھڑا کریں تم کو وہاں جہاں تم نہیں جانتے، اور تم جان چکے ہو پہلا اٹھان،
پھر کیوں نہیں یاد کرتے، بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو، کیا تم اس کو کرتے ہو کھیتی یا

ہم ہیں کھیتی کر دینے والے اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو روندا ہوا گھاس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے، ہم تو قرض دار رہ گئے، بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے، بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو، کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے، اگر ہم چاہیں کر دیں اس کو کھارا پھر کیوں نہیں احسان مانتے، بھلا دیکھو تو آگ جس کو تم سلگاتے ہو، کیا تم نے پیدا کیا اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے، ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو اور برتنے کو جنگل والوں کے، سو بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ○ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ○ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ○ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ○ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ○ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ○ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ

العظیمo (سورۃ الواقعہ آیت ۵۷تا۹۶)

سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی، اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم، بیشک یہ قرآن ہے عزت والا، لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں، اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے، اب کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو، اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اس کو جھٹلاتے ہو، پھر کیوں نہیں جس وقت جان پہنچے حلق کو، اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو، اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے، پھر کیوں نہیں اگر تم ہو کسی کے حکم میں تو کیوں نہیں پھیر لیتے اس روح کو اگر ہو تم سچے، سو جو اگر وہ (مردہ) ہوا مقرب لوگوں میں، تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا، اور جو اگر وہ ہوا داہنے والوں میں، تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے والوں سے، اور جو اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں بہکنے والوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی، اور ڈالنا آگ میں، بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے، سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا۔

سورہ واقعہ کی خصوصی فضیلت میں عبداللہ بن مسعودؓ کی

سبق آموز ہدایت

ابن کثیر نے بحوالہ ابن عساکر ابوظبیہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرض وفات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عیادت کے لیے تشریف لے گئے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا تشتکی (تمہیں کیا تکلیف ہے) تو فرمایا ذنوبی یعنی اپنے گناہوں کی تکلیف ہے) پھر پوچھا تشتھی (یعنی آپ کیا چاہتے ہیں) تو فرمایا رحمتی ربی (یعنی اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے لیے کسی طبیب (معالج) کو بلاتا ہوں تو فرمایا الطبیب امرضنی (یعنی مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے) پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے لیے بیت المال سے کئی عطیہ بھیج دوں تو فرمایا لاحاجة لی فیھا' (مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عطیہ لے لیجئے وہ آپ کے بعد آپ کی لڑکیوں کے کام آئے گا تو فرمایا کہ کیا آپ کو میری لڑکیوں کے بارے میں یہ فکر ہے کہ وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گی' مگر مجھے یہ فکر اس لئے نہیں کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو تاکید کر رکھی ہے کہ ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کریں' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

من قرأ سورة الواقعة كل ليلة لم تصبه فاقة ابدًا (ابن كثير)

''جو شخص ہر رات میں سورۃ واقعہ پڑھا کرے وہ کبھی فاقہ میں مبتلا نہیں

ہوگا''۔

ابن کثیر نے یہ روایت بسند ابن عساکر نقل کرنے کے بعد اس کی تائید دوسری سندوں اور دوسری کتابوں سے بھی پیش کی ہے۔ اذا وقعت الواقعة' ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے' کیونکہ اس کے وقوع میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

لیس لوقعتها کاذبة' کاذبہ مصدر ہے جیسے عافیۃ اور عاقبۃ اور معنی یہ ہیں کہ اس کے وقوع میں کوئی کذب نہیں ہوسکتا' بعض حضرات نے کاذبہ کو بمعنی تکذیب قرار دیا ہے' معنی ظاہر ہیں کہ اس کی تکذیب نہیں ہوسکتی۔

خافضة رافعة' یعنی واقعہ قیامت بہت سی بلند رتبہ قوموں اور افراد کو پست و ذلیل کردے گا اور بہت سی پست وحقیر قوموں اور افراد کو سربلند کردے گا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس جملہ کی یہی تفسیر منقول ہے اور مقصد اس کا ہولناک ہونا اور اس میں عجیب قسم کے انقلابات پیش آنے کا بیان ہے' جیسا کہ سلطنتوں اور حکومتوں کے انقلاب کے وقت مشاہدہ ہوا کرتا ہے' کہ اوپر والے نیچے اور نیچے والے اوپر ہوجاتے ہیں' فقیر مالدار ہوجاتے ہیں مالدار فقیر ہوجاتے ہیں۔ (روح)

میدانِ حشر میں حاضرین کی تین قسمیں

وکنتم ازواجًا ثلٰثة' ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے' ایک قسم عرش کے داہنی جانب ہوگی' یہ وہ ہوں گے جو آدم علیہ السلام کی داہنی جانب سے پیدا ہوئے' اور ان کے اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے' اور ان کو عرش کی داہنی جانب میں جمع کردیا جائے گا یہ

سب لوگ جنتی ہیں۔

دوسری قوم عرش کے بائیں جانب میں جمع ہوگی جو آدم علیہ السلام کے بائیں جانب سے پیدا ہوئی جن کے اعمالنامے ان کے بائیں ہاتھوں میں دیے گئے' ان سب کو بائیں جانب میں جمع کر دیا جائے گا اور یہ سب لوگ جہنمی ہیں۔ (نعوذ باللہ من ضیعھم)

اور تیسری قسم طائفہ سابقین کا ہوگا جو رب کے عرش کے سامنے خصوصی امتیاز اور قرب کے ہوگا جن میں انبیاء ورسل' صدیقین' شہداء اور اولیاء اللہ شامل ہوں گے ان کی تعداد بہ نسبت اصحاب الیمین کے کم ہوگی۔

آخر سورۃ میں ان تینوں کا ذکر پھر اس سلسلے میں آئے گا کہ انسانوں کی موت کے وقت سے ہی آثار اس کے محسوس ہو جائیں گے کہ یہ ان تینوں گروہوں میں سے کس گروہ میں شامل ہونے والا ہے۔

والسابقون السابقون' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو کہ قیامت کے روز ظل اللہ کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہوں گے' صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو حق کی طرف دعوت دی جائے تو اس کو قبول کریں اور جب ان سے حق مانگا جائے تو ادا کر دیں اور لوگوں کے معاملات میں وہ فیصلہ کریں جو اپنے حق میں کرتے ہیں۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سابقین سے مراد انبیاء ہیں' ابن سیرین نے فرمایا کہ جن لوگوں نے دونوں قبلوں یعنی بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی

ہے وہ سابقین ہیں' اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ وقتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر امت میں سابقین ہوں گے' بعض مفسرین نے فرمایا کہ مسجد کی طرف سب سے پہلے جانے والے سابقین ہوں گے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب اقوال اپنی اپنی جگہ صحیح و درست ہیں ان میں کئی اختلاف نہیں' کیونکہ سابقین وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں نیک کاموں کی طرف مسابقت کی ہوگی تو جو آدمی اس دنیا میں اعمال صالحہ کے اندد وسروں سے آگے بڑھا رہا وہ آخرت میں بھی سابقین میں سے ہوگا' کیونکہ آخرت کی جزاء عمل کے مناسب دی جائے گی۔

ثلة من الاولین وقلیل من الأخرین' لفظ ثلہ بضم ثاء جماعت کو کہتے ہیں' اور زمخشری نے کہا کہ بڑی جماعت کو ثلہ کہا جاتا ہے۔ (روح)

اولین وآخرین سے کیا مراد ہے

یہاں اولین وآخرین کی تقسیم کا دو جگہ ذکر آیا ہے' اول سابقین مقربین کے سلسلہ میں' دوسرا اصحاب الیمین یعنی عامہ مؤمنین کے سلسلے میں' پہلی جگہ یعنی سابقین میں تو یہ فرق کیا گیا ہے کہ یہ سابقین مقربین اولین میں سے ثلہ یعنی بڑی جماعت ہوگی' اور آخرت میں سے کم ہوں گے' جیسا کہ آیت مذکورہ میں ہے' اور دوسری جگہ اصحاب الیمین کے بیان میں اولین وآخرین دونوں میں لفظ ثلہ وارد ہوا ہے' معنی یہ ہوئے کہ اصحاب یمین اولین میں سے بڑی جماعت ہوگی' اسی طرح آخرین میں سے بھی ہوگی (ثلة من الاولین وثلة من الأخرین)

یہ بات قابل غور یہ امر ہے کہ اولین سے مراد کون ہیں اور آخرین سے کون'

اس میں حضرات مفسرین کے کئی ایک یہ کہ آدم علیہا السلام سے لے کر قرب زمانہ خاتم الانبیاء تک کی تمام مخلوقات اولین میں ہیں' اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر قیامت تک آنے والی مخلوق آخرین میں داخل ہے۔ یہ تفسیر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ابن ابی حاتم نے سند کے ساتھ نقل کی ہے' اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے' بیان القرآن کے خلاصہ تفسیر میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے' جو اوپر بیان ہو چکا ہے اور اس کی دلیل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے' یہ حدیث ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ اس طرح نقل کی ہے کہ جب پہلی آیت جو سابقین مقربین کے سلسلے میں ائی ہے نازل ہوئی ثلة من الاولین و قلیل من الاٰخرین' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تعجب کے ساتھ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پچھلی امتوں میں سابقین زیادہ ہوں گے' اور ہم میں کم ہوں گے؟ اس کے بعد سال بھر تک اگلی آیت نازل نہیں ہوئی' جب ایک سال کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ثلة من الاولین و ثلة من الاٰخرین تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسمع یا عمر ماقد انزل اللّٰہ ثلة من الاولین و ثلة من الاٰخرین بن الاوان من اٰدم الی ثلة وامتی ثلة

الحدیث (ابن کثیر)

''اے عمر! سنو جو اللہ نے نازل فرمایا کہ اولین میں سے بھی ثلہ یعنی بڑی جماعت ہوگی اور آخرین میں سے بھی ثلہ یعنی بڑی جماعت ہوگی' اور یاد رکھو کہ آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک ثلہ ہے اور میری امت دوسرا ثلہ''۔

اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب آیت ثلة من الاولین و قلیل من الاخرین نازل ہوئی تو صحابہ کرام پر شاق ہوا کہ ہم بہ نسبت امم سابقہ کے کم رہیں گے' اس وقت دوسری آیت نازل ہوئی' ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جن میں ساری مخلوق کے مقابلہ میں چوتھائی' تہائی بلکہ نصف اہل جنت ہوں گے' اور باقی نصف میں بھی کچھ تمہارا حصہ ہوگا۔ (ابن کثیر) جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مجموعی طور پر اہل جنت میں اکثریت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جائے گی' مگر ان دونوں حدیثوں سے استدلال میں ایک اشکال یہ ہے کہ قلیل من الآخرین تو سابقین مقربین کے متعلق آیا ہے اور دوسری آیت میں جو ثلة من الآخرین آیا ہے وہ سابقین مقربین کے متعلق نہیں بلکہ اصحاب الیمین کے متعلق ہے۔

اس کا جواب روح المعانی میں یہ دیا ہے کہ صحابہ کرام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جو پہلی آیت سے رنج و غم ہوا اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہوگا کہ جو نسبت سابقین میں ہے وہی شاید اصحاب الیمین عام اہل جنت میں ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کل اہل جنت میں ہماری تعداد بہت کم رہے گی' جب اصحاب الیمین کی تشریح میں اولین و آخرین دونوں میں لفظ ثلة نازل ہوا تو اس شبہ کا ازالہ ہو گیا کہ مجموعی اعتبار سے جنت میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت رہے گی' اگرچہ سابقین اولین میں ان کی تعداد مجموعہ امم سابقہ کے مقابلہ میں کم خصوصاً اس وجہ سے کہ مجموعہ امم سابقہ میں ایک بھاری تعداد انبیاء علیہم السلام کی ہے' ان کے مقابلہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ کم رہیں تو کوئی غم کی چیز نہیں۔

لیکن ابن کثیر' ابوحیان' قرطبی' روح المعانی' مظہری وغیرہ سب تفسیروں میں

دوسری تفسیر کو ترجیح دی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اولین و آخرین دونوں طبقے اسی امت کے مراد ہیں' اولین اس امت کے قرون اولیٰ یعنی صحابہ و تابعین وغیرہ ہیں' جن کو حدیث میں خیر القرون فرمایا ہے اور آخرین قرون اولیٰ کے بعد والے حضرات ہیں۔

ابن کثیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مرفوع حدیث جو پہلی تفسیر کی تائید میں اوپر لکھی گئی ہے' اس کی سند کے متعلق کہا ہے ولکن فی اسنادہ نظر' دوسری تفسیر کے لیے استدلال ہیں' وہ آیات قرآنی پیش کی ہیں جن میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر الامم ہونا مذکور ہے' جیسے کنتم خیر امة وغیرہ اور فرمایا کہ یہ بات بہت مستبعد ہے کہ سابقین مقربین کی تعداد خیر الامم میں دوسری امتوں کی نسبت سے کم ہو' اس لئے راجح یہ ہے کہ ثلۃ من الاولین سے مراد اسی امت کے قرون اولیٰ ہیں' اور قلیل من الآخرین' سے مراد بعد کے لوگ ہیں کہ ان میں سابقین مقربین کی تعداد کم ہوگی۔

اس قول کی تائید میں ابن کثیر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول بروایت ابن ابی حاتم یہ پیش کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت السابقون السابقون تلاوت کر کے فرمایا کہ سابقین تو ہم سے پہلے گذر چکے' لیکن یا اللہ ہمیں اصحاب الیمین میں داخل فرما دیجئے' اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ ثلة من الاولین کی تفسیر میں فرمایا ثلة من مضیٰ من هذه الامة' یعنی اولین سے مراد اسی امت کے سابقین ہیں۔

اسی طرح محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ثلة من الاولین و قلیل من الآخرین کے متعلق علماء یہ کہتے اور توقع کرتے تھے کہ یہ اولین و آخرین سب اسی امت میں سے ہوں (ابن کثیر)

اور روح المعانی میں اس دوسری تفسیر کی تائید میں ایک حدیث مرفوع بسند حسن

حضرت ابوبکرہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے یہ نقل کی ہے:

اخرج مسدد فی مسنده وابن المنذر والطبرانی وابن مردویه بسند حسن عن ابی بکرة عن النبی صلی الله علیه وسلم فی قوله سبحانه وتعالیٰ من الاولین وثلة من الاٰخرین قال هما جمیعًا من هٰذه الامة

''مسدود نے اپنی مسند میں اور ابن المنذر' طبرانی اور ان مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ دونوں جماعتیں اسی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہوں گی''۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی سند ضعیف کے ساتھ حدیث مرفوع بہت سے حضرات محدثین نے نقل کی ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں هما جمیعًا من امتی' یعنی یہ دونوں اولین وآخرین میری ہی امت میں سے ہوں گے۔

اس تفسیر کے مطابق شروع آیت میں کنتم ازواجًا ثلٰثة کا مخاطب محمدیہ ہی ہوگی' اور یہ تینوں قسمیں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہوں گی۔ (روح المعانی)

تفسیر مظہری میں پہلی تفسیر کو اس لئے بہت بعید قرار دیا ہے کہ آیات قرآن کی واضح دلالت اس پر ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امم سابقہ سے افضل ہے' اور ظاہر یہ ہے کہ کسی امت کی فضیلت اس کے اندر اعلیٰ طبقہ کی زیادہ تعداد ہی سے ہوتی ہے' اس لئے یہ بات بعید ہے کہ افضل الامم کے اندر سابقین مقربین کی تعداد کم ہو' آیات

قرآن کنتم خیر امة اخرجت للناس اور لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدًا سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت سب امتوں پر ثابت ہے' اور ترمذی' ابن ماجہ و دارمی نے حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے' حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

انتم تتمون سبعین امة انتم اخیرها واکرمها علی الله تعالیٰ

''تم ستر سابقہ امتوں کا تتمہ ہو گے جن میں تم سب سے آخر میں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ اکرم و افضل ہوں گے''۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کے چوتھائی تم لوگ ہو جاؤ گے ہم نے عرض کیا کہ بے شک ہم اس پر راضی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیده انی لارجوا ان تکونوا نصف اهل الجنة (از مظہری)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے یہ امید ہے کہ تم (یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) اہل جنت کے نصف ہوں گے''۔

اور ترمذی' حاکم و بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' اور ترمذی نے اس کی سند کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے' الفاظ حدیث کے یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اهل الجنة مائة وعشرون صفًا ثمانون منها من

هٰذه الامة و اربعون من سائر الامم۔ (مظہری)

''اہل جنت کل ایک سوبیس صفوں میں ہوں گے جن میں سے اسی صفیں اس امت کی ہوں گی باقی چالیس صفوں میں ساری امتیں شریک ہوں گی''۔

مذکور الصدور روایات میں اس امت کے اہل جنت کی نسبت دوسری امتوں کے اہل جنت سے کہیں چوتھائی کہیں نصف اور اس آخری روایت میں دو تہائی مذکور ہے' اس میں کوئی تعارض اس لئے نہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ بیان کیا گیا ہے اس اندازہ میں مختلف اوقات میں زیادتی ہوتی رہے۔ واللہ اعلم

علیٰ سرر موضونة' موضونۃ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن جریر' ابن ابی حاتم اور بیہقی وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے کہ وہ کپڑا جس پر سونے کے تاروں سے کام بنایا گیا ہو۔

ولدان مخلدون سے مراد یہ ہے کہ یہ لڑکے ہمیشہ اسی حالت میں لڑکے ہی رہیں گے' ان میں کوئی تغیر عمر وغیرہ کا نہ ہوگا ان جنت کے غلمان کے متعلق راجح تحقیق یہ ہے کہ حوروں کی طرح یہ بھی جنت ہی میں پیدا ہوئے ہوں گے' اور یہ سب اہل جنت کے خادم ہوں گے' روایات حدیث سے ثابت ہے کہ ایک ایک جنتی کے پاس ہزاروں خادم ہوں گے۔ (مظہری)

باکواب واباریق و کأس من معین' اکواب' کوب کی جمع ہے' پانی وغیرہ پینے کے ایسے برتن کو کہتے ہیں' جیسے ہمارے عرف میں گلاس ہوتے ہیں' اور اباریق ابریق کی جمع ہے' ٹونٹی دار لوٹے کو کہتے ہیں' کأس خاص شراب کے پیتالے کو کہا جاتا ہے' معین سے مراد یہ ہے کہ یہ شراب ایک چشمہ جاریہ سے لائی گئی ہوگی۔

لایصدعون 'صداع سے مشتق ہے جس کے معنی دردسر کے ہیں' دنیا میں

شراب زادہ پینے سے سر میں درد اور چکر جیسے ہوتے ہیں' جنت کی یہ شراب اس سے پاک ہوگی۔

لاینزفون' نزف کے اصلی معنی کنویں کا تمام پانی سینچ لینے کے ہیں' یہاں مراد عقل سے خالی ہو جانا ہے۔

ولحم طیر ممایشتھون' یعنی پرندوں کا گوشت جیسی ان کی خواہش ہو' حدیث میں ہے کہ اہل جنت جس وقت کسی پرندے کے گشت کی طرف رغبت کریں گے تو اس کا گوشت جس طرح کھانے کی رغبت دل میں آئے گی کہ کباب ہو یا دوسری طرح کا پکا ہوا' اسی طرح کا فوراً تیار ہو کر اس کے سامنے آجائے گا۔ (مظہری)

واصحٰب الیمین ما اصحٰب الیمین' اصحاب یمین' دراصل مؤمنین متقین ہوں گے اور ان میں گناہگار مسلمان بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے' بعض محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یا کسی نبی ولی کی شفاعت سے مغفرت اور معافی ہو جانے کے بعد اور بعض کو عذاب ہوگا مگر اپنے گناہ کا عذاب بھگتنے کے بعد یہ بھی گناہ سے پاک صاف ہو کر اصحاب الیمین کے گروہ میں شامل ہو جائیں گے' کیونکہ گناہ گار مؤمن کے لئے جہنم کی آگ درحقیقت عذاب نہیں بلکہ کھوٹ سے پاک وصاف کرنے کی ایک تدبیر ہے۔ (مظہری)

فی سدر مخضود و طلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب' جنت کی نعمتیں بیشمار اور بے مثال و بے قیاس ہیں' ان میں سے جو نعمتیں قرآن کریم ذکر کرتا ہے وہ مخاطبین کے انداز فکر اور ان کی محبوب و پسندیدہ چیزوں کا ذکر کرتا ہے' عرب کے لوگ جن تفریحات اور جن پھلوں کے خوگر تھے' یہاں ان میں سے چند کا ذکر کیا گیا ہے' فی سدر مخضود' سدر بیری کے درخت کو کہتے ہیں' مخضود وہ بیری جس کے کانٹے

قطع کر دیے گئے ہوں اور پھل کے بوجھ سے شاخ جھکی ہوئی ہو اور یہ جنت کے بیر دنیا کے بیروں کی طرح نہیں ہوں گے ان کے بیر مٹکوں کے برابر بڑے اور ذائقہ میں بھی دنیا کے بیر سے اس کی کوئی نسبت نہیں۔ (کذا فی الحدیث) طلح منضود' طلح' کیلے کا درخت..... منضود' جس کے پھل تہہ بر تہہ ہوں۔ جیسے کیلے کے چرخوں میں ہوتے ہیں' ظل ممدود' دراز سایہ' صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جنت کے بعض درختوں کا سایہ اتنا دراز ہوگا کہ گھوڑے سوار آدمی اس کو سو سال میں بھی قطع نہ کر سکے گا۔ وماء مسکوب جاری پانی جو سطح زمین پر بہتا ہو۔

وفاکهة کثیرة' کثیرۃ کے معنی میں یہ بھی داخل ہیں کہ پھلوں کی تعداد بہت ہوگی اور یہ بھی کہ ان کے اقسام واجناس بے شمار ہوں گے' لامقطوعة ولا ممنوعة' مقطوعہ سے مراد جو فصل ختم ہونے پر ختم ہو جائیں جیسے دنیا کے عام پھلوں کا یہی حال ہے کوئی گرمی میں ہوتا ہے' موسم ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے' کوئی سردی یا برسات میں ہوتا ہے' اور موسم کے ختم پر اس کا نام ونشان نہیں رہتا' جنت کا ہر پھل دائمی ہر وقت ہر موسم میں موجود رہے گا' ممنوعہ سے مراد بھی یہ ہے کہ دنیا میں جس طرح درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کے نگراں ان کو توڑنے سے منع کرتے ہیں جنت کے پھل اس سے بھی آزاد ہوں گے' ان کو توڑنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

وفرش مرفوعة' فرش' فراش کی جمع ہے' جس کے معنی ہیں بستر ہ یا فرش' فرش کی بلندی اول تو اس لئے ہے کہ یہ مقام خود ہی بلند ہے' دوسرے خود یہ فرش زمین پر نہیں بلکہ تختوں اور چارپائیوں کے اوپر ہوں گے' تیسرے خود فرش بھی دبیز ہوگا' اور بعض مفسرین نے اس جگہ فراش سے مراد عورت کو قرار دیا ہے' کیونکہ عورت کو بھی لفظ فراش سے تعبیر کیا جاتا ہے' حدیث میں ہے الولد للفراش' اس میں فراش سے بیوی مراد

ہے اور اگلی آیتوں میں جو جنتی عورتوں کی صفات مذکور ہیں وہ بھی اس معنے کی قرینہ ہیں (مظہری) اس صورت میں لفظ مرفوعہ رفعت کے درجہ کے اعتبار سے ہوگا بمعنی بلند۔

انا انشأنا هنانشاء' انشاء کے معنی پیدا کرنے کے ہیں' ہن کی ضمیر جنت کی عورتوں کی راجع ہے' اگرچہ سابقہ قریبی آیات میں ان کا ذکر نہیں ہے' مگر ذرا فاصلہ سے سابقون کے بیان میں ان کا ذکر آ چکا ہے' اس لئے ضمیر ان کی طرف راجع ہو سکتی ہے' اور اگر آیت مذکورہ میں فراش سے مراد جنت کی عورتیں ہیں' تو ضمیر ان کی طرف ہونا ظاہر ہے' نیز فرش و بستر وغیرہ عیش کی چیزوں میں خود ایک دلالت عورت کی طرف پائی جاتی ہے' اس لئے بھی ضمیر اس طرف راجع ہو سکتی ہے۔

معنی آیت کے یہ ہیں کہ ہم نے جنت کی عورتوں کی پیدائش تخلیق ایک خاص انداز سے کی ہے یہ خاص انداز..... حوران جنت کے لئے تو اس طرح ہے کہ وہ جنت ہی میں بغیر ولادت کے پیدا کی گئی ہیں اور دنیا کی عورتیں جو جنت میں جائیں گی ان کی خاص تخلیق سے مطلب یہ ہوگا کہ جو دنیا میں بدشکل' سیاہ رنگ یا بوڑھی تھی اب اس کو حسین شکل و صورت میں جوان رعنا کر دیا جائے گا' جیسا کہ ترمذی اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (انا انشأنا هن) کی تفسیر میں فرمایا کہ جو عورتیں دنیا میں بوڑھی چندھی' سفید بال' بدشکل تھیں انہیں یہ نئی تخلیق حسین نوجوان بنا دے گی' اور بیہقی نے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے میرے پاس ایک بوڑھیا بیٹھی ہوئی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میری رشتہ کی ایک خالہ ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مزاح کے فرمایا لاتدخل الجنة عجوز' یعنی جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی' یہ بے چاری سخت غمگین

ہوئی' بعض روایات میں ہے کہ رونے لگی۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تسلی دی' اور اپنی بات کی حقیقت یہ بیان فرمائی کہ جس وقت یہ جنت میں جائے گی تو بوڑھی نہ ہوگی بلکہ جوان ہوکر داخل ہوگی' اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔(مظہری)

ابکارًا' بکر' بکسر الیاء کی جمع ہے' کنواری لڑکی کو کہا جاتا ہے' مراد یہ ہے کہ جنت کی عورتوں کی تخلیق اس شان کی ہوگی کہ وہ ہر صحبت و مباشرت کے بعد پھر کنواری جیسی ہوجائے گی۔

عربًا' بضم عین دراء' عروبہ کی جمع ہے' اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے شوہر کی عاشق اور اس کی من پسند محبوبہ ہو۔

اتراب' ترب بکسر تاء کی جمع ہے' جس کے معنی ہم عصر کے ہیں' جو مٹی میں ساتھ کھیلا ہو' جنت میں مرد و عورت سب ہم عصر کر دیے جائیں گے' بعض روایات حدیث میں ہے کہ سب کی عمر تینتیس سال ہوگی۔(مظہری)

ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین' ثلۃ کے معنی بڑی جماعت اور اولین و آخرین کی میں حضرات مفسرین کے دو قول اوپر سابقون کے بیان میں مذکور ہو چکے ہیں اگر اولین سے مراد آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک کے حضرات اور آخرین سے مراد آپ کی امت تا قیامت ہے' جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا تو اس آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ اصحاب الیمین یعنی مؤمنین متقین کی تعداد پچھلی امتوں کے مجموعہ میں ایک بڑی جماعت ہوگی' اور تنہا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بڑی جماعت ہوگی اس صورت میں اول تو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے لیے یہ بھی کچھ کم نہیں کہ پچھلے لاکھوں انبیاء علیہم السلام کیا متوں کی برابر یہ امت ہوجائے جس کا زمانہ بہت مختصر ہے اس کے علاوہ لفظ ثلہ میں اس کی بھی گنجائش

ہے کہ یہ ثلۃ آخرین تعداد اولین سے بڑھ جائے گا۔

اور اگر دوسری تفسیر مراد لی جائے کہ اولین وآخرین دونوں اسی امت کے مراد ہیں' جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بغوی نے اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مسند' طبرانی اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ''ھما من امتی ''یعنی یہ اولین وآخرین میری امت ہی کے دو طبقے ہیں' اس معنی کے لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ سابقین اولین صحابہ وتابعین وغیرہ جیسے حضرات سے بھی یہ امت آخر تک بالکل محروم نہ ہوگی اگرچہ آخری دور میں ایسے لوگ کم ہوں گے' اور مؤمنین ومتقین واولیاء اللہ تو اس پوری امت کے دل وآخر میں بھاری تعداد میں رہیں گے' اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی کوئی طبقہ اصحاب الیمین سے خالی نہ رہے گا اس کی شہادت اس حدیث سے بھی ملتی ہے جو صحیح بخاری ومسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ہزاروں مخالفتوں کے نرغے میں بھی وہ اپنا رشد وہدایت کا کام کرتی رہے گی' اس کو کسی کی مخالفت نقصان نہ پہنچا سکے گی' یہاں تک کہ قیامت قائم ہونے تک یہ جماعت اپنے کام میں لگی رہے گی۔

معارف ومسائل

شروع سورت سے یہاں تک محشر میں انسانوں کی تین قسمیں اور تینوں قسموں کے احکام اور جزاء وسزا کا بیان تھا' مذکور الصدر آیات میں ان گمراہ لوگوں کو تنبیہ ہے جو سرے سے قیامت قائم ہونے اور دوبارہ زندہ ہونے ہی کے قائل نہیں یا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں' انسان کیا اس غفلت اور جہالت کا پردہ چاک

کرنا ہے جس نے اس کو بھول میں ڈال رکھا ہے' توضیح اس کی یہ ہے کہ اس عالم کائنات میں جو کچھ موجود ہے یا وجود میں آ رہا ہے یا آئندہ آنے والا ہے اس کی تخلیق پھر اس کو باقی رکھنا اور پھر اس کو انسان کے مختلف کاموں میں لگا دینا یہ سب درحقیقت حق تعالیٰ جل شانہ کی قدرت وحکمت کے کرشمے ہیں اگر اس کے پردے درمیان میں نہ ہوں اور انسان ان سب چیزوں کی تخلیق بلاواسطہ اسباب کے مشاہدہ کر لے پر مجبور ہو جائے' مگر حق تعالیٰ نے دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے' اس لیے یہاں جو کچھ وجود وظہور میں آتا ہے اس کے پردوں میں آتا ہے۔

اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ان اسباب اور مسببات میں ایک ایسا پردہ مستحکم قائم فرما دیا ہے کہ جہاں کہیں سبب موجود ہو جاتا ہے تو مسبب ساتھ ساتھ وجود میں آ جاتا ہے' جس کو دیکھنے والا لازم وملزوم سمجھتا ہے' اور ظاہر بین نظریں اسی سلسلہ اسباب میں الجھ کر رہ جاتی ہیں' اور تخلیق کائنات کو انہی اسباب کی طرف منسوب کرنے لگتی ہیں' اصل قدرت اور حقیقی قوت فاصلہ جو ان اسباب ومسببات کو گردش دینے والی ہے اس کی طرف التفات نہیں رہتا۔

آیات مذکورہ میں حق تعالیٰ نے اول خود انسان کی تخلیق کی حقیقت کو واضح فرمایا' پھر انسانی ضروریات کی تخلیق کی حقیقت سے پردہ اٹھایا' خود انسان کو مخاطب کر کے سوالات کئے' ان سوالات کے ذریعہ اصل جواب کی طرف رہنمائی فرمائی' کیونکہ سوالات میں ان اسباب کی کمزوری اور ان کا علت تخلیق نہ ہونا واضح فرما دیا۔

آیات مذکورہ میں پہلی آیات نحن خلقنا کم ایک دعویٰ ہے' اور اگلی آیات اس کے دلائل ہیں' سب سے پہلے خود انسان کی تخلیق پر ایک سوال کیا گیا' کیونکہ غافل انسان چونکہ روزمرہ اس کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے کہ مرد وعورت کے اختلاط سے حمل قرار

پاتا ہے اور پھر وہ رحم مادر میں بڑھتا اور تیار ہوتا رہتا ہے' اور نو مہینے کے بعد ایک مکمل انسان کی صورت میں پیدا ہو جاتا ہے' اس روزمرہ کے مشاہدہ سے غفلت شعار انسان کی نظر بس یہیں تک رہ جاتی ہے کہ مرد عورت کے باہمی اختلاط ہی کو تخلیق انسانی کی علت حقیقی سمجھنے لگتا ہے' اس لیے سوال یہ کیا گیا افرایتم ما تمنون ء انتم تخلقونه ام نحن الخالقون' یعنی اے انسان! ذرا غور تو کر کہ بچے کی پیدائش میں تیرا دخل اس کے سوا کیا ہے کہ تو نے ایک قطرہ منی ایک خاص محل میں پہنچا دیا' اس کے بعد کیا تجھے کچھ خبر ہے کہ اس نطفہ پر کیا کیا دور گذرے' کیا کیا تغیرات آئے' کس کس طرح اس میں ہڈیاں اور گوشت پوست پیدا ہوئے' اور کس کس طرح اس عالم اصغر کے وجود میں کیسی کیسی نازک نازک مشینیں غذا حاصل کرنے' خون بننے اور روح حیوانی پیدا کرنے کی پھر دیکھنے' بولنے' سننے' چکھنے اور سوچنے سمجھنے کی قوت اس کے وجود میں نصب فرمائیں کہ ایک انسان کا وجود ایک متحرک فیکٹری بن گیا' نہ باپ کو خبر ہے نہ ماں کو جس کے پیٹ میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے' آخر اگر عقل دنیا میں کوئی چیز ہے تو وہ یہ کیوں نہیں سمجھتی کہ عجیب و غریب حکمتوں پر مشتمل انسانی وجود کیا خود بخود بغیر کسی کے بنائے بن گیا؟ اور اگر کوئی بنانے والا ہے تو وہ کون ہے؟ ماں باپ کو تو خبر بھی نہیں ان کا بیٹا کس طرح بنا؟ ان کو تو وضع حمل تک یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ حمل لڑکا ہے یا لڑکی' پھر آخر وہ کون سی قدرت ہے کہ پیٹ کی پھر رحم کی پھر بچے کے اوپر پیک کی ہوئی جھلی کی تین اندھیریوں میں یہ حسین و جمیل' سمیع بصارت والا وجود تیار کر دیا' یہاں جو تبارک اللہ احسن الخالقین بول اٹھنے پر مجبور نہ ہو جائے اندھا ہی ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد کی آیات میں یہ بھی بتلا دیا کہ اے انسانو! تم پیدا ہو جانے اور چلتا پھرتا فعال آدمی آنے کے بعد بھی اپنا وجود بقاء اور تمام کاروبار میں ہمارے ہی محتاج ہو۔

ہم نے تمہاری موت کا بھی ابھی سے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے' اور اس وقت مقرر سے پہلے پہلے جو عمر تمہیں ملی اس میں تم اپنے آپ کو خود مختار پاتے ہو' یہ بھی تمہارا مغالطہ ہی ہے' ہمیں اس پر بھی قدرت ہے کہ ابھی ابھی تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم پیدا کر دیں اور یہ بھی قدرت ہے کہ تمہیں فنا کرنے کے بجائے کسی دوسری صورت حیوانی یا جماداتی میں تمہیں تبدیل کر دیں' یہ مضمون ان آیات کا ہے نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین' علیٰ ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لاتعلمون ○ موت کے مقدار اور وقت معین پر آنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تم اپنی بقاء میں آزاد و خود مختار نہیں بلکہ تمہاری بقا ایک معین وقت تک ہے' تمہیں حق تعالیٰ نے ایک خاص قوت و قدرت اور عقل و حکمت کا حامل بنایا ہے' اس سے کام لے کر تم بہت کچھ کر سکتے ہو' مانحن بمسبوقین کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے ارادے پر سبقت کرنے والا اور ہماری مشیت پر غالب آنے والا کوئی نہیں ہم اس وقت بھی جو چاہیں کر سکتے ہیں' کہ ان نبدل امثالکم' یعنی تمہاری جگہ تمہارے مثل کوئی اور قوم لے آئیں۔ وننشئکم فیما لاتعلمون' اور تمہاری وہ شکل بنا دیں جس کو تم جانتے بھی نہیں' اس کی یہ شکل بھی ہو سکتی ہے کہ مر کر مٹی ہو جاؤ' یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی جانور کی شکل میں تبدیل ہو جاؤ' جیسے پچھلی امتوں پر صورتیں مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن جانے کا عذاب آ چکا ہے' اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں پتھروں اور جمادات کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے۔

افرایتم ما تحرثون' تخلیق انسانی کے معاملے میں انسان کی غفلت اور اسباب طبعیہ کے پردہ میں الجھ کر اصل خالق و مالک سے بے خبر ہونے کا پردہ چاک کرنے کے بعد اس کی غذ جو اس کی زندگی کا مدار ہے اس کی حقیقت اسی انداز سے ظاہر

فرمائی کہ سوال کیا کہ تم جو کچھ زمین میں بیج بوتے ہو ذرا غور تو کرو کہ اس بیج میں سے درخت پیدا کرنے میں تمہارے عمل کا کیا اور کتنا دخل ہے' غور کرو گے تو جواب اس کے سوا نہ ملے گا کہ کاشتکار کا دخل اس سے زیادہ نہیں کہ اس نے زمین کو ہل چلا کر پھر کھاد ڈال کر نرم کر دیا' کہ جو ضعیف کونپل اس دانہ سے پیدا ہو کر اوپر آنا چاہے اس کی راہ میں زمین کی سختی رکاوٹ نہ بنے بیج بونے والے انسان کی ساری کوشش اسی ایک نقطہ کے گرد دائر ہے' اور جب درخت نمودار ہو جائے تو اس کی حفاظت پر یہ کوشش لگ جاتی ہے لیکن ایک دانہ کے اندر سے درخت نکالنا نہ اس کے بس کا ہے' نہ یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے یہ درخت بنایا ہے' تو پھر وہی سوال آتا ہے کہ منوں مٹی کے ڈھیر میں پڑے ہوئے دانے کے اندر سے یہ خوبصورت ہزاروں فوائد پر مشتمل درخت کس نے بنایا؟ تو جواب اس کے سوا کیا ہے کہ وہی مالک و خالق کائنات کی قدرت کاملہ اور صنعت عجیبہ اس کی بنانے والی ہے۔

اس کے بعد اسی طرح پانی جس کو پی کر انسان زندہ رہتا ہے' آگ جس پر اپنا کھانا پکاتا ہے اور اپنی صنعتوں کو اس سے چلاتا ہے ان سب کی تخلیق پر ایسے ہی سوال و جواب کا ذکر فرمایا' اور آخر سب کا خلاصہ یہ بیان فرمایا:

نحن جعلنٰها ذكرةً و متاعًا للمقوين' مقوین اقواء سے مشتق ہے اور وہ قواء بمعنی صحرا سے مشتق ہے' مقوی کے معنی ہوئے صحرا میں اترنے والا' مراد اس سے مسافر ہے جو جنگ میں کہیں ٹھہر کر اپنے کھانے کے انتظام میں لگا ہو اور مراد آیت کی یہ ہے کہ یہ سب تخلیقات ہماری ہی قدرت و حکمت کا نتیجہ ہے۔

فسبح باسم ربک العظیم' اس کا لازمی اور عقلی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ انسان حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور توحید پر ایمان لائے اور اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح

پڑھا کرے' کہ یہی اس کی نعمتوں کا شکر ہے۔

معارف ومسائل

سابقہ آیات میں عقلی دلائل سے قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کا ثبوت حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس دنیاوی تخلیق کے ذریعہ دیا گیا تھا' آگے نقلی دلیل اسی پر حق تعالیٰ کی طرف سے قسم کے ساتھ دی گئی ہے۔

فلا اقسم بمواقع النجوم' لفظ لا قسم کے شروع میں ایک عام محاورہ ہے' جیسے لا واللہ' اور اہل جاہلیت کی قسموں میں لا وابیک مشہور ہے' بعض حضرات نے اس حرف لا کو زائد قرار دیا ہے اور بعض نے اس کی توجیہ یہ کی کہ اس موقع میں حرف لا مخاطب کے گمان کی نفی کے لئے ہوتا ہے' یعنی لیس کما تقول' یعنی جیسا تم کہتے اور سمجھتے ہو وہ بات نہیں' بلکہ حقیقت وہ ہے جو آگے قسم کھا کر بتلائی جاتی ہے۔

مواقع' موقع کی جمع ہے' جس کے معنی ہیں ستاروں کے غروب ہونے کی جگہ یا وقت' اس آیت میں ستاروں کی قسم کو غروب کے وقت کے ساتھ مقید کیا گیا ہے' جیسے سورہ نجم میں بھی والنجم اذا ھوٰی' میں بھی وقت غروب کی قید ہے' اس قید کی حکمت یہ ہے کہ غروب کے وقت ہر ستارے کے عمل کا اس افق سے انقطاع نظر آات ہے اور اس کے آثار کی فنا کا مشاہدہ ہوتا ہے' جس سے ان کا حادث اور قدرت الٰہیہ کا محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے۔

انہ لقراٰن کریم O فی کتاب مکنون O لایمسہ الا المطھرون O سابقہ آیات میں مواقع النجوم کی قسم کھا کر جو مضمون جواب قسم کا بیان کرنا ہے' وہ ان آیات میں مذکور ہے' جس کا حاصل قرآن کریم کا مکرم ومحفوظ ہونا اور

مشرکین کے اس خیال کی تردید ہے کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا یا معاذ اللہ شیطان کا القاء کیا ہوا کلام ہے۔

کتاب مکنون کے لفظی معنی چھپی ہوئی مستور کتاب' مراد اس سے لوح محفوظ ہے' لایمسہ الا المطھرون' یہاں دو مسئلے غور طلب اور ائمہ تفسیر میں مختلف فیہ ہیں' اول یہ کہ نحوی ترکیب کے اعتبار سے اس جملے میں دو احتمال ہیں' ایک یہ کہ جس کتاب کی ایک صفت مکنون آئی یہ جملہ اسی کتاب کی دوسری صفت ہے' اور ضمیر لایمسہ' کی اسی کتاب کی طرف راجع ہے' اس صورت میں معنی آیت کے یہ ہوتے ہیں کتاب مکنون یعنی لوح محفوظ کو سوائے پاک لوگوں کے اور کوئی نہیں چھو سکتا' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس صورت میں مطہرون کی مراد صرف فرشتے ہی ہو سکتے ہیں' جن کی رسائی لوح محفوظ تک ہو سکے' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس صورت میں لفظ مس اپنے حقیقی معنی ہاتھ سے چھونے کے مفہوم میں نہیں لیا جا سکتا' بلکہ مس کرنے اور چھونے کے مجاری اور لازمی معنی مراد لینے ہوں گے' یعنی لوح محفوظ میں لکھے ہوئے مضامین پر مطلع ہونا' کیونکہ لوح محفوظ کو ہاتھ سے چھونا کسی مخلوق فرشتے وغیرہ کا کام نہیں (قرطبی) بیان القرآن کے مذکور الصدر (خلاصہ تفسیر میں یہی ترکیب اور مفہوم اختیار کر کے تفسیر کی گئی ہے)۔

دوسرا احتمال اس جملے کی ترکیب نحوی میں یہ ہے کہ اس کو قرآن کی صفت بنایا جائے جو اوپر انہ لقرآن کریم میں مذکور ہے' اس صورت میں لایمسہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہوگی اور اس سے مراد وہ صحیفہ ہوگا جس میں قرآن لکھا ہوا ہو' اور لفظ مس اپنے حقیقی معنی ہاتھ سے چھونے کے مفہوم میں رہے گا' مجاز کی ضرورت نہ ہوگی' اسی لئے قرطبی وغیرہ مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے' اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت لایمسہ الا المطھرون کی تفسیر میں جو کچھ میں نے سنا ہے ان سب میں بہتر یہ قول

ہے کہ اس کا وہی مفہوم ہے جو سورہ عبس کی آیت کا ہے یعنی فی صحف مکرمة مرفوعة بایدی سفرة کرام برره (قرطبی وروح المعانی) اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ جملہ کتاب مکنون کی صفت نہیں بلکہ قرآن کی صفت ہے اور قرآن سے مراد وہ صحیفے ہیں جو وحی لانے والے فرشتوں کے ہاتھوں میں دیے جاتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ غور طلب اور مختلف فیہ اس آیت میں یہ ہے کہ مطہرون سے کون مراد ہیں' صحابہ وتابعین اور مفسرین کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک مطہرون سے مراد فرشتے ہیں جو معاصی اور رذائل سے پاک ومعصوم ہیں یہ قول حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (قرطبی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے (ابن کثیر) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (قرطبی)

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ قرآن سے مراد وہ مصحف ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے' اور مطہرون سے مراد وہ لوگ ہیں جو نجاست ظاہری اور معنوی یعنی حدیث اصغر واکبر سے پاک ہوں' حدث اصغر کے معنی بے وضو ہونے کے ہیں' اس کا ازالہ وضو کرنے سے ہو جاتا ہے' اور حدث اکبر جنابت اور حیض ونفاس کو کہا جاتا ہے جس سے پاکی کے لیے غسل ضروری ہے' یہ تفسیر حضرت عطاءؒ، طاؤسؒ، سالمؒ اور حضرت محمد باقر رحمہم اللہ سے منقول ہے (روح) اس صورت میں جملہ لایمسہ' اگرچہ جملہ خبر یہ ہے مگر اس خبر کو بحکم النشاء یعنی نہیں وممانعت کے معنی میں قرار دیا جائے گا' اور مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ مصحف قرآن کو چھونا بغیر طہارت کے جائز نہیں اور طہارت کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ظاہری نجاست سے بھی اس کا ہاتھ پاک ہو' اور بے وضو بھی نہ ہو اور حدث اکبر یعنی جنابت بھی نہ ہو' قرطبی اسی تفسیر کو اظہر فرمایا ہے' تفسیر مظہری میں اسی

کو ترجیح پر زور دیا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں جو مذکور ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کو قرآن پڑھتے ہوئے پایا تو اوراق قرآن کو دیکھنا چاہا' ان کی بہن نے یہی آیت پڑھ کر اوراق قرآن ان کے ہاتھ میں دینے سے انکار کیا' کہ اس کو پاک لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھوسکتا' فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر غسل کیا' پھر یہ اوراق پڑھے' اس واقعہ سے بھی اسی آخری تفسیر کی ترجیح ہوتی ہے' اور روایات حدیث جن میں غیر طاہر کو قرآن کے چھونے سے منع کیا گیا ہے' ان روایات کو بھی بعض حضرات نے اس آخری تفسیر کی ترجیح کے لیے پیش کیا ہے۔

مگر چونکہ اس مسئلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اختلاف ہے جو اوپر آچکا ہے' اس لئے بہت سے حضرات نے بے وضو قرآن کو ہاتھ لگانے کی ممانعت کے مسئلے میں آیت مذکورہ سے استدلال چھوڑ کر صرف روایات حدیث کو پیش کیا ہے (روح المعانی) وہ احادیث یہ ہیں:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب گرامی نقل کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا' جس میں ایک جملہ یہ بھی لا یمس القرآن الا طاھر (ابن کثیر) یعنی قرآن کو وہ شخص نہ چھوئے جو طاہر نہ ہو۔

اور روح المعانی میں یہ روایت مسند عبدالرزاق' ابن ابی داؤد اور ابن المنذر سے بھی نقل کی ہے اور طبرانی و ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یمس القرآن الا طاھر (روح المعانی) یعنی قرآن کو ہاتھ نہ لگائے بجز اس شخص کے جو پاک ہو۔

مسئلہ: روایات مذکورہ کی بنا پر جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لیے طہارت شرط ہے اس کے خلاف گناہ ہے' ظاہری نجاست سے ہاتھ کا پاک ہونا' باوضو ہونا حاجت جنابت میں نہ ہونا سب اس میں داخل ہے' حضرت علی مرتضیٰؓ، ابن مسعودؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سعید ابن زیدؓ، عطاء اور زہری' نخعیؒ، حکمؒ، حمادؒ، امام مالکؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ سب کا یہی مسلک ہے' اوپر جو اختلاف اقوال نقل کیا گیا ہے وہ صرف اس بات میں ہے کہ یہ مسئلہ جو احادیث مذکورہ سے ثابت اور جمہور امت کے نزدیک مسلم ہے' کیا یہ بات قرآن کی آیت مذکورہ سے بھی ثابت ہے یا نہیں' بعض حضرات نے اس آیت کا مفہوم اور احادیث مذکورہ کا مفہوم ایک قرار دیا' اور اس آیت اور احادیث ذکورہ کے مجموعہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا' دوسرے حضرات نے آیت کو استدلال میں پیش کرنے سے بوجہ اختلاف صحابہ احتیاط کی' لیکن احادیث مذکورہ کی بنا پر مسلک سب نے یہی اختیار کیا کہ بے وضو و بے طہارت قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں' اس لئے خلاف مسئلے میں نہیں' بلکہ اس کی دلیل میں ہوا ہے۔

مسئلہ: قرآن مجید کا غلاف جو جلد کے ساتھ سلا ہوا ہو وہ بھی بحکم قرآن ہے' اس کو بھی بغیر وضو و بغیر طہارت کے ہاتھ لگانا باتفاق ائمہ اربعہ ناجائز ہے' البتہ قرآن مجید کا جزدان جو علیحدہ کپڑے کا ہوتا ہیا گر اس میں قرآن بند ہے تو اس جزدان کے ساتھ قرآن کریم کو ہاتھ لگانا بلا وضو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے' مگر امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے۔ (مظہری)

مسئلہ: جو کپڑا آدمی نے پہنا ہوا ہے اس کی آستین یا دامن سے قرآن مجید کو بلا وضو چھونا بھی جائز نہیں' البتہ علیحدہ رومال یا چادر سے چھوا جا سکتا ہے۔ (مظہری)

مسئلہ: علماء نے فرمایا کہ اسی آیت سے بدرجہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی جائز نہیں' جب تک غسل نہ کرے' کیونکہ مصحف میں لکھے ہوئے حروف ونقوش کی جب یہ تعظیم واجب ہے تو اصل حروف جو زبان سے ادا ہوتے ہیں ان کی تعظیم اس سے زیادہ اہم اور واجب ہونا چاہئے' اس کو مقتضی تو یہ تھا کہ بے وضو آدمی کو بھی تلاوت قرآن جائز نہ ہو' مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری و مسلم میں ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث جو مسند احمد میں ہے اس سے بغیر وضو کے تلاوت قرآن فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے' اس لیے فقہاء نے بلا وضو تلاوت کی اجازت دی ہے۔ (تفسیر مظہری)

افبھٰذا الحدیث انتم مدھنون' مدہنون' ادہان سے مشتق ہے' جس کے لغوی معنی تیل کی مالش کرنے کے ہیں اور تیل مالش سے اعضاء نرم ہو جاتے ہیں اس لئے نرم کرنے اور ناجائز مواقع میں نرمی برتنے کیلئے معنی اور نفاق کے مفہوم میں استعمال ہونے لگا' آیت مذکورہ میں یہ لفظ آیات الٰہیہ کی تصدیق میں نفاق یا تکذیب کے معنی میں استعمال ہے۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

سابقہ آیات میں پہلے عقلی دلائل سے پھر حق تعالیٰ کی طرف سے ستاروں کی قسم کھا کر اور ان کے مقہور و مغلوب ہونے کی کیفیت کی طرف اشارہ کر کے دو باتیں ثابت کی گئی ہیں' اول یہ کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں کسی شیطان و جن وغیرہ کا کوئی تصرف نہیں ہو سکتا جو کچھ اس میں ہے وہ حق ہے' دوسرا مسئلہ جو قرآن کے مسائل میں

خاص اہمیت رکھتا ہے' وہ قیامت کا آنا اگر سب مردوں کا زندہ ہوکر رب العزت کے سامنے حساب کے لیے پیش ہونا ہے' اور اس کے آخر میں کفار و مشرکین کا ان سب دلائل واضحہ کے خلاف قرآن کی حقانیت اور قیامت میں مردوں کے زندہ ہونے سے انکار کا ذکر کیا گیا ہے۔

قیامت اور مرنے کے بعد زندہ ہونے سے انکار گویا ان کی طرف سے اس کا دعویٰ ہے کہ ان کی جان اور روح خود ان کے قبضہ میں ہے اور ان کی اپنی زندگی میں ان کو بھی کچھ دخل ہے' ان کے اس خیال باطل کی تردید کے لئے آیات مذکورہ میں ایک قریب الموت انسان کی مثال دے کر بتلایا کہ جب اس کی روح حلق میں پہنچتی ہے اور تم یعنی مرنے والے کے عزیز و قریب' دوست و احباب سب اس کے حال کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور بتقاضائے محبت و تعلق یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کی روح نہ نکلے' یہ زندہ رہے' مگر اس وقت سب کو اپنی بے چارگی اور عاجزی کا احساس و اقرار ہوتا ہے' کہ کوئی اس مرنے والے کی جان نہیں بچا سکتا اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے ہم تمہاری نسبت اس مرنے والے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں' قریب ہونے سے مراد اس کے اندرونی اور ظاہری حالات سے واقفیت اور اس پر پوری قدرت ہے' اور فرمایا کہ مگر تمہارے اس قرب کو اور مرنے والے کے زیر تصرف ہونے کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے' خلاصہ یہ ہے کہ تم سب مل کر اس کی زندگی اور روح کی حفاظت چاہتے ہو مگر تمہاری بات نہیں چلتی' ہم اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے اس کے زیادہ قریب ہیں' وہ ہمارے زیر تصرف اور مشیت و حکم کے تابع ہے' جس لمحہ میں اس کی روح نکالنا ہم طے کر چکے ہیں' اس کو کوئی روک نہیں سکتا' اس مثال کو سامنے کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ مرنے کے بعد تمہیں زندہ نہیں کیا جا سکتا' اور تم اتنے قوی اور بہادر ہو کہ خدا

تعالیٰ کی گرفت سے باہر ہوتو ذرا اپنی قوت وقدرت کا امتحان یہیں کر دیکھو کہ اس مرنے والے کی روح کو نکلنے سے بچالو' یا نکلنے کے بعد اس میں لوٹا دو' اور جب تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا تو پھر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی گرفت سے باہر سمجھنا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کرنا کس قدر بے عقلی کی علامت ہے۔

فاما ان کان من المقربین' سابقہ آیات میں مختلف دلائل اور مختلف عنوانات سے یہ واضح کر دیا گیا کہ دنیا کی موجودہ زندگی کا ایک روز ختم ہو جانا اور مرنے کے وقت سب عزیزوں' دوستوں' طبیبوں کا عاجز ہو جانا روز مشاہدہ میں آتا ہے اسی طرح اس کو بھی یقینی سمجھو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب بھی دینا ہے' اور حساب کے بعد جزاء وسزا بھی یقینی ہے' اور جزاء وسزا میں کل مخلوق کا تین گروہوں میں تقسیم ہو جانا اور ہر ایک کی جزاء الگ الگ ہونا جو شروع سورت میں بیان ہو چکا ہے' اس کا اجمال پھر یہاں ذکر کر دیا گیا کہ مرنے کے بعد اگر یہ شخص مقربین یعنی سابقین کے گروہ میں سے ہے تو راحت ہی راحت آرام ہی آرام ہے اور اگر سابقین مقربین میں نہیں مگر اصحاب الیمین یعنی عام مؤمنین صالحی میں سے ہے تو بھی جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوگا' اور اگر تیسرے گروہ یعنی اصحاب شمال کفار ومشرکین میں سے ہوا تو جہنم کی آگ اور کھولتے ہوئے پانی سے اس کو سابقہ پڑے گا' آخر میں فرمایا:

ان ھذا لھو حق الیقین' یعنی یہ جزاوسزا جس کا ذکر اوپر ہوا ہے حق اور بالکل یقینی امر ہے اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

فسبح باسم ربک العظیم ○ ختم سورۃ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیے' یعنی اس کی پاکی تمام ان چیزوں سے جو اس کے لائق شان ہیں بیان کرتے رہیے اس میں نماز کی تسبیحات بھی

داخل ہیں اور خارج نماز کی تسبیحات بھی' اور خود نماز کو بھی بعض اوقات تسبیح سے تعبیر کر دیا جاتا ہے تو یہ حکم نماز کے اہتمام کا بھی ہو گیا' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

عالمِ برزخ کے حالات اور اس میں شہداء کو اعلیٰ زندگی نصیب ہوتی ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

''اور جو اس کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے''۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے اس پر وہ خوش ہونے والے ہیں اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش

ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمان والوں کی مزدوری ضائع نہیں کرتا''۔

تفسیر:

اس بحث میں چار آیتیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی آیت سورۃ البقرہ کی ہے اس میں ان کے لوگوں کو مرے ہوئے کہنے سے منع کیا گیا ہے جو اللہ کے راستے میں مارے جائیں اور فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے اور دوسری آیتیں سورۃ آل عمران کی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں ان کو مردہ گمان کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی دی جارہی ہے اور وہ خوشیاں منارہے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہورہے ہیں جو ان کے مشن جہاد پر چل رہے ہیں مگر ابھی تک وہ جام شہادت نوش نہیں کرسکے مگر اس میں اجمال ہے یہ تفصیل نہیں ہے کہ کون سی اور کیسی روزی انہیں دی جارہی ہے یہ تفصیل حدیث میں آرہی ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كما اصيب اخوانكم يوم احد جعل الله ارواحهم الى اجواف طير خضر ترد انهار الجنة وتأكل من ثمار هاوتأوى الى قناديل من ذهب فى ظل العرش فلما وجدوا طيب ما كلهم ومشربهم وحسن مقبيلهم قالوا ياليت اخواننا يعلمون ما صنع الله بنا لئلا يزهدوا فى الجهاد ولا يتكلوا عن الحرب فقال الله عز و جل انا ابلغهم فانزل الله هٰذه الايات ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتا

بل احیاء عند ربھم یرزقون الخ (ابن کثیر)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگ احد کے دن جب تمہارے بھائیوں پر مصیبت (شہادت) اتاری گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز قسم کے پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دی تھیں۔ جنت کی نہروں مین آتے جاتے ہیں اوران کا پھل کھاتے ہیں اورعرش کے سایہ میں سونے کی قنادیل کے پاس بستی ہیں جب انہوں نے اچھا کھانا پینا اوراچھی آرام گاہ پائی تو انہوں نے کہا کہ افسوس کہ ہمارے بھائیوں کوبھی پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور بھاگیں نہ تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے کہا کہ میں تمہارا یہ پیغام انہیں پہنچادیتا ہوں۔تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پرآخر یہ آیتیں اتارلیں اورآپ کے ذریعہ پوری امت تک یہ پیغام پہنچادیا گیا ہے اس بحث میں اوربھی احادیث ہیں اختصار کے طور پر ایک ہی حدیث نقل کی ہے حاصل یہ ہے کہ برزخی زندگی ہے۔ برزخ سے مراد مرنے کے بعد قیامت برپا ہونے سے پہلے کا دور ہے خواہ انسان کوقبر میں دفنا دیا ہوگیا ہو یا جل کرمرگیا ہو یا دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا ہو۔ جہاں بھی ہواس کے جسم کے اجزا کہیں نہ کہیں موجود ہیں خواہ کتنے ہی لطیف کیوں نہ ہوں اور خالق و مالک علیم قدیر سمیع بصیر سب کوجمع کرکے زندہ کرلے گا مگر اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان شہداء کی زندگی کیسی ہوئی؟ تواس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ روحیں ان کی جنت کے پرندوں میں ہوتی ہیں مگران کا اجسام کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جیسا کہ سورج کا زمین سے تعلق ہوتا ہے جس سے زمین اورانسان

وغیرہ زندہ ہیں۔اور جب شہداء کو یہ زندگی نصیب ہوتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کو یقیناً ان سے اعلیٰ زندگی نصیب ہوگی۔

برزخ میں ہر مومن کو خوشی کی زندگی نصیب ہوتی ہے

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۷)

''ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔

تفسیر:

عن البراء ابن عازب عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال المسلم اذا سئل فی القبر یشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمد رسول اللّٰہ فذالک قولہ یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الأخرۃ (ابن کثیر)

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہے۔آپ نے فرمایا کہ جب مسلمان سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور کہ محمد اللہ کا رسول ہے تو اسی طرح فرمان ہے اس اللہ تعالیٰ کا کہ ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ساتھ سچی بات کے دنیاوی زندگی میں اور

آخرت میں اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت میں جو قول الثابت آیا ہے اس سے مراد کلمہ طیبہ لیا ہے اور آخرت سے مراد برزخ بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں تصریح ہے کہ برزخ آخرت کی پہلی سیڑھی ہے۔ حاصل یہ ہے کہے جب قبر میں مومن سے سوال ہوگا اور وہ یہ مذکورہ جواب دے گا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ برزخ مومن کو بھی زندگی نصیب ہوتی ہے۔

برزخ میں کافر کو بھی زندگی ملتی ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ط قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○ (سورۃ النساء آیت ۹۷)

”بے شک جو لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس ملک میں تھے انہوں نے جواب دیا ہم اس ملک میں بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ سو ایسوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ ج وَذُوْقُوْا عَذَابَ

الْحَرِيْقِ ○ ذَالِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ (سورۃ الانفال آیت ۵۰۔۵۱)

''اور اگر تو دیکھے جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں جلنے کا عذاب چکھو یہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا''۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّأْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ (سورۃ ہود آیت ۳۹)

''تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے''۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ج فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ مَنْ يَّأْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ (سورۃ الزمر آیت ۳۹۔۴۰)

''کہ دوا ے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں بھی کام کر رہا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے''۔

حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ○ لَعَلِّىْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ط اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ط وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○

(سورۃ المومنون آیت ۹۹۔۱۰۰)

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا اے میرے رب مجھے پھر بھیج دے تا کہ جسے میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک کام کرلوں۔ ہرگز نہیں ایک بات ہی بات ہے۔ جسے یہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے قیامت تک ایک پردہ پڑا ہوا ہے''۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ج وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ O

(سورۃ المومن آیت ۴۶)

''وہ صبح وشام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ''۔

تفسیر:

اس بحث میں کل نوں آیات نقل کی گئی ہیں۔ پہلی آیت سورۃ النساء کی ہے۔ اس میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے مگر بعض مسلمانوں نے ہجرت نہیں کی تھی اور اس وقت ہجرت فرض تھی اور وہ مسلمان کافروں سے مل گئے تھے اور مرتے وقت اور ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو اس وقت فرشتوں کا ان سے مکالمہ اور گفتگو ہوئی تھی اور فرشتوں نے ان سے پوچھا تھا کہ تم کہاں تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم ملک میں کمزور تھے تو فرشتوں نے کہا کہ تم ہجرت کر جاتے۔ فرشتوں کی ان سے یہ جو گفتگو ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد ہی ہوئی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد کافر کو بھی برزخ میں زندگی ملتی ہے۔ ورنہ بے جان کافر سے گفتگو تو نہیں ہو سکتی اور بے جان جواب بھی نہیں دے سکتا۔ اور اس کے بعد سورۃ الانفال کی دو آیتیں ہیں یہ غزوہ بدر کے متعلق ہیں ان میں یہ

بتایا ہے کہ بدر میں جو کافر مارے گئے تھے ان کی روحیں قبض کرتے وقت ان کے چہروں پر اور پیٹھوں پر مارا بھی تھا۔ اس کے بعد سورۃ ہود کی آیت انچاس ہے یہ حضرت نوح علیہ السلام کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم کو فرمایا تھا کہ عنقریب جان لوگے کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ یہ عذاب مقیم کا تعلق بعد از مرگ ہے جس میں برزخ بھی شامل ہے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد برزخ میں کافر کو زندگی ملتی ہے ورنہ اسے عذاب دینا بے مقصد ہے۔ اس کے بعد سورۃ زمر کی آیتیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ کافروں سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے عقائد اور مشرکانہ اعمال نہیں چھوڑتے ہو تو میں بھی اپنا مشن نہیں چھوڑتا ہوں۔ عن قریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر رسوا کن عذاب اترتا ہے اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ یہاں بھی عذاب مقیم سے مراد مرنے کے بعد کا عذاب ہے جس میں برزخ بھی شامل ہے جیسا کہ سورۃ انفال والی آیتوں میں گزر گیا ہے کہ یہ بعد میں مرنے والے کافروں کی روحیں قبض کرتے وقت فرشتوں نے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارا تھا۔ اس کے بعد سورۃ مومنون کی آیتیں ہیں ان میں یہ بتایا ہے کہ کافر کو جب موت آتی ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ اللہ مجھے واپس دنیا میں لوٹا تا کہ میں نیک اعمال کروں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد برزخ میں کافر کو زندگی ملتی ہے تب ہی تو وہ کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے واپس دنیا میں لوٹا دے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا مقولہ قرآن میں نقل فرما دیا ہے۔ اس کے بعد سورۃ مومن کی آیت چھیالیس ہے اس مین بتایا ہے کہ آل فرعون صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور قیامت کے عذاب کو الگ ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ النار یوضون علیھا غدو عشیا سے مراد قبر کا عذاب ہے اور یہ آیت عذاب

پر نص صریح ہے۔ اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کے بعد آیات اور احادیث کی روشنی میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

اخراج ارواح کی تفصیل مومن کی روح نرمی سے نکالی جاتی ہے اور اس کا مسکن علیین ہے اور کافر کی روح سختی سے نکالی جاتی ہے اور اس کا مسکن سجین ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ○ وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ○ وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ○ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ○

''جوڑوں میں گھس کر (روح) نکالنے والوں کی قسم ہے اور بند کھونے والوں اور تیزی سے تیرنے والوں کی۔ پھر دوڑ کر آگے بڑھ جانے والوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرنے والوں کی''۔

تفسیر:

ان آیتوں میں نازعات' ناشطات' سابحات' سابقات' مدبرات سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ حدیث میں تفصیل آ رہی ہے اور ان آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے بعض کی روحیں سختی سے قبض کرتے ہیں اور بعض کی روحیں نرمی سے قبض کرتے ہیں مگر یہاں اجمال ہے تفصیل احادیث میں آ رہی ہے۔

وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الميت تحضره الملائكة فاذا كان

الـرجـل صـالـحًا قالوا اخرجی ایتها النفس الطیبة کـانـت فـی الجسد الطیب اخرجی حمیدةً وابشری بـروح وریحان ورب غیر غضبان فلا تزال یقال لها ذٰلک حتیٰ تخرج ثم یعرج بها الی السماء فیفتح لها فیـقـال من هٰذا فیقولون فلان فیقال مرحبًا بالنفس الـطیبة کـانـت فـی الـجسـد الطیب ادخلی حمیدةً وابشـری بروح وریحان ورب غیر غضبان فلا تزال یـقـال لهـا ذٰلک حتـیٰ تنتهی الی السماء التی فیها اللّٰه فاذا کان الرجل السوء قال اخرجی ایتها النفس الـخبیثة کـانت فی الجسد الخبیث اخرجی ذمیمه وابشـری بحمیم وغساق واٰخر من شکله ازواج فما تـزال یـقـال لهـا ذٰلک حتـیٰ تخرج ثم یعرج بها الی السـمـاء فیـفتح لها فیقال من هٰذا فیقال فلان فیقال لامرحبا بالنفس الخبیثة کانت فی الجسد الخبیث ارجـعـی ذمیـمةً فـانهـا لاتفتح لک ابواب السمـاء فترسل من السماء ثم تصیر الی القبر رواہ ابن ماجة

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب مرگ انسان کے پاس فرشتے آتے ہیں پس اگر وہ مرد صالح ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے پاک جان جو پاک بدن میں تھی نکل اس حال میں کہ خدا اور مخلوق کے نزدیک تیری تعریف کی گئی ہے اور تجھ کو خوشخبری ہو راحت

کی اور جنت کے پاس رزق کی اور خدا سے ملاقات کی جو تجھ پر غضب ناک نہیں (بلکہ تجھ سے خوش) ہے یہ فرشتے برابر اس قریب مرگ شخص کے سامنے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ روح خوش ہو کر جسم سے باہر نکل آتی ہے اور فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں پھر اس کے واسطے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور دربان پوچھتا ہے کون ہے یہ فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں شخص ہے پس کہا جاتا ہے مرحبا اس پاک جان کو جو پاک بدن میں تھی اور داخل ہوا ہے پاک جان آسمان میں اس حال میں کہ تیری تعریف کی گئی ہے اور خوشخبری ہو تجھے کچھ راحت کی رزق جنت کی خوشنودی خدا کی جو پہلے جملے اس سے برابر کہے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح اس آسمان میں پہنچتی ہے جہاں خدا کی خاص رحمت ہے اور اگر وہ بدکار انسان ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں اے نفس خبیث جو خبیث اور (ناپاک) بدن میں تھا نکل اس حال میں کہ تیری برائی کی گئی ہے اور بشارت ہو تجھ کو گرم پانی کی پیپ کی طرح طرح کے عذابوں کی۔ فرشتے برابر یہی الفاظ کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ روح جسم سے باہر نکل آتی ہے اور فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور پوچھتا جاتا ہے کہ کون شخص ہے پس کہا جاتا ہے یہ فلاں شخص ہے آسمان کا دربان کہتا ہے خوشخبری نہ ہو ناپاک روح کو جو ناپاک جسم میں تھی واپس جا اس حال میں کہ تیری برائی کی گئی ہے پس تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے پس وہ قبر کی طرف چلی آتی ہے۔ (ابن ماجہ)

وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

اذا خرجت روح المومن تلقاها ملکان یصعد انها قال حماد فذکر من طیب ریحها وذکر المسک قال ویقول اهل السماء روح طیبة جاء ت من قبل الارض صلی اللّٰہ علیہ وعلیٰ جسد کنت تعمرینه فلینطلق به الیٰ ربه ثم یقول انطلقوا به الیٰ اٰخر الاجل قالّ وان الکافر اذا خرجت روحه قال حماد وذکر من نتنها وذکر لعنًا ویقول اهل السماء روح خبیثة جاء ت من قبل الارض فیقال انطلقوا به الیٰ اٰخر الاجل قال ابوهریرة فرد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ریطةً کانت علیه علیٰ انفسه هٰکذا رواه مسلم

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہین۔ حماد رضی اللہ عنہ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا یعنی یہ کہ اس سے مشک کی خوشبو آتی ہے اس کے بعد راوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بیان کیا کہ آسمان کی مخلوق اس روح کو دیکھ کر کہتی ہے کہ ایک پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے پھر آسمان والے اس روح کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ کہ رحمت نازل ہو خدا کی تجھ پر اور تیرے جسم پر جس کو تو آباد رکھتی تھی۔ پھر فرشتے اس کو پروردگار کے پاس لے جاتے ہیں اور پروردگار یہ حکم دیتا ہے کہ اس کو

قیامت کے دن تک مہلت دے دو اور جب کافر کی روح نکلتی ہے حماد رضی اللہ عنہ نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس روح کی بدبو کا ذکر کیا اور پھر لعنت کا اور اس کے بعد کہا کہ اس روح کو دیکھ کر آسمان والے کہتے ہیں کہ یہ ناپاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے پھر کہا جاتا ہے اس کو لے جاؤ اور قیامت کے دن تک مہلت دو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کا کونہ اپنی ناک پر رکھا گویا کافر کی روح کی بدبو آپ کو محسوس ہوئی۔ (مسلم)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضر المؤمن اتته ملٰئكة الرحمة بحريرة بيضاء فيقولون اخرى راضية مرضية عنك الىٰ روح الله وريحان ورب غير غضبان تخرج كاطيب ريح المسك حتىٰ انه لينا وله بعضهم بعضا حتىٰ يأتوبه ابواب السماء فيقولون ما اطيب هٰذه الريح التى جاء تكم من الارض فيأتون به ارواح المومنين فلم اشد فرحًا به من احدكم بغائبه يقدم عليه فليسالونه ماذا فعل فلان فيقولون دعوه فانه كان فى غم الدنيا فيقول قدمات اما اتاكم فيقولون قد ذهب به الىٰ اُتيه البادية وان الكافر اذا حتضر اتته ملٰئكة العذاب بمسح فيقولون اخرجى ساخطةً مسخوطًا عليك الىٰ عذاب الله عز و جل فتخرج

كانتئن ريح جيفة حتىٰ يأتون به الىٰ بابالارض فيقولون ما انتن هٰذه الريح حتىٰ يأتون بها ارواح الكفار رواه احمد والنسائی

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشم کا کپڑا لے کر آتے ہیں اور مومن کی روح سے کہتے ہیں اے روح جسم سے نکل اور خدا کی جانب چل اس حال میں کہ تو خدا سے راضی ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے خدا کی رحمت اور جنت کا رزق تیرے لئے ہے پس روح نکلتی ہے اور اس کی خوشبو مشک کے مانند ہوتی ہے اور فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ آسمان کی طرف لے جاتے ہیں جب فرشتے اس روح کو آسمان کے دروازوں پر لے کر پہنچتے ہیں تو آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کیا خوب ہے یہ خوشبو جس کو تم زمین کی طرف سے لے کر آئے ہو پھر یہ فرشتے اس روح کو مومنوں کی ارواح کے پاس لے آتے ہیں اور وہ اس سے اس قدر خوش ہوتی ہیں جس طرح تم سے وہ شخص جس کا کوئی عزیز سفر سے واپس آیا ہو یا کوئی گمشدہ عزیز واپس آ کر ملا ہو پھر مومنوں کی روحیں اس روح سے دریافت کرتی ہیں کہ فلاں فلاں شخص نے کیا کیا یعنی فلاں فلاں شخص کا کیا حال ہے پھر مومنوں کی روحیں آپس میں کہیں گی اس کو چھوڑ دو یہ دنیا کے رنج والم میں گرفتار تھا۔ (اب اس کو سکون حاصل ہو جائے اور آرام مل جائے تب پوچھنا) پھر یہ روح (آرام پانے کے بعد) کہے گی کہ فلاں شخص مر گیا کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا مومنوں کی روحیں کہیں گی کہ لے گئے اس کو (فرشتے)

اس کی ماں کی طرف یعنی دوزخ کی طرف اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو عذاب الٰہی کے فرشتے اس کے پاس ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں نکل اے روح غصہ کی گئی تیری طرف عذاب الٰہی کی پس نکلتی یہ وہ روح مانند بدبو مردار کی یہاں تک کہ لاتے ہیں فرشتے اس کو زمین کے دروازوں کی طرف اور کہا جاتا ہے کیسی ناپاک اور بدبودار روح ہے پھر اس کو کافروں کی ارواح میں لے جایا جاتا ہے۔ (احمد۔نسائی)

وعن البراء بن عازب قال خرجنا مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی جنازۃ رجل من الانصار فانتھینا الیٰ القبر ولما یلحد فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم وجلسنَا حولہ کان علیٰ رؤسنا الطیر وفی یدہ عودینکت بہ فی الارض فرفع رأسہ فقال استعیذوا باللّٰہ من عذاب القبر مرتین او ثلٰثًا ثم قال ان العبد المؤمن اذا کان فی انقطاع من الدنیا واقبال من الاٰخرۃ نزل الیہ ملائکۃ من السماء بیض الوجوہ کان وجوھھم الشمس معھم من اکفان الجنۃ وحنوط من حنوط الجنۃ حتیٰ یجلسوا منہ مد البصر ثم یجئی ملک الموت علیہ السلام حتیٰ یجلس عند راسہ فیقول ایتھا النفس الطیبۃ اخرجی الیٰ مغفرۃ من اللّٰہ ورضوان قال فتخرج کما تسیل القطرۃ من السقاء فیاخذھا

فاذا اخذها لم يدعوها فی يده طرفة عين حتیٰ
ياخذوها فيجعلوها فی ذٰلک اوکفن وفی ذٰلک
الحنوط ويخرج منها کاطيب نفخة مسک وجدت
علیٰ وجه الارض قال فيصعدون بها فلا يمرون
يعنی بها علیٰ ملاء من الملٰئکة الاقالوا ما هٰذا
الروح الطيب فيقولون فلان بن فلان باحسن
اسمائه التی کانوا يسمونه بها فی الدنيا حتیٰ
ينتهوا بها الیٰ السماء الدنيا فيستفتحون له فيفتح
لهم فيشيعه من کل سماء مسقربوها الیٰ السماء
التی تليها حتیٰ ينتهیٰ به الی السماء السابعة
فيقول الله عز و جل اکتبوا کتاب عبدی فی عليين
اعيدوه الی الارض فانی منها خلقتهم وفيها
اعيدهم ومنها اخرجهم تارةً اخریٰ قال فتعادو
روحه فی جسده فياتيه ملکان فيجلسانه فيقولان
له من ربک فيقول ربی الله فيقولان مادينک
فيقول دينی الاسلام فيقولان له ما هٰذا الرجل الذی
بعث فيکم فيقول هو رسول الله صلی الله عليه
وسلم فيقولان له وما علمک فيقول قرأت کتاب
الله فأمنت به وصدقت فيناذی مناد من السماء ان
صدق عبدی فافرشوه من الجنة والبسوه من الجنة

وافتحوا له بابا الى الجنة قال فياتيه من روحها وطيبها فيفسح له فى قبره مد بصره قال وياتيه رجل حسن الوجه حسن الثياب طيب الريح فيقول ابشر بالذى يسرک هٰذا يومک الذى كنت توعد فيقول له من انت فوجهک الوجه يجئى بالخير فيقول انا عملک الصالح فيقول رب اقم الساعة رباقم الساعة حتىٰ ارجع الىٰ اهلى ومالى قال وان العبد الكافر اذا كان فى انقطاع من الدنيا واقبال من الأخرة نزل اليه من السماء ملٰئكة سود الوجوه معهم المسوح فيجلسون منه مدا البصر ثم يجئى ملک الموت حتىٰ يجلس عند رأسه فيقول ايتها النفس الخبيثة اخرجى الىٰ سخط من الله قال فتفرق فى جسده فينتزعها كما ينزع السفود من الصوف المبلول فياخذها فاذا اخذها لم يدعوها فى يده طرفة عين حتىٰ يجعلوها فى تلک المسوح وتخرج منها كانتن ريح جيفة وجدت علىٰ وجه الارض فيصعدون بها فلا يمرون بها علىٰ ملاء من الملائكة الا قالوا ما هٰذا الروح الخبيث فيقولون فلان ابن فلان باقبح اسمائه التى كان يسمى بها فى الدنيا حتىٰ ينتهى به الى السماء الدنيا فيستفتح له

فلا يفتح له ثم قرء رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتفتح لهم ابواب السماء ولايدخلون الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط فيقول الله عز وجل اكتبوا كتابه فى سجين فى الارض السفلىٰ فتطرح روحه طرحًا ثم قرأ ومن يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير او تهوى به الريح فى مكان سحيق ○ فتعاد روحه فى جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له من ربك فيقول هاه هاه لاادرى فيقولان له مادينك فيقول هاه هاه لا ادرى فيقولان له ما هٰذا الرجل الذى بعث فيكم فيقول هاه هاه لا ادرى فينادى مناد من السماء ان كذب فافرشوه من النار وافتحوا له بابًا الىٰ النار فياتيه من حرها وسمومها ويضيق عليه قبره حتىٰ تختلف فيه اضلاعه فياتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب منتن الريح فيقول ابشر بالذى يسوء ك هٰذا يومك الذى كنت توعد فيقول من انت فوجهك الوجه يجئى بالشر فيقول انا عملك الخبيث فيقول رب لاتقم الساعة۔ وفى رواية نحوه وزاد فيه اذا خرج روحه صلى عليه كل ملك بين السماء والارض وكل ملك فى السماء وفتحت له ابواب

السمـــاء ليـــس مـن اهـل بـــاب الا وهم يدعون الله ان يـعـرج بروحه من قبلهم وتنزع نفسه يعنى الكافر مـع الـعـروق يـلعنه كل ملك بين السماء والارض وكـل مـلكٌ فى السماء وتغلق ابواب السماء ليس من اهـل بـاب الا وهـم يدعون الله ان لا يعرج روحه من قبلهم رواه احمد

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک انصاری شخص کے جنازہ پر گئے یہاں تک کہ ہم اس کی قبر پر پہنچے ابھی تک ان کو دفن نہیں کیا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد اس طرح سرنگوں اور خاموش بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے پھر یکا یک آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا خدا سے پناہ مانگو قبر کے عذاب سے دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے اور اس کے بعد فرمایا جب مومن بندہ کا تعلق دنیا سے منقطع ہونے والا ہوتا ہے اور وہ آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے ایسے روشن ہوتے ہیں گویا کہ ان کے منہ آفتاب ہیں ان کے ساتھ جنت کے کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ اس قدر دور بیٹھ جاتے ہیں جتنی دور تک نگاہ جاتی ہے پھر موت کا فرشتے آتا ہے اور بندۂ مومن کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے پاک روح خدا کی بخشش اور رضامندی کی طرف چل فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روح اس طرح بہتی ہوئی جسم سے نکلتی ہے جس طرح پانی کا قطرہ مشک سے بہتا ہوا نکلتا ہے پس فرشتہ موت اس روح کو لے لیتا ہے اور فوراً ہی ملک الموت سے اس

روح کو دوسرے فرشتے لے لیتے ہیں یعنی اس قدر جلد کہ پلک مارنے کی دیر نہیں ہوتی اور اس کو اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں جس کو وہ لائے تھے اور اس روح سے وہ بہترین خوشبو نکلتی ہے جو زمین میں سب سے بہتر ہوتی ہے پھر فرشتے اس روح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے وہ روح گذرتی ہے وہ جماعت یہ کہتی ہے کون ہے یہ پاک روح وہ فرشتے جو اس روح کو لے جارہے ہیں یہ کہتے ہیں یہ فلاں شخص ہے اور فلاں کا بیٹا ہے یعنی اس کے وہ بہترین نام ولقب بتاتے ہیں جو دنیا میں ذکر کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ فرشتے آسمان دنیا پر پہنچتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھلاتے ہیں اسی طرح ہر آسمان کے دروازہ پر ہوتا ہے اور دروازہ اس کے لئے کھولا جاتا ہے اور ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کہ نامہ اعمال کو مقام علیین میں (جہاں نیک روحیں رہتی ہیں) رکھو اور اس کو زمین کی طرف لے جاؤ (یعنی اس کے جسم میں جو مدفون ہے لوٹا دو) میں نے زمین ہی سے جسموں کو پیدا کیا ہے زمین ہی میں ان کو واپس بھیجتا ہوں اور زمین ہی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس روح کو پھر اس کے جسم میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر وہ پوچھتے ہیں تو نے ان کا رسول ہونا کس طرح جانا وہ کہتا ہے میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا

ہے یعنی خدا کی طرف سے اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے جنت کا بستر بچھاؤ اور جنت کا لباس اس کو پہناؤ۔ اور جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دو چنانچہ کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے پھر اس کی قبر کو حد نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جو بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے ہوتا ہے اور اس سے کہتا ہے خوشخبری ہو تجھ کو اس چیز کی جو تجھ کو خوش کرنے والی ہے یعنی تیرے لئے ہر قسم کی نعمتیں موجود ہیں اور یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا پس میت اس سے پوچھتی ہے کہ تو کون ہے کہ تیرا جسم حسن و جمال میں کامل ہے اور تو بھلائی کو لایا ہے اور خوش خبری کو سناتا ہے وہ کہے گا میں تیرا عمل خیر ہوں میت یہ سن کر کہتی ہے اے میرے پروردگار قیامت کو قائم کر اے میرے پروردگار قیامت کو قائم کر کہ میں پھر اہل و مال کی طرف جائیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر بندہ جب دنیا سے تعلقات کو ختم کرنے والا اور آخرت کی جانب متوجہ ہونے والا ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے عذاب کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور ٹاٹ ان کے پاس ہوتے ہیں وہ اتنی دور جا بیٹھتے ہیں جہاں تک نگاہ جاتی ہے پھر فرشتہ موت کا آتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث و ناپاک روح خدا کے غضب کی طرف نکل فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافر کی روح (یہ سن کر) بدن میں دوڑتی پھرتی ہے اور جسم سے باہر نکلنے سے ڈرتی ہے پس کھینچتا ہے فرشتہ موت اس روح کو جس طرح کھینچا جاتا ہے آنکڑہ تر صوف میں سے یعنی سختی کے ساتھ اور اس کو جسم سے نکال لیتا ہے اور پلک مارتے اس سے اس روح کو وہ فرشتے چھین لیتے ہیں جو اس کو لینے آئے تھے یہ فرشتے اس روح کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے سخت بدبو نکلتی ہے جیسی مردار کی

وہ جب وہ کہیں زمین پر پائی جائی ہے پھر فرشتے اس روح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے یہ روح گذرتی ہے وہ یہی کہتی ہے کہ یہ کس کی ناپاک روح ہے فرشتے جواب دیں گے فلاں شخص فلاں کا بیٹا یعنی اس کے ان تمام برے ناموں اور لقبوں کا ذکر کریں گے جن سے دنیا میں ان کو مخاطب کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو لے کر فرشتے آسمان دنیا پر پہنچیں گے اور دروازہ کھلائیں گے لیکن دروازہ نہ کھولا جائے گا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يل الجمل فى سم الخياط یعنی نہیں کھولے جاتے کافروں کے لئے دروازے آسمانوں کے اور نہ وہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک داخل نہ ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں یعنی ان کا جنت میں جانا ناممکن ہے پھر خداوند تعالیٰ حکم دے گا اس کے نامہ اعمال کو سجین میں رکھو جو ایک جگہ کا نام ہے جو ساتویں زمین کے اندر ہے پھر اس کی روح پھینک دی جائے گی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ومن يشرك بالله فكانما خر من السماء فتخطفه الطير اوتهوى به الريح فى مكان سحيق یعنی جس شخص نے شریک کیا خدا کے ساتھ کسی کو وہ گویا آسمان سے منہ کے بل گرا پس اچک لیتے ہیں اس کو پرندے یا پھینک دیتی ہے اس کو ہوا دور دراز جگہ میں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ پھر ڈالیجاتی ہے روح جسم میں اور فرشتے آکر بٹھلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے ہاں ہاں میں نہیں جانتا پھر اس سے پوچھتے ہیں دین تیرا کیا ہے وہ کہے گا ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا پھر اس سے پوچھا جائے گا وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہے گا ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا پس ایک پکارنے والا خدا کی طرف سے پکار کر کہے گا یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش کرو اور ایک دروازہ دوزخ کی جانب اس کے لئے کھول

دوچنانچہ دوزخ کی طرف سے کھول دیا جائے گا اور دوزخ کی گرمی اور گرم ہوا اس کو پہنچے گی اور اس کے قبر کو تنگ کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر نکل جائیں گی پھر ایک بدصورت شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے اس کے پاس آئے گا جس سے سخت بدبو نکلتی ہوگی وہ اس سے کہے گا خوشخبری ہے تجھ کو اس چیز کی جو تجھ کو بری معلوم ہوگی یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا میت اس سے پوچھے گی تو کون ہے تیرا چہرہ نہایت برا ہے اور برائی کو لایا ہے وہ کہے گا میں تیرا برا عمل ہوں یہ سن کر میت کہے گا اے میرے پروردگار تو قیامت کو قائم نہ کر ایک اور روایت میں یہ تمام واقعہ مذکور ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ جس وقت مومن بندہ کی روح جسم سے نکلتی ہے رحمت بھیجتا ہے اس پر ہر وہ فرشتہ جو آسمان وزمین کے درمیان ہے اور ہر وہ فرشتہ جو آسمان کے اندر ہے اور کھولے جاتے ہیں اس کے لئے آسمان کے دروازے اور ہر دروازے کے دربان فرشتے خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ان کی طرف سے یا ان کے دروازے میں سے آسمان کو لے جائی جائے (تاکہ وہ ان کی زیارت سے مشرف ہوں) اور نکالی جاتی ہے کافر کی روح اس کی رگوں سے اور لعنت بھیجتا ہے اس پر ہر وہ فرشتہ جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور ہر وہ فرشتہ جو آسمان کے اندر ہے اور بند رکھے جاتے ہیں اس پر آسمان کے تمام دروازے اور ہر دروازے کے دربان فرشتے خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے دروازوں سے نہ نکالی جائے۔ (احمد)

وعن عبدالرحمن بن كعب عن ابيه قال لما حضرت كعبان الوفاة اتته ام بشر بنت البراء ابن معرور فقالت يا ابا عبدالرحمٰن ان لقيت فلانًا فاقرأ عليه منى السلام فقال غفرالله لك يا ام بشر نحن

اشغل من ذالک فقالت یااباعبدالرحمن اما سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انا ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة قال بلیٰ قالت فھو ذاک رواہ ابن ماجة والبیھقی فی کتاب البعث والنشور۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن کعب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کعبؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو براءؓ بن معرور کی بیٹی ام بشرؓ ان کے پاس آئیں اور کہا اے عبدالرحمٰن کے باپ اگر عالم آخرت میں تم فلاں شخص سے ملو تو اس سے میرا سلام کہنا۔ کعبؓ نے جواب دیا ام بشرؓ خدا تجھ کو بخشے ہم (وہاں) اس سے زیادہ اہم کام میں مشغول ہوں گے یعنی وہاں ہم کو اپنی ہی خبر نہ ہوگی دوسروں کی خبر ہم کیا لیں گے ام بشرؓ نے کہا اے عبدالرحمٰنؓ کے باپ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا ہے کہ مومن کی روحیں سبز جانوروں (پرندوں) کی شکل میں ہوں گی جو بہشت کے درختوں کے پھل کھائیں گے کعبؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے ام بشرؓ نے کہا یہی وہ فضل ہے (جس کی تیرے لیے امید کی جاتی ہے یعنی تیری روح بھی انہی روحوں میں شامل ہوگی) (ابن ماجہ۔ بیہقی نے کتاب البعث النشور میں یہ حدیث نقل کی ہے)۔

وعنہ عن ابیہ انہ کان یحدث ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وآلہ وسلم قال انما نسمة المؤمن طیر تعلق فی شجرة الجنة حتیٰ یرجعہ

اللّٰه فی جسده یوم یبعثه رواه مالک والنسائی والبیهقی فی کتاب البعث والنشور۔

''حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی روح پرندہ کی شکل میں بہشت کے درختوں کا میوہ کھاتی ہے یہاں تک کہ اللہ پھر اس کو اس کے بدن میں ڈالے گا اس روز کہ اللہ اس کو اٹھائے گا یعنی قیامت کے دن۔(مالک' نسائی' بیہقی)''

وعن محمد بن المنکدر قال دخلت علیٰ جابر بن عبداللّٰه وهو یموت فقلت اقرأ علیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم السلام رواه بن ماجة

''حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس گیا جب کہ ان کی موت کا وقت قریب آ چکا تھا اور ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دینا۔(ابن ماجہ)

اس بحث میں جو احادیث نقل کی ہیں یہ احادیث سورۃ النزعات کی آیات کی تفسیر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں بتایا ہے کہ نازعات' ناشطات' سابحات' سابقات اور مدبرات سے مراد فرشتے ہیں اور نازعات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافر کی روح سختی کے ساتھ قبض کرتے ہیں۔ کیونکہ نازعات نزع سے بنا ہے اس کا معنی عربی میں چھیننا آتا ہے اور نزاع بھی اس مادہ سے ہے اس کا معنی جھگڑا کرنا آتا ہے اور غرق کا معنی ڈوبنا ہے حاصل یہ کہ کافر کی روح قبض کرتے وقت اس کے ساتھ فرشتوں کی اچھی خاصی کشمکش ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

فرمادی ہے کہ وہ کیسی کشمکش ہوتی ہے۔ دوسرا جملہ ہے ناشطات جو نشاط سے بنا ہے۔ اس کا معنی خوشی خوشی کام کرنا اور نشط کا معنی گرہ کھولنا ہے والنٰشطات نشط کا معنی ہوا قسم ہے خوشی خوشی گرہ کھولنے والوں کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ احادیث میں بتادیا کہ یہ فرشتے ہیں جو مومن کی روح خوشی خوشی سے قبض کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد والسابحات ہے یہ سباحۃ سے بنا ہے اس کا معنی تیرنا اور ہوا میں اڑنا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن احادیث میں بتادیا ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔ یہ آدمیوں کی روحیں قبض کرنے کے بعد ہوا میں اڑ جاتے ہیں اور اس کے بعد فالسابقات سبقا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا ہے کہ اس سے مراد بھی فرشتے ہیں جو انسانوں کی روحیں لے کر اڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور اب یہ کہاں جاتے ہیں اس کی تفصیل بھی گزشتہ ان احادیث میں آ گئی ہے کہ یہ فرشتے یہ روحیں لے کر آسمانوں میں جاتے ہیں اور ان میں جو مومن کی روح ہوتی ہے آسمانوں کے فرشتے اس کا اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور اللہ کے دربار میں پیش کرتے ہیں اور علیین میں اس کا نام لکھ لیا جاتا ہے پھر واپس اس کے جسم میں لوٹا کر اس کا حساب لیا جاتا ہے جس میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی روح نکال کر جنت کے پرندوں میں داخل کی جاتی ہے پھر اس روح کا اور اس کے بدن کے ساتھ ایسا تعلق رہتا ہے جس طرح کہ سورج کا زمین سے ہوتا ہے یا جس طرح نیند کی حالت میں روح کا بدن سے تعلق رہتا ہے۔ اسی کا نام برزخی زندگی ہے اور مومن کے بدن کو بھی جنت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ اور کافر اور منافق کی روح کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش نہیں کیا جاتا اور اسے واپس اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کا قبر میں امتحان لیا جاتا ہے جس میں وہ ناکام ہوتی ہے پھر اس کی روح کو نکال کر سجین (دوزخ) میں داخل کیا جاتا ہے اور پھر اس کی روح کا بھی بدن کے ساتھ تعلق رہتا

ہے جس سے وہ دوزخ کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اس کا نام برزخی زندگی ہے۔ اور معارف القرآن میں مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا گزر اس مقام جو پر ہوا جہاں قوم ثمود پر عذاب آیا تھا تو آپ نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ اس عذاب زدہ بستی کی زمین میں کوئی اندر نہ جائے اور نہ اس کے کنویں کا پانی استعمال کرے اور اس طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کے پاس جو وادی محسر ہے وہاں صحابہ کو قیام سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہاں اصحاب فیل پر عذاب اترا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کو جس قبرستان میں دفنایا جائے یا جس ملک میں کفار آج سے پہلے مر گئے یا ہلاک ہو گئے ہوں وہاں اب تک عذاب اتر رہا ہے اور اترتا رہے گا اور اگر اس علاقہ میں کوئی مسلمان چلا جائے تو وہ بھی اس عذاب سے متاثر ہونے کے سوا نہیں ہو سکے گا۔ تبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان علاقوں میں جانے سے منع فرمایا تھا۔ بس ثابت ہو گیا کہ برزخی زندگی ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جو عذاب آیا وہ علاقہ دریائے اردن میں شامل ہو گیا تھا اس کے ایک حصہ پر ایک خاص قسم کا پانی ہے جس میں کوئی مچھلی بھی نہیں آ سکتی جو آتی ہے وہ مر جاتی ہے۔ اس لیے اسے بحر میت کہتے ہیں۔

قیامت میں نفخہ اولیٰ کا ہولناک منظر جس سے ہر چیز فنا ہو جائے گی

وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ○ حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

يَنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ
اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰؤُلَآءِ اٰلِهَةً
مَّا وَرَدُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ
فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا
الْحُسْنٰى لا اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ
حَسِيْسَهَا ج وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط هٰذَا
يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ
كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ط
وعدًا علينا ط انا كنا فٰعلين ○ (سورۃ الانبیاء آیت ۹۵ تا ۱۰۴)

''اور جن بستیوں کو ہم فنا کر چکے ہیں ان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں یہاں تک جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آئیں گے اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچے گا پھر اس وقت منکروں کی آنکھیں اوپر لگی رہ جائیں گی ہائے کم بختی ہماری بیشک ہم تو اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے بے شک تم اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہے تم سب اس میں داخل ہوگے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ میں چیخیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہیں

سنیں گے۔ بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے اور انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا اور ان سے فرشتے آملیں گے یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ بھی پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے بیشک ہم پورا کرنے والے ہیں''۔

معارف ومسائل

وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ' اس جگہ لفظ حرام بمعنے ممتنع شرعی کے ہے جس کا ترجمہ خلاصہ تفسیر میں ناممکن سے کیا گیا ہے اور لا یرجعون میں اکثر حضرات مفسرین کے نزدیک حرف لا زائد یا در معنی آیت کے یہ ہیں کہ جو بستی اور اس کے آدمی ہم نے ہلاک کر دیے ہیں ان کے لئے محال ہے کہ وہ پھر لوٹ کر دنیا میں آجائیں اور بعض حضرات مفسرین نے لفظ حرام کو اس جگہ بمعنی واجب قرار دے کر لا کو اپنے معروف معنی نفی کے لئے رکھا ہے اور مفہوم آیت کا یہ لکھا ہے کہ واجب ہے اس بستی پر جس کو ہم نے عذاب سے ہلاک کر دیا ہے کہ وہ دنیا میں نہیں لوٹیں گے (قرطبی) آیت کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی دنیا میں آکر عمل صالح کرنا چاہیں اس کا موقع نہیں ملے گا' اب تو صرف روز قیامت کی زندگی ہوگی۔

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ'

لفظ حتیٰ سابق مضمون پر تفریع وترتیب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آیت سابقہ میں یہ کہا گیا تھا کہ جولوگ کفر پر مرچکے ہیں ان کا دوبارہ دنیا میں زندہ ہوکر لوٹنا ناممکن ہے اس عدم امکان کی انتہا یہ بتلائی گئی کہ دوبارہ زندہ ہوکر لوٹنا ناممکن اس وقت تک ہے جب تک کہ یہ واقعہ یاجوج ماجوج کا پیش نہ آجائے جو قیامت کی قریبی علامت ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چند صحابہ ایک روز آپس میں کچھ مذاکرہ کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا مذاکرہ تمہارے درمیان جاری ہے ہم نے عرض کیا کہ قیامت کا ذکر کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دس علامتیں اس سے پہلے ظاہر نہ ہوجائیں۔ ان دس علامتوں میں خروج یأجوج مأجوج کا بھی ذکر فرمایا۔

آیت میں یاجوج ماجوج کے لیے لفظ فتحت یعنی کھولنا استعمال فرمایا گیا ہے جس کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ اس وقت سے پہلے وہ کسی بندش اور رکاوٹ میں رہیں گے قرب قیامت کے وقت جب اللہ تعالیٰ کو ان کا نکلنا منظور ہوگا تو یہ بندش راستے سے ہٹادی جائے گی' اور ظاہر قرآن کریم سے یہ ہے کہ یہ رکاوٹ سد ذوالقرنین ہے جو قرب قیامت میں ختم ہوجائے گی خواہ اس سے پہلے بھی وہ ٹوٹ چکی ہو مگر ان کے لیے بالکل راستہ ہموار اسی وقت ہوگا۔ سورۂ کہف میں یاجوج ماجوج اور سد ذوالقرنین کے محل وقوع اور دوسرے متعلقہ مسائل پر تفصیلی بحث ہوچکی ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

من کل حدب ینسلون' لفظ حدب ہر اونچی جگہ کو کہا جاتا ہے وہ بڑے پہاڑ ہوں یا چھوٹے چھوٹے ٹیلے۔ سورۂ کہف میں جہاں یأجوج ماجوج کے محل وقوع پر گفتگو کی گئی ہے اس سے معلوم ہوچکا ہے کہ ان کی جگہ دنیا کے شمالی پہاڑوں کے پیچھے ہے اس لئے خروج کے وقت اسی طرف سے پہاڑوں ٹیلوں سے امنڈتے ہوئے نظر آئیں گے۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم' یعنی تم اور تمہارے معبود بجز اللہ کے سب کے سب جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اس آیت میں تمام معبودات باطلہ جن کی ناجائز پرستش کفار کے مختلف گروہوں نے دنیا میں کی سب کا جہنم میں داخل ہونا بیان فرمایا گیا ہے اس پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ ناجائز عبادت تو حضرت مسیح اور عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کی بھی کی گئی ہے تو سب کے جہنم میں جانے کا کیا مطلب ہوگا' اس کا جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیا ہے ان کی روایت تفسیر قرطبی میں اس طرح ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جس میں لوگ شبہات کرتے ہیں مگر عجیب اتفاق ہے کہ اس کے متعلق لوگ مجھ سے سوال نہیں کرتے۔ معلوم نہیں کہ شبہات کا جواب ان لوگوں کو معلوم ہوگیا ہے اس لئے سوال نہیں کرتے یا انہیں شبہ اور جواب کی طرف التفات ہی نہیں ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ آیت انکم وما تعبدون الآیۃ ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش کو سخت ناگوار ہوا اور کہنے لگے کہ اس میں تو ہمارے معبودوں کی سخت توہین کی گئی ہے یہ لوگ (عالم اہل کتاب) ابن الزبعری کے پاس گئے اور اس کی شکایت کی اس نے کہا کہ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو ان کو اس کا جواب دیتا۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیا جواب دیتے۔ اس نے کہا کہ میں ان سے کہتا کہ نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ کیا کہیں گے (کیا معاذ اللہ وہ بھی جہنم میں جائیں گے) کفار قریش یہ سن کر بڑے خوش ہوئے کہ واقعی یہ بات تو ایسی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جو آگے آئی ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ لا اولئک عنھا مبعدون' یعنی جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے بھلائی اور اچھا

نتیجہ مقدر ہو چکا ہے وہ اس جہنم سے بہت دور رہیں گے۔

اور اسی ابن الزبعری کے متعلق قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون' یعنی جب ابن زبعری نے حضرت ابن مریم کی مثال پیش کی تو آپ کی قوم کے لوگ قریش خوشی سے شور مچانے لگے۔

لایحزنهم الفزع الاکبر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فزع اکبر سے مراد صور کا نفخہ ثانیہ ہے جس سے سب مردے زندہ ہو کر حساب کے لئے کھڑے ہوں گے بعض حضرات نے نفخہ اولیٰ کو فزع اکبر قرار دیا ہے۔ ابن عربی کا قول یہ ہے کہ نفخات تین ہوں گے پہلا نفخہ فزع ہوگا جس سے ساری دنیا کے لوگ گھبرا اٹھیں گے اسی کو یہاں فزع اکبر کہا گیا ہے۔ دوسرا نفخہ صعق ہوگا جس سے سب مرجائیں گے اور فنا ہو جائیں گے۔ تیسرا نفخہ بعث ہوگا جس سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے اس کی شہادت میں مسند ابو یعلی اور بیہقی' عبد بن حمید' ابوالشیخ' ابن جریر طبری وغیرہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے (مظہری) واللہ اعلم۔

یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب ط سجل کے معنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیفہ کے منقول ہیں علی بن طلحہ۔ عوفی۔ مجاہد۔ قتادہ وغیرہ نے بھی یہی معنے بیان کئے ہیں۔ ابن جریر ابن کثیر وغیرہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور کتب اس جگہ بمعنے المکتوب ہے معنی یہ ہیں کہ آسمان کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جس طرح کوئی صحیفہ اپنے اندر لکھی ہوئی تحریر کے ساتھ لپیٹ دیا جاتا ہے (کذا قاله ابن کثیر و ذکره فی الروح) سجل کے متعلق دوسری روایات کہ وہ کسی شخص یا فرشتہ کا نام ہے محدثین کے نزدیک ثابت نہیں (فصلہ ابن کثیر) آیت کے مفہوم کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سب زمینوں اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے ہاتھ میں رکھیں گے ابن ابی حاتم نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے ساتھ لپیٹ کر ایک جگہ کر دیں گے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک رائی کے دانے کی مثل ہوں گے۔ (ابن کثیر)

سورۃ النمل آیت 87 تا 90

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ط وَكُلٌّ اَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ ○ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ط صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ط اِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ج وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ط هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اور جس دن پھونکی جائے گی صور تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے اور سب چلے آئیں گے اس کے آگے عاجزی سے اور تو دیکھے پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری گری اللہ کی جس نے درست کیا ہے ہر چیز کو اس کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو جو کوئی لے کر آیا بھلائی تو اس کو ملے اس سے بہتر اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے۔ اور جو کوئی لے کر آیا برائی سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

معارف ومسائل

فھم یوزعون' وزع سے مشتق ہے جس کے معنے روکنے کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اگلے حصہ کو روکا جائے گا تاکہ پیچھے رہے ہوئے لوگ ساتھ ہو جائیں اور بعض حضرات نے وزع کے معنی یہاں دفع کے لئے ہیں یعنی ان کو دھک دے کر موقف کی طرف لایا جائے گا ولم تحیطو بھا علمًا 'اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب خود ایک بڑا جرم وگناہ ہے خصوصاً جبکہ سوچنے سمجھنے اور غور وفکر کرنے کی طرف توجہ کئے بغیر ہی تکذیب کرنے لگیں تو یہ جرم دوہرا ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ غور وفکر کرنے کے باوجود حق کو نہ پاسکیں کہ ان کی نظر وفکر ہی گمراہی کی طرف لے جائے تو ان کا جرم کسی قدر ہلکا ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ کے وجود اور توحید وغیرہ کی تکذیب پھر بھی کفر وضلال اور دائمی عذاب سے نہیں بچائے گی کیونکہ یہ ایسے بدیہی امور ہیں جن میں نظر وفکر کی غلطی معاف نہیں۔

ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السمٰوٰت الخ' فزع کے معنے گھبرانے اور پریشان ہونے کے ہیں۔ اور ایک دوسری آیت میں اس جگہ فزع کے بجائے صعق آیا ہے جس کے معنے بے ہوش ہونے کے ہیں۔ اگر یہ دونوں آیتیں پہلے نفخہ صور کے متعلق قرار دی جائیں تو ان دونوں لفظوں کا حاصل یہ ہوگا کہ صور پھونکنے کے وقت اول تو سب گھبرائیں گے اور پریشان ہوں گے پھر بے ہوش ہو جائیں گے بالآخر مر جائیں گے۔ اور قتادہ وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس آیت کو نفخہ ثانیہ کے متعلق قرار دیا ہے جس سے سب مردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ سب زندہ ہونے کے وقت گھبرائے ہوئے اٹھیں گے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ صور میں

تین مرتبہ پھونکا جائے گا' پہلا نفخہ فزع ہوگا جس سے سب پریشانی گھبراہٹ اور اضطراب میں مبتلا ہو جائیں گے۔ دوسرا نفخہ صعق ہوگا جس سے سب مرجائیں گے' تیسرا نفخہ حشر ونشر ہوگا جس سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے مگر آیات قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثبوت دو ہی نفخوں کا ملتا ہے (قرطبی وابن کثیر) ابن مبارک نے حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہوگا (قرطبی)۔

الا ماشاء اللہ' یہ استثناء فزع سے ہے جس کے معنے گھبراہٹ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن پر کوئی گھبراہٹ حشر کے وقت نہیں ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ یہ لوگ شہداء ہوں گے حشر کی دوبارہ زندگی کے وقت ان پر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی (صحیح الحدیث ابن العربی قرطبی) سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا کہ مراد اس سے شہداء ہیں جو حشر کے وقت اپنی تلواریں باندھے ہوئے عرش کے گرد جمع ہوں گے اور قشیری نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام ان میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں کیونکہ ان کو مقام شہادت بھی حاصل ہے اور مقام نبوت مزید براں ہے (قرطبی)

اور سورہ زمر میں آگے آئے گا ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ اس میں فزع کے بجائے صعق کا لفظ آیا ہے جس کے معنے بے ہوش ہونے کے ہیں۔ اور مراد اس جگہ بے ہوش ہونا پھر مرجانا ہے اور اس میں بھی الا من شاء اللہ کا استثناء ہے اور اس استثناء سے مراد مرفوع حدیث کے مطابق چھ فرشتے جبرئیل' میکائیل' اسرافیل' ملک الموت اور حملۃ العرش ہیں کہ یہ نفخہ صور سے نہ مریں گے۔ بعد میں حسب تصریح حدیث ان سب کو بھی موت آئے گی۔ جن

حضرات مفسرین نے فزع اور صعق کو ایک ہی قرار دیا ہے۔ انہوں نے سورۂ زمر کی طرح یہاں بھی استثناء سے مراد مخصوص فرشتے لئے ہیں خلاصہ تفسیر میں اسی کو اختیار کیا گیا اور جنہوں نے فزع اور صعق کو الگ الگ مانا ہے ان کے نزدیک فزع سے مستثنیٰ شہداء ہیں جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا۔

وتری الجبال تحسبها جامدةً وهی تمر مر السحاب ط مراد یہ ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ کر اس طرح چلیں گے جیسے بادل کہ دیکھنے والا اس کو اپنی جگہ جما ہوا سمجھتا ہے حالانکہ وہ تیزی سے چل رہے ہیں۔ تمام بڑے اجسام جن کی ابتداو انتہا انسان کی نظر کے سامنے نہیں ہوتی جب وہ کسی ایک سمت کی طرف حرکت کریں تو خواہ حرکت کتنی بھی تیز ہو دیکھنے والوں کو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ وہ اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں جس کا مشاہدہ سب کو گہرے بادل اور دور تک چھائی ہوئی گھٹا سے ہوتا ہے کہ یہ بادل اپنی جگہ جمے ہوئے دکھائی دیتے ہیں حالانکہ وہ چل رہے ہوتے ہیں مگر ان کی حرکت دیکھنے والوں کو اس وقت محسوس ہوتی جب وہ اتنی دور چلے جائیں کہ افق کا کنارہ اس سے کھل جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہاڑوں کا جامد ہونا دیکھنے والے کی نظر کے اعتبار سے ہے اور اس کا حرکت کرنا حقیقت کے اعتبار سے' عامہ مفسرین نے آیت کا مطلب یہی قرار دیا ہے اور خلاصہ تفسیر مذکور میں یہ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ دو حال دو وقتوں کے ہیں۔ جامد ہونا اس وقت کے اعتبار سے جس کو دیکھ کر ہر دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے۔ اور تمر مر السحاب قیامت کے دن کے اعتبار سے ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ قرآن کریم میں قیامت کے روز پہاڑوں کے حالات مختلف بیان ہوئے ہیں۔ پہلا حال اندکاک اور زلزلہ ہے جو پوری زمین پہاڑوں کو محیط ہوگا۔ اذا دکت

الارض دکا اوراذا زلزلت الارض زلزالھا ۔دوسراحال اس کی بڑی بڑی چٹانوں کا دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہوجانا ہے وتکون الجبال کالعھن المنفوش اور یہ اس وقت ہوگا جب اوپر سے آسمان بھی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا زمین سے پہاڑ روئی کی طرح اوپر جائیں گے اوپر سے آسمان نیچے آئیں گے اور دونوں مل جائیں گے یوم تکون السماء کالمھل وتکون الجبال کالعھن' تیسرا حال یہ ہے کہ وہ دھنکی ہوئی روئی کے ایک جسم متصل کے بجائے ریزہ ریزہ اور ذرہ ذرہ ہوجائے۔ وبست الجبال بسًا فکانت ھباءً منبثاً' چوتھا حال یہ ہے کہ وہ ریزہ ریزہ ہوکر پھیل جائے قل ینسفھا ربی نسفًا پانچواں حال یہ ہے کہ یہ پہاڑ جو ریزہ ریزہ ہوکر غبار کی طرح زمین پر پھیل گئے ہیں ان کو ہوائیں اوپر اٹھا کر لے جائیں اور چونکہ یہ غبار ساری زمین پر چھایا ہوگا تو اگر چہ یہ بادل کی طرح تیز حرکت کرتا ہوگا مگر دیکھنے والا اس کو اپنی جگہ جما ہوا دیکھے گا تری الجبال تحسبھا جامدۃً وھی تمر مر السحاب' ان میں سے بعض حالات صور کے نفخہ اولیٰ کے وقت ہوں گے اور بعض نفخہ ثانیہ کے بعد اس وقت جبکہ زمین کو ایک سطح مستوی بنادیا جائے گا کہ نہ اس میں کوئی غار رہے گا نہ پہاڑ نہ کوئی عمارت نہ درخت۔قل ینسفھا ربی نسفًا فیذرھا قاعا صفصفًا لا تریٰ فیھا عوجًا ولا امتًا (از قرطبی وروح المعانی) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

صنع اللہ الذی اتقن کل شئی ط صنع بمعنے صنعت ہے اور اتقن' اتقان سے مشتق ہے جس کے معنے کسی چیز کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے آتے ہیں۔ بظاہر یہ جملہ تمام مضامین سابقہ کے ساتھ متعلق ہے جن میں حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور صنعت عجیبہ کا ذکر ہے جس میں لیل ونہار کا انقلاب بھی ہے اور نفخ صور سے لے کر حشر ونشر تک کے

سب حالات بھی اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں کچھ حیرت اور تعجب کی نہیں کیونکہ ان کا صانع کوئی محدود علم وقدرت والا انسان یا فرشتہ نہیں۔ بلکہ رب العالمین ہے۔ اور اگر اس کا تعلق قریبی جملے تری الجبال تحسبها جامدةً (الآیۃ) سے کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ پہاڑوں کا یہ حال کہ دیکھنے والے ان کو جما ہوا دیکھیں اور وہ واقع میں چل رہے اور حرکت کر رہے ہوں کچھ مستبعد اور جائے تعجب نہیں کیونکہ یہ صنعت اللہ رب العزت کی ہے۔ جس کی قدرت میں سب کچھ ہے۔

من جاء بالحسنة فله خير منها' یہ حشر ونشر اور حساب کتاب کے بعد پیش آنے والے انجام کا ذکر ہے اور حسنہ سے مراد کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے (کما قال ابراہیم) یا اخلاص ہے (کما قال قتادہ) اور بعض حضرات نے مطلق طاعت کو اس میں داخل قرار دیا ہے۔ معنے یہ ہیں کہ جو شخص نیک عمل کرے گا اور نیک عمل اسی وقت نیک کہلانے کے قابل ہوتا ہے جبکہ اس کی پہلی شرط ایمان موجود ہو تو اس کو اپنے عمل سے بہتر چیز ملے گی مراد اس سے جنت کی لازوال نعمتیں اور عذاب اور ہر تکلیف سے دائمی نجات ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ خیر سے مراد یہ ہے کہ ایک نیکی کی جزا دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ملے گی (مظہری)۔

وهم من فزع يومئذ امنون' فزع' سے مراد ہر بڑی مصیبت اور پریشانی اور گھبراہٹ ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو ہر متقی پرہیزگار بھی انجام سے ڈرتا ہی رہتا ہے اور ڈرنا ہی چاہئے جیسے قرآن کریم کا ارشاد ہے ان عذاب ربهم غير مأمون' یعنی رب کا عذاب ایسا نہیں کہ اس سے کوئی بے فکر اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ واولیاء امت ہمیشہ خائف ولرزاں رہتے تھے مگر اس روز جبکہ حساب کتاب سے فراغت ہو چکے گی تو حسنہ لانے والے نیک لوگ ہر خوف وغم سے بے فکر اور مطمئن ہوں گے۔ واللہ اعلم

سورۃ الحاقہ آیت 1 تا 52

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَآقَةُ ○ مَا الْحَآقَّةُ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ ○
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ○ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا
بِالطَّاغِيَةِ ○ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○
سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا
فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ○ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ
خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ
وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ○ فَعَصَوْا رَسُوْلَ
رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ○ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ
حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ○ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ
اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○
وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○
فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ
يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○ وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ط وَيَحْمِلُ
عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ
لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ○ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ○ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ
حِسَابِيَهْ ○ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○
قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى

اَلْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ○ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ لا فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ○ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ ○ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ○ هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ○ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ○ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْهُ ○ اِنَّهٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ○ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ○ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ○ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ○ لَّا یَاْکُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ○ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ○ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ○ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَا بِقَوْلِ کَاهِنٍ ط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ○ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ○ فَمَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِیْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَتَذْکِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْکُمْ مُّکَذِّبِیْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ ○

''وہ ثابت ہو چکنے والی' کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی۔ تو اور تو نے کیا سوچا کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی۔ جھٹلایا ثمود اور عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو۔ سو وہ جو ثمود تھے سو غارت کر دیئے گئے اچھال کر۔ اور وہ جو عاد تھے سو

برباد ہوئے ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے نکل جائے ہاتھوں سے۔ مقرر کر دیا اس کوان پر سات رات اور آٹھ دن تک۔ لگا تار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اس میں بچھڑ گئے۔ گویا وہ ڈھنڈھیں کھجور کے کھوکھلے۔ پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان میں کا بچا۔ اور آیا فرعون اور او جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانے والی بستیاں خطائیں کرتے ہوئے۔ پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو پکڑنا سخت۔ ہم نے جس وقت پانی ابلا لا دلیا تم کو چلتی کشتی میں۔ تا کہ رکھیں اس کو تمہاری یادگاری کے واسطے اور سینت کر رکھے اس کو کان سینت کر رکھنے والا۔ پھر جب پھونکا جائے صور میں ایک بار پھونکنا۔ اور اٹھائی جائے زمین اور پہاڑ پھر کوٹ دیئے جائیں ایک بار۔ پھر اس دن ہو پڑے وہ ہو پڑنے والی اور پھٹ جائے آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہے۔ اور فرشتے ہوں گے اس کے کناروں پر اور اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اس دن آٹھ شخص۔ اس دن سامنے کئے جاؤ گے۔ چھپی نہ رہے گی تمہاری کوئی چھپی بات۔ سو جس کو ملا اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے لیجیو پڑھیو میرا لکھا۔ میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب۔ سو وہ ہیں من مانتے گزران میں اونچے باغ میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہیں۔ کھاؤ اور پیئو رج کر بدلہ اس کا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں۔ اور جس کو ملا اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا۔ اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا۔ کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی۔ کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال۔ بربادی ہوئی مجھ سے حکومت میری۔ اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو۔ پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو ڈالو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے

اس کو جکڑ دو وہ تھا کہ یقین نہ لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا۔ اور تاکید نہ کرتا تھا فقیر کے کھانے پر۔ سو کوئی نہیں آج اس کا یہاں دوستدار۔ اور نہ کچھ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون۔ کوئی نہ کھائے اس کو مگر وہی گناہگار۔ سو قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو۔ اور جو چیزیں کہ تم نہیں دیکھتے۔ یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا۔ اور نہیں ہے یہ کہا کسی شاعر کا۔ تم تھوڑا یقین کرتے ہو۔ اور نہیں ہے یہ کہا پریوں والے کا تم بہت کم دھیان کرتے ہو۔ یہ اتارا ہوا ہے جہان کے رب کا اور اگر یہ بنالاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن۔ پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچالے۔ اور یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کو۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں۔ اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے منکروں پر۔ اور وہ جو ہے یقین کرنے کے قابل ہے۔ اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا۔

معارف ومسائل

اس سورت میں قیامت کے ہولناک واقعات اور پھر وہاں کفار وفجار کی سزا اور مؤمنین ومتقین کا جزاء کا ذکر ہے قیامت کے نام قرآن کریم میں بہت سے آئے ہیں۔ اس سورت میں قیامت کو حاقه کے لفظ سے، پھر قارعه کے، پھر واقعه کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور یہ سب قیامت کے نام ہیں۔

لفظ حاقه کے معنی حق اور ثابت کے بھی آتے ہیں اور دوسری چیزوں کو حق ثابت کرنے والی چیز کو بھی حاقه کہتے ہیں۔ قیامت پر یہ لفظ دونوں معنے کے اعتبار سے

صادق آتا ہے کیونکہ قیامت خود بھی حق ہے اور اس کا وقوع ثابت اور یقینی ہے اور قیامت مؤمنین کے لئے جنت اور کفار کیے لئے جہنم ثابت اور مقرر کرنے والی بھی ہے۔ یہاں قیامت کے اس نام کے ساتھ سوال کو مکرر کر کے اس کے مافوق القیاس اور حیرت انگیز ہولناک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

قارعہ کے لفظی معنے کھڑکھڑانے والی چیز کے ہیں۔ قیامت کے لئے یہ لفظ اس لئے بولا گیا کہ وہ سب لوگوں کو مضطرب اور بے چین کرنے والی اور تمام آسمان و زمین کے اجسام کو منتشر کرنے والی ہے۔

طاغیہ طغیان سے مشتق ہے جس کے معنے حد سے نکل جانے کے ہیں۔ مراد ایسی سخت آواز ہے جو تمام دنیا کی آوازوں کی حد سے باہر ہے اور زیادہ ہے جس کو انسان کا قلب و دماغ برداشت نہ کر سکے۔ قوم ثمود کی نافرمانی جب حد سے بڑھ گئی تو ان پر اللہ کا عذاب اسی سخت آواز کی صورت میں آیا تھا جس میں تمام دنیا کی بجلیوں کی کڑک اور دنیا بھر کی سب سخت آوازوں کا مجموعہ تھا جس سے ان کے دل پھٹ گئے۔

ریح صرصر' اس سخت ہوا کو کہا جاتا ہے جو بہت زیادہ سرد بھی ہو۔

سبع لیال و ثمٰنیة ایام' بعض روایات میں ہے کہ بدھ کی صبح سے یہ آندھی کا عذاب شروع ہو کر دوسرے بدھ کی شام تک رہا اس طرح دن تو آٹھ ہو گئے اور راتیں سات آئیں۔

حسوما' حاسم کی جمع ہے جس کے معنی قطع کرنے اور استیصال کرنے یعنی بالکل فنا کر دینے والے کے ہیں۔

مؤتفکٰت کے معنے باہم مختلط اور ملے جلے کے ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کو مؤتفکات یا تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سب آپس میں ملی ہوئی بستیاں

تھیں اور یا اس لئے کہ عذاب آنے کے وقت جب ان کا تختہ الٹا گیا تو سب گڈمڈ ہوگئیں۔

فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة' ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ صور کوئی سینگ (کی شکل کی کوئی چیز) ہے جس میں قیامت کے روز پھونکا جائے گا۔

نفخة واحده سے مراد یہ ہے کہ یکبارگی اچانک یہ صور کی آواز ہوگی اور ایک آواز مسلسل رہے گی یہاں تک کہ اس آواز سے سب مرجائیں گے۔قرآن وسنت کی نصوص سے قیامت میں صور کے دو نفخے ہونا ثابت ہیں پہلے نفخہ کو نفخہ صعق کہا جاتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض یعنی اس نفخہ سے تمام آسمان والے فرشتے اور زمین پر بسنے والے جن وانس اور تمام جانور بے ہوش ہوجائیں گے (پھر اسی بے ہوشی میں سب کو موت آجائے گی) دوسرے نفخہ کو نفخہ بعث کہا جاتا ہے بعث کے معنے اٹھنے کے ہیں اس نفخہ کے ذریعہ سب مردے پھر زندہ ہوکر کھڑے ہوجائیں گے جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے ثم نفخ فیه اخریٰ فاذاهم قیام ینظرون' یعنی پھر صور دوبارہ پھونکا جائے گا جس سے اچانک سب کے سب مردے زندہ ہوکر کھڑے ہوجائیں گے اور دیکھنے لگیں گے۔

بعض روایات میں جو ان دونوں نفخوں سے پہلے ایک تیسرے نفخہ کا ذکر ہے جس کا نام نفخہ فزع بتلایا گیا ہے مجموعہ روایات ونصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا نفخہ ہی ہے اسی کو ابتدا میں نفخہ فزع کہا گیا ہے اور انتہا میں وہی نفخہ صعق ہوجائے گا۔(مظہری)

ویحمل عرش ربک فوقهم یومئذ ثمٰنیة' یعنی قیامت کے روز

عرش رحمٰن کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ بعض روایات حدیث میں ہے کہ قیامت سے پہلے تو یہ کام چار فرشتوں کے سپرد ہے قیامت کے روز ان کے ساتھ اور چار بڑھا دیئے جائیں گے۔

رہا یہ معاملہ کہ عرش رحمٰن کیا چیز ہے اس کی حقیقت اور حقیقی شکل وصورت کیا ہے اور فرشتوں کا اس کو اٹھانا کس صورت سے ہے یہ سب چیزیں وہ ہیں کہ نہ عقل انسانی ان کا احاطہ کر سکتی ہے نہ ان مباحث میں ان کو غور وفکر کرنے اور سوالات کرنے کی اجازت ہے۔ سلف صالحین وتابعین کا مسلک اس جیسے تمام معاملات میں یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ اس سے جو کچھ اللہ جل شانہ کی مراد ہے وہ حق ہے اور اس کی حقیقت و کیفیت نامعلوم ہے۔

یومئذ تعرضون لا تخفیٰ منکم خافیة' یعنی اس روز سب اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے' کوئی چھپنے والا چھپ نہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کے علم وبصر سے تو آج بھی کوئی نہیں چھپ سکتا اس روز کی خصوصیت شاید یہ ہو کہ میدان حشر میں تمام زمین ایک سطح مستوی ہو جائے گی نہ کوئی غار رہے گا نہ پہاڑ نہ کوئی تعمیر ومکان نہ کسی درخت وغیرہ کی آڑ' یہی چیزیں ہیں جن کے پیچھے دنیا میں چھپنے والے چھپا کرتے ہیں وہاں ان میں سے کوئی چیز نہ ہوگی۔ کسی کو چھپنے کا امکان ہی نہ رہے گا۔

ھآؤم اقرؤ کتٰبیہ 'لفظ ہاؤم خذو کے معنے میں ہے جمع کے لئے بولا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں آئے گا وہ خوشی کے مارے آس پاس کے لوگوں سے کہنے لگے گا کہ لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو۔

ھلک عنی سلطٰنیہ' سلطان کے لفظی معنے غلبہ وتسلط کے ہیں' اسی لئے حکومت کو سلطنت اور حاکم کو سلطان کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو مجھے

دوسرے لوگوں پر بڑائی اور غلبہ حاصل تھا میں سب میں بڑا مانا جاتا تھا آج وہ بڑائی اور غلبہ بھی کچھ کام نہ آیا اور سلطان بمعنے حجت بھی لیا جاسکتا ہے تو معنے یہ ہوں گے کہ افسوس آج میرے ہاتھ میں کوئی حجت وسند نہیں جس کے ذریعہ عذاب سے نجات حاصل ہوسکے۔

خذوہ فغلوہ' یہ حکم فرشتوں کو ہوگا کہ اس مجرم کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو لیکن الفاظ آیت میں اس کا ذکر نہیں کہ کون پکڑے اور طوق ڈالے' اسی لئے بعض روایات میں ہے کہ یہ حکم صادر ہوگا تو ہر در ودیوار اور ہر چیز مطیع وفرمانبردار نوکروں کی طرح ہے اس کے پکڑنے کو دوڑے گی۔

ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعًا فسلکوہ' یعنی پھر اس کو ایک زنجیر میں پروہ دو جس کی مقدار ستر گز ہے۔ زنجیر میں پرونے کا وہ مفہوم بھی مجازاً لیا جاسکتا ہے جو خلاصہ تفسیر میں لکھا گیا ہے کہ زنجیر میں جکڑ دو لیکن اس کے حقیقی معنے یہ ہیں کہ زنجیر ان کے بدن کے اندر ڈال کر دوسری طرف نکال لو جیسے موتی یا تسبیح کے دانے پروئے جاتے ہیں بعض روایات حدیث سے اسی حقیقی معنی کی تائید بھی ہوتی ہے۔ (از مظہری)

فلیس له الیوم ههنا حمیم O ولا طعام الا من غسلین' حمیم مخلص اور گہرے دوست کو کہا جاتا ہے اور غسلین بکسر غین وہ پانی ہے جس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ وغیرہ دھوئی جائے گی۔ مطلب آیات کا یہ ہے کہ آج اس کا کوئی دوست عزیز اس کی حمایت نہ کرسکے گا اور اس کو عذاب سے نہ بچا سکے گا اور اس کے کھانے کے لئے سوائے اس گندے پانی کے جس میں اہل جہنم کی پیپ اور پس پڑی ہوگی اور کچھ نہ ہوگا۔ اور کچھ نہ ہونے کا مفہوم اوپر خلاصہ تفسیر میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مرغوب کھانوں میں سے کچھ نہ ہوگا۔ غسلین کی طرح کی کوئی اور مکروہ بدذائقہ چیز کی نفی ہے اس لئے دوسری

آیت میں جو اہل جہنم کا زقوم کھانا آیا ہے وہ اس کے منافی نہیں۔

فلا اقسم بما تبصرون O وما لاتبصرون ۔یعنی قسم ہے ان تمام چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو یا دیکھ سکتے ہو۔اور جن کو تم نہ دیکھتے ہو نہ دیکھ سکتے ہو اس میں تمام مخلوقات آ گئیں۔بعض حضرات نے فرمایا کہ نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد حق تعالیٰ کی ذات وصفات ہیں۔بعض نے فرمایا کہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد دنیا کی چیزیں ہیں اور نہ دیکھنے کی چیزوں سے مراد آخرت کی اشیاء (مظہری) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

ولو تقول علینا الخ' تقول کے معنی بات گھڑنے کے ہیں۔اور وتین قلب سے نکلنے والی وہ رگ ہے جس سے روح جسم انسانی میں پھیلتی ہے اس کے قطع کر دینے سے موت فوراً واقع ہو جاتی ہے۔

سابقہ آیات میں کفار مکہ کے اس بے ہودہ خیال کا رد کیا گیا تھا۔کوئی آپ کو شاعر اور آپ کے کلام کو شعر کہتا تھا۔کوئی آپ کو کاہن اور کلام کو کہانت کہتا تھا۔کاہن وہ شخص ہوتا ہے جو کچھ شیاطین سے خبریں پا کر کچھ نجوم کے اثرات سے معلوم کر کے آنے والے واقعات میں اٹکل بچو باتیں کیا کرتے تھے۔غرض آپ کو شاعر یا کاہن کہنے والوں کے الزام کا حاصل یہ تھا کہ آپ جو کلام سناتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے نہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے خیالات سے یا کاہنوں کی طرح شیاطین سے کچھ کلمات جمع کر لئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔مذکورہ آیات میں حق تعالیٰ نے ان کے اس خیال باطل کو ایک دوسری صورت سے بڑی شدت کے ساتھ اس طرح رد کیا ہے کہ دیوانو! اگر یہ رسول معاذ اللہ ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے اور ہم پر افتراء پردازی کرتے تو کیا ہم یوں ہی دیکھتے رہتے اور ان کو ڈھیل دے دیتے کہ خلق خدا کو گمراہ کریں۔یہ بات کوئی عقل والا باور نہیں کر سکتا اس لئے اس آیت میں بطور فرض

محال کے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ رسول کوئی قول بھی اپنی طرف سے گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ کر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے اور پھر ہماری سزا سے ان کو کوئی بھی نہ بچا سکتا یہاں یہ شدت کے الفاظ ان جاہلوں کو سنانے کے لئے فرض محال کے طور پر استعمال فرمائے ہیں۔ داہنا ہاتھ پکڑنے کی تخصیص غالباً اس لئے ہے کہ جب کسی مجرم کو قتل کیا جاتا ہے تو قتل کرنے والا اس کے بالمقابل کھڑا ہوتا ہے قتل کرنے والے کے بائیں ہاتھ کے مقابل مقتول کا داہنا ہاتھ ہوتا ہے اس کو یہ قتل کرنے والا اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر داہنے ہاتھ سے اس پر حملہ کرتا ہے۔

تنبیہ:

اس آیت میں ایک خاص واقعہ کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ اگر خدانخواستہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے تو آپ کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا۔ اس میں کوئی عام ضابطہ بیان نہیں کیا گیا کہ جو شخص بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے ہمیشہ اس کو ہلاک ہی کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ان پر کوئی ایسا عذاب نہیں آیا۔

فسبح باسم ربک العظیم۔ اس سے پہلی آیتوں میں یہ بتلایا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ ہے وہ اللہ کا کلام ہے اور وہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے تذکرہ اور نصیحت ہے مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان سب قطعی اور یقینی امور کو جانتے ہوئے تم میں بہت سے آدمی اس کی تکذیب بھی کرتے رہیں گے جس کا نتیجہ آخرت میں ان کی حسرت و یاس اور عذاب دائمی ہوگا اور آخر میں فرمایا وانه لحق الیقین۔ یعنی یہ بات بالکل حق اور یقینی ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ سب کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا

فسبح باسم ربک العظیم۔جس میں اشارہ ہے کہ اپ ان معاند کفار کی باتوں پر دھیان نہ دیں اوران سے مغموم نہ ہوں بلکہ اپنے رب عظیم کی تسبیح وتقدیس کو اپنا مشغلہ بنالیں کہ یہی ان سب غموں سے نجات کا ذریعہ ہے اور یہ ایسا ہے جیسا دوسری جگہ قرآن کریم میں فرمایا ہے ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک و کن من السٰجدین ۔یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کفار کی بے ہودہ گفتگو سے دل تنگ ہوتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ اپ اپنے رب کی حمد میں مشغول ہوجائیں اور سجدہ گزاروں میں شامل ہوجائیں ان کی باتوں کی طرف التفات نہ کریں۔

ابوداؤد میں حضرت عقبہ ابن عامر جہنی کی روایت ہے کہ جب یہ آیت فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور جب آیت سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو اپنے سجدہ میں رکھو۔اسی لئے باجماع امت رکوع اور سجدے میں یہ دونوں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں۔جمہور کے نزدیک ان کا پڑھنا اور تین مرتبہ تکرار کرنا سنت ہے بعض حضرات نے واجب بھی کہا ہے۔

قیامت میں نفخہ ثانیہ کا منظر

نیا نظام عالم قائم ہو جائے گا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط وَیَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ط قَوْلُهُ الْحَقُّ ط وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ط عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ط وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ○

(سورۃ الانعام آیت ۷۳)

''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے اور جس دن کہے کا ہو جا تو ہو جائے گا اس کی بات سچ ہے جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو اس کی بادشاہی ہوگی۔ چھپی اور ظاہری باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہی حکمت والا خبردار ہے''۔

سورۃ ابراہیم آیت 42 تا 52

مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ج وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ○ وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لا نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ

مِنْ قَبْلُ مَالَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ○ وَسَكَنْتُمْ فِىْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَاللّٰهِ مَكْرُهُمْ ط وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ○ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ○ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ○ لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

''دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر پر ہٹ کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں' اور دل ان کے اڑ گئے ہوں گے' اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک' کہ ہم قبول کرلیں تیرے بلانے کو اور پیروی کرلیں رسولوں کی کیا تم پہلے قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ٹلنا' اور آباد تھے تم بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیسا کیا ہم نے ان سے اور بتلائے ہم نے تم کو سب قصے۔ اور یہ بنا چکے ہیں اپنے داؤ اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں اس سے پہاڑ۔ سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں

سے بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا' جس دن بدلی جائے اس زمین سے اور زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے۔ اور دیکھے تو گنہگاروں کو اس دن باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں۔ کرتے ان کے ہیں گندھک کے اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ۔ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی کمائی کا۔ بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب۔ یہ خبر پہنچا دینی ہے لوگوں کو اور تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے۔

معارف ومسائل

سورہ ابراہیم میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کے کچھ حالات و معاملات کی تفصیل اور احکام الٰہیہ کی مخالفت کرانے والوں کے انجام بد اور آخر میں حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ تھا' جنہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور جن کی اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی بستی بسائی اور اس کے بسنے والوں کو ہر طرح کا امن وامان اور غیر معمولی طور پر معاشی سہولتیں عطا فرمائیں۔ انہی کی اولاد بنی اسمٰعیل قرآن عظیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب اول ہیں۔

سورہ ابراہیم کے اس آخری رکوع میں خلاصہ کے طور پر انہی اہل مکہ کو پچھلی قوموں کی سرگذشت سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین اور اب بھی ہوش میں نہ آنے کی صورت میں قیامت کے ہولناک عذابوں سے ڈرایا گیا۔

پہلی آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر مظلوم کی تسلی اور ظالم کے

لیے سخت عذاب کی دھمکی ہے کہ ظالم اور مجرم لوگ اللہ تعالیٰ کی ڈھیل دینے سے بے فکر نہ ہو جائیں اور یہ نہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے جرائم کی خبر نہیں۔ اس لیے باوجود جرائم کے وہ پھل پھول رہے ہیں کوئی عذاب و مصیبت ان پر نہیں آتی۔ بلکہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔ مگر وہ اپنی رحمت اور حکمت کے تقاضے سے ڈھیل دے رہا ہے۔

لاتحسبن اللہ غافلا ۔یعنی نہ سمجھو اللہ تعالیٰ کو غافل' یہ خطاب بظاہر اس شخص کے لئے ہے جس کو اس کی غفلت اور شیطان نے اس دھوکہ میں ڈالا ہوا ہے اور اگر اس کا مخاطب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو بھی مقصود اس سے امت کے غافلوں کو سنانا اور تنبیہ کرنا ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا امکان ہی نہیں کہ وہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حالات سے بے خبر یا غافل سمجھیں۔

دوسری آیت میں بتلایا کہ ان ظالموں پر فوری طور سے عذاب نہ آنا ان کے لیے کچھ اچھا نہیں۔ کیونکہ اس کا انجام یہ ہے کہ یہ لوگ اچانک قیامت اور آخرت کے عذاب میں پکڑ لئے جائیں گے آگے ختم سورۃ تک اس عذاب آخرت کی تفصیلات اور رر ہولناک دقائع کا بیان ہے۔

یوم تشخص فیہ الابصار ۔یعنی اس دن جب کہ پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں۔ مھطعین مقنعی رؤسھم ''یعنی خوف و حیرت کے سبب سر اوپر اٹھائے ہوئے بے تحاشا دوڑ رہے ہوں گے' لایرتد الیھم طرفھم ان کی پلکیں نہ جھپکیں گی'' وافئدتھم ھواء' ان کے دل خالی بدحواس ہوں گے۔

یہ حالات بیان کرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو اس دن کے عذاب سے ڈرایئے جس میں ظالم اور مجرم

لوگ مجبور ہوکر پکاریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں کچھ اور مہلت دے دیجئے یعنی پھر دنیا میں چندروز کے لئے بھیج دیجئے تا کہ ہم آپ کی دعوت قبول کرلیں اور آپ کے رسولوں کا اتباع کر کے اس عذاب سے نجات حاصل کرسکیں' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی درخواست کا یہ جواب ہوگا کہ اب تم یہ کہہ رہے ہو کیا تم نے اس سے پہلے یہ قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ہماری دولت وشوکت کو زوال نہ ہوگا ہم ہمیشہ دنیا میں یونہی عیش و عشرت میں رہیں گے اور دوبارہ زندگی اور عالم آخرت کا انکار کیا تھا۔

وسکنتم فی مساکن الذین ظلموآ انفسھم وتبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال ۔ظاہر یہ ہے کہ یہ خطاب مشرکین عرب کو ہے۔ جن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے انذر الناس ۔''یعنی ڈراؤ ان لوگوں کو'' اس خطاب میں ان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اقوام سابقہ کے حالات وانقلابات تمہارے لئے بہترین واعظ ہیں تعجب ہے کہ تم ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ حلانکہ تم انہی ہلاک شدہ قوموں کے گھروں میں بستے اور چلتے پھرتے ہو اور تمہیں کچھ حالات کے مشاہدہ سے کچھ متواتر خبروں سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر کیسا سخت عذاب نازل کیا۔ اور ہم نے بھی تمہارے راہ پر لانے کے لئے بہت سی مثالیں بیان کیں۔ پھر بھی تم ہوش میں نہیں آتے۔

وقد مکروا مکرھم وعنداللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ''یعنی ان لوگوں نے دین حق مٹانے اور دعوت حق قبول کرنے والے مسلمانوں کو ستانے اور ایذا پہنچانے کے لئے بھرپور تدبیریں کیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی سب کھلی اور چھپی ہوئی تدبیریں سامنے موجود ہیں۔ وہ سب سے واقف اور ان کو ناکام بنادینے پر قادر ہیں۔ اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی عظیم اور سخت تھیں کہ ان کے

مقابلہ پر پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے یہ ساری تدبیریں گرد اور ناکام ہو کر رہ گئیں''۔

جن مخالفانہ تدبیروں کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد پچھلی ہلاک شدہ قوموں کی تدبیریں ہوں' مثلاً نمرود' فرعون' قوم عاد و ثمود وغیرہ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں موجودہ مشرکین عرب کا حال بیان کیا گیا ہو کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بڑی گہری اور دوررس سازشیں اور تدبیریں کیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناکام بنا دیا۔

اور اکثر مفسرین نے وان کان مکرہم میں لفظ ان کو حرف نفی قرار دے کر یہ معنی کئے ہیں کہ اگرچہ انہوں نے بہت سی تدبیریں کیں اور چالیں چلیں' لیکن ان کی تدبیروں اور چالوں سے یہ ممکن نہ تھا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔اور پہاڑ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا عزم واستقلال ہے کہ کفار کی کوئی چال اس پر اثر انداز نہیں ہو سکی۔

اس کے بعد امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ہر مخاطب کو یہ تنبیہ کی گئی: فلاتحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوا انتقام ''یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے جو وعدے فتح ونصرت اور کامیابی کے کئے ہیں وہ ان کے خلاف کرے گا۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔وہ ضرور اپنے پیغمبروں کے دشمنوں سے انتقام لے گا۔اور پیغمبروں سے جو وعدے کئے ان کو پورا کرے گا۔

اس کے بعد کی آیات میں پھر قیامت کے ہولناک حالات وواقعات کا ذکر ہے۔ارشاد فرمایا: یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت وبرزوا للہ

الواحد القهار ۔''یعنی قیامت کا دن ایسا ہوگا کہ اس میں موجودہ زمین بھی بدل دی جائے گی۔اور آسمان بھی اور سب کے سب اللہ واحد وقہار کے سامنے حاضر ہوں گے''۔

زمین وآسمان کے بدل دینے کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ان کی صفات اور شکل وصورت بدل دی جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی دوسری آیات اور روایات حدیث میں ہے کہ پوری زمین ایک سطح مستوی بنادی جائے گی۔جس میں نہ کسی مکان کی آڑ ہوگی' نہ درخت وغیرہ کی۔ نہ کوئی پہاڑ اور ٹیلہ رہے گا نہ غار اور گہرائی' قرآن کریم میں اسی حال کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

لاترىٰ فیھا عوجًا ولا امتًا۔یعنی تعمیرات اور پہاڑوں کی وجہ سے جو آج کل راستے اور سڑکیں مڑ کر گذرتی ہیں اور کہیں اونچائی ہے کہیں گہرائی' یہ صورت نہ رہے گی بلکہ سب صاف میدان ہوجائے گا۔

اور تبدیل زمین وآسمان کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بالکل ہی اس زمین کے بدلے میں دوسری زمین اور اس آسمان کی جگہ دوسرے آسمان بنادیئے جائیں' روایات حدیث جو اس کے متعلق منقول ہیں ان میں بھی بعض سے صرف صفات کی تبدیلی معلوم ہوتی ہے بعض سے ذات کی تبدیلی۔

امام حدیث بیہقی نے بسند صحیح حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔، فرمایا کہ محشر کی زمین بالکل نئی زمین چاندی کی طرح سفید ہوگی اور یہ زمین ایسی ہوگی جس پر کسی نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوگا جس پر کسی کا ناحق خون نہیں گرایا گیا۔اسی طرح مسند احمد اور تفسیر ابن جریر کی حدیث میں یہی مضمون بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے۔(تفسیر مظہری)

صحیحین' بخاری ومسلم میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک ایسی زمین پر اٹھائے جائیں گے جو ایسی صاف وسفید ہوگی جیسے میدے کی روٹی۔ اس میں کسی کی کوئی علامت (مکان' باغ' درخت' پہاڑ' ٹیلہ وغیرہ کی) کچھ نہ ہوگی۔ یہی مضمون بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

اور حاکم نے سند قوی کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز یہ زمین اس طرح کھینچی جائے گی۔ جیسے چمڑے کو کھینچا جائے جس سے اس کی سلوٹیں اور شکن نکل جائیں (اس کی وجہ سے زمین کے غار اور پہاڑ سب برابر ہو کر ایک سطح مستوی بن جائے گی۔ اور اس وقت تمام اولاد آدم اس زمین پر جمع ہوگی۔ اس ہجوم کی وجہ سے ایک انسان کے حصہ میں صرف اتنی ہی زمین ہوگی۔ جس پر وہ کھڑا ہو سکے۔ پھر محشر میں سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا۔ میں رب العزت کے سامنے سجدہ میں گر پڑوں گا۔ پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی تو میں تمام مخلوق کے لئے شفاعت کروں گا کہ ان کا حساب کتاب جلد ہو جائے۔

اس آخری روایت سے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں تبدیلی صرف صفت کی ہوگی کہ غار اور پہاڑ اور عمارت اور درخت نہ رہیں گے مگر ذات زمین یہی باقی رہے گی اور پہلی سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر کی زمین اس موجودہ زمین کے علاوہ کوئی اور ہوگی اور جس تبدیلی کا ذکر اس آیت میں ہے اس سے ذات کی تبدیلی مراد ہے۔

بیان القرآن میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ ہو سکتا ہے پہلے نفخہ صور کے وقت اسی موجودہ زمین کی صفات

تبدیل کی جائیں۔اور پھر حساب کتاب کے لئے ان کو کسی دوسری زمین کی طرف منتقل کیا جائے۔

تفسیر مظہری میں مسند عبدابن حمید سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ زمین سمٹ جائے گی اور اس کے پہلو میں ایک دوسری زمین ہوگی جس پر لوگوں کو حساب کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور یہ سوال کیا کہ جس دن یہ زمین بدلی جائے گی تو آدمی کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پل صراط کے پاس ایک اندھیری میں ہوں گے۔

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمین سے بذریعہ پل صراط دوسری طرف منتقل کئے جائیں گے' اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں متعدد صحابہ وتابعین کے یہ اقوال نقل کئے ہیں کہ اس وقت موجودہ زمین اور اس کے سب دریا آگ ہوجائیں گے۔گویا یہ سارا علاقہ جس میں اب دنیا آباد ہے اس وقت جہنم کا علاقہ ہوجائے گا۔اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔بندہ کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں۔

زباں تازہ کردن باقرارِ تو
نینگختن علت ازکارِ تو

آخری آیات میں اہل جہنم کا یہ حال بلایا گیا ہے کہ مجرم لوگوں کو ایک زنجیر میں باندھ دیا جائے گا۔یعنی ہر جرم کے مجرم الگ الگ جمع کر کے یک جا باندھ دیئے جائیں گے' اور ان کو جو لباس پہنایا جائے گا وہ قطران کا ہوگا جس کو تارکول کہا جاتا ہے۔اور وہ

ایک آتش گیر مادہ ہے کہ آگ فوراً پکڑ لیتا ہے۔

آخری آیت میں ارشاد فرمایا کہ یہ سب احوال قیامت کا بیان کرنا لوگوں کو تنبیہ کرنے کے لئے ہے تا کہ وہ اب بھی سمجھ لیں کہ قابل عبادت واطاعت صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور تا کہ جن میں کچھ بھی عقل و ہوش ہے وہ شرک سے باز آجائیں۔

قرآن ۱۴

لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا طریقہ

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين النفختين اربعون قالوا ايا ابا هريرة اربعون يومًا قال ابيت قالوا اربعنو شهرًا قال ابيت قالوا اربعون سنة قال ابيت ثم ينز الله من السماء ماءً فينبتون كما ينبت بقبل قال وليس من الانسان شئى لا يبلىٰ الا عظمًا واحدً وهو عجب الذنب ومنه يركب الخلقُ يوم القيامة متفق عليه وفى رواية لمسلم قال كل ابن اٰدم يأكله التراب الا عجب الذنب منه خلق وفيه يركب۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں نفخوں کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہؓ چالیس دن ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا چالیس مہینے ہیں۔ کہا میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا چالیس برس ہے۔ کہا میں نہیں جانتا۔ پھر اللہ تعالی آسمان سے بارش برسائے گا۔ لوگ اس طرح اُگ آئیں گے جس طرح سبزہ اُگتا ہے۔ انسان کے جسم کی ہر چیز کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ایک ہڈی باقی رہ جاتی ہے اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ قیامت کے دن لوگوں کے تمام اعضاء اس سے ترکیب دیئے جائیں گے۔ (متفق علیہ) مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ انسان کے تمام جسم کو مٹی کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی سالم رہتی ہے اس سے انسان کو

پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے اس کو ترکیب دی جائے گی۔

وعنہؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقبض اللّٰہ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض متفق علیہ۔

انہی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور آسمان کو دائیں ہاتھ میں لپیٹے گا۔ پھر فرمائے گا بادشاہ میں ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔ (متفق علیہ)

وعن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یطوی اللّٰہ السمٰوات یوم القیامۃ ثم یأخذ ھن بیدہ الیمنیٰ ثم یقول انا الملک این الجبارون این المتکبرون ثم یطوی الارضین بشمالہ وفی روایۃ یاخذھن بیدھا لاخریٰ ثم یقول انا الملک این الجبارون این المتکبرون رواہ مسلم۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹے گا پھر ان کو دائیں ہاتھ میں پکڑ لے گا۔ پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں ظالم' متکبر کہاں ہیں پھر بائیں ہاتھ میں زمینوں کو لپیٹے گا۔ ایک روایت میں ہے پھر زمینوں کو دوسرے ہاتھ میں لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ جبار کہاں ہیں' متکبر کہاں ہیں۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن عبداللہ بن مسعود قال جائحبر من الیھود

الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان اللّٰہ یمسک السمٰوات یوم القیامۃ علیٰ اصبع والارضین علیٰ اصبع والجبال والشجر علیٰ اصبع والماء والثریٰ وسائر الخلق علی اصبع ثم یھزھن فیقول انا الملک انا اللّٰہ فضحک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعجباً مما قال الجبر تصدیقاً لہ ثم قرأ وما قدروا اللّٰہ حق قدرہ والارض جمیعًا قبضتہ لیوم القیامۃ والسمٰوات مطویٰت بیمینہ سبحانہ و تعالیٰ عما یشکرون متفق علیہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے یہود کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھالے گا۔ زمینوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور نمناک خاک کو ایک انگلی پر، باقی مخلوق کو ایک انگلی پر۔ پھر ان کو حرکت دے گا فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ میں اللہ ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجب سے مسکرائے جو وہ عالم کہہ رہا تھا اور آپؐ نے اس کی تصدیق کی پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی اور ان مشرکوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے اور زمین سب کی سب قیامت کے دن اس کے قبضہ میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔ پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ اور بلند ہے اس چیز سے جس کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

وعن عائشۃؓ قال سالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

علیہ وسلم عن قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت فاین یکون الناس یومئذ قال علی الصراط رواہ مسلم۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا۔ ''اس روز تبدیل کی جائے گی زمین سوائے اس زمین کے اور آسمان۔ سوال کیا گیا لوگ کہاں ہوں گے۔ فرمایا وہ پل صراط پر ہوں گے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الشمس والقمر مکور ان یوم القیامۃ رواہ البخاری۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ دیے جائیں گے۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

عن ابی سعیدؓ ن الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف انعم وصاحب الصور قد التقمہ واصغیٰ سمعہ وحتیٰ جبہتہ ینتظر متیٰ یومر بالنفخ فقالوا یا رسول اللّٰہ و ماتامرنا قال قولوا حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل رواہ الترمذی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیسے چین سے رہ سکتا ہوں جبکہ اسرافیل نے صور کو منہ میں لے لیا ہے'

کان جھکا دیا ہے اور پیشانی جھکائی ہوئی ہے۔منتظر ہے کہ اس کو کس وقت پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے۔صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ہم کو کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم کہو ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔

وعن عُبدؓ اللّٰه ابن عمر وعن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال الصور قرن ینفخ فیه رواه الترمذی وابوداؤد والدارمی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا صور ایک سینگ ہے۔اس میں پھونکا جائے گا۔

(روایت کیا اس کو ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے)

عن ابن عباسؓ قال فی قوله تعالیٰ فاذا نقر فی الناقور الصور قال والراجفة النفخة الاولیٰ والرادفة الثانیة رواه البخاری فی ترجمة باب

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے اللہ تعالی کے اس فرمان کے متعلق کہا اذا نقر فی الناقور میں ناقور سے مراد صور ہے اور الراجف سے مراد نفخہ اولی اور الرادفہ سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔(روایت کیا اس کو بخاری نے ترجمۃ الباب میں)

وعن ابی سعیدؓ قال ذکر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صاحب الصور وقال عن یمینه جبرائیل وعن یساره میکائیل

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب

صور کا ذکر کیا اور فرمایا اس کی دائیں جانب جبریل ہیں اور بائیں جانب میکائیل۔

وعن ابی رذین العقیلی قال قلت یا رسول اللّٰہ کیف یعید اللّٰہ الخلق وما آیۃ ذٰلک فی خلقہ قال اما مررت بوادی قومک جدبًا ثم مررت بہ یہتز خضرًا قلت نعم قال فتلک اٰیۃ اللّٰہ فی خلقہ کذالک یحی اللّٰہ الموتیٰ۔ (رواھما رذین)

حضرت ابورزین عقیلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ مخلوق کو کیسے دوبارہ زندہ کرے گا اور مخلوق میں اس کی نشانی کیا ہے فرمایا کبھی تو اپنی قوم کے جنگل میں قحط کے زمانے میں گزرا ہے' پھر کبھی تو سرسبز و شادابی میں گزرا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا اس کی مخلوق میں یہ اس بات کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ اس طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ (روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو رزین نے)

قیامت کے دن اجتماع کا میدان

عن سہل بن سعد رضی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یحشر الناس یوم القیامۃ علیٰ ارض بیضاء عفراء کفرصسۃ الـنقی لیس فیہا علم لاحد (متفق علیہ)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا قیامت کے دن میدہ کی روٹی کی مانند سفید سرخی مائل زمیں پر جمع کئے جائیں گے۔کسی کے لئے اس میں نشان نہیں ہوگا۔(متفق علیہ)

وعن ابی سعیدؓ ن الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تکون الارض یوم القیٰمة خبزةً واحدةً یتکفاَھا الجبار بید کما یتکفأ احدکم خبزته فی السفر نزلًا لاھل الجنة فاتیٰ رجل من الیھود فقال بارک الرحمن علیک یا ابا القاسم الا اخبرک بنزل اھل الجنة یوم القیٰمة قال بلیٰ قال تکون الارض خبزةً واحدةً کما قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنظر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الینا ثم ضحک حتیٰ بدت نواجذہ ثم قال الا اخبرک بادامھم بالام والنون قالوا وما ھٰذا قال ثور ونون یاکل من زائدة کبدھما سبعون الفًا (متفق علیہ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہوگی۔جبار اس کو الٹ پلٹ کریگا جس طرح تم میں سے ایک سفر میں اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔اہل جنت کے لئے مہمانی ہوگی۔ایک یہودی آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوقاسمؐ رحمان تجھ پر برکت بھیجے قیامت کے دن میں آپ کو بتلاؤں اہل جنت کی مہمانی کیا ہوگی۔فرمایا ہاں بتلاؤ۔کہنے لگا زمین ایک روٹی بن جائے گی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا پھر مسکرائے

یہاں تک کہ آپؐ کے دانت ظاہر ہو گئے پھر کہنے لگے میں اہلِ جنت کا سالن بتلاؤں۔ وہ بالام اور نون ہے۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہے۔ کہنے لگے بیل اور مچھلی اس کے گوشت کا ٹکڑا جو جگر پر بڑھ رہا ہے۔ ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

(متفق علیہ)

وعن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحشر الناس علىٰ ثلٰث طرائق راغبين راهبين واثنان علىٰ بعير وثلٰثة علىٰ بعير واربعة علىٰ بعير وعشرة علىٰ بعير وتحشر بقيتهم النار تقيل معهم حيث قالوا وتبيت معهم حيث باقوا وتصبح معهم حيث اصبحوا تمسى معهم حيث امسوا (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسموں پر لوگ اکٹھے کیے جائیں گے۔ رغبت کرنے والے ہوں گے اور ڈرنے والے۔ دو ایک اونٹ پر ہوں گے۔ چار شخص ایک اونٹ پر اور دس آدمی ایک اونٹ پر۔ باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی اور جہاں وہ رات گزاریں گے ان کے ساتھ رات گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے ان کے ساتھ صبح کرے گی۔ جہاں انہوں نے شام کی ان کے ساتھ شام کرے گی۔ (متفق علیہ)

وعن ابن عباسؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال انكم محشورون خفاةً عراةً غرلًا ثم قرأ كما بدأنا

اول خلق نعیده وعدًا علینا انا کنا فاعلین واول من یکسیٰ یوم القیٰمة ابراهیم وان اناسًا من اصحابی یؤخذبهم ذات الشمال فاقول اصیحابی اصیحابی فیقول انهم لن یزالوا مرتدین علیٰ اعقابهم مذ فارقتهم فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدًا مادمت فیهم الیٰ قوله العزیز الحکیم ⟨متفق علیه⟩

حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کئے جاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا لوٹائیں گے۔ ہمارا وعدہ ہے ہم کرنے والے ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔ میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے یہ اپنی ایڑیوں پر پھرنے والے ہیں۔ میں کہوں گا جس طرح کہ عبد صالح حضرت عیسیٰؑ نے کہا تھا جب تک میں ان پر رہا میں ان پر گواہ رہا اخیر آیت العزیز الحکیم تک۔

وعن عائشةؓ قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یحشر الناس یوم القیٰمة حفاةً عراةً غرلاً قلت یا رسول الله الرجال والنساء جمیعًا ینظر بعضهم الیٰ بعض فقال یا عائشة الامر اشد من ان ینظر بعضهم الیٰ بعض ⟨متفق علیه⟩

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ اکھٹا کئے جائیں گے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول مرد عورتیں سب اکھٹے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ معاملہ اس بات سے سخت تر ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں۔ (متفق علیہ)

وعن انسؓ ان رجلًا قال یانبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف یحشر الکافر علی وجھہ یوم القیٰمۃ قال الیس الذی امشاہ علی الرجلین فی الدنیا قادر علیٰ ان یمشیہ علیٰ وجھہ یوم القیٰمۃ متفق علیہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول کافر منہ کے بل کیسے اکھٹے کئے جائیں گے۔ فرمایا جس ذات نے اس کو دونوں قدموں سے دنیا میں چلنے کی قدرت دی ہے اس بات پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن چہرے کے بل چلائے۔ (متفق علیہ)

وعن ابو ھریرۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یلقیٰ ابراھیم اباہ اٰزر یوم القیٰمۃ وعلیٰ وجہ اٰزر قترۃ وغبرۃ فیقول لہ ابراھیم الم اقل لک لاتعصنی فیقول لہ ابوہ فالیوم لااعصیک فیقول ابراھیم یا رب انک وعدتنی ان لا تخزینی یوم یبعثون فای خزی اخزٰی من ابی الابعد فیقول اللّٰہ تعالیٰ انی حرمت الجنۃ علی الکٰفرین ثم یقال لابراھیم انظر ما تحت

رجلیک فینظر فاذا ھوا بذیخ متلطخ فیوخذ بقوائمه فیلقیٰ فی النار رواہ البخاری

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ابراہیمؑ اپنے باپ آذر کو قیامت کے دن ملیں گے۔آذر کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا۔ابراہیمؑ اُسے کہیں گے میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کر۔اس کا باپ کہے گا میں آج تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیمؑ کہیں گے اے میرے پروردگار تو نے میرے ساتھ اس بات کا وعدہ نہیں کیا کہ جس روز لوگ اٹھائے جائیں گے تجھ کو ذلیل اور رسوا نہ کروں گا۔اس بات سے بڑھ کر اور کون سی ذلت ہے کہ میرا باپ رحمت سے دور ہونے والا ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔میں نے جنت کافروں پر حرام کردی ہے۔پھر ابراہیمؑ کے لئے کہا جائے گا اپنے قدموں کے نیچے دیکھو۔وہ دیکھیں گے مٹی میں آلودہ ایک کفتار ہوگا۔اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔(روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یعرق الناس یوم القیٰمة حتیٰ یذھب عرقھم فی الارض سبعین ذراعًا ویلجمھم حتیٰ یبلغ اذانھم متفق علیه

انہی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ پسینہ گرائیں گے یہاں تک کہ ان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک جائے گا اور ان کو لگام کرے گا حتی کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے

گا۔(متفق علیہ)

وعن المقدادؓ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول تدنی الشمس یوم القیامۃ من الخلق حتیٰ تکون منھم کمقدار المیل فیکون الناس علیٰ قدر اعمالھم فی العرق فمنھم من یکون الیٰ کعبیہ ومنھم من یکون الیٰ رکبتیہ ومنھم من یکون الیٰ حقوبہ ومنھم من یلجمھم العرق الجامًا واشار رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یبدہ الیٰ فیہ رواہ مسلم

حضرت مقدادؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قیامت کے دن سورج مخلوق سے نزدیک کردیا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں ہوں گے۔ان میں سے بعض کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا بعض کے گھٹنوں تک بعض کے تہہ بند باندھنے کی جگہ تک۔بعض کو لگام کرے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔(روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعید ن الخدری عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یقول اللّٰہ تعالیٰ یا اٰدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک قال اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسع مائۃ وتسعۃً وتسعین فعندہ یشیب الصغیر وتضع کل ذات حمل حملھا فتریٰ الناس سکٰری وماھم بسکٰری

ولٰكن عذاب اللّٰه شديد قالوا يا رسول اللّٰه وايتنا ذٰلك الواحد قال ابشروا فان منكم رجلًا ومن يأجو مأجوج الف ثم قال والذى نفسى بيده ارجوا ان تكونوا ربع اهل الجنة فكبرنا فقال ارجو ان تكونوا ثلث اهل الجنة فكبرنا فقال ارجو ان تكونوا نصف اهل الجنة فكبرنا قال ما انتم فى الناس الا كالشعرة السوداء فى جلد ثور ابيض او كشعرة بيضاء فى جلد ثور اسود متفق عليه

حضرت ابوسعید خدریؓ سے سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آدم سے کہے گا۔اے آدم! وہ کہے گا حاضر ہوں میں اور مستعد ہوں تیری خدمت میں اور سب بھلائیاں تیرے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا آگ کا لشکر نکال۔آدم کہیں گے آگ کے لشکر کی مقدار کیا ہے؟ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور تو لوگوں کو مست دیکھے گا لیکن وہ مست نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا تم کو خوش ہونا چاہئے کہ تم میں سے ایک ہوگا اور یاجوج ماجوج میں سے ہزار ہوں گے۔پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کی چوتھائی ہوگے۔ہم نے اللہ اکبر کہا۔فرمایا مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی تہائی ہوگے۔ہم نے اللہ اکبر کہا۔فرمایا مجھے امید ہے تم اہل جنت کے

نصف ہوگے۔ہم نے اللہ اکبر کہا۔فرمایا لوگوں میں تمہاری تعداد اس قدر ہے جس قدر سفید بیل کی کھال میں سیاہ بال ہوتے ہیں یا سیاہ بیل کی کھال میں سفید بال ہوتے ہیں۔(متفق علیہ)

وعنہؓ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ سولم یقول لکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مؤمن ومؤمنۃ ویبقٰی من کان یسجد فی الدنیا ریاءً وسمعۃً فیذھب لیسجد فیعود ظھرہ طبقًا واحدًا متفق علیہ

انہی حضرت ابوسعد خدریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا ہر مومن مرد اور عورت اس کو سجدہ کریں گے۔دنیا میں جو دکھلاوے اور شہرت کے لئے سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔ایسا شخص سجدہ کرنا چاہے گا اس کی پیٹھ ایک ہڈی بغیر جوڑ کے ہوجائے گا۔(متفق علیہ)

وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیامۃ لایزن عنداللّٰہ جناح بعوضۃ وقال اقرء وافلانقیم لھم یوم القیامۃ وزنًا متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بڑا موٹا فربہ شخص قیامت کے دن آئے گا۔اللہ کے نزدیک اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا اور فرمایا اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو۔ہم

ان کافروں کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔(متفق علیہ)

عن ابی هريرةؓ قال قرأ رسول الله صلى الله عليه سلم هٰذه الأية يومئذ تحدث اخبارها قال اتدرون ما اخبارها قالوا الله ورسوله اعلم قال فان اخبارها ان تشهد علىٰ كل عبد وامة بما عمل علىٰ ظهرها ان تقول عمل على كذا وكذا يوم كذا وكذا قال فهٰذه اخبارها رواه احمد والترمذى وقال هٰذا حديث حسن صحيح غريب

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا اس دن زمین اپنی خبرین بیان کرے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔آپ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ ہر مرد و عورت نے اس کی سطح پر جو کام کیا ہے اس کی گواہی دے گی اور کہے گی فلاں روز اس نے ایسا ایسا عمل کیا۔ یہ اس کی خبریں دینا ہیں۔(روایت کیا اس کو احمد ترمذی نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه سلم مامن احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول الله قال ان كان محسنًا ندم ان لا يكون ازدا دو ان كان مسيئًا ندم ان لا يكون نزع رواه الترمذى

انہی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جو شخص بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ نادم کیوں ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ نیکوکار ہے پشیمان ہوتا ہے کہ نیکی زیادہ کیوں نہ کر لی۔ اگر بدکار ہے تو پشیمان ہوتا ہے کہ وہ کیوں نہ برائی سے باز رہا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحشر الناس يوم القيٰمة ثلٰثة اصناف صنفًا مشاةً وصنفًا ركبانا وصنفًا علىٰ وجوههم قيل يا رسول الله وكيف يمشون علىٰ وجوههم قال ان الذى امشاهم علىٰ اقدامهم قادر علىٰ ان يمشيهم علىٰ وجوههم اما انهم يتقون بوجوههم علىٰ حدب وشوك رواه الترمذى

انہی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تین قسموں پر لوگ اکٹھے کئے جائیں گے۔ ایک قسم پیادہ چلیں گے۔ دوسری قسم سوار اور تیسری منہ کے بل چلیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا جس ذات نے ان کو پاؤں پر چلایا ہے اس بات پر قادر ہے کہ منہ کے بل چلائے۔ آگاہ رہو وہ اپنے چہرے کے ساتھ ہر بلندی اور کانٹے سے بچیں گے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره ان تنظر الىٰ يوم القيامة كانه رأى عين

فلیقرأ اذا الشمس کورت اذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت رواہ احمد والترمذی۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پسند کرتا ہے کہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے گویا کہ اپنی آنکھ کے ساتھ دیکھ رہا ہے وہ سورۃ اذا الشمس کورت اور سورۃ اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت پڑھے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔

عن ابی ذرؓ قال ان الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلٰثۃ افواج فوجًا راکبین طاعمین کاسین وفوج یسحبھم الملٰیکۃ علیٰ وجوھھم وتحشرھم النار وفوجًا یمشون ویسعون ویلقی اللہ الافۃ علی الظھر فلا یبقیٰ حتی ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ یعطیھا بذات القتب لایقدر علیھا رواہ النسائی

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تین قسموں پر اکھٹے کیے جائیں گے۔ ایک سوار کھانے والے پینے والے ایک قسم کے فرشتے ان کو چہروں کے بل کھینچتے ہوں گے اور آگ ان کو اکھٹا کرے گی۔ ایک قسم چل رہے ہوں گے اور دوڑتے ہوں گے اللہ تعالیٰ سواریوں پر آفت ڈال دے گا۔ کوئی سواری باقی نہیں رہے گی حتی کہ آدمی ایک اونٹ کے بدلے باغ دے گا پھر بھی اس پر قادر نہ ہوگا۔ (اس حدیث کو نسائی نے نقل کیا ہے)

رفع استبعاد قیامت شق قمر قوم نوح عاد ثمود وغیرہ کے واقعات عملی نمونے ہیں

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ○ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ○ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ○ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ○ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ط يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ○ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ○ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ○ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ○ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ج جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ○ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ○ تَنْزِعُ

النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ○ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ
وَنُذُرُ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ
اِذًا لَّفِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ ءَاُلْقِىَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ
هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ○ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ○ اِنَّا
مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ○ وَنَبِّئْهُمْ
اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ○ فَنَادَوْا
صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ○ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ○
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ
الْمُحْتَظِرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○
كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ○ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ
اٰلَ لُوْطٍ ط نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ
نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ ○ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا
بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ
فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ
مُّسْتَقِرٌّ ○ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ○
اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ○ اَمْ
يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ

الدُّبُرَ○ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ○ اِنَّ
الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ○ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ
عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ط ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ○ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ
بِقَدَرٍ○ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ○ وَلَقَدْ
اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ○ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي
الزُّبُرِ○ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ○ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ○ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ

نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی منہ پھیر لیویں اور کہتے ہیں جادو ہے ہمیش کا قوی اور جھٹلایا انہوں نے اور یہ پیروی کی خواہشوں اپنی کی اور ہر بات ہے قرار پکڑنے والی۔ اور البتہ تحقیق آئی ہے ان کے پاس خبروں میں سے وہ چیز کہ بیچ اس کے ڈانٹنا ہے۔ یعنی دلیل حکمت پہنچنے والی مطلب کو پس نہیں کفایت کرتے ڈرانے والے پس منہ پھیر لیا ان سے منتظر رہ اس دن کا کہ پکارے گا ایک پکارنے والا طرف ایک چیز ناپہچان کی۔ نیچے ہوں گی نظریں ان کی نکلیں گے قبروں میں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں پریشان دوڑتے ہوئے طرف پکارنے والے کی کہیں گے کافر یہ دن ہے سخت۔ جھٹلایا تھا پہلے ان سے قوم نوحؑ کی نے پس جھٹلایا انہوں نے بندے ہمارے کو اور کہا انہوں نے دیوانہ ہے اور ڈانٹا گیا۔ پس پکارا پروردگار اپنے کو تحقیق میں مغلوب ہوں پس بدلہ لے میرا۔ پس کھولے ہم نے دروازے آسمان کے ساتھ پانی برسنے والے کے اور پھاڑ دیا ہم نے زمین کو چشمے۔ پس مل گیا پانی زمین کا اور آسمان کا اوپر کام کے کہ مقدر کیا گیا تھا اور چڑھا لیا ہم نے اس کو اوپر کشتی تختوں

والی اور میخوں والی کے چلتی تھی آگے آنکھوں ہماری کے بدلہ لینے کو واسطے اس شخص کے کہ کفر کیا گیا تھا اور البتہ تحقیق چھوڑ دیا ہم نے اس قصہ کو نشانی۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا اور تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے۔ پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ جھٹلایا عاد نے۔ پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔ تحقیق بھیجی ہم نے اوپر ان کے ہوا تند بیچ دن جس کے کہ ہمیش چلے گی نحوست اس کی۔ اکھاڑ لیتی لوگوں کو۔ جگہ سے گویا کہ وہ تنے ہیں کھجور جڑ سے کٹی ہوئی کہ پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ جھٹلایا ثمود نے ڈرانے والوں کو۔ پس کہا انہوں نے کیا آدمی کو ہم میں سے ایک کو پیروی کریں گے اس کی تحقیق ہم اس وقت البتہ بیچ گمراہی کے ہیں اور جنون کے کیا ڈالا گیا ذکر اسی پر درمیان ہمارے میں سے بلکہ وہ جھوٹا ہے اترانے والا۔ شتاب جان لیویں گے کل کو کون ہے جھوٹا اترانے والا۔ تحقیق ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی کو واسطے آزمائش کے ان کی پس انتظار کر ان کا اور صبر کر اور خبر دے ان کو یہ کہ پانی تقسیم کیا ہوا ہے درمیان ان کے ہر باری پانی پلانے کی حاضری کی گئی ہے۔ پس پکارا انہوں نے یار اپنے کو پس پکڑا پس پاؤں کاٹے پس کیونکر ہوا عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔ تحقیق بھیجی ہم نے اوپر ان کے آواز تند ایک ہی پس ہو گئے مانند بھس پیر ڈالنے والے کی۔ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہے ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے اور کوئی کہ نصیحت پکڑے۔ جھٹلایا تھا قوم لوطؑ کی نے ڈرانے والوں کو تحقیق بھیجا ہم نے اوپر ان کے مینہہ پتھروں کا مگر لوگ لوط کے نجات دی ہم نے ان کو وقت سحر کے

انعام کرا پنے پاس سے اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم اس شخص کو کہ شکر کرتا ہے۔ اور تحقیق ڈرایا تھا ان کو پکڑنے ہمارے سے پس جھگڑے ساتھ ڈرانے والے کے اور البتہ تحقیق بہلایا اس کو مہمانوں اس کے سے پس مٹا دیں ہم نے آنکھیں ان کی پس چکھو عذاب میرا اور ڈرانا میرا۔ اور البتہ تحقیق فجر مارا ان کو سویرے عذاب ٹھہرنے والے نے۔ پس چکھو عذاب میرا اور ڈرانا میرا اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا اور البتہ تحقیق آئے تھے لوگوں فرعون کے پاس ڈرانے والے۔ جھٹلایا انہوں نے نشانیوں ہماری کو سب کو پس پکڑا ہم نے ان کو پکڑنا غالب قدرت والے کا۔ کیا کافر تمہارے بہتر ہیں ان سے یا واسطے تمہارے چھٹی ہے خلاصی کی بیچ اعمال ناموں کے یا بیچ کتابوں خدا کی کیا کہتے ہیں کہ ہم جماعتیں بدلہ لینے والے ہیں۔ شتاب شکست دیئے جاویں گے یہ جماعت اور پھر لیویں گے بیٹھ۔ بلکہ قیامت ہے وعدہ گاہ ان کا اور قیامت بہت سخت ہے اور بڑی کڑوی ہے تحقیق گناہ گار بیچ گمراہی کے اور جلنے کے۔ اس دن کہ گھسیٹے جاویں گے بیچ آگ کے اوپر مونہوں اپنے کے چکھو لگنا آگ دوزخ کا۔ تحقیق ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اس کو ساتھ اندازے کے۔ اور نہیں حکم ہمارا مگر ایک دفعہ جیسا نظر کرنا ساتھ آنکھ کے۔ اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہے ہم نے ہم مذہبوں تمہارے کو کیا پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا اور جو چیز کہ کی ہے انہوں نے بیچ کتاب کے ہے۔ اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھا ہوا ہے۔ تحقیق پرہیزگار بیچ بہشتوں کے ہیں اور نہروں کے بیچ مقام راستی کے نزدیک بادشاہ قدرت والے کے۔

خلاصہ تفسیر:

آیت نمبر ایک میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شق قمر کا معجزہ عطا فرمایا تھا اس کا بیان ہے۔ اس کی پوری تفصیل عقیدہ رسالت جلد گیارہ میں بیان ہوگئی ہے۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں صرف اتنا بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں رفع استبعاد قیامت کو بیان فرمایا ہے یعنی قیامت نظام عالم کی برہمی کا نام ہے۔ جب نظام عالم میں سے ایک بڑے رکن کی شکست ہوگئی ہے تو اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نظام عالم کے بقیہ نظام میں بھی اسی طرح خلل واقع ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ دنیاوی نمونے بھی آگے سورۃ میں بیان فرمائے ہیں مثلاً قوم نوحؑ، عادؑ، ثمودؑ اور قوم لوطؑ کے انقلابات۔ ان کی تفسیر بھی بیان ہو چکی ہے۔

قیامت ایک بہت بڑا حادثہ ہوگا جس سے موجودہ تمام زمینی اور خلائی نظام تباہ ہو جائے گا پھر لوگوں کو زندہ کر کے حساب کے بعد نیکوں کو جنت میں اور بُروں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِى

الْحَافِرَة ○ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ○ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ
خَاسِرَةٌ ○ فَاِنَّمَا هِىَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ○ فَاِذَاهُمْ بِالسَّاهِرَةِ ○
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ○ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
طُوًى ○ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○ فَقُلْ هَلْ لَّكَ
اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ○ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ○ فَاَرٰىهُ
الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ○ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ○ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ○
فَحَشَرَ فَنَادٰى ○ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ○ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ
نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ○ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ
يَّخْشٰى ○ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط بَنٰىهَا ○ رَفَعَ
سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ○ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ○
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ○ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا
وَمَرْعٰهَا ○ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ○ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○
فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ○ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا
سَعٰى ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ○ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ○
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ○ وَاَمَّا
مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ
الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ○ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ
مُرْسٰهَا ○ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ○ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ○
اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ○ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا
اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ○

جوڑوں میں گھس کر نکالنے والوں کی قسم اور بند کھولنے والوں کی اور تیزی سے تیرنے والوں کی پھر دوڑ کر آگے بڑھ جانے والوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرنے والوں کی جس دن کانپنے والی کانپے گی اس کے پیچھے آنے والی پیچھے آئے گی کئی دل اس دن دھڑک رہے ہوں گے اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی وہ کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں لوٹائے جائیں گے۔ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے کہتے ہیں کہ یہ تو اس وقت خسارہ کا لوٹنا ہوگا پھر وہ واقعہ صرف ایک ہی ہیبت ناک آواز ہے۔ پس وہ اسی وقت میدان میں آموجود ہوں گے۔ کیا آپ کو موسیٰ کا حال معلوم ہوا ہے جب کہ مقدس وادی طوی میں اس کے رب نے اسے پکارا فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے سرکشی کی ہے پس کہو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے پس اس میں اس کو بڑی نشانی دکھائی تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر کوشش کرتا ہوا واپس لوٹا پھر اس نے سب کو جمع کیا پھر پکارا پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ پھر اللہ نے اس کو آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا بے شک اس میں اس کے لئے عبرت ہے جو ڈرتا ہے کیا تمہارا بنانا بڑی بات ہے یا آسمان کا جس کو ہم نے بنایا ہے۔ اس کی چھت بلند کی پھر اس کو سنوارا اور اس کی رات اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔ اس سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا اور پہاڑوں کو خوب جما دیا تمہارے لئے اور تمہارے چوپاؤں کے لئے سامان حیات ہے پس جب وہ بڑا حادثہ آئے گا جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا اور ہر دیکھنے والے کے لئے دوزخ سامنے لائی جائے گی۔ سو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی

سو بے شک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا بے شک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔ آپ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا واسطہ' اس کے علم کی انتہا آپ کے رب ہی کی طرف ہے بے شک آپ تو صرف اس کو ڈرانے والے ہیں۔ جو اس سے ڈرتا ہے جس دن اسے دیکھ لیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ دنیا میں گویا ہم ایک شام یا اس کی صبح تک ٹھہرے تھے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰی ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ○ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّهٗ یَزَّکّٰی ○ اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّکْرٰی ○ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ○ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ○ وَمَا عَلَیْکَ اَلَّا یَزَّکّٰی ○ وَاَمَّا مَنْ جَآءَکَ یَسْعٰی ○ وَهُوَ یَخْشٰی ○ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ○ کَلَّآ اِنَّهَا تَذْکِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ ○ فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ ○ کِرَامٍ بَرَرَةٍ ○ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَهٗ ○ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ ط خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ○ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○ کَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ○ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰی طَعَامِهٖ ○ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ○ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ○ فَاَنْبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ○ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ○ وَّزَیْتُوْنًا وَّنَخْلًا ○ وَحَدَآئِقَ غُلْبًا ○ وَّفَاکِهَةً وَّاَبًّا ○ مَّتَاعًا لَّکُمْ وَ لِاَنْعَامِکُمْ ○ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ○ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ

مِنْ اَخِیْہِ ○ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ ○ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ ○ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ ○ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ○ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ ○ وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ ○ تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃُ ○

پیغمبر چیں بجبیں ہوئے اور منہ موڑ لیا کہ ان کے پاس ایک اندھا آیا اور آپ کو کیا معلوم کہ شائد وہ پاک ہو جائے یا وہ نصیحت پکڑ لے تو اس کو نصیحت نفع دے لیکن وہ جو پروا نہیں کرتا سو آپ اس کے لئے توجہ کرتے ہیں حالانکہ آپ پر اس کے سدھرنے کا کوئی الزام نہیں لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا اور وہ ڈر رہا ہے تو آپ سے بے پروائی کرتے ہیں ایسا نہیں چاہئے بے شک یہ تو ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اس کو یاد کرے وہ عزت والے صحیفوں میں ہے جو بلند مرتبہ اور پاک ہیں ان لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو بڑے بزرگ نیکوکار ہیں انسان پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے اس نے کس چیز سے اس کو بنایا ایک بوند سے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ ٹھہرایا پھر اس پر راستہ آسان کر دیا پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں رکھوایا پھر جب چاہے گا اس کو اٹھا کھڑا کرے گا ایسا نہیں چاہئے اس نے تعمیل نہیں کی جو اس کو حکم دیا تھا پس انسان کو اپنے کھانے کی طرف غور کرنا چاہئے کہ ہم نے اُوپر سے مینہ برسایا پھر ہم نے زمین کو چیر کر پھاڑا۔ پھر ہم نے اس میں اناج اُگایا اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور میوے اور گھاس تمہارے لئے اور تمہارے چارپایوں کے لئے سامانِ حیات پھر جس وقت کانوں کو بہرا کرنے والا شور برپا ہوگا اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے ہر شخص

کی ایسی حالت ہوگی جو اس کو اوروں کی طرف بے پرواہ کر دے گی۔ کچھ چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے ہنستے ہوئے خوش وخرم اور کچھ چہرے ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی یہی لوگ ہیں منکر نافرمان۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ○ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ○ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ○ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ○ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ○ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ○ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ○ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ○ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ○ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ○ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ○ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

جب سورج کی روشنی لپیٹی جائے اور جب ستارے گر جائیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں اور جب جنگلی جانور اکھٹے ہو جائیں اور جب سمندر جوش دیئے جائیں اور جب جانیں

جسموں سے ملائی جائیں اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے کہ کس گناہ پر ماری گئی تھی اور اب اعمال نامے کھل جائیں اور آسمان کو پوست اُتارا جائے اور جب دوزخ دہکائی جائے اور جب جنت قریب لائی جائے تو ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے سیدھے چلنے والے غایب ہو جانے والے ستاروں کی اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے اور قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے بے شک یہ قرآن ایک معزز رسول کا لایا ہوا ہے جو بڑا طاقت ور ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبہ والا ہے وہاں کا سردار امانت دار ہے اور تمہارا رفیق کوئی دیوانہ نہیں ہے اور اس نے اس کو کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے اور وہ غیب کی باتوں پر بخیل نہیں ہے اور وہ کسی شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔ پس تم کہاں چلے جا رہے ہو۔ یہ تو جہاں بھر کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے اس کے لئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے اور تم تو جب ہی چاہو گے کہ جب اللہ چاہے گا جو تمام جہان کا رب ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ○ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ○ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ○ فِىْٓ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ○ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ○ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ○ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ ○ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ○ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ○

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ط وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○

جب آسمان پھٹ جائے اور جب ستارے جھڑ جائیں اور جب سمندر اُبل پڑیں اور جب قبریں اُکھاڑ دی جائیں تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا جس صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا۔ نہیں نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے اور بے شک تم پر حافظ ہیں۔ عزت والے اعمال لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ بے شک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے اور بے شک نافرمان دوزخ میں ہوں گے۔ انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے کہیں جانے نہ پائیں گے اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے۔ پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے۔ جس دن کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا۔

خلاصہ تفسیر:

یہاں اس بحث میں سورۃ نازعات میں عقیدہ قیامت کے بارے میں لوگوں کا شک دُور کرنے کے لئے دو مثالیں دی ہیں۔ ایک شخصی جسمانی اور دوسری روحانی۔ آیت ایک سے لے کر چھ تک انقلابِ شخص دکھایا گیا ہے کہ انسان کے دم نکلتے ہی ایک آن واحد میں سب چیزیں اس کے قبضے سے نکل جاتی ہیں اور دوسری مثال آیت ۱۵ سے ۲۵ تک ہے۔ اس میں انقلاب روحانی دکھایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دی اور فرعون

اس کی مخالفت کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا۔ جو خدا یہ انقلاب لاسکتا ہے وہ قیامت کا بڑا حادثہ بھی برپا کرسکتا ہے۔ سورہ عبس میں یہ بتایا ہے کہ یہ عقیدہ توحید اور قیامت کی تعلیم سب کو دینا چاہئے اس میں امتیاز نہیں ہونا چاہئے اور سورۃ تکویر میں یہ بتایا ہے کہ یہ عقیدہ اللہ تعالی نے خود نبی اکرم ﷺ کو جبرئیل امینؑ کے ذریعے سکھائے ہیں اور سورۃ انفطار میں یہ بتایا ہے کہ ان عقائد کے سوا یوم المجازات میں بھلائی کی کوئی امید نہیں ہے اور کوئی حامی اور ناصر بھی نہیں ہوگا۔

قیامت کے دن کی سختی اور اہل محشر کی بے قراری کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ ج وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا ز وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(سورۃ المائدہ آیت ۳۶۔۳۷)

بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لیے بدلہ میں دیں تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَیْنَ شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ ثُمَّ لَمْ تَکُنْ فِتْنَتُھُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ ○ اُنْظُرْ کَیْفَ کَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ ج وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا
بِهَا ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ
وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ج وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ ○ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا
نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بَلْ
بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ط وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا
لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا
حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا
عَلٰى رَبِّهِمْ ط قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ط قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ط
قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ قَدْ خَسِرَ
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا لا وَهُمْ
يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ط اَلَا سَآءَ مَا
يَزِرُوْنَ ○

(سورہ الانعام آیۃ ۲۱ تا ۳۱)

جو شخص اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ بے شک ظالم نجات نہیں پائیں گے۔ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا تھا تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا۔ پھر ان کے اس کے ان کا اور کوئی بہانہ نہ ہوگا۔ کہیں گے ہمیں اللہ اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم تو مشرک

نہیں تھے۔ دیکھو اپنے اوپر انہوں نے کیسا جھوٹ بولا۔ اور جو باتیں وہ بنایا کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئیں۔ اور بعض ان میں سے تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لاویں گے یہاں تک وہ تمہارے پاس آ کر تم سے جھگڑتے ہیں۔ تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں۔ اور یہ لوگ اس سے روکتے ہیں' اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں ہیں۔ کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت کہیں گے کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس بھیج دیے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان والوں میں ہو جائیں۔ بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے وہ ظاہر ہوگئی اور اگر یہ واپس بھیج دیے جائیں تب بھی وہی کام کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔ اور کہتے ہیں اس دنیا کی زندگی کے سوا ہمارے لیئے اور کوئی زندگی نہیں اور ہم اٹھائے نہیں جائیں گے۔ اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے وہ فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں۔ کہیں گے ہاں ہمیں اپنے رب کی قسم ہے فرمائے گا تو اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو۔ وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ پہنچے گی۔ تو کہیں گے اے افسوس ہم نے اس میں کیسی کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے خبردار وہ برا بوجھ ہے جسے وہ

اٹھائیں گے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ○ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ج وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ○ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لا نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ط اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ○ وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ط وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ○ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ○ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ○ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(سورۃ ابراہیم آیت ۴۲ تا ۵۲)

تو ہرگز خیال نہ کر کہ اللہ ان کاموں سے بے خبر ہے جو ظالم کرتے ہیں۔

انہیں صرف اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔ وہ سَر اٹھائے ہوئے دوڑتے چلے جا رہے ہوں گے کہ ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہیں آوے گی اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے۔ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراوے کہ ان پر عذاب آئے گا۔ تب ظالم کہیں گے اے رب ہمارے! ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا قبول کرلیں اور رسولوں کی پیروی کرلیں کیا تم نے پہلے قسم نہیں کھائی تھی کہ تمہیں کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ اور تم ان ہی لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہیں سب قصے بتلائے تھے۔ اور ان لوگوں نے اپنی تدبیریں کی تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔ پس اللہ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا خیال نہ کریں بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ جس دن اس زمین سے اور زمین بدلی جائے گی۔ اور آسمان بدلے جاویں گے اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور تو اس دن گنہگاروں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا۔ کرتے ان کے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوگی۔ تاکہ اللہ ہر شخص کو اس کے کئے کی سزا دے۔ بے شک اللہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔ یہ قرآن لوگوں کے لیے اعلان ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ڈرایا جائے اور تاکہ وہ معلوم کرلیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ج اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَاهُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○ (الحج سورہ ۱۔۲)

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔ جس دن اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ○ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ط وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ○ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (سورہ فرقان آیت ۲۵۔۳۰)

اور جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے گا اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے اس دن حقیقی حکومت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔ اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو

دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے۔ اور رسول کہے گا اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ط وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ نِ الْقَوْلَ ج يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ط وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ط وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (سورہ سبا آیت ۳۱ تا ۳۳)

اور کافر کہتے ہیں ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس پر جو اس سے پہلے موجود ہے اور کاش آپ دیکھتے جب کہ ظالم اپنے رب کے حضور میں کھڑے کیے جائیں گے ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا۔ جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ جو لوگ بڑے بنتے تھے ان سے کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا۔ بعد اس کے

کہ وہ تمہارے پاس آ چکی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو متکبر تھے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب نے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کر دیں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں اور دل میں بڑے پشیمان ہوں گے جب عذاب کو سامنے دیکھیں گے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالیں گے۔ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسی کا تو بدلہ پا رہے ہیں۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ○ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ○ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ○ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ○ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ج بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ○ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ق اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ○ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ○ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○ اِنَّا كَذٰلِكَ

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ (سورہ الصفت آیت ۱۵ تا ۳۵)

اور کہتے ہیں یہ تو محض صریح جادو ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی کہہ دو ہاں اور تم ذلیل ہونے والے ہو گے۔ پس وہ تو ایک زور کی آواز ہو گی۔ پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی! جزا کا دن یہی ہے۔ یہی فیصلے کا دن ہے۔ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ انہیں جمع کر دو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ سوائے اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستہ کی طرف ہانک کر لے جاؤ۔ اور انہیں کھڑا کرو ان سے دریافت کرنا ہے۔ تمہیں کیا ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا کہیں گے بے شک تم ہمارے پاس دائیں طرف سے آتے تھے۔ کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان والے نہیں تھے۔ اور ہمیں تم پر کوئی زور نہیں تھا بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے۔ پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے ہیں۔ پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے۔ پھر اس دن عذاب میں وہ سب یکساں ہوں گے بے شک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن تمام انسانوں کی عدالت الٰہیہ میں حاضری اور کافروں کا پہلے دعوت ابلاغ کا انکار اور شہادتوں کے بعد اعتراف ان کی نیکیاں اکارت داخلہ جہنم اور ایمان داروں کا داخلہ جنت میں ہوگا

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَاِذْ
اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ج قَالُوْٓا
اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ط قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا
وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○
قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً
مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ج
وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا
عَلَيْكُمْ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ
مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ
مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ
مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ج
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ط وَاَنْتَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج

وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○قَالَ اللّٰهُ هٰذَایَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ط لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَاالْاَنْهٰرُخٰلِدِیْنَ فِیْهَآاَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْاعَنْهُ ط ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○لِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَافِیْهِنَّ ط وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۹ تا ۱۲۰)

جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا وہ کہیں گے ہمیں کچھ خبر نہیں تو ہی چھپی باتوں کو جاننے والا ہے۔ جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے میرا احسان یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوا ہے جب میں نے روح پاک سے تیری مدد کی تو لوگوں سے گود میں اور ادھیڑ عمر میں بات کرتا تھا اور جب میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تو مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے بناتا تھا پھر تو اس میں پھونک مارتا تھا تب وہ میرے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا تھا اور مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب مردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتا تھا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشانیاں لے کر آیا تو جو ان میں کافر تھے وہ کہنے لگے اور کچھ نہیں یہ تو صریح جادو ہے اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈال دیا تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے اترے۔ کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔ انہوں نے

کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہ رہیں۔عیسی مریم کے بیٹے نے کہا اے اللہ رب ہمارے ہم پر بھرا ہوا خوان آسمان سے اتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔اللہ نے فرمایا بے شک میں وہ خوان تم پر اتاروں گا پھر اس کے بعد جو کوئی تم میں سے ناشکری کرے گا تو میں اسے سزا دوں گا جو دنیا میں کسی کو نہ دی ہوگی اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسی مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی دو خدا بنا لو وہ عرض کرے گا تو پاک ہے مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھے ضرور معلوم ہوگا جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اور تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کا ان کا سچ کام آئے گا ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں سے ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان

کے درمیان ہے سب اللہ ہی کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ○ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ (سورۃ الانعام آیت ۲۲ تا ۲۴)

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا تھا تمہارے شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعوی تھا پھر سوائے اس کے ان کا اور کوئی بہانہ نہ ہوگا کہیں گے ہمیں اللہ اپنے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم تو مشرک نہیں تھے دیکھو اپنے اوپر انہوں نے کیسا جھوٹ بولا اور جب باتیں وہ بنایا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ج يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ج وَقَالَ اَوْلِيٰٓئُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ط قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

كٰفِرِيْنَ○ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۸ تا ۱۳۰)

اور جس دن ان سب کو جمع کرے گا تو جنوں کی جماعت سے فرمائے گا تم نے آدمیوں میں سے بہت سے اپنے تابع کر لئے تھے اور آدمیوں میں سے جو جنوں کے دوست تھے کہیں گے اے رب ہمارے ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کام نکالا اور ہم اپنی اس میعاد کو آ پہنچے جو تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی فرمائے گا تم سب کا ٹھکانا آگ ہے اس میں ہمیشہ رہو گے اس سے صرف وہی بچیں گے جنہیں اللہ بچائے گا بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے اور اسی طرح ہم گناہگاروں کو ایک دوسرے کیساتھ ان کے اعمال سے ملا دیں گے اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی سے دھوکا دیا ہے اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ○ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف آیت ۶ تا ۹)

پھر ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے ان کے پاس پیغمبر بھیجے گئے

تھے اور پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر اپنے علم کی بنا پر ان کے سامنے بیان کردیں گے اور ہم کہیں غیر حاضر نہ تھے اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو اسے لوگ کامیاب کہیں گے اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ لوگ کہیں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس لئے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ج فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۱-۷۲)

جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے تو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کئے جائیں گے اور جو کوئی اس جہاں میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستہ سے بہت دور ہٹا ہوا۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً لا وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ○ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ط لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ م بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ○ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ج وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ○

(سورۃ الکہف آیت ۴۸۔۴۹)

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو صاف میدان دیکھے گا اور سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب تیرے رب کے سامنے صف باندھ کر پیش کئے جائیں گے البتہ تحقیق تم ہمارے پاس آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ مقرر نہ کریں گے اور اعمال نامہ رکھ دیا جائے گا پھر تو مجرموں کو دیکھے گا اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے اور کہیں گے افسوس ہم پر یہ کیسا اعمال نامہ ہے کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ○ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ○ (سورۃ الکہف آیت ۵۲۔۵۳)

اور جس دن فرمائے گا میرے شریکوں کو پکارو جنہیں تم مانتے تھے پر وہ انہیں پکاریں گے سو وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنادی ہے اور گنہگار آگ کو دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○ كَلَّا ط سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ○

اَلَمْ تَرَاَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ○ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ط اِنَّمَا نَعُدُّلَهُمْ عَدًّا ○ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ○ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَالرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ○ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ○ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ○ وَمَا يَنْبَغِىْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ○ اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ (سورۃ مریم آیت ۸۱ تا ۹۶)

اورانہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لئے ہیں تا کہ وہ ان کے مددگار ہوں ہرگز نہیں وہ جلد ہی ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں سو تو ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کر ہم خود ان کے دن گن رہے ہیں جس دن ہم پرہیزگاروں کے رحمان کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے وہ گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکے گا کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا مگر جس نے رحمان کے ہاں سے اجازت لی ہو اور کہتے ہیں کہ رحمان نے بیٹا بنا لیا البتہ تحقیق تم سخت بات زبان پر لائے ہو کہ

جس سے ابھی آسمان پھٹ جائیں اور زمین چر جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس لئے کہ انہوں نے رحمان کے لئے بیٹا تجویز کیا اور رحمان کی یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمان کا بندہ بن کر نہ آئے البتہ تحقیق اس نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ان کی گنتی گن رکھی ہے اور ہر ایک ان میں سے اس کے ہاں اکیلا آئے گا بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے عنقریب رحمان ان کے لئے محبت پیدا کرے گا۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ط وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ○ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ○ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ○ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ○ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا ○ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ○ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا ○ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهٗ ج وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ○ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِىَ لَهٗ قَوْلًا ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ○ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا○

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۰ تا ۱۱۲)

جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے قیامت کے دن برا بوجھ ہوگا جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھوں والے کر کے جمع کر دیں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم صرف دس دن ہی ٹھہرے ہو ہم خوب جان لیں گے جو کچھ وہ کہیں گے جب ان میں سے بڑا سمجھ دار کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں سو کہہ دیں میرا رب انہیں بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو چٹیل میدان کر کے چھوڑے گا تو اس میں بھی کجی اور ٹیلہ نہیں دیکھے گا اس دن پکارنے والے کا اتباع کریں گے اس میں کوئی کجی نہیں ہوگی اور رحمان کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنے گا اس دن سفارش کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمان نے اجازت دی اور اس کی بات پسند کی وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے اور ان کا علم اسے احاطہ نہیں کر سکتا اور سب منہ حی وقیوم کے سامنے جھک جائیں گے اور تحقیق نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا اور جو نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ظلم اور حق تلفی کا کوئی خوف نہیں ہوگا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِىْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِىْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ

دُوْنِکَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی نَسُوا
الذِّکْرَ ج وَکَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ○ فَقَدْ کَذَّبُوْکُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ لا
فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ج وَمَنْ یَّظْلِمْ مِّنْکُمْ
نُذِقْهُ عَذَابًا کَبِیْرًا○ (سورۃ الفرقان آیت ۱۷ تا ۱۹)

اور جس دن انہیں اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے تو فرمائے گا کیا تو نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود راستہ بھول گئے تھے کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک آسودگی دی تھی وہ یاد کرنا بھول گئے اور یہ لوگ تباہ ہونے والے تھے سو تمہارے معبودوں نے تمہاری باتوں میں تمہیں جھٹلا دیا سو تم نہ تو ٹال سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو تم میں سے ظلم کرے گا ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے۔

یَوْمَ لَایَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ○اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ
سَلِیْمٍ ○وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ
لِلْغٰوِیْنَ ○وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط
هَلْ یَنْصُرُوْنَکُمْ اَوْیَنْتَصِرُوْنَ ○فَکُبْکِبُوْا فِیْهَا هُمْ
وَالْغَاوٗنَ ○وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ○قَالُوْا وَهُمْ
فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ○تَاللّٰهِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○اِذْ
نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ○
فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ○وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ○فَلَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً

فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(سورۃ الشعراء آیت ۸۸ تا ۱۰۴)

جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا اور پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائے گی اور دوزخ سرکشوں کے لئے ظاہر کی جائے گی اور انہیں کہا جائے گا کہاں ہیں جنہیں تم پوجتے تھے اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر وہ اور سب گمراہ اس میں اوندھے ڈال دیئے جائیں گے اور شیطان کے سارے لشکروں کو بھی اور وہ وہاں آپس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے اللہ کی قسم بے شک ہم صریح گمراہی میں تھے جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے اور ہمیں ان بدکاروں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا پھر کوئی ہماری سفارش کرنے والا نہیں اور نہ کوئی مخلص دوست ہے پھر اگر ہمیں دوبارہ جانا ملے تو ہم ایمان والوں میں شامل ہوں البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ

مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ○ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ج لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ○ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ○

(سورۃ القصص آیت ۶۱ تا ۶۷)

پھر کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو سو وہ اسے پالنے والا بھی ہو اس کے برابر ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگی کا فائدہ دیا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آئے گا اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کا تم دعوی کرتے تھے جن پر الزام قائم ہوگا وہ کہیں گے اے رب ہمارے وہ یہیں ہیں جنہیں ہم نے بہکایا تھا انہیں ہم نے گمراہ کیا تھا جیسا کہ ہم گمراہ تھے ہم تیرے روبرو بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے اور کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو پھر انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور عذاب دیکھیں گے کاش یہ لوگ ہدایت پر ہوتے اور جس دن انہیں پکارے گا پھر کہے گا تم نے پیغام پہنچانے والے کو کیا جواب دیا تھا پھر اس دن انہیں کوئی بات نہیں سوجھے گی پھر وہ آپس میں بھی نہیں پوچھ سکیں گے پھر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے سو امید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔

تشریح احادیث کی روشنی میں

عن عائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لیس احد یحاسب یوم القیٰمة الا ھلک قلت اولیس یقول اللّٰہ فسوف یحاسب حسابا یسیرًا فقال انما ذالک العرض ولٰکن من نوقش فی الحساب یھلک

(متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جس شخص کا بھی حساب ہوا ہلاک ہوگا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔نہیں کہ عنقریب آسان حساب کیا جائے گا۔فرمایا اس سے مقصود صرف بیان کرنا ہے لیکن حساب میں جس سے مناقشہ کیا گیا اور کدوکاوش کی گئی وہ ہلاک ہوگا۔(متفق علیہ)

وعن عدی ابن حاتم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من کم من احد الا سیکلمہ ربہ لیس بینہ وبینہ ترجمان ولا حجاب یحببہ ایمن منہ فینظر عین منہ فلاً یری الا ما قدم من عملہ وینظر اشام منہ فلا یرٰی الا ماقدم وینظر بین یدیہ فلا یدی الا النار وتلقاء وجھہ فاتقراالنار ولو بشق غرة (متفق علیہ)

حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے ساتھ اس کا رب کلام کریگا اس کے

درمیان اور اس کے رب کے درمیان ترجمان نہیں ہوگا اور کوئی پردہ بھی نہیں ہوگا جو اس کو چھپا سکے۔ وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اس کو اپنا آگے بھیجا ہوا عمل نظر آئے گا اور جب بائیں جانب دیکھے گا تو اس کو اپنا آگے بھیجا ہوا عمل نظر آئے گا اور سامنے دیکھے گا تو تو اس کو اپنا آگے بھیجا ہوا عمل نظر آئے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو۔ (متفق علیہ)

وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یدنیٰ المؤمن فیضع علیہ کنفہ ویسترہ فیقول تعرف ذنب کذا اتعرف ذنب کذا فیقول نعم ای رب حتیٰ قررہ بذنوبہ ورأیٰ فی نفسہ انہ قد ھلک قال سترتھا علیک فی الدنیا وانا اغفرھا لک الیوم فیعطٰی کتاب حسناتہ واما الکفار والمنافقون فینادی بھم علیٰ رؤس الخلائق ھٰؤلاء الذین کذبوا علیٰ ربھم الا لعنۃ اللّٰہ علی الظالمین متفق علیہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کو قریب کرے گا۔ اس پر اپنا کنارہ رکھے گا اور اس کو ڈھانکے گا۔ فرمائے گا کیا تو فلاں گناہ کو پہچانتا ہے' کیا تو فلاں گناہ کو پہچانتا ہے۔ وہ کہے گا ہاں اے میرے رب۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے گناہوں کا اقرار کروالے گا اور وہ اپنے نفس میں خیال کرتا ہوگا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دنیا میں میں نے ان گناہوں کو ڈھانکے رکھا تھا' آج میں ان کو معاف کرتا ہوں۔ اس کی نیکیوں کی کتاب اس کو دے دی جائے گی۔ اور جو کافر اور

منافق ہیں برسر مخلوقات ان کے متعلق اعلان کر دیا جائے گا یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے متعلق جھوٹ بولا۔ خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیٰمۃ دفع اللّٰہ الیٰ کل مسلم یھودیًا او نصرانیًا فیقول ھٰذا فکاکک من النار رواہ مسلم

حضرت موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے ایک یہودی یا عیسائی حوالے کرے گا اور فرمائے گا یہ آگ سے تیری خلاصی کا سبب ہے۔

(روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ سلم یجاء بنوح یوم القیٰمۃ فیقال لہ ھل بلغت فیقول نعم یا رب فتسئل امتہ ھل بلغکم فیقولون ماجاءنا من ندیر فیقال من شھودک فیقول محمد وامتہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیجاء بکم فتشھدون انہ قد بلغ ثم قرأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکذالک جعلنٰکم امۃً وسطًا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدًا رواہ البخاری

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن نوحؑ کو لایا جائے گا۔ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی امت کو پیغام رسالت پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے ہاں۔اے میرے پروردگار! ان کی امت سے سوال کیا جائے گا۔ وہ کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ان سے کہا جائے گا آپ کے گواہ کون ہیں۔ وہ کہیں گے محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو لایا جائے گا۔تم گواہی دو گے کہ نوحؑ نے پیغامِ رسالت پہنچا دیا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور اس طرح ہم نے تم کو افضل امت بنایا تا کہ تم گواہی دو لوگوں پر اور رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے۔

وعن انسؓ قال کنا عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فضحک فقال هل تدرون مما اضحک قال قلنا اللّٰہ ورسوله اعلم قال من مخاطبة العبد ربه یقول یا رب الم تجرنی من الظلم قال یقول بلیٰ قال فیقول فانی لا اجیز علیٰ نفسی الا شاهدًا منی قال فیقول کفیٰ بنفسک الیوم علیک شهیدًا وبالکرام الکاتبین شهودًا قال فیختم علیٰ فیه فیقال لارکانه انطقی قال فنطق باعماله ثم یخلیٰ بینه وبین الکلام قال فیقول بعدًا لکن وسحقًا فعنکن کنت انا ضل رواه مسلم

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ مسکرائے فرمایا۔تم جانتے ہو میں کس چیز سے ہنسا ہوں۔ہم نے کہا اللہ

اوراس کا رسول خوب جانتا ہے۔فرمایا ایک بندے کے اپنے رب کے ساتھ رو بروکلام کرنے کی وجہ سے۔وہ کہے گا اے میرے رب کیا تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی۔اللہ تعالی فرمائے گا کیوں نہیں۔وہ کہے گا میں اپنے نفس پر کوئی اور گواہ قبول کرنے پر راضی نہیں۔اللہ تعالی فرمائے گا آج تیرا نفس ہی تجھ پر گواہ کافی ہے اور کراماً کاتبین گواہ کافی ہین۔اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اس کے کانوں کے لئے کہا جائے گا بولو۔وہ اس کے اعمال بتلائیں گے۔پھر اس کے اور اس کے کلام کرنے کے درمیان چھوڑا جائے گا وہ کہے گا تمہارے لئے ہلاکت اور دوری ہو۔میں تمہاری طرف سے جھگڑتا تھا۔(روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی هريرةؓ قال قالوا يا رسول الله هل نرىٰ ربنا يوم القيٰمة قال هل تضارون فی روية الشمس فی الظهيرة وليست فی سحابة قالوا لا قال فهل تضارون فی رؤية القمر ليلة البدر ليس فی سحاجة قالوا لا قال فوالذی نفسی بيده لاتضارون فی روية ربكم الا كما تضارون فی روية احدهما قال فيلقی العبد فيقول ای قل الم اكرمک واسودک وازوجک واسخرلک الخيل والابل واذرک تراس وتربع فيقول بلیٰ قال فيقول افظننت انک ملا فی فيقول لا فيقول فانی قد انساک كما نسيتنی ثم يلقی الثانی فذكر مثله ثم يلقی الثالث فيقول له مثل ذٰلک فيقول يا

رب اٰمنت بک وبکتابک وبرسلک وصلیت وصمت وتصدقت ویثنی بخیر ما استطاع فیقول ھٰھنا اذًا ثم یقال الاٰن نبعث شاھدًا علیک ویتفکر فی نفسه من ذا الذی یشھد علیٰ فیختم علیٰ فیه ویقال لفخذه انطقی فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله وذٰلک لیعذر من نفسه وذٰالک المنافق وذٰالک الذی سخط اللّٰه علیه رواہ مسلم وذکر حدیث ابی ھریرۃ

یدخل امتی الجنۃ فی باب التوکل بروایۃ ابن عباس

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔فرمایا کیا دوپہر کے وقت جب کہ اسمان پر بادل نہ ہوں سورج کے دیکھنے میں تم اختلاف کرتے ہو۔انہوں نے کہا نہیں۔تو کیا تم چودھویں کا چاند دیکھنے میں باہم اختلاف کرتے ہو جبکہ بادل بھی نہ ہو۔عرض کی کہ نہیں۔فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس طرح ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تم اختلاف نہیں کرتے اسی طرح اپنے رب کے دیکھنے میں بھی تم اختلاف نہیں۔کروگے۔فرمایا اللہ تعالی کسی بندہ کو ملے گا۔اس کو کہے گا اے فلاں شخص کیا میں نے تجھ کو بزرگی نہ دی تھی اور کیا تجھ کو سردار نہ بنایا تھا اور کیا میں نے تجھ کو بیوی نہ دی تھی اور تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کئے تھے اور میں نے تجھ کو رئیس بنا کر نہ چھوڑا تھا کہ تو ٹائی کی چوتھائی لے گا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں۔فرمائے گا کیا تو گمان کرتا تھا کہ مجھ کو ملے گا۔وہ کہے گا نہیں۔اللہ تعالی فرمائے گا میں نے تجھ کو بھلا دیا ہے جس

طرح تو نے مجھ کو بھلا دیا تھا۔ پھر دوسرے شخص کو ملے گا اس کے متعلق بیان کیا پھر تیسرے شخص کو ملے گا اسی طرح اس سے کہے گا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیرے ساتھ تیری کتابوں اور تیرے رسولوں کے ساتھ ایمان لایا۔ میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا اور میں نے صدقہ دیا۔ وہ بھلائی کی جس قدر ہو سکے تعریف کریگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہاں ٹھہر پھر کہا جائے گا ہم تیرے گواہ لاتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں سوچے گا۔ مجھ پر کون گواہی دے گا۔ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران کے لئے کہا جائے گا کہ بول۔ اس کی ران اس کا گوشت اس کی ہڈیاں اس کے عمل بتلا دیں گے اور یہ اس کے لئے ہے کہ بندہ اپنے نفس سے عذر کا ازالہ کر سکے۔ یہ منافق ہوگا اور یہ وہ شخص ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث جس کے الفاظ ہیں۔ یدخل من امتی الجنة باب التوکل میں ابن عباسؓ کی روایت سے ذکر ہو چکی ہے

وعن ابی امامةؓ قال سمعت رسول الله صلی الله علیه سلم یقول وعدنی ربی ان یدخل الجنة من امتی سبعین الفالا حساب علیهم ولا عذاب مع کل الف سبعون الفًا وثلٰث حشیات ربی رواه احمد والترمذی وابن ماجة

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں داخل فرمائے گا۔ نہ ان کا حساب ہوگا نہ ان کو عذاب

ہوگا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور آدمی ہوں گے اور میرے رب کی لپوں سے تین لپیں۔ (روایت کیا اس کو احمدؒ ترمذی اور ابن ماجہ نے)

وعن الحسنؒ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرض الناس يوم القيٰمة ثلٰث عرضات فاما عرضتان فجدال ومعاذير واما العرضة الثالثة فعند ذٰلک تطير الصحف فی الايدی فاٰخذ بيمينه وآخذ بشماله رواه احمد والترمذی وقال لايصح هٰذا الحديث من قبل ان الحسن لم يسمع من ابی هريرة وقد رواه بعضهم عن الحسن عن ابی موسیٰ

حضرت حسنؒ حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین بار پیش کئے جائیں گے۔ دو مرتبہ جھگڑا کرنا اور عذر کرنا ہوگا تیسری مرتبہ ہاتھوں میں نامہ اعمال اُڑ کر پڑیں گے۔ بعض دائیں ہاتھ میں لیں گے اور بعض بائیں ہاتھ میں۔ (روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث اس لحاظ سے صحیح نہیں کہ ابوہریرہؓ نے حسنؒ سے نہیں سنا۔ بعض نے اس روایت کو حسن بصری عن ابی موسیٰ کی سند سے روایت کیا ہے)

وعن عبداللهؓ ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله سيخلص رجلًا من امتی عل رؤس الخلائق يوم القيٰمة فينشر عليه تسعةً وتسعين

سجلًا كل سجل مثل مد البصر ثم يقول اتنكر من هٰذا شيئًا اظلمك كتبتى الحافظون فيقول لايا رب فيقول افلك عذر قال لا يارب فيقول بلىٰ ان لك عندنا حسنةً وانه لاظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسوله فيقول احضر وزنك فيقول يا رب ماهٰذه البطاقة مع هٰذه السجلات فيقول انك لا تظلم قال فتوضع السجلات فى كفة والبطاقة فى كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يثقل مع اسم اللّٰه شئى رواه الترمذى وابن ماجة

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن برسر مخلوقات ایک ایک آدمی کو الگ کرے گا۔ اللہ تعالی اس پر ننانوے طومار پھیلائے گا ہر طومار حد بصر تک ہوگا۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا ان میں سے کسی چیز کا تو انکار کرتا ہے۔ کیا میرے لکھنے والوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ وہ کہے گا نہیں اے میرے پروردگار۔ اللہ تعالی فرمائے گا کیا تیرا کوئی عذر ہے؟ کہے گا نہیں اے میرے پروردگار۔ اللہ تعالی فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تم پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس کے لیے ایک چٹھی نکالے گا جس میں لکھا ہوگا۔ اشهد ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله اللہ تعالی فرمائے گا اپنا وزن دیکھ کر کہے گا اے میرے رب یہ چٹھی کیا ہے؟ اور اس چٹھی کو ان طوماروں کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟ اللہ تعالی فرمائے گا تجھ پر ظلم

نہیں کیا جائے گا۔ طومار ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور چٹھی ایک پلڑے میں رکھ دی جائے گی۔ وہ طومار ہلکے ہوجائیں گے اور چٹھی بھاری ہوجائے گی۔ اللہ کے نام کے ساتھ کوئی چیز بھاری نہیں۔ (روایت کیا اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے)

وعن عائشة انها ذكرت النار فبكت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيک قالت ذكرت النار فبكيت فهل تذكرون اهليكم يوم القيٰمة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما فى ثلٰثة مواطن فلا يذكر احد احدًا عندالميزان حتىٰ يعلم ايخف ميزانه ام يثقل وعندالكتاب حين يقال هاء م اقرؤا كتابيه حتىٰ يعلم اين يقع كتابه افى يمينه ام فى شماله ام من وراء ظهره وعند الصراط اذا وضع بين ظهرى جهنم (رواه ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آگ کا ذکر کیا اور رو پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہے۔ کہنے لگیں میں نے آگ یاد کی میں رو پڑی۔ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین جگہوں میں کوئی شخص کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ میزان کے پاس' یہاں تک کہ جان لے کہ اس کی میزان ہلکی ہوتی ہے یا بھاری۔ دوسرے اعمال نامہ کے وقت جب کہا جائے گا آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ یہاں تک کہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ

کہ ہم واقف ہوتا ہے۔ ہم میں سے کسی کا بھائی یا بیٹے کے پیچھے سے اور
اس کے نزدیک جب کہ وہ جنت کی چیخ پر رکھی جائے گی۔ (روایت کی ہے اس کو
بزار نے)

عن عائشةؓ قال جاء رجل فقعد بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان لى مملوكين يكذبوننى ويخونوننى ويعصوننى واشتمهم واضربهم فكيف انا منهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيمة يحسب ماخانوك وعصوك وكذبوك وعقابك اياهم فان كان عقابك اياهم بقدر ذنوبهم كان كفافا لالك ولا عليك وان كان عقابك اياهم دون ذنبهم كان فضلا لك وان كان عقابك اياهم فوق ذنوبهم اقتص لهم منك الفضل فتنحى الرجل وجعل يهتف ويبكى فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اما تقرأ قول الله تعالىٰ ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين فقال الرجل يا رسول الله ما اجد لى ولهؤلاء شيئا خيرا من مفارقتهم اشهدك انهم كلهم احرار رواه الترمذى

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا کہنے لگا۔اے اللہ کے رسول میرے دو غلام ہیں۔ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں۔میری خیانت کرتے ہیں' میری نافرمانی کرتے ہیں' میں ان کو گالی دیتا ہوں اور مارتا ہوں۔میرا اور ان کا حساب کیسے ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت قیامت کا دن ہوگا انہوں نے جس قدر تیری خیانت کی' تجھ سے جھوٹ بولا اور تیری نافرمانی کی اس کا حساب لگایا جائے گا اور جس قدر تو نے ان کو سزا دی اس کا حساب کیا جائے گا۔اگر تیری سزا ان کے گناہوں کے مطابق ہوئی تو نہ تجھ کو ثواب ہوگا نہ عذاب۔اگر تیری سزا ان کے گناہوں سے کم رہی زائد حق تیرے لئے ہوگا اور اگر تیری سزا ان کے گناہوں سے زائد ہوئی ان کے لئے زائد کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔وہ آدمی علیحدہ ہو کر رونے اور چلانے لگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے فرمایا کیا تو اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں پڑھتا کہ قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو رکھیں گے' کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا اگر عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوا ہم اس کو لائیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔وہ آدمی کہنے لگا۔اے اللہ کے رسولؐ اپنے اور ان کے لئے ان سے بڑھ کر میں کوئی اور بات بہتر نہیں پاتا کہ ان سے جدا ہو جاؤں۔میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔(روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فى بعض صلٰوته اللّٰهم حاسبنى حسابًا يسيرًا قلت يا نبى الله ما الحساب اليسير قال ان ينظر فى كتابه فيتجاوز عنه انه من نوقش الحساب

یومئذ یا عائشة هلک رواه احمد

انہی حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنی ایک نماز میں فرماتے تھے اے اللہ میرا حساب آسان کرنا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آسان حساب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ کو دیکھے اور درگزر کردے لیکن اے عائشہ جس سے حساب میں کدکاوش کی گئی وہ ہلاک ہوگا۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)

وعن ابی سعیدؓ ن الخدری انه اتیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اخبرنی من یقوٰی علی القیام یوم القیٰمة الذی قال الله عز و جل یوم یقوم الناس لرب العٰلمیٰن فقال یخفف علی المومن حتیٰ یکون علیه کا الصلوٰة المکتوبة

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ بتلائیں کہ قیامت کے دن اس قیام کو کون طاقت رکھ سکے گا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جس دن لوگ رب العلمین کے لئے کھڑے ہوں گے۔ فرمایا مومن پر قیام ہلکا کردیا جائے گا یہاں تک کہ اس کو فرض نماز کی مانند معلوم ہوگا۔

وعنهؓ قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن یوم کان مقداره خمسین الف سنة ماطول هٰذا الیوم فقال والذی نفسی بیده انه لیخفف علی المومن حتیٰ یکون اهون علیه من الصلوٰة المکتوبة یصلیها

فی الدنیا رواهما البیهقی فی کتابالبعث والنشور

انہی حضرت ابوسعیدؓ سے رویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔اس کی درازی کیا ہے؟ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مومن پر ہلکا کردیا جائے گا یہاں تک کہ اس پر فرض نماز بھی آسان ہوگی جس کو وہ دنیا میں پڑھتا رہا ہے۔(روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے کتاب البعثو النشور میں)

وعن اسماءؓ بنت یزید عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لیحشر الناس فی صعید واحد یوم القیٰمة فینادی مناد فیقول این الذین کانت تتجافٰی جنوبهم عن المضاجع فیقومون وهم قلیل فیدخلون الجنة بغیر حساب ثم یؤمر بسائر الناس الی الحساب رواه البیهقی فی شعب

وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو خواب گاہوں سے جدا ہو جاتے تھے۔وہ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے۔وہ جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے۔پھر تمام لوگوں کے حساب لینے کا حکم کیا جائے گا۔(روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں)۔

سورۃ الکوثر

اِنَّآاَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرُ ○

بیشک ہم نے دی تجھ کو کوثر سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر بیشک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا

شان نزول:

ابن ابی حاتم نے سدی سے اور بیہقی نے دلائل نبوت میں حضرت محمد بن علی بن حسینؓ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص کی اولاد ذکور مر جائے اس کو عرب ابتر کہا کرتے تھے یعنی مقطوع النسل جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے قاسم یا ابراہیم کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تو کفار کہ آپ کو ابتر کہہ کر طعنہ دینے لگے ایسا کہنے والوں میں عاص بن وائل کا نام خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے اس کے سامنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو کہتا تھا کہ ان کی بات چھوڑو یہ کچھ فکر کرنے کی چیز نہیں کیونکہ وہ ابتر (مقطوع النسل) ہیں جب ان کا انتقال ہو جائے گا ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا اس پر سورہ کوثر نازل ہوئی (رواہ البغوی ابن کثیر و مظہری)

اور بعض روایات میں ہے کہ کعب بن اشرف یہودی ایک مرتبہ مکہ مکرمہ آیا تو قریش مکہ اس کے پاس گئے اور کہا کہ آپ اس نوجوان کو نہیں دیکھتے جو کہتا ہے کہ وہ ہم سب سے (دین کے اعتبار سے) بہتر ہے حالانکہ ہم حجاج کی خدمت کرنے والے اور بیت اللہ کی حفاظت کرنے والے اور لوگوں کو پانی پلانے والے ہیں۔ کعب نے یہ سن کر

کہا کہ نہیں تم لوگ اس سے بہتر ہو اس پر یہ سورہ کوثر نازل ہوئی۔

(ذکرہ ابن کثیر عن البزار باسناد صحیح وقد رواہ مسلم قالہ مظہری)

خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسری اولاد نہ رہنے کے سبب ابتر ہونے کے طعنے دیتے تھے یا دوسری وجوہ سے آپ کی شان میں گستاخی کرتے تھے ان کے جواب میں سورہ کوثر نازل ہوئی ہے جس میں ان کے طعنوں کا جواب بھی ہے کہ صرف اولاد نرینہ کے نہ رہنے سے آپ کو مقطوع النسل یا مقطوع الذکر کہنے والے حقایق سے بے خبر ہیں آپ کی نسل نسبی بھی انشاء اللہ دنیا میں تا قیامت باقی رہے گی اگرچہ دختری اولاد سے ہو اور نسل معنوی یعنی آپ پر ایمان لانے والے مسلمان جو درحقیقت نبی کی اولاد معنوی ہوتے ہیں وہ تو اس کثرت سے ہوں گے کہ پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے بھی بڑھ جائیں گے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کے نزدیک مقبول اور مکرم و معظم ہونا بھی مذکور ہے جس سے کعب بن اشرف کے قول کی تردید ہو جاتی ہے۔ یہ سب مضمون سورۃ کی تیسری آیت میں آیا ہے۔

انا اعطینک الکوثر امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ''کوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالی نے آپ کو عطا فرمائی ہے ابن عباسؓ کے خاص شاگرد سعید بن جبیرؒ سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو سعید بن جبیرؒ نے جواب دیا کہ (ابن عباسؓ کا قول اس کے منافی نہیں بلکہ) وہ نہر جنت جس کا نام کوثر ہے وہ بھی اس خیر کثیر میں داخل ہے اسی لئے امام تفسیر مجاہد نے کوثر کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ دنیا و آخرت دونوں کی خیر کثیر ہے اس میں جنت کو خاص نہر کوثر بھی داخل ہے۔

تشریح حوض کوثر

بخاری مسلم ابوداؤد نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کا ہے۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اظہرنا فی المسجد اذاغفی اغفاءۃ ثم رفع راسہ متبسما۔قلناماا ضحک یارسول اللہ قال لقد انزلت علی انفا سورۃ فقرا بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطینک الکوثر الخ ثم قال اتدرون ماالکوثر قلنا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہ نہروعدنیہ ربی عزوجل علیہ خیر کثیر وھوحوض ترد علیہ امتی یوم القیامۃ انیۃ عدد نجوم فی السماء فیختلج العبد منھم فاقول رب انہ من امتی فیقول انک لاتدری ماا حدث بعد ک- (ابن کثیر)

ایک روز جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے درمیان تھے اچانک آپ پر ایک قسم کی نیند یا بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوئی پھر ہنستے ہوئے آپ نے سر مبارک اٹھایا ہم نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہنسنے کا سبب کیا ہے تو فرمایا کہ مجھ پر اسی وقت ایک سورت نازل ہوئی ہے پھر آپ نے بسم اللہ کے ساتھ سورہ کوثر پڑھی پھر فرمایا تم جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے ہم نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم آپ نے فرمایا یہ ایک نہر جنت ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس میں خیر کثیر ہے

اور وہ حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے روز پانی پینے کے لئے آئے گی اس کے پانی پینے کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے اس وقت بعض لوگوں کو فرشتے حوض سے ہٹادیں گے میں کہوں گا کہ میرے پروردگار یہ تو میری امت میں ہے اللہ تعالی فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ اس نے آپ کے بعد کیا نیا دین اختیار کیا ہے۔

ابن کثیر نے اس روایت کو نقل کر کے مزید لکھا ہے:

وقد وردنی صفة الحوض یو م القیمة انه یشخب فیه میزابان من لاسماء من نهرا لکوثر وان انیة عدد نجوم السماء

حوض کی صفت میں روایات حدیث میں آیا ہے کہ اس میں دو پرنالے آسمان سے گریں گے جو نہر کوثر کے پانی سے حوض کو بھر دیں گے اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔

اس حدیث سے سورہ کوثر کا سبب نزول بھی معلوم ہوا اور لفظ کوثر کی صحیح تفسیر بھی یعنی خیر کثیر اور یہ بھی کہ اس خیر کثیر میں وہ حوض کوثر بھی شامل ہے جو قیامت میں امت محمدیہ کو سیراب کرے گی۔ نیز اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اصل نہر کوثر جنت میں ہے اور یہ حوض کوثر میدان حشر میں ہوگی اس میں دو پرنالوں کے ذریعہ نہر کوثر کا پانی ڈالا جائے گا۔ اس میں ان روایات کی بھی تطبیق ہوگئی جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حوض کوثر پر امت کا درود و دخول جنت سے پہلے ہوگا اور اس حدیث میں جو بعض لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹا دینے کا ذکر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو بعد میں اسلام سے پھر گئے یا پہلے ہی سے مسلمان نہیں تھے مگر منافقانہ اظہار اسلام کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

ان کا نفاق کھل گیا واللہ اعلم

احادیث صحیحہ میں حوض کوثر کے پانی کی صفائی اور شیرینی اور اس کے کناروں کا جواہرات سے مرصع ہونے کے متعلق ایسے اوصاف مذکور ہیں کہ دنیا میں ان کا کسی چیز پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اس سورۃ کا نزول اگر کفار کے طعنوں کے دفاع میں ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آپ کی اولاد نرینہ فوت ہو جانے کی وجہ سے وہ آپ کو ابتر مقطوع النسل قرار دے کر کہا کرتے تھے کہ ان کا کام چند روزہ ہے پھر کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا تو اس سورۃ میں آپ کو کوثر عطا فرمانے کا ذکر جس میں حوض کوثر بھی شامل ہے ان طعنہ زنوں کی مکمل تردید ہے کہ ان کی نسل ونسب صرف یہی نہیں کہ دنیا کی عمر تک چلے گی بلکہ ان کی روحانی اولاد کا رشتہ محشر میں بھی محسوس ہوگا جہاں وہ تعداد میں بھی تمام امتوں سے زیادہ ہوں گے اور ان کا اعزاز واکرام بھی سب سے زیادہ ہوگا۔

فصل لربک وانحر انحر' نحر سے مشتق اونٹ کی قربانی کو نحر کہا جاتا ہے جس کا مسنون طریقہ اس کا پاؤں باندھ کر حلقوم میں نیزہ یا چھری مار کر خون بہا دینا ہے جیسا کہ گائے بکری وغیرہ کی قربانی کا طریقہ ذبح کرنا یعنی جانور کو لٹا کر حلقوم پر چھری پھیرنا ہے۔ عرب میں چونکہ عموماً قربانی اونٹ کی ہوتی تھی اس لئے قربانی کرنے کے لئے یہاں لفظ وانحر استعمال کیا گیا۔ بعض اوقات لفظ نحر مطلقاً قربانی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس سورۃ کی پہلی آیت میں کفار کے زعم باطل کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر یعنی دنیا وآخرت کی ہر خیر اور وہ بھی کثیر مقدار میں عطا فرمانے کی خوشخبری سنانے کے بعد اس کے شکر کے طور پر آپ کو دو چیزوں کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایک نماز دوسرے قربانی۔ نماز بدنی اور جسمانی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے

اور قربانی مالی عبادتوں میں اس بنا پر خاص امتیاز اور اہمیت رکھتی ہے کہ اللہ کے نام پر قربانی کرنا بت پرستی کے شعار کے خلاف ایک جہاد بھی ہے کیونکہ ان کی قربانیاں بتوں کے نام پر ہوتی تھیں اسی لئے قرآن کریم کی ایک اور آیت میں بھی نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر فرمایا ہے **ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین** اس آیت میں وانحر کے معنی قربانی ہونا حضرت ابن عباس عطا مجاہد اور حسن بصری وغیرہ سے مستند روایات میں ثابت ہے۔ بعض لوگوں نے جو **وانحر** کے معنی نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بعد ائمہ تفسیر کی طرف منسوب کئے ہیں اس کے متعلق ابن کثیر نے فرمایا کہ روایت منکر (نا قابل اعتبار) ہے۔

ان شانئک ھوالابتر لفظ شانی کے معنی بغض رکھنے والے عیب لگانے والے کے ہیں یہ آیت ان کفار کے متعلق نازل ہوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر مقطوع النسل ہونے کا طعنہ دیتے تھے۔ اکثر روایات میں عاص بن وائل بعض میں عقبہ بعض میں کعب بن اشرف اس کے مصداق ہیں۔ حق تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر یعنی خیر کثیر عطا کی جس میں اولاد کثیر بھی داخل ہے آپ کے لئے اولاد کی کثرت اس لحاظ سے ہے کہ نسبی اولاد بھی آپ کی ماشاء اللہ کچھ کم نہیں اور پیغمبر چونکہ پوری امت کا باپ ہوتا ہے اور پوری امت اس کی اولاد روحانی اور آپ کی امت پچھلے تمام انبیاء کی امتوں سے تعداد میں زیادہ ہوگی۔ ایک طرف تو ان دشمنوں کی بات کو اس طرح خاک میں ملا دیا دوسری طرف یہ بھی فرما دیا کہ جو لوگ آپ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیتے ہیں وہ ہی ابتر ہیں۔

عبرت

اب غور کیجئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر حق تعالی نے کیسی رفعت

اور عظمت عطا فرمائی کہ آپ کے عہد مبارک سے آج تک پوری دنیا کے چپہ چپہ پر آپؐ کا نام مبارک پانچ وقت اللہ کے نام کے ساتھ میناروں پر پکارا جاتا ہے اور آخرت میں آپ کو شفاعت کبریٰ کا مقام محمود حاصل ہوگا اس کے بالمقابل دنیا کی تاریخ سے پوچھئے کہ عاص بن وائل' عقبہ' کعب کی اولاد کہاں اور ان کا خاندان کیا ہوا' خود ان کا نام بھی اسلامی روایات سے تفسیر آیات کے ذیل میں محفوظ ہوگیا ورنہ دنیا میں آج ان کا نام لینے والا کوئی باقی نہیں ہے۔ **فاعتبروایااولی الابصار**

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیناانااسیر فی الجنۃ اذاانابنھر حافتاہ قباب الدرالمجرف قلت ماھذایاجبریل قال ھذا الکوثرالذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر

(رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ میں جنت سے گزرا۔ ناگہاں میرا گذر ایک نہر پر ہوا جس کے کنارے اندر سے خالی موتیوں کے بنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ حوض کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے ناگہاں اس کی مٹی مشک سے تیز خوشبودار ہے۔ (بخاری)

وعن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوضی مسیرۃ شھر وزواياہ سواء وماءہ ابیض من اللبن وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منھافلایظماابدا

متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینہ کی سیر کی مسافت ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اس کی خوشبو مشک سے زیادہ ہے اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اس میں سے جو ایک مرتبہ پیئے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان حوضى ابعد من ايلة من عدن لهو اشد بياضا من الثلج واحلى من العسل باللبن ولانيته اكثر من عددالنجوم وانى لاصدالناس عنه كمايصدالرجل ايل الناس عن حوضه قالوايارسول الله اتعرفنايومئذ قال نعم لكم سيماء وليست لاحد من الامم تردون على غرامحجلين من اثر الوضوء رواه مسلم وفى رواية له عن انس قال ترى فيه اباريق الذهب والفضة كعدد نجوم السماء وفى اخرى له عن ثوبان قال سئل عن شرابه فقال اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل يغث فيه ميزابان يمدانه من الجنة احدهمامن ذهب والاخر من ورق

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اس قدر بڑا ہے جس قدر ایلہ اور عدن کا فاصلہ ہے وہ برف سے

زیادہ سفید اور شہد ملے ہوئے دودھ سے زیادہ شیریں ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔ میں لوگوں کو اس سے روکوں گا جس طرح ایک آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو روکتا ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اس روز آپ ہم کو پہچان لیں گے فرمایا ہاں تمہاری ایسی علامت ہوگی جو کسی امت کی نہ ہوگی۔ تم میرے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں لے کر آؤ گے جو وضو کی نورانیت کے سبب ہوگا۔ انسؓ کی ایک دوسری روایت میں ہے اس میں سونے اور چاندی کے آبخورے ہیں جس قدر آسمان کے ستارے ہیں ایک دوسری روایت میں ثوبان سے ہے کہ آپؐ سے اس کے پانی کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے جنت سے اس کے دو پرنالے نکلتے ہیں ان میں ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک پرنالہ چاندی کا ہے۔

وعن سهل بن سعدؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى فرطكم على الحوض من مر على شرب ومن شرب لم يظماابداليردن على اقوام اعرفهم ويعرفونى ثم يحال بينى وبينهم فاقول انهم منى فيقال انک لاتدرى مااحدثوا بعدک فاقول سحقالمن غيرى بعدى متفق عليه۔

حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض کوثر پر تمہارا میرا ساماں ہوں جو میرے پاس سے گذرے گا اس سے پیئے گا اور جو اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ بہت سی قومیں میرے

پاس آئیں گی میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہوجائے گا۔ میں کہوں گا وہ مجھ سے ہیں۔ کہا جائے گا تو نہیں جانتا انہوں نے بعد میں کیا کیا پیدا کر دیا۔ میں کہوں گا دوری اور دوری ہو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد تغیر کر دیا۔ (متفق علیہ)

عن ثوبانؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماء ہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل واکوابہ عدد نجوم السماء من شرب منہ شربۃ لم یظماء بعدھاابدا اول الناس ورودا فقراء المھاجرین الشعث رء و سا الدنس ثیاب الذین لاینکحون المتعمات ولایفتح لھم السدد (رواہ احمدوالترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھذاحدیث غریب)

حضرت ثوبانؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا میرا حوض عدن سے لے کر عمان بلقاء تک کی مسافت جتنا ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اس کے گلاس آسمان کے ستاروں جتنے ہیں جس نے ایک مرتبہ اس سے پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے حوض کے پاس فقراء مہاجرین آئیں گے جن کے سر پر گندہ کپڑے میلے کچیلے ہیں ناز و نعمت میں پروردہ عورتوں سے نکاح نہیں کیا جاتا اور دروازے ان کے لئے نہیں کھولے جاتے۔ (روایت کیا اس کو احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وعن زید بن ارقمؓ قال کنامع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنزلنامنزلافقال ماانتم جزء امن مائة الف جزء ممن یرد علی الحوض قیل کم کنتم یومئذ قال سبع مائة اوثمان مائة (رواہ ابودائود)

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ اترے آپ نے فرمایا تم لاکھ میں سے ایک جزو بھی نہیں ہوا ان لوگوں کی نسبت سے جو حوض پر میرے پاس آئیں گے۔ کہا اس دن تمہاری تعداد کیا تھی کہا سات یا آٹھ سو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

وعن سمرةؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانهم لیتباهون ایهم اکثر واردة وانی لارجوا ان اکون اکثرهم واردة (رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب)

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا ایک حوض ہے اور انبیاء آپس میں فخر کریں گے کہ ان کے پاس آنے والے آدمی زیادہ ہیں میں امید کرتا ہوں کہ میرے پاس آنے والے آدمی سب سے زیادہ ہوں گے (روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

وعن انسؓ قال سالت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیامة فقال انافاعل قلت

یارسول اللّٰہ فاین اطلبک قال اطلبنی اول ماتطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عندالمیزان قال فاطلبنی عندالحوض فانی لااخطیی هذه الثلث المواطن (رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کے دن میری سفارش کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں ایسا کروں گا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا سب سے پہلے مجھ کو پل صراط کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں پل صراط پر آپ کو نہ مل سکوں فرمایا پھر میزان کے پاس مجھ کو ڈھونڈنا۔ میں نے کہا اگر میزان کے پاس بھی آپ کو نہ مل سکوں فرمایا پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈنا۔ ان تین جگہوں کو میں نہیں چھوڑنے کا روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

عن ابن عمرؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال ان امامکم حوضی مابین جنبیه کمابین جرباء ازرح قال بعض الرواة هماقریان بالشام بینهما مسیرة ثلث لیال وفی روایة فیه اباریق کنجوم السماء من ورده فشرب منه لم یظلما بعدهاابدا(متفق علیه)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے میرا حوض ہے اس کی دونوں طرفوں کی مسافت اس قدر ہے جس قدر جرباء اور اذرح بستیوں کی مسافت ہے ایک راوی نے کہا یہ دونوں شام کے علاقہ ہیں جن کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے۔ ایک روایت میں ہے اسکے گلاس آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو کوئی اسمیں آئے اور اس سے پیئے کبھی اس کے بعد اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ (متفق علیہ)

قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت نہیں ہوگی اور مومن کے حق میں شفاعت ہوگی اور بعض گناہگار سزا بھگتنے کے بعد دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَاهُمْ يُنْصَرُوْنَ○ (سورہ بقرہ آیۃ ۴۸)

اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کے لیے کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ اس کی طرف سے بدلہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ط وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ○

(سورۃ البقرہ آیۃ ۲۵۴۔۲۵۵)

اے ایمان والو جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر وہی ظالم ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ○ (سورۃ یونس آیۃ ۳)

بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر قائم ہوا وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے اس کی اجازت کے سوا کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے سو اسی کی عبادت کرو کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○ (سورۃ بنی اسرائیل آیۃ ۷۹)

اور کسی وقت رات میں تہجد پڑھا کرو جو تیرے لئے زائد چیز ہے قریب ہے کہ تیرا رب مقام محمود میں پہنچا دے اور کہہ اے میرے رب مجھے خوبی کے ساتھ پہنچا دے اور مجھے خوبی کے ساتھ نکال لے اور میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ دے جس کے ساتھ نصرت ہو۔

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا○ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا○ لَایَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَالرَّحْمٰنِ عَهْدًا○

(سورۃ مریم آیۃ ۸۵۔۸۶۔۸۷)

جس دن ہم پرہیزگاروں کے رحمٰن کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔ کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا مگر جس نے رحمان کے ہاں سے اجازت لی ہو۔

یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ ج وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا○ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا○

(سورۃ طٰہٰ آیۃ ۱۰۸۔۱۰۹)

اس دن پکارنے والے کا اتباع کریں گے اس میں کوئی کجی نہیں ہوگی اور رحمٰن کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہ سنے گا۔ اس دن سفارش کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمٰن نے اجازت دی اور

اس کی بات پسند کی۔

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ○ (سورۃ زخرف آیۃ ۸۶)

اور جنہیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں انہیں تو شفاعت کا بھی اختیار نہیں ہاں جن لوگوں نے حق بات کا اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کرتے تھے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى۔

(سورۃ النجم آیۃ ۲۶)

اور بہت سے فرشتے آسمان میں ہیں کہ جن کی شفاعت کسی کے کچھ بھی کام نہیں آتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کے لیے چاہے اجازت دے اور پسند کرے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ○ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ط لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا○ (سورۃ النبا آیۃ ۳۷)

جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بڑا مہربان کہ وہ اس سے بات نہیں کرسکیں گے۔ جس دن جبرائیل اور سب فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے کوئی نہیں بولے گا مگر وہ جس کو رحمٰن اجازت دے گا اور وہ بات ٹھیک کہے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ○

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ○ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ○ الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ○ فِىْٓ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّاشَآءَ رَكَّبَكَ ○ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ○ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ○ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ ○ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ○ وَمَاهُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ لَاتَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ط وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○

جب آسمان پھٹ جائے اور جب ستارے جھڑ جائیں اور جب سمندر ابل پڑیں اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں۔ تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا۔ نہیں نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے اور بیشک تم پر محافظ ہیں عزت والے اعمال لکھنے والے وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے اور بیشک نافرمان دوزخ میں ہوں گے انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے کہیں جانے نہ پائیں گے اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے۔ پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے۔ جس دن کوئی کسی کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا۔ (قرآن۔۳)

تفسیر

اس بحث میں جو آیات جمع کی گئی ہیں۔ان میں سے پہلی آیت اڑتالیس سورۃ البقرہ کی ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ کسی نفس کی طرف سے شفاعت قبول نہ ہوگی اور اس کے بعد سورۃ البقرہ کی آیت دوسو چون ہے اس میں بھی یہ بتایا ہے کہ قیامت والے دن خرید وفروخت۔دوستی اور شفاعت نہیں چلے گی۔اور آیت دوسو پچپن میں اس پہلی آیت کی تفسیر بیان فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت ہوگی۔

اور سورۃ یونس کی ایت تین میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا سفارش نہیں ہوگی اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت اناسی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سفارش کی اجازت دیں گے اور سورۃ مریم کی آیت ستاسی میں بھی یہی مضمون دہرایا ہے۔

اور سورۃ طٰہٰ کی آیت ایک سونو میں بھی یہی مضمون ہے۔اور سورۃ الدخان کی آیت چھیاسی میں یہ فرمایا کہ شفاعت بھی توحید پرست کر سکے گا مشرک نہیں کر سکے گا۔اور سورۃ الحج کی آیت چھبیس میں فرمایا ہے کہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا سفارش نہیں کریں گے۔دراصل اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار تردید بیان فرمائی ہے کہ اس کی اجازت کے سوا سفارش نہیں ہو سکے گی اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرک لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کے معبودوں کو اللہ تعالیٰ نے اختیارات دیئے ہوئے ہیں کہ وہ اس کے دربار میں سفارش کر سکیں گے۔اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش ماننے پر مجبور ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے آیات میں ان کے ان عقائد کی تردید بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو سفارش کا

اختیار دیا ہوا نہیں ہے اور نیز لوگ پھر ان کو حاجت روا اور مشکل کشا مانتے تھے اور قریب سے دور سے انہیں حاجات پکارتے تھے اور ان کے نام کی نذریں نیاز بھی دیتے تھے۔ ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے اور ان کی مورتیاں بنا کر ان کے سامنے سجدہ کرتے تھے۔ کسی کو دیوی اور کسی کو دیوتا مانتے تھے۔ ان آیات میں ان تمام نظریات کی تردید کر دی گئی ہے اور ایک تو یہ بتایا ہے کہ توحید پرست سفارش کر سکے گا مشرک نہیں کر سکے گا۔ اور دوسرا یہ بتایا ہے کہ سفارش بھی مومن کے حق میں ہوگی کافر مشرک اور منافق کے حق میں نہیں ہوگی اور یہ سفارش کا اصول اللہ تعالیٰ نے باہم ہمدردی کے لئے رکھا ہے ورنہ بخشنا تو اس نے خود ہے۔ اسے کسی کی بخشش کے لیے کسی کی سفارش کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہے۔ وہ یہ بتلانا چاہتا ہے کہ تم اگر آپس میں ہمدردی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اجر عطا فرمائیں جیسا کہ قرآن ہی کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ جو اچھی سفارش کرے گا تو اس کو اس میں سے حصہ ملے گا۔ باقی تفصیل احادیث میں آ رہی ہیں۔

وعن انسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یحبس المومنون یوم القیمة حتی یهموابذلک فیقولون لواستشفعنا الی ربنا فیریحنامن مکاننافیاتون ادم فیقولون انت ادم ابوالناس خلقک اللہ بیدہ واسکنک جنتہ واسجد لک ملئکته وعلمک اسماء کل شی اشفع لناعند ربک حتی یریحنامن مکاننا هذافیقول لست هنا کم ویذکر خطیئتہ التی اصاب اکلہ من الشجرة

وقدنهی عنهاولکن ائتوانوحا اول نبی بعثه اللّٰه الی
اهل الارض فیاتون نوحافیقول لست هناکم ویذکر
خطیئته التی اصاب سواله ربه بغیرعُلم ولکن
ائتواابراهیم خلیل الرحمن قال فیاتون ابراهیم
فیقول انی لست هناکم ویذکر ثلث کذبات کذبهن
ولکن ائتواموسی عبد اللّٰه التوراة وکلمه وقربه
نجیاقال فیاتون موسی فیقول انی لست هناکم
ویذکر خطیئته التی اصاب قتله النفس ولکن ائتوا
عیسی عبداللّٰه ورسوله وروح اللّٰه وکلمته قال
فیاتون عیسی فیقول لست هناکم ولکن ائتوا
محمداعبدا غفراللّٰه له ماتقدم من ذنبه وماتاخر قال
فیاتونی فاستاذن علی ربی فی داره فیوذن لی
علیه فاذا رایته وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللّٰه ان
یدعنی فیقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع
رسل تعطه قال فارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء
وتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحدلی حدا فاخرج
فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم اعود الثانیة
فاستاذن علی ربی فی داره فیوذن لی علیه فاذا
رایته وقعت ساجدافیدعنی ماشاء اللّٰه ان یدعنی ثم
یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل

تعطه قال فارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدافاخرج فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم اعودالثالثة فاستاذن علی ربی فی داره فیوذن لی علیه فاذا رایته وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللّٰه ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع و سل تعطه قال فارفع راسی فاثنی ربی بثناء وتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتی مایبقی فی النار الا من قد حبسهاالقران ای وجب علیه خلود ثم تلاهذه الایة عسی ان یبعثک ربک مقاما مَحمودا قال وهذا المقام المحمود الذی وعده نبیکم متفق علیه۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان قیامت کے دن روک لیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی فکر کریں گے وہ کہیں گے اگر ہم اپنے پروردگار کی طرف کسی کی شفاعت طلب کریں جو ہم کو ہمارے اس غم ومحنت سے راحت دے۔ سب لوگ آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آدم تو لوگوں کا باپ ہے اللہ تعالی نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اپنی جنت میں تجھ کو ٹھہرایا اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کرایا ہر چیز کے نام تجھے سکھلائے اپنے رب کے نزدیک ہمارے لئے سفارش کریں تا کہ ہم کو اس تکلیف سے راحت دے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی وہ غلطی

یادکریں گے جو درخت سے کھالیا تھا جبکہ اس سے روک دیے گئے تھے لیکن تم نوح کے پاس جاؤ وہ پہلے نبی ہیں نبی کو اللہ تعالی نے اہل ارض کی طرف بھیجا ہے سب لوگ نوحؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس بات کا حق نہیں رکھتا اور اپنا گناہ یادکریں گے کہ جس قسم کا سوال نہیں کرنا چاہئے تھا بغیر علم کے سوال کر دیا۔ لیکن تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس بات کا حق نہیں رکھتا اور تین جھوٹ یاد کریں گے جو انہوں نے بولے تھے لیکن تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ وہ ایسا بندہ ہے اللہ نے اس کو تورات دی اس سے کلام کیا اور سرگوشی کے لئے ان کو قریب کیا وہ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ اپنا گناہ یادکریں گے کہ قبطی کو قتل کر دیا تھا لیکن تم عیسی کے پاس جاؤ وہ اللہ کا بندہ اس کا رسول اور اس کی روح اور کلمہ ہے لوگ عیسی کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس بات کا حق نہیں رکھتا لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں فرمایا سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں اللہ تعالی کے پاس اس کے گھر آنے کی اجازت طلب کروں گا مجھے اس کی اجازت مل جائے گی۔ جب میں اس کو دیکھوں گا سجدہ میں گر جاؤں گا۔ جب تک اللہ تعالی چاہے گا مجھ کو چھوڑے رکھے گا پھر فرمائے گا اے محمدؐ سر اٹھالے اور کہہ تیری بات سنی جائے گی اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگ' دیا جائے گا فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد وثنا کروں گا جو مجھ کو وہ سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد

مقرر کردی جائے گی میں نکلوں گا اوران کوآگ سے نکال لاؤں گا اوران کو جنت میں داخل کردوں گا۔ پھر دوبارہ واپس جاؤں گا اور اللہ تعالی سے اس کے گھر آنے کی اجازت طلب کروں گا مجھے اس کی اجازت دی جائے گی جب میں اس کو دیکھوں گا سجدہ میں گر جاؤں گا جب تک اللہ تعالی چاہے گا مجھ کو چھوڑے رکھے گا پھر کہے گا اے محمدؐ اپنا سر اٹھا بات کہہ اس کو سنا جائے گا۔ شفاع کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگ' دیا جائے گا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی ایسے کلمات سے حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی میں نکلوں گا اوران کو آگ سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔ پھر تیسری بار واپس آؤں گا اللہ تعالی سے اس کے گھر آنے کی اجازت طلب کروں گا مجھے اس کی اجازت دی جائے گی۔ جب میں اس کو دیکھوں گا سجدہ میں گر جاؤں گا۔ جب اللہ تعالی چاہے گا مجھ کو چھوڑ رکھے گا پھر فرمائے گا اے محمدؐ اپنا سر اٹھا بات کہہ' اس کو سنا جائے گا۔ شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگ' دیا جائے گا۔ فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور ایسے کلمات کے ساتھ حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کردی جائے گی میں نکلوں گا اوران کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔ دوزخ میں وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جن کو قرآن روک لے گا یعنی جن پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھ کو مقام محمود پر اٹھائے اور فرمایا یہ وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالی نے تمہارے نبی سے وعدہ کر رکھا

ہے۔(متفق علیہ)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيمةماج الناس بعضهم فى بعض فياتون ادم فيقولون اشفع الى ربک فيقول لست لهاولن عليكم بابراهيم فانه خليل الرحمن فياتون ابراهيم فيقول لست لهاولكن عليكم بموسى فانه كليم الله فياتون موسى فيقول لست لهاولكن عليكم بعيسى فانه روح الله وكلمته فياتون عيسى فيقول لست لهاولكن عليكم بمحمد فياتونى فاقول انالهافاستاذن على ربى فيوذن لى ويلهمنى محامداحمده بهالاتحضرفى الان فاحمده بتلک الحامد واخرله ساجدافيقال يامحمدارفع راسک وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يارب امتى امتى فيقال انطلق فاخرج من كان فى قلبه مثقال شعيرةمن ايمان فانطلق فافعل ثم اعود فاحمده بتلک المحامد ثم اخرله ساجدفيقال يامحمدارفع راسک وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يارب امتى امتى فيقال انطلق فاخرج من كان فى قلبه مثقال ذرة واشفع اوخردلة من ايمان فانطلق فافعل ثم اعود فاحمده بتلک

المحامد ثم اخرله ساجدافيقال يامحمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يارب امتی امتی فيقال انطلق فاخرج من کان فی قلبه ادنی ادنی مثقال حبة خردلة من ايمان فاخرجه من النار فانطلق فافعل ثم اعودالرابعة فاحمده بتلک المحامد ثم اخرله ساجدا فيقال يامحمد ارفع راسک قل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يارب ائذن لی فيمن قال لااله الااللّٰه قال ليس ذلک لک ولکن وعزتی وجلالی وکبريائی وعظمتی لاخرجن منهامن قال لااله الااللّٰه (متفق عليه۔)

انہی انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ آمدورفت کریں گے۔ آدم کے پاس آئیں گے اورکہیں گے اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کریں وہ کہیں گے میں اس بات کا حق نہیں رکھتا لیکن تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ رحمٰن کے خلیل ہیں لوگ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے کہ وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ موسیٰ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کی روح اوراس کا کلمہ ہیں وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں اس کا اہل نہیں ہوں تم محمدؐ کے پاس جاؤ وہ میرے پاس آئیں گے میں کہوں گا میں ہی اس کا اہل ہوں پھر

میں اپنے رب کے پاس جانے کی اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالی میرے دل میں ایسے ایسے کلمات حمد ڈالے گا میں حمد کروں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا کہا جائے گا اے محمدؐ اپنا سر اٹھالو۔ کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگیں آپ کو دیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار میری امت کو بخش دیں میری امت کو معاف کر دیں مجھے کہا جائے گا۔ جاؤ جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے اس کو نکال لاؤ میں جاؤں گا ایسا کرنے کے بعد پھر آؤں گا اور انہی تعریفی کلمات کے ساتھ اس کی تعریف کروں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا کہا جائے گا اے محمدؐ اپنا سر اٹھالو۔ کہیں آپ کی بات سنی جائے گی مانگیں آپ کو دیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے میرے رب میری امت کو معاف کر دے میری امت کو بخش دے کہا جائے گا جاؤ جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہے اس کو نکال لاؤ میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا پھر واپس آؤں گا۔ میں اس کی ان تعریفی کلمات کے ساتھ تعریف کروں گا پھر اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا کہا جائے گا اے محمدؐ اپنا سر اٹھالو آپ کہیں آپ کی بات کو سنا جائے گا۔ مانگیں دیا جائے گا۔ سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے رب میری امت کو معاف کر دے میری امت کو بخش دے کہا جائے گا جاؤ جس کے دل میں **ادنی ادنی ادنی وانه رائی** کی مقدار ایمان ہے اس کو نکال لاؤ۔ میں جاؤں گا پھر چوتھی مرتبہ ان محامد کے ساتھ اس کی تعریف کروں گا اور اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا کہا جائے گا

اے محمدؐ اپنا سر اٹھالو کہیں آپ کی بات کو سنا جائے گا مانگیں آپ کو دیا جائے گا سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار مجھ کو اجازت دیں کہ جن لوگوں نے **لاالــہ الااللّٰہ** پڑھ لیا ہے ان کو آگ سے نکال لاؤں اللہ تعالی فرمائے گا یہ آپ کا کام نہیں ہے لیکن مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم مجھ کو اپنی عظمت اور کبریائی کی قسم میں ان لوگوں کو ضرور نکالوں گا جنہوں نے **لااله الااللّٰه** کہا ہے۔

وعن ابی هريرةؓ عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال اسعدالناس بشفاعتی يوم القيمة من قال لااله الااللّٰه خالصا من قلبه اونفسه رواه البخاری

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا قیامت کے دن میری شفاعت کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر وہ شخص ہے جس نے خالص دل یا خالص نفس کے ساتھ **لاالــہ الااللّٰہ** کہا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

وعنهؓ قال اتی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم بلحم فرفعاليه الذراع وكانت تعجبه فنهس منها نهسة ثم قال اناسيدالناس يوم القيمة يوم يقوم الناس لرب العلمين وتدنواالشمس فيبلغ الناس من الغم والكرب مالايطيقون فيقول الناس الاتنظرون من يشفع لكم الى ربكم فياتون ادم وذكر حديث الشفاعة وقال فانطلق فاتی تحت العرش

فاقع ساجدالربی ثم یفتح اللّٰہ علی من محامدہ وحسن الثناء علیہ شیئا لم یفتحہ علی احد قبلی ثم قال یامحمدارفع راسک وسل تعطہ واشفع تشفع فارفع راسی فاقرل یا رب امتی یارب امتی یا رب فیقال یامحمدادخل من امتک من لاحساب علیہم من الباب الایمن من ابواب الجنۃ وھم شرکاء الناس فیماسوی ذلک من الابواب ثم قال والذی نفسی بیدہ ان مابین المصرعین من مصاریع الجنۃ کمابین مکۃ وھجر متفق علیہ۔

انہی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور آپ کی طرف دست کا گوشت اٹھایا گیا۔ دست کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا آپ نے نوچ نوچ کر اس کو کھایا پھر فرمایا قیامت کے دن جس وقت لوگ رب العلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ سورج نزدیک ہو جائے گا لوگوں کو اس قدر غم اور شدید فکر پہنچے گا جس کی طاقت نہیں رکھیں گے لوگ کہیں گے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھتے جو تمہارے لیے تمہارے رب کے ہاں سفارش کریں وہ آدم کے پاس آئیں گے اس کے بعد آپ نے شفاعت کی پوری حدیث ذکر کی اور فرمایا میں چل کر عرش کے پاس آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سجدہ میں گر جاؤں گا پھر اللہ تعالی میرے دل میں اپنی ذات کے لئے جس ثنا اور تعریفوں کے ایسے ایسے الفاظ الہام کرے گا کہ کسی پر مجھ سے پہلے نہیں

کھولے۔ پھر فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھالو مانگیں آپ کو دیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا میں کہوں گا اے میرے رب میری امت کو بخش دے اے میرے رب میری امت کو معاف کردے۔ کہا جائے گا اے محمدؐ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دائیں دروازے سے جنت میں داخل کردے اور یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہیں پھر آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر مکہ اور ہجر کے درمیان ہے۔

وعن حذیفةؓ فی حدیث الشفاعة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال وترسل الامانة والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمیناوشمالا رواه مسلم

حضرت حذیفہؓ شفاعت کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں فرمایا امانت اور رشتہ داری کو چھوڑ دیا جائے گا وہ پل صراط کی دائیں اور بائیں جانب کھڑی ہوں گی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن عبدالله بن عمروبن العاص ان النبی صلی الله علیه وسلم تلاقول الله تعالی فی ابراهیم رب انهن اضللن کثیرامن الناس فمن تبعنی فانه منی وقال عیسی ان تعذبهم فانهم عبادک فرفع یدیه فقال اللهم امتی امتی وبکی فقال الله تعالی

یاجبرئیل اذھب الی محمدوربک اعلم فسلہ مایبکیہ فاتاہ جبرئیل فسئالہ فاخبرہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بماقال فقال اللّٰہ لجرئیل اذھب الیٰ محمدفقل انا سنرضیک فی امتک ولانسوء ک رواہ مسلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا جو حضرت ابراہیمؑ کی درخواست کے متعلق ہے ''اے میرے پروردگاران بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کردیا جو شخص میری تابعداری کرے وہ مجھ سے ہے اور عیسی علیہ السلام نے کہا ''اگر تو ان کو عذاب کرے پس وہ تیرے بندے ہیں'' آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ میری امت اور میری امت کو بخش دے اور ساتھ ہی رو پڑے۔ اللہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے لئے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن ان سے پوچھو کیوں روتے ہو جبریل آئے آپ سے سوال کیا آپ نے اس کو اس چیز کی خبر دی جو کہا اللہ تعالی نے فرمایا جبریل محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو تیری امت کے بارہ میں ہم تجھ کو راضی کردیں گے اور غمگین نہ کریں گے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن ابی سعیدؓ ن الخدری ان ناسا قالوایارسول اللّٰہ ھل نری ربنایوم القیمۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نعم ھل تضارون فی روےۃ الشمس بالظھیرۃ ضحوا لیس معھاسحاب وھل تضارون

فـی روية الـقـمـرليلة البدرضحواليس فيهاسحاب
قـالوالايارسول الله قال ماتضارون فی روية الله يوم
الـقيـمة الاكماتضارون فی روية احدهمااذا كان يوم
الـقيـمة اذن مـئـوذن ليتبـع كـل امة مـا كانت تعبد
فـلايبـقـی احـد كـان يـعبـد غيـرالله من الاصنـام
والانـصـاب الايتساقطون فی النار حتی اذا لم يبق
الامـن كان يعبدالله من بروفاجر اتاهم رب العلمين
قـال فـمـاذاتـنـظـرون يتبـع كـل امة ما كانت تعبد
قـالـوايـاربنافارقناالناس فی الدنياافقر ما كناالـيهم
ولـم نـصـاحبهـم وفی رواية ابی هريرة فيقولون هذا
مـكـانـنـا حتـی يـاتيـناربنافاذاجاء ربناعرفناه وفی
رواية ابـی سعيد فيقول هل بينكم وبينه اية تعرفونه
فيـقـولـون نـعـم فيكشف عن ساق فلايبقی من كان
يسـجـدلله تـعـالـی مـن تلقـاء نفسـه الااذن الله لـه
بالسجود ولايبقی من كان يسجدا اتقاء وريا الاجعل
الله ظهـره طبـقة واحدة كلمااراد ان يسجد خر علی
قـفـاه ثـم يـضـرب الجسر علی جهنم وتحل الشفاعة
ويـقـولـون الـلـهم سلم سلم فيمر المومنون كطرف
الـعيـن وكالبرق وكالريح وكالطيروكاجاويد الخيل
والـركـاب فـنـاج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوش

فی نار جهنم حتی اذا خلص المومنون من النار
فوالذی نفسی بیده مامن احد منکم باشد من اشدة
فی الحق قد تبین لکم من المومنین لله یوم القیامة
لاخوانهم الذین فی النار یقولون ربنا کانوا
یصومون معنا ویصلون ویحجون فیقال لهم
اخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم علی النار
فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا مابقی فیها احد
من امرتنا به فیقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه
مثقال دینار من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا
کثیرا ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال
نصف دینار من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا
کثیرا ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبه مثقال
ذرة من خیر فاخرجوه فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول
ربنا لم نذر فیها خیرا فیقول الله شفعت الملئکة
وشفع النبیون وشفع المومنون ولم یبق الا ارحم
الراحمین فیقبض قبضة من النار فیخرج منها
قوما لم یعملوا خیرا قط قد عادوا حمما فیلقیهم فی
نهر فی افواه الجنة یقال له نهر الحیة فیخرجون
کما تخرج الحبة فی حمیل السیل فیخرجون
کالولوء فی رقابهم الخواتم فیقول اهل الجنة هولاء

عتقاء الرحمن ادخلهم الجنة بغير عمل عملوه ولاخير قدموه فيقال لهم لكم مارايتم ومثله معه متفق عليه۔

حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! دیکھو گے کیا کھلی دوپہر کے وقت آفتاب دیکھنے میں تمہیں تکلیف اور دقت محسوس ہوتی ہے جبکہ آسمان پر بادل بھی نہ ہوں۔ کیا چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں تمہیں تکلیف ہوتی ہے جبکہ آسمان پر بادل نہ ہوں صحابہ نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا (اسی طرح) اللہ تعالی کو دیکھنے میں قیامت کے دن تمہیں اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی ان دونوں کے دیکھنے میں ہوتی ہے جب قیامت کا دن ہوگا ایک پکارنے والا پکارے گا ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے چلا جائے۔ اللہ کے سوا جو بھی بتوں کی عبادت کرتے تھے آگ میں گر جائیں گے یہاں تک کہ باقی وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ تعالی کی عبادت کرتے تھے نیک بھی اور بد بھی۔ رب العلمین ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا تم کس کا انتظار کر رہے ہو۔ ہر امت جس کی عبادت کرتی تھی اس کے پیچھے چلی گئی ہے وہ کہیں گے اے ہمارے رب دنیا میں جب ہم ان کی طرف بہت محتاج تھے ان سے جدا رہے اور ان کی مصاحبت اختیار نہیں کی۔ ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں ہے وہ کہیں گے ہم اس جگہ ٹھہرے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا رب ہمارے پاس آئے جب وہ آئے گا ہم اس کو پہچان لیں گے ابوسعیدؓ خدری کی ایک روایت میں

ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان کوئی نشانی ہے وہ عرض کریں گے ہاں۔ پس پنڈلی کو کھولا جائے گا۔ اپنے نفس کی جانب سے جو بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تھا اس کو سجدہ کی اجازت مل جائے گی اور جو شخص ریا اور دکھلاوے کے طور پر سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ بن جائے گا جس وقت سجدہ کرنا چاہے گا گدی کے بل گر پڑے گا۔ پھر جہنم پر پل رکھ دیا جائے گا اور شفاعت واقع ہوگی لوگ کہیں گے اے اللہ سلامتی سے گذار۔ بعض ایماندار آنکھ جھپکنے کی مانند گذر جائیں گے بعض بجلی کے مانند بعض ہوا کی طرح بعض پرندے کی طرح اور بعض عمدہ تیز رو گھوڑوں کی طرح بعض اونٹوں کی مانند۔ بعض مومن نجات پانے والے ہوں گے اور بعض زخمی ہو جائیں گے لیکن خلاصی پالیں گے۔ بعض صدمہ کھا کر آگ میں گر جائیں گے۔ جب ایماندار آگ سے خلاصی پالیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس قدر جھگڑنے والا نہیں ہے جس قدر ایماندار اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں کے متعلق جھگڑا کریں گے جو آگ میں چلے جائیں گے وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے ساتھ وہ روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ حج کرتے تھے ان کو کہا جائے گا جن کو تم پہچانتے ہو ان کو نکال لو۔ ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی وہ بہت سی خلق کو نکالیں گے۔ پھر کہیں گے اے ہمارے رب جن کے نکالنے کا تو نے ہم کو حکم دیا ہے ان میں سے کوئی باقی نہیں رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان ہو اس کو نکالو وہ بہت سی خلق کو نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ

جس کے دل میں نصف دینار کی مقدار ایمان ہے اس کو نکالو وہ مخلوق کثیر کو نکالیں گے پھر فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں ذرہ کی مقدار ایمان ہے اس کو نکالو وہ خلق کثیر کو نکالیں گے۔ پھر کہیں گے ہم نے آگ میں نیک کو نہیں چھوڑا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ فرشتوں' نبیوں اور ایمانداروں نے شفاعت کر لی اب ارحم الراحمین ہی باقی رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آگ سے ایک مٹھی بھرے گا اور ایسی جماعت کو نکالے گا جنہوں نے کبھی نیکی نہیں کی وہ کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو نہر میں ڈالے گا جو جنت کے دروازوں کے پاس ہوگی۔ اس کا نام نہر حیوۃ ہے وہ اس سے اس طرح تروتازہ نکلیں گے جس طرح کوڑے کرکٹ سے گھاس کا دانہ نکلتا ہے وہ موتیوں کی طرح نکلیں گے۔ ان کی گردنوں پر مہر لگی ہوگی اہل جنت کہیں گے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بغیر کسی عمل کرنے کے اور بغیر کسی نیکی کے آگے بھیجنے کے جنت میں داخل فرماوے گا۔ ان کے لئے کہا جائے گا تمہارے لئے وہ چیز ہے جو تم نے دیکھی اور اس کی مانند اس کے ساتھ ہے۔ (متفق علیہ)

وعنہؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذادخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار یقول اللّٰہ تعالی من کان فی قلبہ مثال حبۃ من خردل من ایمان فاخرجوہ فیخرجون قدامتحشوا وعادوا احمما فیلقون فی نھر الحیوۃ فینبتون کما تنبت الحبۃ فی حمیل السیل الم تروانھا تخرج صفراء ملتویۃ (متفق علیہ)

انہی حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اہل جنت جنت میں چلے آئیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کی مقدار ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکال لاؤ ان کو نکالا جائے گا جو جل چکے ہوں گے اور کوئلہ بن چکے ہوں گے ان کو نہر حیوۃ میں ڈالا جائے گا وہ اس طرح اُگ آئیں گے جس طرح گھاس کا دانہ کوڑے کرکٹ میں اگ آتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں وہ زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابی هریرةؓ ان الناس قالوایارسول الله هل نری ربنایوم القیمة فذکر معنی حدیث ابی سعیدؓ غیر کشف الساق وقال یضرب الصراط بین اظہرانی جهنم فاکون اول من یجرز من الرسل بامته ولایتکلم یومئذ الاالرسل وکلام الرسل یومئذ اللهم سلم سلم وفی جهنم کلالیب مثل شرک السعدان لایعلم قدر عظمهاالاالله تخطف الناس باعمالهم فمنهم من یوبق بعمله ومنهم من یخرول ثم ینجوا حتی اذا فرغ الله من القضاء بین عباده واراد ان یخرج من النار من اراد ان یخرجه ممن کان یشهدان لااله الاالله امرالملئکة ان یخرجوا من کان یعبدالله فیخرجونهم ویعرفونهم باثار السجود وحرم الله علی النار ان تاکل اثر السجود فکل ابن

ادم تاكله النار الااثر السجود فيخرجون من النار قد امتحشوافيصب عليهم ماء الحيوة فينبتون كماتنبت الحبة فى حميل السيل ويبقى رجل بين الجنة والنار وهواخر اهل النار دخولاالجنة مقبل بوجهه قبل النار فيقول يارب اصرف وجهى عن النار وقد قشبنى ريحهاواحرقنى ذكاء هافيقول هل عسيت ان افعل ذلك ان تسئل غير ذالك فيقول لاوعزتك فيعطى الله ماشاء الله من عهد وميثاق فيصرف الله وجهه عن النار فاذا اقبل به على الجنة وراى هجتهاسكت ماشاء الله ان يسكت ثم قال يا رب قدمنى عند باب الجنة فيقول الله تعالى اليس قد اعطيت العهود والميثاق ان لاتسئال غيرالذى كنت سالت فيقول يارب لااكون اشقى خلقك فيقول فماعسيت ان اعطيت ذلك ان تسئال غيره فيقول لاوعزتك لااسئلك غيرذلك فيعطى ربه ماشاء من عهد وميثاق فيقدمه الى باب الجنة فاذا بلغ بابهافراى زهرتهاومافيها من النضرة والسرور فكست ماشاء الله ان يسكت فيقول يارب ادخلنى الجنة فيقول الله تبارك وتعالى ويلك يااابن آدم مااعدرك اليس قد

اعطیت العهود والمیثاق ان لاتسال غیر الذی اعطیت فیقول یارب لاتجعلنی اشقی خلقک فلایزال یدعواحتی یضحک اللّٰہ منه فاذا ضحک اذن له فی دخول الجنة فیقول تمن فیتمنی حتی اذا انقطع امنیته قال اللّٰہ تعالی تمن من وکذا کذا اقبل یذکره ربه حتی اذاانتهت به الامانی قال اللّٰہ لک ذلک ومثله معه وفی روایة ابی سعیدؓ قال اللّٰہ تعالی لک ذلک وعشرة امثاله متفق علیه۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے۔ پنڈلی کے کھولنے کے علاوہ حضرت ابوسعیدؓ خدری کی طرح روایت کی اور کہا دوزخ کے درمیان صراط قائم کردی جائے گی۔ رسولوں میں سب سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر پل عبور کروں گا۔ رسولوں کے سوا کوئی کلام نہیں کر رہا ہوگا اور رسول بھی کہہ رہے ہوں گے اے اللہ سلامت رکھ۔ اے اللہ سلامت رکھ۔ دوزخ میں سعدان کے کانٹے کی طرح آنکڑے ہوں گے جن کی بڑائی کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لوگوں کو ان کے برے اعمال کے مطابق اچک لیے جائیں گے۔ ان میں بعض کو ان کے اعمال کی وجہ سے ہلاک کردیا جائے گا۔ ان میں سے بعض ٹکڑے ٹکڑے کردیے جائیں گے پھر نجات پالیں گے جس وقت اللہ تعالی اپنے بندوں کے درمیان حساب سے فارغ ہوجائے گا اور ارادہ کرے گا کہ ان کو دوزخ سے نکالے جن کے متعلق ارادہ کرے گا جو کلمہ لا الہ الا اللہ

پڑھتے ہوں گے۔ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کو نکالیں جو اللہ کی عبادت کرتے تھے وہ ان کو نکالیں گے اور سجدوں کے نشانوں سے ان کو پہچان لیں گے۔ اللہ تعالی آگ پر حرام کردے گا کہ سجدوں کے نشانات کو کھائے۔ انسان کے سب اعضاء کو آگ کھالے گی مگر سجدوں کے نشانوں کو۔ ان کو آگ سے نکال دیا جائے گا وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے ان پر آب حیات ڈالا جائے گا وہ اس طرح اگ آئیں گے جس طرح گھاس کا دانہ کوڑے کرکٹ میں اگ آتا ہے ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہے گا اور وہ آخری اہل دوزخ ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔ اس نے اپنا منہ دوزخ کی طرف کیا ہوگا عرض کرے گا اے میرے پروردگار میرے منہ کو دوزخ سے پھیر دے مجھ کو اس بو نے ہلاک کیا ہے اور اس کے شعلوں نے جلا ڈالا ہے اللہ تعالی فرمائے گا شاید کہ میں ایسا کروں تو اس کے سوا کچھ اور مانگنے لگ جائے وہ کہے گا تیری عزت کی قسم ایسا نہیں کروں گا اور اللہ تعالی کو عہد و پیمان دے گا اللہ تعالی اس کے چہرے کو آگ سے پھیر دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اور اس کی خوبی اور تروتازگی کو دیکھے گا جب تک اللہ چاہے گا وہ چپ رہے گا پھر کہے گا اے میرے رب مجھ کو جنت کے دروازے کے آگے کردے۔ اللہ تعالی فرمائے گا کیا تو نے مجھ سے عہد و پیمان نہیں کیا کہ تو مجھ سے اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا جو تو نے کرلیا ہے وہ کہے گا اے اللہ میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بد بخت نہ ہوؤں۔ اللہ تعالی فرمائے گا اس بات کی توقع ہے اگر تیرا یہ سوال پورا کردیا جائے تو اور سوال کرنے لگ جائے گا وہ کہے گا تیری عزت و جلال کی قسم میں اس کے

علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ کو جو چاہے گا عہد و پیمان دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے پاس کر دے گا جب جنت کا دروازہ دیکھے گا تو جنت کی شادابی تر و تازگی پر اس کی نظر پڑے گی چپ رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب مجھ کو جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے تیرے لئے ہلاکت ہو تو کس قدر بدعہد ہے کیا تو نے عہد و پیمان نہیں دیئے کہ جو چیز تجھ کو مل چکی ہے اس کے سوا کوئی اور سوال نہیں کرے گا وہ کہے گا اے میرے رب مجھ کو اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر بد بخت نہ رکھ۔ ہمیشہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہنس پڑے گا جس وقت وہ ہنس پڑے گا اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آرزو کرو وہ آرزو کرے گا جب اس کی آرزو ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایسی ایسی آرزو کر اس کا رب اس کو یاد دلانا شروع کر دے گا۔ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب کچھ اور اس کی مثل تیرے لیے ہے۔ ابو سعیدؓ کی ایک روایت میں ہے یہ اور اس کی مثل دس گنا تیرے لئے ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابن مسعودؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اخر من یدخل الجنۃ رجل فھو یمشی مرۃ ویکبو مرۃ وتسفعہ النار مرۃ فاذا جاوزھا التفت الیھا فقال تبارک الذی نجانی منک لقد اعطانی اللّٰہ شیئا ما اعطا ہ احدا من الاولین والاخرین فترفع لہ شجرۃ فیقول ای رب ادنی من ھذہ الشجرۃ

فلاستظل بظلها واشرب من ماء ها الم لقاهدنی لااسئلک غیرها فیقول اللّٰه یاابن ادم ان اعطیتکها سالتنی غیرهافیقول یارب فیعاهده لایسئاله غیرها وربه یعذره لانه یری مالاصبرله علیه فیدنیه منهافیستظل بظلهاویشرب من مائها ثم ترفع له شجرة هی احسن من الاولی فیقول ای رب ادننی من هذه الشجرة لاشرب من مائیها واستظل بظلهالااسلک غیرهافیقول یاابن ادم الم تعاهدنی ان لاتسالنی غیرهافیقول لعلی ان ادنیتک منها تسالنی غیرهافیعهده ان لاتساله غیرهاوربه یعذره لانه یری مالاصبرله علیه فیدنیه منهافیستظل بظلهاویشرب من مائهاثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هی احسن من الاولین فیقول ای رب ادنی من هذه فلاستظل بظلهاواشرب من مائها لااسلک غیرهافیقول یاابن آدم الم تعاهدنی ان لا تسالنی غیرها قال بلی یا رب هذه لااسئلک غیر ها وربه یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه منها فاذا ادناه منها سمع اصوات اهل الجنة فیقول ای رب ادخلنیها فیقول یا ابن ادم مایصرینی منک ایرضیک ان اعطینک الدنیامثلهامعهاقال ای رب

استهزئی منی وانت رب العالمین فضحک ابن مسعودؓ فقال الاتسالونی مم اضحک فقالوا وماتضحک فقال هکذا ضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا مم تضحک یارسول الله قال من ضحک رب العلمین حین قال استهزئی منی وانت رب العالمین فیقول انی لااستهزئی منک ولکنی علی ماشاء قدیر۔(رواه مسلم وفی روایة له عن ابی سعید نحوه انه لم یذکرفیقول یاابن ادم مایصرینی منک الی اخر الحدیث وزاد فیه ویذکره الله سل کذاو کذا حتی اذا انقطعت به الامانی قال الله تعالی هولک وعشرة امثاله قال ثم یدخلبیته فتدخل علیه زوجتاه من الحور العین فتقولان الحمدلله الذی احیاک لناواحیانا لک قال فیقول مااعطی احد مثل مااعطیت۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر میں جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ ایسا آدمی ہوگا کہ وہ ایک بار چلے گا اور کبھی منہ کے بل گر جائے گا کبھی آگ اس کو جھلسے گی جب وہ آگ سے گذر جائے گا اس کی طرف دیکھے گا اور کہے گا وہ ذات برکت والی ہے جس نے مجھ کو تجھ سے نجات دی۔ اللہ نے مجھ کو ایسی چیز عطا کی ہے جو

اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی۔ ایک درخت اس کے لئے ظاہر کیا جائے گا وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھ کو درخت کے قریب کر دے تا کہ اسکے سایہ میں بیٹھوں اور اس کا پانی پیؤں۔ اللہ تعالی فرمائے گا اے ابن آدم شاید کہ اگر میں تجھ کو یہ دے دوں تو تو اور مانگنے لگے وہ کہے گا نہیں۔ اے میرے پروردگار اور اس سے وعدہ کرے گا کہ اس کے سوا کچھ اور نہیں مانگے گا اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا کہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہے جس پر وہ صبر نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالی اس کو درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سایہ میں سایہ پکڑے گا اور اس سے پانی پیئے گا پھر اس کے لئے پہلے سے زیادہ خوبصورت ایک درخت ظاہر کیا جائے گا۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھ کو اس درخت کے قریب کر دے تا کہ اس کا سایہ پکڑوں اور اس کا پانی پیؤں۔ اور اس کے سوا کچھ نہ مانگوں اللہ تعالی فرمائے گا اے آدم کے بیٹے تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ اس کے سوا کوئی سوال نہ کروں گا اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھ رہا ہے جس پر اس کو صبر نہیں ہے اللہ تعالی اس کے قریب کر دے گا وہ اس کے سایہ میں بیٹھے گا اس کا پانی پیئے گا پھر جنت کے دروازے کے پاس پہلے دونوں درختوں سے خوبصورت ایک اور درخت ظاہر ہوگا پھر وہ کہے گا اے میرے رب مجھ کو اس درخت کے قریب کر دے تا کہ اس کے سایہ میں بیٹھوں اس کا پانی پیؤں اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا اللہ تعالی فرمائے گا اے ابن آدم تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ اس کے سوا اور نہیں مانگوں گا وہ کہے گا کیوں نہیں اے میرے پروردگار میں اس کے سوا اور کوئی سوال نہیں کروں گا اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا کیونکہ وہ

ایسی چیز دیکھ رہا ہوگا جس سے وہ صبر نہیں کر سکے گا اللہ تعالی اس کے قریب کردے گا جب وہ اس کے قریب کردے گا جنت والوں کی آوازیں سنے گا کہے گا اے میرے رب مجھ کو جنت میں داخل کردے اللہ تعالی فرمائے گا اے ابن آدم تجھ سے کون سی چیز میرا پیچھا چھڑاوے گیا تو اس بات پر راضی ہے کہ میں تجھ کو دنیا اور اس کی مثل دے دوں وہ کہے گا اے میرے رب تو مجھ سے استہزاء کرتا ہے جب کہ تو رب العلمین ہے یہ کہہ کر ابن مسعودؓ ہنس پڑے اور کہا تم مجھ سے پوچھو میں کیوں ہنسا ہوں انہوں نے کہا آپ کیوں ہنسے ہیں کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی ہنسے تھے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ اس آدمی کی بات سن کر مجھ سے استہزاء کرتا ہے جبکہ تو رب العلمین ہے) اللہ تعالی کے ہنسنے کی وجہ سے میں ہنسا ہوں اللہ تعالی فرمائے گا کہ میں تجھ سے استہزاء نہیں کر رہا لیکن میں جو چاہوں اس پر قادر ہوں (روایت کیا اس کو مسلم نے) مسلم ہی کی ایک روایت میں ابوسعیدؓ سے ایسی ہی روایت آئی ہے مگر انہوں نے **فیقول یاابن آدم مایصرینی منک** آخر حدیث کے الفاظ روایت نہیں کئے اور اس میں یہ زیادتی ہے کہ اللہ تعالی اس کو یاد دلائے گا کہ یہ سوال کر اور وہ سوال کر جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی اللہ تعالی فرمائے گا (اس قدر تیرے لئے ہے اور اس سے دس گنا پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوگا اس کی دو بیویاں حور عین سے داخل ہوں گی اور وہ دونوں کہیں گی سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے تجھ کو ہمارے لئے پیدا کیا اور ہم کو تمہارے لئے پیدا کیا۔ وہ کہے گا جو کچھ میں دیا گیا ہوں کوئی بھی نہیں دیا گیا۔

وعن انسؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لیصیبن اقواما سفح من النار بذنوب اصابوھا عقوبة ثم یدخلھم اللّٰہ الجنة بفضلہ ورحمتہ فیقال لھم الجھنمیون (رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی بہت سی جماعتوں کو گناہوں کی وجہ سے سزا کے طور پر آگ پہنچے گی پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل کردے گا ان لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعن عمران بن حصینؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج قوم من النار بشماعة محمد فیدخلون الجنة ویسمون الجھنمیین (رواہ البخاری وفی روایة یخرج قوم من امتی من النار بشفاعتی یسمون الجھنمیین)

حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا ان کو جہنمی کہا جائے گا روایت کیا اس کو بخاری نے) ایک روایت میں ہے میری امت میں سے ایک جماعت میری سفارش کے ساتھ جہنم سے نکلے گی۔ ان کا نام جہنمی رکھا جائے گا۔

وعن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی لاعلم آخر اھل النار

خروجامنهاواخر اهل الجنة دخولا رجل يخرج من النار حبوا فيقول الله اذهب فادخل الجنة فياتيها فيخيل اليه انهاملائى فيقول يارب وجدتها ملائى فيقول الله اذ هب فادخل الجنة فان لک مثل الدنياوعشرة امثالها فيقول اتسخرمنى اوتضحک منى انت الملک فلقد راى رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحک حتى بدت نواجذه وكان يقال ذالک ادنى اهل الجنة منزلة (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دوزخ سے نکلنے والے آخری آدمی اور آخری جنتی آدمی کو جانتا ہوں ایک آدمی دوزخ سے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا نکلے گا اللہ تعالی فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا وہ آئے گا اس کو ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار میں نے اسے بھرا ہوا دیکھا ہے اللہ تعالی فرمائے گا جا اور جنت میں داخل ہو جا تیرے لئے دنیا اور اس کی مثل دس گنا ہے وہ کہے گا کیا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھ سے استہزاء کرتا ہے جبکہ تو بادشاہ ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ یہ کہہ کر مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے اور کہا جائے گا کہ یہ شخص ادنی جنتی ہوگا۔ (متفق علیہ)

عن ابى ذرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لاعلم اخر اهل الجنة دخولا الجنة واخر

اهل النار خروجا منها رجل یوتی به یوم القیمة فیقال اعرضوا علیه صغار ذنوبه وارفعوا عنه کبارهافتعرض علیه صغار ذنوبه فیقال عملت یوم کذا وکذا وکذا وعملت یوم کذا وکذا وکذا فیقول نعم لایستطیع ان ینکر وهومشفق من کبارذنوبه ان تعرض علیه فیقال له فان لک مکان کل سیئة حسنة فیقول رب قد عملت اشیاء لاارهاههنا ولقد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم ضحک حتی بدت نواجذه (رواه مسلم)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس شخص کا علم ہے جوسب سے آخر دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا اس شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا کہا جائے گا اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ اٹھا رکھو۔ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے کہا جائے گا فلاں دن تو نے ایسا ایسا کام کیا وہ کہے گا ہاں اور انکار کی طاقت نہیں رکھ سکے گا اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کر دیے جائیں اسے کہا جائے گا تیرے لئے ہر گناہ کے بدلہ میں نیکی لکھ دی گئی ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار میں نے کچھ ایسے بھی گناہ کیے تھے جو یہاں نہیں دیکھ رہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن انسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یخرج من النار اربعة فیعرضون علی اللّٰہ ثم یومربھم الی النار فیلتفت احدھم فیقول ای رب لقد کنت ارجوا اذاخرجتنی منھا ان لاتعدنی فیھاقال فینجیه اللّٰہ منھا۔(رواہ مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ سے چار شخص نکالے جائیں گے ان کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کیا جائے گا پھر ان کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا ان میں سے ایک جھانکے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار مجھے امید تھی کہ نکالنے کے بعد تو مجھ کو آگ میں نہیں ڈالے گا اللہ تعالی اس کو اس سے نجات دے دے گا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یخلص المومنون من النار فیحبسون علی قنطرة بین الجنة والنار فیقتص لبعضھم من بعض مظالم کانت بینھم فی الدنیاحتی اذاھذبوا ونقوا اذن لھم فی دخول الجنة فوالذی نفس محمد بیده لاحدھم اھدی بمنزله فی الجنة عنه بمنزله کان له فی الدنیا۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایمانداروں کو آگ سے نکالا جائے گا ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک

پل پر کھڑا کیا جائے گا۔ وہ ایک دوسرے سے دنیا کے مظالم کا بدلہ لیں گے جب پاک صاف کردیئے جائیں گے ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے ان میں سے ہر ایک جنت میں اپنا گھر خوب جانتا ہوگا جس طرح دنیا میں اپنا مکان جانتا تھا۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايدخل احد الجنة الارى مقعده من النار لواساء ليزدادشكرا ولايدخل الناراحد الارى مقعده من الجنة لواحسن ليكون عليه حسرة-

(رواه البخارى)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی شخص داخل نہیں ہوگا مگر اس کو دوزخ کی جگہ دکھائی جائے گی اگر وہ برائی کرتا تو اس میں داخل ہوتا۔ تا کہ وہ زیادہ شکر ادا کر سکے اور کوئی دوزخ میں داخل نہیں ہوتا مگر اپنی جگہ جنت سے دکھلایا جاتا ہے اگر وہ نیکی کرتا تو یہ جگہ پاتا تا کہ اس کی حسرت بڑھ جائے۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صاراهل الجنة الى الجنة واهل النار الى النار جئى بالموت حتى يجعل بين الجنة والنار ثم يذبح ثم ينادى مناديااهل الجنة لاموت وياااهل النار لا موت فيزدادااهل الجنة فرحا الى

فرحهم ویزداداهل النارحزناالی حزنهم ⟨متفق علیه⟩

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے موت کو لایا جائے گا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کے درمیان رکھی جائے گی پھر اس کو ذبح کیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا یا اہل جنت موت نہیں آئے گی اور اے اہل دوزخ موت نہیں آئے گی اہل جنت کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کا غم زیادہ ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

وعن ابن مسعودؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال قیل له ماالمقام المحمود قال ذالک یوم ینزل اللّٰه تعالی علی کرسیه فیاط کما یاط الرحل الحدید من تضایقه وهو کسعة مابین السماء والارض ویجاء بکم حفاة عراة غرلافیکون اول من یکسی ابراهیم یقول اللّٰه تعالی اکسواخلیلی فیوتی بریطتین بیضاوین من ریاط الجنة ثم اکسی علی اثره ثم اقوم عن یمین اللّٰه مقاما یغطنی الاولون والاخرون ⟨رواه الدارمی⟩

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا مقام محمود کیا ہے۔۔۔ آپ نے فرمایا اس دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا اس سے اس طرح آواز نکلے گی جیسے

نئے چڑے کا زین تنگی کی وجہ سے آواز نکالتا ہے اس کی وسعت آسمان اور زمین کے برابر ہے۔تم کو ننگے پاؤں بدن بے ختنہ لایا جائے گا۔سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے خلیلؑ کو لباس پہناؤ۔ جنت کی دو سفید کتان کی چادریں ان کو پہنائی جائیں گی اس کے بعد مجھے لباس پہنایا جائے گا پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ایک مقام پر کھڑا ہوں گا کہ اگلے اور پچھلے لوگ مجھ پر رشک کریں گے۔(روایت کیا اس کو دارمی نے)

وعن المغيرة بن شعبةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شعار المومنين يوم القيامة على الصراط رب سلم سلم (رواه الترمذى وقال هذا حديث غريب)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پل صراط پر مومنوں کی علامت یہ ہوگی کہ وہ کہہ رہے ہوں گے رب سلم اے میرے پروردگار ہم کو سلامت رکھ ہم کو سلامت رکھ۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وعن انسؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم قال شفاعتى لاهل الكبائر من امتى۔(رواه لترمذى وابوداؤد ورواه ابن ماجة عن جابرؓ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت سے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔ روایت کیا اس کو ترمذی

اورابوداؤد نے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے جابر سے۔

وعن عوفؓ بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتانی ات من عند ربی وخیرنی بین یدخل نصف امتی الجنۃ وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وھی لمن مات لایشرک باللّٰہ شیئا۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

حضرت عوفؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا ہے اس نے مجھ کو اس بات کا اختیار دیا ہے کہ ان دو باتوں میں سے ایک پسند کرلیں یا تو آپ کی نصف امت جنت میں داخل کردی جائے گی یا شفاعت اختیار کرلیں۔ میں نے شفاعت کو پسند کیا اور یہ اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو (ترمذی وابن ماجہ)

وعن عبداللّٰہؓ بن ابی الجدعاء قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی اکثرمن بنی تمیم۔ (رواہ الترمذی والدارمی وابن ماجۃ)

حضرت عبداللہ بن ابیؓ الجدعاء سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میری امت میں سے ایک شخص کی سفارش سے بنو تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ روایت کیا اس کو دارمی اور ابن ماجہ نے۔

وعن ابی سعیدؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من امتی یشفع للفئام ومن ہم من یشفع للقبیلة ومنہم من یشفع للعصبة ومنہم من یشفع للرجل حتی یدخلواالجنة (رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایک قبیلہ کی سفارش کریں گے کچھ لوگ ایک جماعت کی اور کچھ ایک آدمی کی سفارش کریں گے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل وعدنی ان یدخل الجنة من امتی اربع مائة الف بلاحساب فقال ابوبکرؓ زدنا یارسول اللہ قال ہکذا فحثابکفیہ وجمعہما فقال ابوبکرؓ زدنا یارسول اللہ قال وہذ کذافقال عمردعنایاابابکرفقال ابوبکروماعلیک ان یدخلنااللہ کلناالجنة فقال عمران اللہ عزوجل ان شاء ان یدخل خلقہ الجنة بکف واحد فعل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق عمرؓ (رواہ فی شرح السنة)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میری امت میں سے چار لاکھ بغیر حساب

کے جنت میں داخل کرے گا ابوبکر نے کہا ہم کو زیادہ کریں اے اللہ کے رسول آپؐ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بنائیں اوران کو جمع کیا ابوبکر نے کہا اے اللہ کے رسول ہم کو زیادہ کریں حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوبکرؓ ہمیں چھوڑ دیں ابوبکرؓ نے کہا تجھے کیا ہے اگر اللہ تعالی ہم سب کو جنت میں داخل فرمادے۔ عمرؓ کہنے لگے بیشک اگر اللہ عزوجل چاہے تو اپنی سب مخلوق کو ایک ہی لپ سے جنت میں داخل کردے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ نے سچ کہا۔

(روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يصف اهل النار فيمربهم الرجل من اهل الجنة فيقول الرجل منهم يافلان اماتعرفنى انا الذى سقيتک شربة وقال بعضهم انا الذى وهبت لک وضوء فيشفع له فيدخله الجنة (رواه ابن ماجه)

انہی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی کہے گا اے فلاں شخص تو مجھ کو پہچانتا نہیں ہے؟ میں نے تجھ کو ایک بار پانی پلایا تھا۔ ایک دوسرا کہے گا میں نے تجھ کو ایک بار وضو کے لئے پانی دیا تھا وہ اس کی سفارش کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

وعن ابى هريرةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لرجلين من دخل النار اشتدصيا حهما فقال الرب تعالى اخرجوهما فقال لهما لاى

شئی اشتد صیاحکماقال فعلناذالک لترحمناقال فان رحمتی لکماان تنطلقا فتلقیاانفسکماحیث کنتمامن النار فیلقی احدھمانفسه فیجعلھااللّٰه علیه بردا وسلاماویقوم الاخر فلایلقی نفسه فیقول له الرب تعالی مامنعک ان تلقی نفسک کماالقی صاحبک فیقول رب انی لارجواان لاتعیدی فیھا بعدمااخرجتنی منھا فیقول له الرب تعالی لک رجاء ک فیدخل ان جمیعا الجنة برحمة اللّٰه (رواه الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سے دو شخص بہت زیادہ چلائیں گے اللہ تعالی فرمائے گا ان دونوں کو نکالو اور ان سے کہے گا کہ تم اس قدر زیادہ کیوں چلاتے ہو وہ کہیں گے ہم نے وہ اس لئے کیا ہے کہ تو ہم پر رحم کر دے اللہ تعالی فرمائے گا میری رحمت تمہارے لیے یہ ہے کہ تم دونوں جاؤ اور اپنے نفسوں کو آگ میں ڈال دو ایک شخص اپنے نفس کو آگ میں ڈال دے گا اللہ تعالی آگ کو ٹھنڈی بنا دے گا دوسرا شخص کھڑا رہے گا اور اپنے نفس کو آگ میں نہیں ڈالے گا اللہ تعالی اس سے کہے گا تجھ کو اس بات سے کس چیز نے روکا ہے کہ تو اپنے نفس کو آگ میں ڈالے جس طرح تیرے ساتھی نے ڈالا ہے وہ کہے گا اے میرے رب مجھ کو امید تھی کہ نکالنے کے بعد دوبارہ آگ میں تو مجھ کو نہیں ڈالے گا اللہ تعالی فرمائے گا تجھ کو تیری امید دی جاتی ہے اللہ تعالی اپنے فضل

اور رحمت کے ساتھ دونوں کو جنت میں داخل کردے گا۔(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يردالناس النار ثم يصدرون منها باعمالهم فاولهم كلمح البرق ثم كالريح ثم كحضر الفرس ثم كالراكب فى رحله ثم كشد الرجل ثم كمشيه۔(رواه الترمذى والدارمى)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ آگ میں داخل ہوں گے پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے پھریں گے۔ان میں سے افضل بجلی کے چمکنے کی مانند گزر جائیں گے پھر آندھی کی طرح پھر گھوڑے سوار کے دوڑنے کی طرح پھر اونٹ پر سوار کی مانند پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح پھر اس کے چلنے کی مانند۔(روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی نے)

وعن حذيفة وابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله تبارك وتعالى الناس فيقوم المومنون حتى تزلف لهم الجنة فياتون ادم فيقولون ياابانا استفتح لناالجنة فيقول وهل اخرجكم من الجنةالاخطيئة ابيكم لست بصاحب ذالك اذهبواالى ابنى ابراهيم خليل الله قال فيقول ابراهيم لست بصاحب ذالك انما كنت

خـلـيـلا مـن وراء وراء اعـمـدوا الى موسى الذى كلمه
الله تـكـلـيـمـا فـيـاتون موسى فيقول لست بصاحب
ذالـك اذهبـواالـى عيسـى كـلـمة الله وروحه فيقول
عيسـى لست بصاحب ذالـك فياتون محمدا فيقوم
فيـوذن لـه وتـرسل الامانة والرحم فتقومان جنبتى
الـصـراط يميناوشمالا فيمراولكم كالبرق قال قلت
بـابـى انـت وامـى اى شـئـى كمرالطير وشدالرجال
تجرى بهم اعمالهم ونبيكم قائم على الصراط يقول
يارب سلم سلم حتى تعجز اعمال العباد حتى يجى
الـرجـل فلايستطيع السير الازحفا قال وفى حافتى
الـصـراط كـلاليب معلقة مامورة تاخذ من امرت به
فـمخدوش ناج ومكرومس فى النار والذى نفس ابى
هـريرةؓ بيـده ان قـعـرجهـنـم لسبـعين خريفا۔ (رواه
مسلم)

حضرت حذیفہؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ایمانداروں کو جمع کرے گا۔ یہاں تک کہ جنت اُن کے قریب کردی جائے گی لوگ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ہمارے باپ ہمارے لیے جنت کھلوایئے وہ کہیں گے جنت سے تم کو میری ہی غلطی نے نکالا تھا میں اس لائق نہیں ہوں میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ ابراہیم کہیں گے میں اس لائق نہیں میں اس کے ورے خلیل تھا لیکن تم

موسی کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالی ہمکلام ہوا وہ موسی کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس بات کے لائق نہیں ہوں عیسی کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ عیسی کہیں گے میں اس بات کے لائق نہیں ہوں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے ان کو اجازت دی جائے گی۔ امانت اور ناتا بھیجی جائے گی وہ پل صراط کے دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی تم میں سے پہلی جماعت بجلی کی طرح گزر جائے گی میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ بجلی کی طرح کیسے گزرنا ہوگا فرمایا تم بجلی کو دیکھتے نہیں ہو آنکھ جھپکنے میں وہ گذر جاتی ہے اور لوٹ آتی ہے پھر ہوا کے گذر جانے کی مانند پھر پرندے کی طرح اور آدمی کے دوڑنے کی طرح۔ ان کے اعمال ان کو جاری کریں گے اور تمہارا نبی پل صراط پر کھڑا کہہ رہا ہوگا اے رب سلامت رکھ سلامت رکھ۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز آئیں گے حتی کہ ایک آدمی آئے گا وہ پل پر سے نہیں گزر سکے گا مگر اپنے سرینوں پر گھسٹتا ہوا اور صراط کے دونوں طرف انکڑے لٹکائے گئے ہوں گے اور وہ مامور ہوں گے جس کے متعلق ان کو حکم دیا جائے گا اس کو پکڑیں گے کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ میں پھینکے جائیں گے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے دوزخ کی گہرائی ستر برس ہے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن جابرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من النار قوم بالشفاعة كانهم الثعاريرقلناماالثعارير قال انه الضغابليس(متفق

علیه〉

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکلیں گے گویا کہ وہ ثعاریر ہیں ہم نے کہا ثعاریر کسے کہتے ہیں فرمایا ضغابیس۔ یعنی کھیرے یا لکڑی ہیں۔ (متفق علیہ)

وعن عثمانؓ بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يشفع يوم القيمة ثلثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء۔〈رواه ابن ماجة〉

حضرت عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے لوگ قیامت کے دن سفارش کریں گے۔ انبیاء پھر علما پھر شہداء۔ (روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے)

جنت اور اہل جنت کے اوصاف کا بیان

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ط وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(سورۃ بقرہ آیت ۲۵)

اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ز وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ

رَّبِّهِمْ وَجَنَّتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط
وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ○ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۲ تا ۱۳۶)

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے حق میں ظلم کریں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں سے بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں یہ لوگ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں سے بخشش ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان باغوں میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور کام کرنے والوں کی کیسی اچھی مزدوری ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا لا
وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰهَ
نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ○

(سورۃ النساء آیت ۵۸)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچا دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بیشک اللہ تمہیں نہایت اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ م

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (سورۃ التوبہ آیت ۷۱۔۷۲)

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ زبردست حکم والا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ○ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ○ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○

(سورۃ الرعد آیت ۱۹ تا ۲۴)

بھلا جو شخص جانتا ہے کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھا ہے سمجھتے تو علم والے ہی ہیں وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بڑے حساب کا خوف رکھتے ہیں وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ط نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○

(سورۃ الکھف آیت ۳۰۔۳۱)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم بھی اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھے کام کیے وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی انہیں وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور باریک اور موٹے ریشم کا سبز لباس پہنیں گے وہاں تختوں پر تکئے لگانے والے ہوں گے کیا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آرامگاہ ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ○ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِىْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ط اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ○ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ط وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ○

سورۃ مریم آیت ۶۰ تا ۶۳

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے سو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا ہمیشگی کے باغوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور بیشک اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے اس میں سوائے سلام کے کوئی فضول بات نہ سنیں گے اور انہیں وہاں صبح و شام کھانا ملے گا یہ وہ جنت ہے

کہ ہم اپنے بندوں میں سے اس کو وارث بنائیں گے جو پرہیز گار ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ط وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ○ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ○

سورۃ الحج آیت ۲۳ تا ۲۴

بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور انہوں نے عمدہ بات کی راہ پائی اور تعریف والے اللہ کی راہ پائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ○ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○ وَالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ○ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ج وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ○

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ط اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ نِ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ج لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۝

سورہ فاطر آیت ۲۹ تا ۳۵

بیشک جولوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور پوشیدہ اور ظاہر اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا ہے وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں کہ اس میں خسارہ نہیں تا کہ اللہ انہیں ان کے اجر پورے دے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے اور وہ کتاب جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے وہ ٹھیک ہے اس کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے آ چکی بیشک اللہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے پھر ہم تے اپنی کتاب کا ان کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں پیش قدمی کرنے والے ہیں یہی تو اللہ کا بڑا فضل ہے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں وہ ان میں داخل ہونگے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے وہ جس نے اپنے فضل سے ہمیں سدا رہنے کی جگہ میں اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ کوئی تکلیف

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ

يَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ اِنْ كَانَتْ
اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ○ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ
فٰكِهُوْنَ ○ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ
مُتَّكِئُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَا يَدَّعُوْنَ ○ سَلٰمٌ
قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○ (سورۃ یٰس آیت ۵۱ تا ۵۸)

اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کہیں گے کہ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا وہ تو صرف ایک ہی زور کی آواز ہوگی پھر وہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے پھر اس دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے جو کیا کرتے تھے بے شک بہشتی اس دن مزہ سے دل بہلا رہے ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گی انکے لئے وہاں میوہ ہوگا اور انہیں ملے گا جو وہ مانگیں گے پروردگار نہایت رحم والے کی طرف سے انہیں سلام فرمایا جاوے گا۔

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ○ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى
بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ
قَرِيْنٌ ○ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا

تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○

(الصفت آیت ۴۸ تا ۵۴)

اوران کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی آنکھوں والی ہوں گی گویاکہ وہ پردہ میں رکھے ہوئے انڈے ہیں پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر آپس میں سوال کریں گے ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو تصدیق کرنے والوں میں ہے کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا کہے گا کیا تم بھی دیکھنا چاہتے ہو۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ○ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ج وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ج وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

(سورۃ الزخرف ۶۷ تا ۷۳)

اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہوجائیں گے مگر پرہیزگار لوگ (کہا جائے گا) اے میرے بندو تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے تم اور تمہاری بیویاں خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں داخل ہوجاؤ ان کے سامنے سونے کے

پیالے پیش کئے جائیں گے اور آبخورے بھی اور وہاں جس چیز کو دل چاہے گا اور جس سے آنکھیں خوش ہونگی موجود ہوگی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے بدلہ میں جو تم کرتے تھے تمہارے لئے وہاں بہت سے میوے ہیں جن میں سے کھایا کرو گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ○ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ یَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ○ کَذٰلِکَ وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ○ یَدْعُوْنَ فِیْھَا بِکُلِّ فَاکِھَةٍ اٰمِنِیْنَ ○ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی ج وَوَقٰھُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکَ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (سورۃ الدخان ۵۱ تا ۵۷)

بیشک تو تو بڑا عزت والا بزرگی والا ہے بے شک یہی ہے جس کی نسبت تم شک کیا کرتے تھے بیشک پرہیزگار ہی امن کی جگہ میں ہونگے باغوں اور چشموں میں باریک ریشم اور گاڑھا پہن کر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یونہی ہوگا اور تم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کردیں گے وہ اس میں ہر قسم کا میوہ امن و اطمینان سے طلب کریں گے وہاں پہلی موت کے سوا اور موت کا مزہ نہ چکھیں گے اور انہیں اللہ دوزخ کے عذاب سے بچالے گا یہ آپ کے رب کا فضل ہوگا یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَاتَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى
لَّهُمْ ○ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىْٓ
اَخْرَجَتْكَ ج اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَانَاصِرَلَهُمْ ○اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ○
مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَالْمُتَّقُوْنَ ط فِيْهَآاَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ
اٰسِنٍ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْطَعْمُهٗ ج وَاَنْهٰرٌ مِّنْ
خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ط وَلَهُمْ
فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ط كَمَنْ هُوَ
خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْامَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ○

(سورہ محمد آیت ۱۲ تا ۱۵)

بیشک اللہ انہیں داخل کرے گا جو ایمان لائے اور نیک کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چارپائے کھاتے ہیں اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہے اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے طاقت میں بڑھ کر تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو نکال دیا ہے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جسے اس کے برے عمل اچھے کر دکھائے گئے ہوں اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہو اس جنت کی کیفیت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو بگڑنے والا نہیں اور کچھ دودھ کی نہریں جن کا مزہ کبھی نہیں بدلے گا

اور کچھ نہریں ایسے شراب کی جو پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ ہوگا اور کچھ نہریں صاف شہد کی اوران کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہوں گے اوراپنے رب کی بخشش (کیاوہ) ان جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا سووہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے کرڈالے گا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِۍ ۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ۝ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝ سورۃ الطّور آیت ۱۷ تا ۲۸

بے شک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے محظوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے مزے سے کھاؤ اور پیو بدلے ان (اعمال) کے جو تم کیا کرتے تھے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں

اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے اور ہم انہیں اور زیادہ میوے دیں گے اور گوشت جو وہ چاہیں گے وہاں ایک دوسرے سے شراب کا پیالہ بدلیں گے جس میں نہ بکواس ہوگی نہ گناہ کا کام اور ان کے پاس لڑکے ان کی خدمت کے لئے پھر رہے ہوں گے گویا وہ غلافوں میں رکھے ہوئے موتی ہیں اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں پوچھیں گے کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ط وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لا لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ

اِلَّا الْاِحْسَانِ ○فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○وَمِنْ دُوْنِهِمَا
جَنَّتٰنِ ○فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○ مُدْهَآمَّتٰنِ ○ فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○فِیْهِمَاعَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ○فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○فِیْهِمَافَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ○فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○فِیْهِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ ○فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ ○حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ○فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ ○لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ
حِسَانٍ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَاتُکَذِّبٰنِ ○تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ
ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ○ (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۶ تا ۷۸)

اور اس کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے دو باغ ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے جن میں بہت سی شاخیں ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گیان دونوں میں دو چشمے جاری ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ان دونوں میں ہر میوہ کی دو قسمیں ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کہ جن کا استر مخملی ہوگا اور دونوں باغوں کا میوہ جھک رہا ہوگا پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ان میں نیچی نگاہوں والی عورتیں ہوں گی نہ تو انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے نیکی کا بدلہ

نیکی کے سوا اور کیا ہے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے اور ان دو کے علاوہ اور دو باغ ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے وہ دونوں بہت ہی سبز ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ان دونوں میں دو چشمے ابلتے ہوئے ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے وہ حوریں جو خیموں میں بند ہوں گی پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے نہ انہیں ان سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے چھوا ہوگا پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے قالینوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جو سبز اور نہایت قیمتی نفیس ہوں گے پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ○ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ○ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ○ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ

مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا
وَيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ
جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا
قَمْطَرِيْرًا ○ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا ○ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○ مُّتَّكِئِيْنَ
فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ○
وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ○ وَيُطَافُ
عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ○
قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ○ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا
كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ○ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ○
وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ج اِذَا رَاَيْتَهُمْ
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا
وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ○ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ
وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ○ اِنَّ
هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ○ اِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ○ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ○ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ○
اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ○ نَحْنُ

خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ج وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ○ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ط وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ (سورۃ الدھر آیت ۱ تا ۳۱)

انسان پر ضرور ایک ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا بیشک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنا دیا بیشک ہم نے اسے راستہ دکھایا یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا بیشک ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے بیشک نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اس کو آسانی سے بہا کر لے جائیں گے وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچا لے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی اور ان پر اس کے سائے جھک رہے ہوں گے اور پھلوں کے گوشے بہت

ہی قریب لٹک رہے ہونگے اوران پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا شیشے بھی چاندی کے شیشے جوایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے اورانہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی وہ وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے اوران کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہونگے جب تو ان کو دیکھے گا تو خیال کرے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب تو وہاں دیکھے گا تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہوں گے اورانہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اورانہیں ان کا رب پاک شراب پلائے گا بیشک یہ تمہارے (نیک اعمال) کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی بیشک ہم نے ہی آپ پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا اتارا ہے پھر آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیا کریں اوران میں سے کسی بدکار یا ناشکرے کا کہانہ مانا کریں اوراپنے رب کا نام صبح اور شام یاد کیا کریں اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کو سجدہ کیجئے اور رات میں دیر تک اس کی تسبیح کیجئے بیشک یہ لوگ دنیا کو چاہتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑتے ہیں ہم ہی نے انہی پیدا کیا اوران کے جوڑ بند مضبوط کر دیئے اور جب ہم چاہیں ان جیسے ان کے بدلے اور لا سکتے ہیں بیشک یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے اور تم جب ہی چاہو گے جب اللہ چاہے گا بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے تو اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تفسیر

اس بحث میں مختلف سورتوں سے آیات نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت سورۃ البقرہ کی آیت پچیس ہے۔ اس آیت میں جنتیوں کے احکامات کا بیان ہے مگر اس میں آٹھ طرح کا اجمال ہے۔ (۱) بشر (۲) آمنوا (۳) عملوا الصالحت (۴) جنٰت (۵) انہار (۶) رزقو (۷) ازواج مطہرہ (۸) اس بحث میں آنے والی آیات لف دنشر غیر مرتب کے طور پر اس آیت کی تفسیر ہے۔ اور اس کے بعد سورۃ ال عمران کی آیت پندرہ ہے۔ اس میں بقرہ والی آیت کے مضمون کا اعادہ ہے البتہ رضوان من اللہ کا اضافہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جو انعامات عطا فرمائیں گے وہ خوش ہو کر عنایت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دل میں ایمان والوں کے بارے میں کوئی ناراضگی نہیں ہوگی۔ بلکہ جو بھی عنایت فرمائیں گے وہ خوشی اور محبت سے عنایت فرمائیں گے۔ اس کے بعد سورۃ آل عمران کی آیت ایک سو تینتیس سے لے کر ایک سو چھتیس تک ہیں۔ ان میں اجمال غیر مرتب کچھ تفصیل ہے۔ یعنی بعض اعمال صالحہ کا ذکر فرمادیا ہے۔ اور اجمال غیر مرتب کی تفصیل بیان فرمادی ہے کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں جیسی ہے اور وہ اس وقت تیار شدہ ہے۔ اس کے بعد سورۃ النساء کی آیت ستاون ہے۔ اس کے اندر بھی سورۃ البقرہ والی آیت کے مضمون کا اعادہ ہے۔ البتہ ایک جملہ کا اضافہ ہے وندخلہم ظلا ظلیلا۔ انہیں ہم گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے اس کا مقصد یہ ہے کہ جنت کا موسم اگرچہ درمیانہ اور معتدل ہوگا لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ سایہ کی ضرورت ہوگی۔ اس کے بعد سورۃ توبہ کی آیت 71 میں اجمال غیر مرتب ایک کی کچھ

تفصیل ہے کہ بقرہ والی آیت میں جو امنوا آیا ہے مومن مردوں کو اور عورتوں کو دونوں کو شامل ہے اور اجمال غیر مرتب کی کچھ مزید تفصیل آ گئی ہے۔ اور آیت 72 میں اجمال چہارم جنت کی مزید تفصیل آ گئی کہ ایمان والوں کے لئے جنت مں بڑے عمدہ مکانات ہوں گے اور سورۃ توبہ کی آیت اٹھاسی میں اجمال ثالث کی مزید تفصیل آ گئی ہے کہ جہاد بھی اعمال صالحہ میں سے ہے۔ اور آیت انانویں میں بطور تاکید بتا دیا ہے کہ جنت تیار ہے۔ اور اس کے بعد سورۃ الرعد کی آیات ہیں۔ ان میں اجمال ثالث اعمال صالحہ کی مزید تفصیل ہے اور نیز یہ بھی بتلا دیا ہے کہ آدمی اگر نیک ہوگا تو اس کو اس کی بیوی اور بچے بھی مل جائیں گے بشرطیکہ وہ بھی اگر نیک ہوئے۔ اس کے بعد سورۃ الکہف کی آیات میں ان میں اجمال غیر مرتب کی مزید تفصیل ہے کہ جنت میں ایمان والوں کو پہننے کے لئے ریشمی لباس اور سونے کے کنگن ملیں گے۔ اس کے بعد سورۃ مریم کی آیتیں ہیں۔ ان میں اجمال نمبر 2 آمنوا کی تفصیل ہے کہ اگر پہلے سے کوئی کافر ہو اور توبہ کر لے اور نیک اعمال شروع کر دے تو اسے بھی یہی سعادت نصیب ہوگی۔ اور آیت باسٹھ میں اجمال چھ کی تفصیل ہے کہ جنت والوں کو رزق صبح وشام ملے گا اور جنت میں بیہودہ اور فضول گفتگو نہ ہوگی۔ اور اس کے بعد سورۃ الحج کی آیت تیئیس ہے اس میں اجمال چہارم جنت کی مزید تفصیل ہے کہ جنت میں ایمان والوں کو موتی بھی پہنائے جائیں گے اور آیت چوبیس میں یہ فرمایا ہے کہ جنت میں یہ انعامات ایمان والوں کو عقیدہ توحید کی برکت سے نصیب ہوں گے اور اس کے بعد سورۃ فاطر کی آیتیں ہیں۔ ان میں اجمال سوم اور اجمال چہارم کی مزید تفصیل آ گئی ہے۔ یعنی اعمال صالحہ والے تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ اعلیٰ درجہ کے مومن۔ ادنیٰ درجہ کے مومن اور درمیانے درجہ کے مومن۔ ان تینوں کو جنت کی سعادت نصیب ہوگی۔ اور انہیں کسی قسم کی رنج اور تکلیف نہیں ہوگی۔ اور اس کے بعد

سورۃ یٰس کی آیات ہیں ان میں اجمال چہارم جنت کی مزید تفصیل آ گئی کہ ایمان والے جنت تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے جو مانگیں گے انہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ خود ان کو سلام بھی دے گا۔ اس کے بعد سورۃ ص کی آیتیں ہیں ان میں اجمال نمبر چھ کی تفصیل ہے کہ جنت میں جو رزق انہیں ملے گا وہ پھل بھی ہوگا اور شراب بھی ہوگی اور فرمایا ہے یہ ختم نہیں ہوگا۔ اور آیت 53 میں اجمال نمبر 7 کی تفصیل ہے یعنی جنت میں جو عورتیں ایمان والوں کو نصیب ہوں گی وہ حیادار اور ہم عمر ہوں گی ار اس کے بعد سورۃ الزخرف کی آیتیں ہیں۔ ان میں مضامین سابقہ کا اعادہ ہے بطور تاکید اضافہ ہے کہ جنت میں ایمان والوں کو شراب سونے کے پیالوں اور آبخوروں میں پیش کی جائے گی۔ اس کے بعد سورۃ الدخان کی آیتیں ہیں ان میں بطور تاکید مضامین سابقہ کا یہی اعادہ ہے۔ مگر ایک اضافہ ہے کہ ان جنتیوں کو دوبارہ موت نہیں آئے گی اور اس کے بعد سورۃ محمد کی آیت ہے اس میں اجمال پنجم کی تفصیل ہے یعنی جنت میں چار قسم کی نہریں ہوں گی نہ بگڑنے والے پانی کی نہ خراب ہونے والے دودھ کی خوش ذائقہ شراب کی اور صاف شہد کی۔ اور اسی طرح اس بحث میں جتنی آیات جو آگے آنے والی ہیں وہ سب سورۃ البقرہ کی تفسیر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ ایک مضمون کی آیات ساری ایک جگہ بیان نہیں فرماتے بلکہ ایک جگہ اجمالاً مضمون بیان فرمائیں گے اور پھر دوسرے مقامات پر اس کی تفسیر بیان فرمائی ہیں تاکہ قارئین کو شوق پیدا ہو اور یہ فصاحت و بلاغت کا ایک اصول ہے اور یا اس آیت کی تفسیر احادیث میں بیان فرماتے ہیں جیسا کہ یہاں بھی باقی ماندہ تفسیر احادیث میں آ رہی ہیں۔

اس بحث میں مذکورہ آیات کی تفسیر احادیث کی روشنی میں

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالی اعدت لعبادی الصالحین مالاعین رات ولااذن سمعت ولاخطر علی قلب بشر واقرء وان شئتم فلاتعلم نفس مااخفی لهم من قرة اعین (متفق علیه)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کی ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گذرا ہے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو پس نہیں جانتی کوئی جان جوان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث چیز چھپا کر رکھی گئی ہے۔

(متفق علیہ)

وعنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا ومافیها۔

(متفق علیہ)

انہی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

وعن انسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم غدوة فی سبیل الله روحة خیر من

الدنیاومافیهاولوان امراۃ من نساء اھل الجنۃ اطلعت الی الارض لاضائت مابینھماولملات مابینھماریحاولنصیفھا علی راسھاخیرمن الدنیا ومافیھا۔ (رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صبح کے وقت نکلنا یا پچھلے پہر جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اگر اہل جنت کی ایک عورت زمین کی طرف جھانکے تو مشرق و مغرب کو روشن کرے اور خوشبو سے بھر دے اس کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ظلھامائۃ عام لایقطعھاولقاب قوس احدکم فی الجنۃ خیرمماطلعت علیہ الشمس اوتغرب۔

(متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں ایک سوار آدمی سو برس تک چلتا رہے گا اس کو طے نہیں کر سکے گا اور کمان کی مقدار جنت کی جگہ اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

وعن ابی موسیٰؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان للمومن فی الجنۃ لخیمۃ من لولوۃ واحدۃ مجوفۃ عرضھاوفی روایۃ طولھا ستون میلا

فی کل زاویة منهااهل مایرون الاخرین یطوف علیهم المومن وجنتان من فضة اتیتهما ومافیهماوجنتان من ذهب آنیتهما ومافیهما ومابین القوم وبین ان ینظروالی ربهم الا رداء الکبریاء علی وجهه فی جنة عدن۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مومن کے لئے موتی کا بناہوا خیمہ ہوگا جوایک ہی موتی سے جواندر سے خالی ہے بناہوگا۔اس کی چوڑائی ایک روایت میں ہے اس کی لمبائی سات میل ہے اس کے ہرکونہ میں اہل خانہ ہوں گے جودوسروں کونہیں دیکھ سکیں گے مومن ان پر گھومے گا اوردو جنتیں ہوں گی ان کے برتن اوران میں جو کچھ ہے سب چاندی کا ہوگا اوردو جنتیں ہیں ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سونے کا ہوگا۔اس کے رہنے والوں اوراللہ تعالی کے درمیان صرف کبریائی کا پردہ ہوگا جنت عدن میں وہ رہیں گے۔(متفق علیہ)

وعن عبادة بن الصامتؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الجنة مائة درجة مابین کل درجتین کمابین السماء والارض والفردوس اعلاهادرجة منهاتفجرالنهارالجنة الاربعة ومن فوقهایکون العرش فاذاسالتم الله فاسئلوه الفردوس۔ (رواه الترمذی ولم اجده فی الصحیحین ولافی کتاب الحمیدی)

حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ فردوس اعلیٰ درجہ ہے جنت کی چاروں نہریں اس سے پھوٹتی ہیں اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے جب اللہ سے مانگو جنت فردوسؐ مانگو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ مجھے یہ حدیث صحیحین اور حمیدی کی کتاب میں نہیں ملی۔

وعن انسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فى الجنة لسوقاياتونها كل جمعة فتهب ريح الشمال فتحشوا فى وجوههم وثيابهم فيزدادون حسنا وجمالافيرجعون الى اهليهم وقد ازدادواحسناوجمالافيقول لهم اهلوهم الله لقد ازددتم بعدناحسناوجمالا فيقولون وانتم والله لقد ازددتم بعدناحسناوجمالا(رواه مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جنتی ہر جمعہ اس میں آیا کریں گے شمالی ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گی اس سے ان کا حسن و جمال بڑھ جائے گا وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئیں گے۔ ان کا حسن و جمال بھی بڑھ چکا ہوگا۔ ان کے گھر والے ان کو کہیں گے اللہ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہے۔ وہ کہیں گے اللہ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوا ہے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اول زمرة یدخلون الجنة علی صورة القمرلیلة البدرثم الذین یلونهم کاشد کوکب دری فی السماء اضائة قلوبهم علی قلب رجل واحد لااختلاف بینهم ولاتباغض لکل امرئی منهم زوجتان من الحور العین یری مخ سوقهن من وراء العظم واللحم من الحسن لیسبحون الله بکرة وعشیا لایسقمون ولایبولون ولایتغوطون ولایتفلون ولایمتخطون انیتهم الذهب والفضة وامشاطهم الذهب ووقود مجامرهم الاولوة ورشحهم المسک علی خلق رجل واحد علی صورة ابیهم ادم ستون ذراعا فی السماء۔ ⟨متفق علیه⟩

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے پھر ان کے قریب ایسے لوگ ہوں گے جو آسمان کے تیز ترین چمکتے ستارہ کی طرح ہوں گے ان کے حسن ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے ان میں اختلاف اور بغض وحسد نہیں ہوگا۔ ہر آدمی کی حورعین سے دو بیویاں ہوں گی ان کی ہڈیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اندر سے نظر آرہا ہوگا۔ صبح وشام اللہ کی تسبیح کریں گے وہ بیمار نہیں ہوں گے نہ پیشاب

کریں نہ پاخانہ پھریں گے نہ تھوکیں گے نہ کھانسیں گے ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن اگر ہوگا ان کا پسینہ مشک جیسا ہوگا ایک مرد کی سیرت پر اپنے باپ آدم کی صورت رکھتے ہوں گے ان کا طول ساٹھ گز آسمان کی جانب ہوگا۔ (متفق علیہ)

وعن جابرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اھل الجنۃ یاکلون فیھاویشربون ولایتفلون ولایبولون ولایتفوطون ولایمخطون قالوا فمابال الطعام قال جشاء ورسح کرشح المسک یلھمون التسبیح والتحمید کماتلھمون النفس۔ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کریں گے نہ ناک جھاڑیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا بنے گا فرمایا ڈکاریں لیں گے اور کستوری کی طرح پسینہ بہائیں گے جس طرح سانس نکلتا ہے جس طرح تسبیح وتحمید الہام کیے جائیں گے۔ (رواہ کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یدخل الجنۃ ینعم ولایباس ولایبلی ثیابہ ولایفنی شبابہ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ چین میں رہے گا کبھی فکرمند نہ ہوگا اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوگے اس کی جوانی ختم نہ ہوگی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعیدؓ وابی هریرةؓ قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ینادی منادان لکم ان تصحوا فلاتسقموا ابداوان لکم ان تحیو فلاتموتوا ابدا وان لکم ان تشبوا فلاتهرموا ابدا وان لکم انتنعموا فلاتباسوا ابدا

حضرت ابوسعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے ایک منادی پکارے گا کہ تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہوگے اور تم زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں اور تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوگے اور تمہارے لئے ہے کہ تم چین میں رہو گے کبھی محنت نہیں دیکھو گے۔

وعن ابی سعید ن الخدریؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان اهل الجنة یتراء ون اهل الغرف من فوقهم کماتترائون الکوکب الدی الغابر فی الافق من المشرق اوالمغرب لتفاضل مابینهم قالوا یارسول الله تلک منازل الانبیاء لایبلغها غیرهم قال بلی والذی نفسی بیده رجال

امنوا باللّٰہ وصدقوا المرسلین۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت بالا خانوں میں رہنے والے جنتیوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم نہایت چمکنے والے ستارے کو دیکھتے ہو جو مغربی یا مشرقی افق میں باقی رہتا ہے۔ آپس کے درجات کے تفاضل کی وجہ سے صحابہؓ نے عرض کیا یہ انبیاء کی منازل ہوں گی کوئی اور یہاں تک نہیں پہنچ سکے گا آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کی منازل ہوگی جو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (متفق علیہ)

وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ اقوام افئدتھم مثل افئدۃ الطیر۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کچھ لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالی یقول لاھل الجنۃ یااھل الجنۃ فیقولون لبیک ربنا وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک فیقول ھل رضیتم فیقولون ومالنا لانرضی یارب وقداعطیتنا مالم تعط احدا من

خلقک فیقول الااعطیک افضل من ذالک فیقولون یارب وای شئی افضل من ذلک فیقول احل علیکم رضوانی فلااسخط علیکم بعده ابدا(متفق علیه)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لئے فرمائے گا اے اہل جنت وہ کہیں گے حاضر ہیں ہم اے ہمارے پروردگار اور تیری خدمت میں موجود ہیں بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم راضی ہو گئے ہو وہ کہیں گے ہم کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں اے ہمارے پروردگار جبکہ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا کر دیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ عطا کروں وہ کہیں گے اس سے بڑھ کر افضل چیز اور کون ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم کو اپنی خوشنودی عنایت کرتا ہوں اس کے بعد تم پر کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (متفق علیہ)

وعن ابی هریرةؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان ادنی مقعد احدکم من الجنة ان یقول له تمن فیتمنی ویتمنی فیقول له هل تمنیت فیقول نعم فیقول له فان لک ماتمنیت ومثله معه(رواه مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تم میں سے ادنی ٹھکانا اس شخص کا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آرزو کرو وہ

آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے آرزو کر لی وہ کہے گا ہاں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے وہ ہے جو تو نے آرزو کی اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيحان وجيحان والفرات والنيل كل من انهار الجنة (رواہ مسلم)

انہی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیحان اور جیحان نیل اور فرات سب جنت کی نہروں سے ہیں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

وعن عتبة بن غزوانؓ قال ذكر لنا ان الحجر يلقى من شفة جهنم فيهوى فيها سبعين خريفا لا يدرك لها قعرا والله لتملان ولقد ذكر لنا ان مابين مصراعين من مصاريع الجنة مسيرة اربعين سنة وليأتين عليها يوم وهو كظيظ من الزحام ۔(رواہ مسلم)

حضرت عتبہؓ بن غزوان سے روایت ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک پتھر اگر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے ستر سال تک اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا اللہ کی قسم اس کو بھر دیا جائے گا اور ہمارے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے بازوؤں کے درمیان چالیس برس کی مسافت جتنا فاصلہ ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ کثرت ہجوم سے بھری ہوگی۔ (روایت کیا اس

کو مسلم نے)

عن ابی هريرةؓ قال قلت يارسول الله مم خلق الخلق قال من الماء قلناالجنة مابناءَ عها قلَ لبنة من ذهب ولبنة من فضة وملاطها المسک الا ذفروحصبا ؤهااللولوء والياقوت وتربتها الزعفران من يدخلهاينعم ولاياس ويخلد ولايموت ولايبلى ثيابهم ولايفنى شبابهم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا میں نے کہا اے اللہ کے رسول مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے فرمایا پانی سے ہم نے کہا جنت کی تعمیر کیسی ہے فرمایا ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ۔ اس کا گارا خالص مشک سے ہے اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اس کی مٹی زعفران ہے جو شخص اس میں داخل ہوا چین سے رہے گا مشقت نہیں دیکھے گا ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے ان کی جوانی فنا نہیں ہوگی (روایت کیا اس کو احمد، ترمذی اور دارمی نے)

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مافى الجنة شجرة الاوسا قهامن ذهب (رواه الترمذی)

انہی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان فى الجنة مائة درجة مابين كل درجتين مائة

عام (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

انہی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کا فرق ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے)

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ لو ان العلمین اجتمعوا فی احدھن لو سعتھم (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے سو درجے ہیں اگر تمام عالم ایک درجے میں جمع ہو جائیں ان کو کفایت کرے (روایت کا اس کو ترمذی نے اور اس نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

وعنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی وفرش مرفوعۃ قال ارتفاعھا لکما بین السماء والارض مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ

(رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

انہی حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے وفرش مرفوعہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ان کی بلندی زمین و آسمان کے درمیان کی مسافت پانچ سو برس کے برابر ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

وعنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ان اول زمرة يدخلون الجنة يوم القيمة ضوء وجوههم على مثل ضوء القمرليلة البدر والزمرة الثانية على مثل احسن كوكب درى فى السماء لكل رجل منهم زوجتان على كل زوجة سبعون حلة يرى مخ ساقها من ورائها (رواہ الترمذی)

انہی حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ دوسری جماعت کے چہرے آسمان میں نہایت درخشندہ ستارے کی طرح ہوں گے ان میں سے ہرایک کے لئے دو بیویاں ہوں گی۔ ہر بیوی ستر حلے پہنے ہوگی کہ اس کی ہڈیوں کا گودا ان سے نظر آئے گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن انسؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال يعطى المومن فى الجنة قوة كذا وكذا من الجماع قيل يارسول الله اويطيق ذالك قال يعطى قوة مائة۔ (رواہ الترمذی)

حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا مومن جنت میں اتنی اور اتنی قوت جماع کی دیا جائے گا کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول کیا اس کی طاقت رکھے گا فرمایا اس کو سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وعن سعدؓ بن ابى وقاص عن النبى صلى الله

علیه وسلم انه قال لو ان مایقل ظفرممافی الجنة بدا لتزخرفت له مابین خوافق السموت والارض ولوان رجلامن اهل الجنة اطلع فبدا اساوره لطمس ضوء ه ضوء الشمس کماتطمس الشمس ضوء النجوم۔ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

حضرت سعدؓ بن ابی الوقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اگر جنت سے اس قدر ظاہر ہو جائے جس کو ناخن اٹھاتا ہے اس کی وجہ سے زمین و آسمان کے اطراف زینت دار ہو جائیں اور اگر ایک جنتی آدمی زمین کی طرف جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں ان کی چمک اور روشنی سورج کی روشنی مٹادے جس طرح سورج ستاروں کی روشنی مٹادیتا ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وعن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل الجنة جرد مرد کحلی لایفنی شبابهم ولایبلی ثیابهم ۔(رواه الترمذی والدارمی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت بغیر بالوں کے امرد سرمگین آنکھوں والے ہوں گے ان کی جوانی فنا نہیں ہوگی۔ ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی نے۔

وعن معاذ بن جبلؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یدخل اهل الجنة جردامردا مکحلین

ابناء ثلثین او ثلث وثلثین سنة (رواه الترمذی)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے وہ بن بال امرد سرگین آنکھوں والے ہوں گے تیس یا تینتیس برس کے ہوں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وعن اسماء بنت ابی بکرؓ قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وذکرله سدرة المنتهی قال یسیر الراکب فی ظل الفنن منهامائة سنة اویستظل لظلهامائة راکب شک الراوی فیها فراش الذهب کان ثمرهاالقلال۔(رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب)

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جبکہ سدرۃ المنتھی کا ذکر آپ کے سامنے ہوا آپؐ فرمانے لگے اس کی شاخوں کے سایہ میں سوار سو برس تک چلتا رہے گا یا سو سوار اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے۔ راوی کو اس میں شک ہے اس پر سونے کے ٹڈ ہیں اس کے میوے مٹکوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وعن انسؓ قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ماالکوثر قال ذاک نهر اعطانیه اللّٰہ یعنی فی الجنة اشدبیاضا من اللبن واحلی من العسل

فیه طیر اعناقها کاعناق الجزر قال عمرؓ ان هذه لناعمة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکلتهاانعم منها۔ (رواه الترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کوثر کیا ہے فرمایا وہ جنت کی نہر ہے جو اللہ تعالی نے مجھے عطا کی ہے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں ہے اس میں دراز گردن کے پرندے ہیں ان کی گردنیں اونٹوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں حضرت عمرؓ کہنے لگے وہ پرندے بڑے متنعم ہوں گے آپؐ نے فرمایا ان کے کھانے والے متنعم تر ہوں گے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن بریدهؓ ان رجلا قال یارسول الله صلی الله علیه وسلم هل فی الجنة من خیل قال ان الله ادخلک الجنة فلاتشاء ان تحمل فیها علی فرس من یاقوته حمراء یطیربک فی الجنة حیث شئت الافعلت وساله رجل فقال یارسول الله هل فی الجنة من الابل قال فلم یقل له ماقال لصاحبه فقال ان یدخلک الله الجنة یکن لک فیها مااشتهت نفسک ولذت علیک۔ (رواه الترمذی)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے۔ فرمایا جب تجھ کو اللہ تعالی جنت میں داخل کردے گا اگر تو چاہے گا ایک سرخ یاقوتی گھوڑا تجھ کو جنت میں لے کر

اڑتا پھرے۔ ایسا ہی ہو جائے گا۔ ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول جنت میں اونٹ بھی ہوں گے آپ نے اس کو پہلے شخص کا سا جواب نہیں دیا بلکہ فرمایا اللہ تعالی جب تجھ کو جنت میں داخل فرمادے گا اس میں وہ سب کچھ ہوگا جو تیرا نفس چاہے گا اور تیری آنکھ لذت پکڑے گی۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابی ایوبؓ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فقال یارسول اللہ انی احب الخیل افی الجنۃ خیل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دخلت الجنۃ اوتیت بفرس من یاقوتۃ لہ جناحان فحملت علیہ ثم طاربک حیث شئت (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث لیس اسنادہ بالقوی وابوسورۃ الراوی یضعف فی الحدیث وسمعت محمد بن اسماعیل یقول ابوسورۃ ھذا منکر الحدیث یروی مناکیر)

حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا کہنے لگا اے اللہ کے رسول میں گھوڑوں کو پسند کرتا ہوں جنت میں گھوڑے ہوں گے آپ نے فرمایا اگر جنت میں تجھے داخل کر دیا گیا تیرے پاس یاقوت کا ایک گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو بازوں ہوں گے اس پر تجھ کو سوار کر دیا جائے گا وہ تجھ کو جہاں تو جانا چاہے گا لے اڑے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا اس کی سند قوی نہیں ہے اور ابوسورۃ راوی روایت حدیث

میں ضعیف سمجھا گیا ہے میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابوسورہ راوی منکر الحدیث ہے اور منکر احادیث بیان کرتا ہے۔

وعن بریدہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل الجنۃ عشرون ومائۃ صف ثمانون منھامن ھذہ الامۃ واربعون من سائر الامم (رواہ الترمذی والبیھقی فی کتاب البعث والنشور)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں دوسری امتوں سے روایت کیا اس کو ترمذی، دارمی اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں۔

وعن سالمؒ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب امتی الذی یدخلون منہ الجنۃ عرضہ مسیرۃ الراکب المجود ثلثاثم انھم لیضغطونؑ علیہ حتی تکادمنا کبھم تزول۔(رواہ لترمذی وقال ھذاحدیث ضعیف وسالت محمدبن اسمعیل عن ھذاالحدیث فلم یعرفہ وقال یخلد بن ابی بکریروی المناکیر۔

حضرت سالمؒ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت جس دروازے سے جنت میں داخل ہوگی اس کی چوڑائی عمدہ خوب گھوڑا دوڑانے والے آدمی کی تین دن کی مسافت کی مقدار

ہے۔ پھر دروازے پر تنگ کئے جاویں گے یہاں تک کہ ان کے کندھے اترنے کا اندیشہ ہوگا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا انہوں نے اس کو نہ پہچانا اور کہا یخلد بن ابی بکر منکر روایات بیان کرتا ہے۔

وعن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لسوقا مافیھاشری ولابیع الاالصور من الرجال والنساء فاذا اشتھی الرجل صورۃ دخل فیھا۔ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہے بلکہ اس میں مردوں اور عورتوں کی تصویریں ہیں جب کوئی آدمی کسی تصویر کو پسند کرے گا وہی صورت اختیار کرلے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

وعن سعید بن المسیبؒ انہ لقی اباھریرۃؓ اسال اللّٰہ ان یجمع بینی وبینک فی سوق الجنۃ فقال سعیدافیھاسوق قال نعم اخبرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اھل الجنۃ اذادخلوھانزلوا فیھابفضل اعمالھم ثم یوذن لھم فی مقدار یوم الجمعۃ من ایام الدنیافیزُرون ربھم وبرزلھم عرشہ ویتبدی لھم فی روضۃ من ریاض الجنۃ فیوضع لھم منابر من نور ومنابر من لولو ومنابر من یاقوت

ومنابر من زبرجدومنابرمن ذهب ومنابر فضة ويجلس ادناهم ومافيهم وفى على كثبان المسك والكافور مايرون ان اصحاب الكراسى بافضل منهم مجلسا قل ابوهريرة قلت يا رسول الله وهل نرى ربنا قال نعم هل تتمارون فى رؤية الشمس والقمرليلة البدر قلنالاقال كذالك لاتتمارون فى رؤية ربكم ولايبقى فى ذالك المجلس رجل الاحاضره الله محاضرة حتى يقول للرجل منهم يافلان بن فلان اتذكريوم قلت كذاوكذافيذكره ببعض غدراته فى الدنيافيقول يارب افلم تغفرلى فيقول بلى فبسعة مغفرتى بلغت منزلتك هذه فبينا هم على ذالك غشيتهم سحاب من فوقهم فامطرت عليهم طيبالم يجدوا مثل ريحهم شيئا قط ويقول ربناقوموالى ماأعددت لكم من الكرامة فخذوا ماشتهيتم فناتى سوقا قد حفت به الملئكة فيهامالم تنظر العيون الى مثله ولم تسمع الاذان ولم يخطر على القلوب فيحمل لناماشتهيناليس يباع فيهاولايشترى وفى ذالك السوق يلقى اهل الجنة بعضهم بعضا قال فيقبل الرجل ذوالمنزلة المرتفعة فيلقى من هودونه ومافيهم دنى فيروعه

مـايـرى عـليـه مـن الـلباس فمايقضى اخر حديثه حتـى يتـخيـل عـليک ماهواحسن منه وذالک انه لاينبغـى لاحـد ان يـحـزن فيهـاثـم ننصرف الى مـنـازلنافيتلقانازواجنافيقلن مرحبااهلالقد جئت وان بک مـن الجمال افضل ممافارقتناعليه فتقول انـاجالسنااليوم ربنا الجبار ويحقنا ان ننقلب بمثل مـاانـقـلبـناروا ه الترمذى وابن ماجة وقال الترمذى هذاحديث غريب)

حضرت سعیدؓ بن مسیب سے روایت ہے کہ وہ ابو ہریرہ کو ملے۔ ابو ہریرہ کہنے لگے میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم کو جنت کے بازار میں جمع کردے۔ سعید کہنے لگے جنت میں بازار ہوگا کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس بات کی خبر دی کہ جنت والے اپنے اپنے اعمال کے مطابق جس وقت جنت میں داخل ہوں گے ان کو دنیا کے ایک جمعہ کی مقدار اجازت دی جائے گی وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے ان کے لئے اللہ کا عرش ظاہر ہوگا۔ اللہ تعالی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ان کے لئے ظاہر ہوگا۔ ان کے لئے نور' یاقوت' موتی' زبرجد سونے اور چاندی کے منبر رکھے جائیں۔ ان میں سے ادنی درجہ کا آدمی کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا اور ان میں ادنی کوئی بھی نہیں ہوگا۔ ان کو یہ گمان نہیں ہوگا کہ کرسیوں والے نشست گاہ کے لحاظ سے ان سے افضل ہیں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم اللہ تعالی کو دیکھ سکیں گے فرمایا ہاں کیا تم سورج کو

دیکھنے اور چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں شک میں رہتے ہو ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا اس طرح اپنے پروردگار کے دیکھنے میں تم شک نہیں کرو گے۔ اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس سے اللہ تعالی بلاواسطہ کلام نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص سے کہے گا اے فلاں بن فلاں تجھے یاد ہے تو نے فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا اس کو اس کی بعض عہد شکنیاں یاد کرائے گا جو اس نے دنیا میں کی ہوں گی وہ کہے گا اے پروردگار تو نے مجھ کو معاف نہیں فرمادیا اللہ تعالی فرمائے گا کیوں نہیں میری وسعت مغفرت کے ساتھ ہی اپنے اس مرتبہ کو پہنچ سکا ہے۔ وہ اس طرح گفتگو میں مصروف ہوں گے ان پر ایک ایسا ابر چھا جائے گا اور ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ کبھی انہوں نے ایسی خوشبو نہ دیکھی ہوگی۔ اللہ تعالی فرمائے گا جو تمہارے لئے بزرگی میں نے تیار کی ہے اس کی طرف اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ جو چاہتے ہو لے لو۔ ہم بازار آئیں گے۔ فرشتوں نے اس کو گھیر رکھا ہوگا۔ آنکھوں نے ویسی چیزیں کبھی دیکھی نہیں کانوں نے کبھی سنی نہیں اور دلوں پر ان کا کبھی خیال نہیں گذرا ہم جو چاہیں گے ہمیں اٹھوا دیا جائے گا اس میں خرید و فروخت نہیں ہوگی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے کو ملیں گے۔ ایک بلند مرتبہ جنتی اپنے سے کم درجہ والے جنتی کو ملے گا۔ جبکہ ان میں کوئی بھی کم درجہ کا نہیں ہے وہ اس کا لباس دیکھ کر خوش ہوگا ابھی اس کی باتیں ختم نہ ہوگی کہ اس کو خیال آئے گا کہ اس کا لباس اس سے کوئی بہتر نہیں ہے اور ایسا اس لئے ہوگا کہ کسی ایک کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ غم کرے۔ پھر ہم اپنے اپنے گھروں میں واپس آئیں گے ہماری بیویاں ہمارا استقبال کریں گی اور خوش آمدید کہیں گی تم

آئے ہو جبکہ تم حسن و جمال میں اس سے بڑھ کر ہو جب تم ہمارے پاس سے گئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ آج ہم نے اپنے پروردگار جبار کے ساتھ ہم نشینی کی ہے۔ اس لئے لائق ہے کہ اس کی مثل پھریں۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)

وعن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ادنی اھل الجنۃ الذی لہ ثمانون الف خادم واثنتان وسبعون زوجۃ وتنصب لہ قبۃ من لولو وزبرجد وياقوت كمابين الجابية الى صنعاء وبهذه الاسناد قال من مات من اهل الجنة من صغير او كبير يردون بنى ثلثين فى الجنة لايزيدون عليها ابدا وكذالك اهل النار وبهذاالاسناد قال ان عليهم التيجان ادنى لولوءة منها لتضئى مابين المشرق والمغرب وبهذا الاسناد قال المومن اذا اشتهيى الولد فى الجنة كان حمله ووضعه وسنه فى ساعة كمايشتهى وقال اسحاق بن ابراهيم فى هذاالحديث اذااشتهى المومن فى الجنة الولد كان فى ساعة ولكن لايشتهى رواه الترمذى وقال هذا حديث غريب وروى ابن ماجة الرابعة والدارمى الاخيرة)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ادنی جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی۔ موتیوں' زبرجد اور یاقوت کا ایک خیمہ اس کے لئے اس قدر بڑا گاڑا جائے گا۔ جس قدر جابیہ اور صنعاء کا فاصلہ ہے۔ اسی سند سے آپؐ نے فرمایا چھوٹے اور بڑے جو مر جاتے ہیں جنت میں ان کی عمر تیس سال کی ہوگی کبھی اس سے بڑے نہیں ہوں گے۔ اسی طرح دوزخی بھی اسی سند سے مروی ہے۔ فرمایا جنتیوں پر تاج ہوں گے اس کے ادنی موتی سے مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ روشن ہو جائے گا۔ اسی سند سے مروی ہے کوئی مومن جنت میں اولاد کی خواہش کرے گا۔ اس کا حمل اور اس کا وضع ہونا اس کا سن ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا جس طرح کہ چاہے گا۔ اسحاق بن ابراہیم نے اس روایت میں بیان کیا ہے کہ مومن جنت میں جب اولاد کی خواہش کرے گا ایک گھڑی میں ایسا ہو جائے گا لیکن وہ اس کی خواہش نہیں کرے گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ ابن ماجہ نے چوتھا فقرہ اور دارمی نے آخری فقرہ ذکر کیا ہے۔

وعن علیؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لمجتمعا للحور العین یرفعن باصوات لم تسمع الخلائق مثلھا یقلن نحن الخالدات فلا نبید ونحن الناعمات فلا نباس ونحن الراضیات فلا تسخط طوبی لمن کانؔ ولنا وکنالہ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں

جلسہ ہوگا اور حورعین اس میں اپنی بلند آوازوں کے ساتھ پڑھتی ہیں۔ مخلوق نے کبھی ایسی خوش آواز نہیں سنی۔ وہ کہتی ہیں ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی کبھی ہلاک نہ ہوں گی۔ ہم امن وچین میں رہنے والیاں ہیں کبھی شدت نہیں دیکھنے کی ہم ہمیشہ راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی اس کے لئے خوشی ہے جس کے لئے ہم ہیں اور وہ ہمارے لئے ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

وعن حکیم بن معاویةؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان فی الجنة بحر الماء وبحر العسل وبحر اللبن وبحر الخمر ثم تشق الانهر بعد۔ (رواہ الترمذ ؔ وروہ الدارمی عن معاویة)

حضرت حکیمؓ بن معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ایک دریا پانی کا ہے اور ایک دریا شہد کا ہے۔ ایک دریا دودھ اور شراب کا ہے ان دریاؤں سے پھر نہریں پھوٹتی ہیں۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور روایت کیا اس کو دارمی نے معاویہؓ سے)

عن ابی سعیدؓ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الرجل فی الجنة لیتکی فی الجنة سبعین مسنداقبل ان یتحول ثم تاتیه امراة فتضرب علی منکبیه فینظر وجهه فی خدهااصفی من المراة وان ادنی لولوء ة علیهاتضیئی مابین المشرق و المغرب فتسلم علیه یردالسلام ویسالهامن انت فتقول انامن المزیدوانه لیکون علیها سبعون ثوبا

فینفذھابصرہ حتی یری مخ ساقھامن وراء ذالک وان علیھا من التیجان ان ادنی لولوۃ منھا لتضیئی مابین المشرق والمغرب۔ (رواہ احمد)

حضرت ابوسعیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنتی اپنی مجلس میں پھرنے سے پہلے پہلے بہتر تکیوں پر تکیہ کرے گا پھر اس کے بعد اس کی بیوی آئے گی وہ اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی۔ وہ اپنا چہرہ اس کے رخسار میں دیکھے گا جو آئینہ سے زیادہ شفاف ہوگا اس کے ایک ادنی موتی سے مشرق ومغرب کا درمیان روشن ہوجائے گا وہ اس کو سلام کہے گی وہ سلام کا جواب دے گا اس سے پوچھے گا تو کون ہے وہ کہے گی میں اس مزید انعام سے ہوں جس کا وعدہ اللہ نے کیا ہے اس پر ستر لباس ہوں گے وہ اس کی پنڈلی کا گودا ان کے ورے دیکھے گا۔ اس پر تاج ہوگا جس کا ادنی موتی مشرق ومغرب کو روشن کردے گا۔ (روایت کیا اس کو احمد نے)

وعن ابی ھریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتحدث وعندہ رجل من اھل البادیۃ ان رجلا من اھل الجنۃ استاذن ربہ فی الزرع فقال لہ الست فیماشئت قال بلی ولکنی احب ان ازرع فبذر فبادر الطرف نباتہ واستواءہ واستحصادہ فکان امثال الجبال فیقول اللہ تعالی دونک یابن ادم فانہ لایشبعک شئی فقال الاعرابی واللہ لاتجدہ الاقرشیئا اوانصاریافانھم اصحب زرع وامانحن

فلسنا باصحاب زرع فضحک ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان کررہے تھے اور آپ کے پاس ایک بدوی بھی موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک جنتی اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت طلب کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اس حالت میں نہیں جو تو چاہتا ہے وہ کہے گا کیوں نہیں لیکن میں کاشت کاری پسند کرتا ہوں وہ بیج بوئے گا آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کی روئیدگی بڑھنا اور کاٹنا ہو جائے گا اور وہ پہاڑوں کی مانند ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم اسے لے لے تجھ کو کوئی چیز سیر نہیں کرتی۔ بدوی کہنے لگا اللہ کی قسم ہمارے خیال میں وہ قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ وہی کاشت کار ہیں۔ ہم تو کھیتی کرنے والے نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعن جابرؓ قال سال رجل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اینام اھل الجنۃ قال النوم اخوالموت ولایموت اھل الجنۃ۔(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کیا اہل جنت سوئیں گے فرمایا سونا موت کا بھائی ہے اور اہل جنت مریں گے نہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

اللہ تعالیٰ کی رویت کا بیان

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝

(سورۃ القیمہ آیت ۲۲ تا ۲۵)

کئی چہرے اس دن تروتازہ ہونگے ۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے اور کتنے چہرے اس دن اداس ہونگے ۔ خیال کررہے ہونگے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والی سختی کی جائے گی ۔

عن جریرؓ بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم عیاناوفی روایۃ قال کناجلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الی القمرلیلۃ البدر فقال انکم سترون ربکم کماترون ھذاالقمر ولاتضامون فی رویتہ فان استطعتم ان لاتغلبواعلی صلوۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا فافعلوا ثم قرء وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا۔ (متفق علیہ)

حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے پروردگار کو عیاں دیکھو گے ۔ ایک روایت میں ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ چودھویں رات کے چاند کی طرف آپ نے دیکھا ۔ فرمایا تم ! اپنے رب کی طرف دیکھو گے ۔ جس

طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے ہو اگر تم اس بات کی طاقت رکھو کہ تم سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے نماز پر غلبہ نہ کئے جاؤ تو ایسا ضرور کرو۔ پھر یہ آیت پڑھی اور تسبیح بیان کرو اپنے پروردگار کی سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے۔ (متفق علیہ)

وعن صهيبؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا دخل اهل الجنة الجنة يقول الله تعالى تريدون شيئا ازيدكم فيقولون الم تبيض وجوهنا الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فيرفع الحجاب فينظرون الى وجه الله تعالى فما اعطوا شيئا احب اليهم من النظر الى ربهم ثم تلا للذين احسنوا الحسنى وزيادة. (رواه مسلم)

حضرت صہیبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم کوئی اور چیز چاہتے ہو۔ وہ کہیں گے تو نے ہمارے چہرے سفید نہیں کر دیے تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نجات نہیں بخش دی ہے فرمایا پردے اٹھ جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھیں گے جنتی اپنے رب کے چہرہ کی طرف دیکھنے سے بہتر کوئی چیز نہیں دیے گئے۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ ''جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے لئے ثواب ہے اور زیادتی ہے۔'' روایت کیا اس کو مسلم نے۔

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ان ادنی اھل الجنۃ منزلۃ لمن ینظر الی جنانہ وازواجہ ونعیمہ وخدمہ وسررہ مسیرۃ الف سنۃ واکرمھم علی اللہ من ینظر الی وجھہ غدوۃ وعشیۃ ثم قرء وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھاناظرۃ (رواہ احمد والترمذی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادنی جنتی مرتبہ کے لحاظ سے وہ ہوگا جو اپنے باغات اپنی بیویوں اور اپنی نعمتوں اور نوکروں خادموں اور اپنے تختوں کی طرف ہزار برس کی مسافت میں پھیلے ہوئے دیکھے گا اور اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم وہ ہوگا جو اس کے چہرہ مبارک کی طرف صبح وشام دیکھے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ ''کتنے ہی چہرے اس دن تروتازہ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔'' (روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے)

وعن ابی رزینؓ العقیلیؓ قال قلت یارسول اللہ اکلنا یری ربہ مخلیابہ یوم القیمۃ قال بلی قلت ماایۃ ذالک قال یاابارزین الیس کلکم یری القمرلیلۃ البدر مخلیابہ قال بلی قال فانماھوخلق من خلق اللہ واللہ اجل واعظم۔(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابورزینؓ عقیلی سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم میں سے تنہا ہر ایک اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھے گا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا اس کی نشانی اس کی مخلوق میں کوئی اور بھی ملتی ہے

فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک تنہا چودھویں رات کے چاند کو نہیں دیکھتا ہے کہا کیوں نہیں فرمایا وہ اللہ کی ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالی کامل اور بزرگ تر ہے۔(روایت کیا اس کو ابوداؤد نے)

عن ابی ذرؓ قال سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم هل رایت ربک قال نورانیؒ اراه۔(رواه مسلم)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپؐ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔آپ نے فرمایا وہ نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن ابن عباسؓ ما کذب الفواد مارای ولقد راه نزلة اخری قال راه بفواده مرتین رواه مسلم وفی روایة الترمذی قال رای محمدربه قال عکرمة قلت الیس الله یقول لاتدرکه الابصار وهویدرک الابصار قال ویحک ذاک اذاتجلی بنوره الذی هونوره وقد رای ربه (رواه مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ''دل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں بولا اور اس کو دوسری مرتبہ دیکھا فرمایا کہ آپ نے اپنے دل کے ساتھ دو مرتبہ دیکھا ہے۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔عکرمہؓ کہتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اس کو آنکھیں نہیں

پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پاتا ہے کہنے لگے تیرے لئے افسوس ہو یہ اس وقت ہے جب وہ اپنے نور خاص سے باہر ہوگا اور آپؐ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

وعن الشعبیؒ قال لقی ابن عباسؓ کعبا بعرفة فساله عن شئی فکبر حتی جاوبته الجبال فقال ابن عباسؓ انا بنو هاشم فقال کعب ان الله تعالی قسم رؤیته وکلامه بین محمد و موسیٰ فکلم موسیٰ مرتین و رواه محمد مرتین قال مسروق فدخلت علیٰ عائشة فقلت هل رأی محمد ربه فقالت لقد تکلمت بشئی تقف له شعری قلت رویدا ثم قرأت لقد رأی من آیات ربه الکبریٰ فقالت این تذهب بک انما هو جبریل من اخبرک ان محمدا رأی رابه او کتتم شیئا مما امر به او یعلم الخمس التی قال الله تعالیٰ ان الله عنده علم الساعة وینزل الغیث فقد اعظم الفریة ولکنه رأی جبریل لم یره فی صورته الامرتین مرةً عند سدرة المنتهیٰ ومرة فی اجیاد له ست مائة جناح قد سد الافق رواه الترمذی و روی الشیخان مع زیادة واختلاف وفی روایتهما قال قلت لعائشة فاین قوله ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ قالت ذاک جبریل علیه السلام

كان يأتيه فى صورة الرجل وانه اتاه هٰذه المرة فى صورته الذى هى صورته فسد الافق۔

حضرت شعبیؒ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ کعبؒ کو عرفات میں ملے ابن عباسؓ نے آپ سے کوئی چیز پوچھی پھر بلند آواز سے اللہ اکبر کہا کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ ابن عباس کہنے لگے ہم بن ہاشم ہیں کعب کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنی رؤیت اور کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ موسیٰ سے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ مسروق کہتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ کہنے لگیں تو نے ایک ایسی چیز مجھ سے پوچھی ہے کہ اس کی وجہ سے میرے بال جسم پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا ذرا ٹھہریں پھر میں نے یہ آیت پڑھی۔ تحقیق آپ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں وہ کہتے ہیں تو کدھر جا رہا ہے اس سے مراد حضرت جبریل ہیں جو تجھ کو بتلائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا جن باتوں کے بیان کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے ان میں سے آپ نے کوئی بات چھپالی ہے آپ ان پانچ باتوں کو جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں کہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ بارش اتارتا ہے اس نے بہت بڑا جھوٹ بولا بلکہ اس سے مراد جبریل ہیں ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک مرتبہ اجیاد میں ان کے چھ سو پر تھے اور آسمان کا کنارہ روک لیا تھا (روایت کیا اس کو ترمذی نے بخاری و مسلم نے اس حدیث کو کچھ کمی وبیشی سے بیان کیا ہے) ان کی ایک روایت میں ہے

میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا پھر اس فرمان کا کیا مطلب ہوا ''پس نزدیک ہوا اور اتر آیا اور دو کمان کی مقدار یا اس سے بھی کم فاصلہ پر آ گیا'' حضرت عائشہؓ نے کہا اس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ وہ آپ کے پاس انسانی صورت میں آیا کرتے تھے اس مرتبہ اپنی اصل شکل میں آئے۔ انہوں نے آسمان کا کنارہ روک لیا تھا۔

وعن ابن مسعودؓ فی قوله فكان قاب قوسين او ادنٰی وفی قوله ما كذب الفؤاد ما رأٰی وفی وله لقد رأٰی من اٰيات ربه الكبرٰی قال فيها كلها رأٰی جبريل له ست مائة جناح متفق عليه وفی رواية الترمذی قال ما كذب الفؤاد ما رأٰی قال رأٰی رسول الله صلی الله عليه وسلم جبريل فی خلة من رفرف قد ملاء مابين السماء والارض وله وللبخاری فی قوله لقد رأٰی من اٰيات ربه الكبرٰی قال رأٰی رفرفًا اخضر سد افق السماء وسئل مالک ابن انس عن قوله تعالیٰ الیٰ ربها ناظرة فقيل قوم يقولون الیٰ ثوابه فقال مالک كذبوا فاين هم عن قوله تعالیٰ كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون قال مالک الناس ينظرون الی الله يوم القيٰمة باعينهم وقال لو لم يرأ المؤمنون ربهم يوم القيامة لم يعير الله الكفار بالحجاب فقال كلا انهم عن ربهم يومئذ

لمحجوبون۔ (رواہ فی شرح السنۃ)

حضرت ابن مسعودؓ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں وہ دو کمانوں کے فاصلہ پر آ رہے یا اس سے بھی قریب اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''دل نے جو دیکھا اس میں جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان آپ نے اپنے رب کی بڑی آیات دیکھیں۔ فرمایا ان سب آیات میں مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ ان کے چھ سو پر تھے۔ (متفق علیہ) ترمذی کی ایک روایت میں ہے دل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں بولا۔ اس کی تفسیر میں لکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کو رفرف کے حلہ میں دیکھا زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیا ہے۔ ترمذی اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آیۃ کریمہ اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں کہ اس سے مراد ہے کہ آپ نے سبز لباس پہنے ایک شخص کو (حضرت جبریلؑ) دیکھا ہے کہ آسمان کا کنارہ روک رکھا ہے۔ مالک بن انسؒ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کتنے ہی چہرے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ کہا گیا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں مراد ثواب ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اس آیت سے مراد وہ کہاں ہیں کہ ہرگز نہیں بے شک وہ اپنے پروردگار کے دیکھنے سے روک دیئے جائیں گے۔ امام مالک نے فرمایا لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور فرمایا اگر ایماندار قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کفار کو روک دیئے جانے پر عار نہ دلاتے۔ فرمایا ہے کہ ہرگز نہیں کافر اپنے رب سے اس روز منع کئے جائیں گے۔ روایت کیا اس کو شرح السنہ میں۔

عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینا اھل الجنۃ فی نعیمھم اذ سطع لھم نور فرفعوا

رؤسهم فاذا الرب قد اشرف عليهم من فوقهم فقال السلام عليكم يا اهل الجنة قال وذالک قوله تعالىٰ سلام قولا من رب رحيم قال فنظر اليهم وينظرون اليه فلا يلتفتون الى شئى من النعيم مادامو ا ينظرون اليه حتىٰ يحتجب عنهم ويبقى نوره (رواه ابن ماجه)۔

حضرت جابر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جنت میں اہل جنت اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ ان پر ایک نور چھا جائے گا وہ اپنے سر اٹھائیں گے ناگہاں اللہ تعالیٰ اوپر سے ان کی طرف دیکھ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے اہل جنت تم پر سلامتی ہو۔ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے **سلام قولًا من رب الرحيم** فرمایا وہ ان کو دیکھے گا اور وہ اس کو دیکھیں گے۔ وہ کسی اپنی نعمت کو نہیں دیکھیں گے جب تک وہ اس کو دیکھتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ ان سے چھپ جائے گا اور اس کا نور باقی رہے گا۔ (روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے)

تشریح:

ان بالا احادیث میں جو رؤیت باری تعالیٰ کا ذکر آیا ہے۔ اس پر علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے باقی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی گفتگو کا ذکر بھی آیا ہے۔ یہ گفتگو ایمان داروں سے بھی ہوگی اور کافروں سے بھی اس کی کیفیت بھی وہی جانتا ہے۔ ہمارا کام ایمان لانا ہے جیسا کہ جنت دوزخ ابھی تک دیکھی نہیں ہے مگر ایمان لاتے ہیں کہ جنت بھی ہے اور دوزخ بھی ہے۔

دوزخ اور اہل دوزخ کے اوصاف کا بیان

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۔۲۴)

اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بلا لو اگر تم سچے ہو بھلا اگر ایسا نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ○

(سورۃ آل عمران آیت ۱۰)

بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ہرگز کام نہیں آئیں گے اور وہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ط كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

(سورۃ النساء آیت ۵۶)

بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا انہیں ہم آگ میں ڈال دیں گے جس وقت ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کو اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ عذاب چکھتے رہیں بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (سورۃ الرعد آیت ۵)

اگر تو عجیب بات چاہے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے یہی وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہو گئے اور انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ○ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ○ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ط وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ○

(سورۃ ابراہیم آیت ۱۵ تا ۱۷ آیت ۴۲۔۴۳۔۴۹۔۵۰۔۵۱)

اور اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا جسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور اسے گلے سے نہ اتار سکے گا اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہیں مرے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ○ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ○

تو ہرگز خیال نہ کر کہ اللہ ان کاموں سے بے خبر ہے جو ظالم کرتے ہیں انہیں صرف اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔ وہ سر اٹھائے ہوئے دوڑے چلے جا رہے ہوں گے کہ ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہیں آوے گی اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ○ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ○ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

اور تو اس دن گنہگاروں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا کرتے ان کے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوگی تا کہ اللہ ہر شخص کو اس کے کئے کی سزا دے بے شک اللہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ج اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○

(سورۃ الکہف آیت ۲۹)

اور کہہ دو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کردے بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے فریادرسی کیے جائیں گے جو تانبے کی طرح پگھلا ہوا ہوگا مونہوں کو جھلس دے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور کیا ہی بری آرامگاہ ہوگی۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ز فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ○ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ○ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ○ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ○

(سورۃ الحج آیت ۱۹ تا ۲۲)

یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو منکر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھالیں جھلس دی جائیں گی اور ان پر لوہے کے گرز پڑیں گے جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور دوزخ کا عذاب چکھتے رہو۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ج لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ط كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ○ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ج رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ط اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ

فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ط فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ o (سورۃ فاطر آیت ۳۶۔۳۷)

اور جو منکر ہو گئے ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ ان پر قضا آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ہی ان سے اس کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اس طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیا کرتے ہیں اور وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال ہم نیک کام کریں برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس مزہ چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ o اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ o فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ o عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ o مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ o قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ o وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ o وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ o وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ o حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ o فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ o (سورۂ مدثر ۳۸ تا ۴۸)

ہر شخص اپنے اعمال کے سبب گروی ہے مگر داہنے والے باغوں میں ہونگے ایک دوسرے سے پوچھیں گے گناہگاروں کی نسبت کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا وہ کہیں گے ہم نمازی نہ تھے اور نہ ہم مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں موت آ پہنچی پس ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔

تفسیر

یہاں اس بحث میں جتنی آیات نقل کی گئی ہیں۔ ان سب میں دوزخ اور دوزخیوں کے اوصاف کا بیان ہے کہ دوزخ میں کیسے لوگ جائیں گے اور دوزخ کیسی جگہ ہے۔ پہلی دو آیتیں سورۃ البقرہ کی ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں کافروں کو خطاب ہے کہ اگر تمہیں قرآن کے برحق ہونے میں شک ہے تو تم بھی اس کی ایک چھوٹی سی سورۃ تیار کر کے دکھاؤ۔ اگر نہ تیار کر سکو اور یقین نہیں کر سکتے تو اس کی مخالفت چھوڑ کر اس پر عمل کرو ورنہ آگ میں جانا ہوگا۔ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے اور وہ آگ تیار شدہ ہے مگر اس آیت میں تین طرح کا اجمال ہے پہلا اجمال النار میں ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ وہ آگ کیسی ہوگی اور دوسرا اجمال الناس میں ہے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون لوگ ہوں گے اور تیسرا اجمال الحجارہ میں ہے کیونکہ یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سے پتھر ہوں گے۔ اور اس موضوع میں آنے والی آیات سب آیات اس کی تفصیل ہے۔ اس کے بعد سورۃ آل عمران کی آیت دس ہے اس میں بقرہ والی آیت کی کچھ تفصیل آ گئی ہے اور اس میں ایک تو یہ بتایا ہے کہ اس آگ کا ایندھن کافر ہوں گے۔ اور دوسرا یہ بتایا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کے مال و اولاد بھی انہیں نہیں بچا سکیں گے۔ اس کے بعد سورۃ النساء کی آیت چھپن ہے اس میں بھی سورۃ بقرہ والی آیت کی تفصیل ہے۔ اس میں کافروں کو عذاب میں جلانے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ کہ ان کے جسم کی کھالیں جل جائیں گی تو ان کی اور کھالیں بدل دیں گے۔ اور یہ تسلسل ہمیشہ قائم رہے گا۔ اس کے بعد سورۃ الرعد کی آیت پانچ ہے یہ سورۃ بقرہ کی آیت کی تفسیر ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ ان آگ میں

کافروں کے گلوں میں طوق ہوں گے۔اس کے بعد سورۃ ابراہیم کی آیتیں ہیں یہ بھی سورۃ بقرہ کی آیت کی تفسیر ہے ان آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ دوزخیوں کو پیپ کا پانی ملے گا۔اس کے بعد سورۃ ابراہیم کی آیت 43 ہے۔یہ بھی بقرہ والی آیت کی تفسیر ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ دوزخ میں کافر سر اٹھائے دوڑتے چلے جارہے ہوں گے۔ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہیں آئے گی اور ان کے دل ڈرے ہوئے ہوں گے۔اس کے بعد سورہ الکہف کی آیتیں ہیں یہ بھی بقرہ والی آیت کی تفسیر ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ دوزخ میں آگ کی قناتیں ہوں گی اور کافروں کو پینے کے لئے جو گرم پانی دیا جائے گا اس سے ان کے منہ جھلس جائیں گے۔اس کے بعد سورۃ حج کی آیتیں ہیں ان میں یہ بتایا ہے کہ کافروں کے کپڑے آگ کے ہوں گے ان کے سروں کے اوپر سے گرم پانی ڈالا جائے گا۔جس سے ان کے پیٹ کی کھالیں جھلس جائیں گی۔اور لوہے کے گرز سے ان کو پیٹا جائے گا۔اور وہ لوگ دوزخ سے نکلنے کی کوشش کریں گے مگر پھر ان کو اندر دھکیل دیا جائے گا۔اس کے بعد سورۃ فاطر کی آیتیں ہیں ان میں بتایا کہ کافر دوزخ سے نکلنے کے لئے فریاد کریں گے مگر فریاد قبول نہیں ہوگی۔اس کے بعد سورۃ مدثر کی آیتیں ہیں ان میں یہ بتایا ہے کہ جنتی دوزخیوں سے داخلہ دوزخ کا سبب دریافت کریں گے تو وہ جواب دیں گے کہ ہم مرتے دم تک گناہوں میں مبتلا رہے۔اور کوئی ان کی سفارشی بھی نہیں ہوگا اور کسی کی سفارش انہیں نفع بھی نہیں دے گی۔مزید تفصیل احادیث میں آرہی ہیں۔

عن ابی هریرةؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نار کم جزء من سبعین جزءً من نار جهنم قیل یا رسول الله ان کانت لکافیةً قال فضلت علیهن بتسعة وستین جزءً کلهن مثل حرها متفق

عـليه واللفظ للبخارى وفى رواية مسلم ناركم التى يـوقـد ابـن اٰدم وفيهـا عـليهـا وكلهـا بدل عليهن وكلهن

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تمہاری آگ جہنم کی آگ کا ستر ہواں حصہ ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہی آگ کافی تھی۔فرمایا دوزخ کی آگ انہتر گنا زیادہ کردی گئی ہے۔ہر جزو دنیا کی آگ کی گرمی رکھتا ہے (متفق علیہ) اور اس حدیث کے الفاظ مسلم کے ہیں۔مسلم کی ایک روایت میں ہے

وعـن ابـن مسعودؓ قال قال رسول الله صلى الله عـليـه وسـلـم يـؤتى بجهنم يومئذ لها سبعون الف زمام مع كل زمام سبعون الف ملـك يجرونها۔

(رواہ مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس روز جہنم کو لایا جائے گا۔اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی۔ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچتے ہوں گے۔

وعن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عـليـه وسـلـم ان اهـون اهـل الـنار عذابًا من له نعلان وشراكان من نار يغلى منها دماغه كما يغلى الـمـرجـل مـا يـرٰى ان احدًا اشد منه عذابًا وانه لاهو نهم عذابًا۔ (متفق عليه)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب دوزخ میں اس شخص کو ہوگا جس کے لئے دو جوتیاں یا دو تسمے آگ کے ہیں۔ان سے اس کا دماغ اس طرح کھولتا ہوگا جس طرح ہنڈیا جوش مارتی ہے۔وہ خیال کرے گا کہ اس سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں جبکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہے۔(متفق علیہ)

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اھون اھل النار عذابًاابو طالب وھو منعل بنعلین یغلی منھا دماغہ (رواہ البخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب دوزخیوں میں سے ابو طالب کو ہے۔ وہ دو جوتیاں پہنے ہوئے ہیں۔اس کا دماغ جوش کھا رہا ہے۔(روایت کیا اس کو بخاری نے)

وعن انسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یؤتی بالنعم اھل الدنیا من اھل النار یوم القیامۃ فیصبغ فی النار صبغۃً ثم یقال یابن اٰدم ھل رایت خیرًا قط ھل مربک نعیم قط فیقول لا واللّٰہ یا رب ویؤتیٰ باشد الناس بؤسًا فی الدنیا من اھل الجنۃ فیصبغ صبغۃ فی الجنۃ فیقال لہ یابن اٰدم ھل رأیت بؤسًا قط وھل مربک شدۃ قط فیقول لا واللّٰہ یا رب ما مربی بؤس قط ولا رایت شدۃً قط۔
(رواہ مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل دنیا سے ایک بڑے ناز ونعمت والا شخص لایا جائے گا جو دوزخی ہوگا۔اس کو آگ میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر کہا جائے گا اے ابن آدم تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے' کبھی تجھ پر نعمت گزری ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ اے میرے پروردگار۔اہل جنت کا ایک سخت ترین ازروئے محنت کا ایک آدمی دنیا سے لایا جائے گا۔اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔اسے کہا جائے گا اے ابنِ آدم! کبھی تو نے محنت دیکھی تھی' کبھی سختی کا گزر تیرے پاس سے ہوا تھا؟ وہ کہے گا نہیں اے میرے پروردگار! کبھی میرے پاس سے محنت نہیں گزری' کبھی میں نے سختی نہیں دیکھی۔(روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال یقول اللّٰه لاهون اهل النار عذابًا یوم القیٰمة لو ان لک ما فی الارض من شی اکنت تفتدی به فیقول نعم فیقول اردت منک اهون من هٰذا وانت فی صلبٰادم ان لا تشرک بی شیئًا فابیت الا ان تشرک بی
(متفق علیه)

انہی حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو فرمائے گا جس کا عذاب سب دوزخیوں سے ہلکا ہے اگر تیرے لئے وہ سب کچھ ہوتا جو زمین میں ہے کیا تو اس کا فدیہ دے دیتا۔وہ کہے گا ہاں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے آسان تر بات کا مطالبہ کیا تھا جبکہ تو ابھی آدم کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔تو نے انکار کیا مگر یہ کہ تو نے میرے ساتھ شریک ٹھہرائے۔(متفق علیہ)

وعن سمرةؓ بن جندب ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال منھم من تاخذہ النار الیٰ کعبیہ ومنھم من تأخذہ النار الیٰ حجزتہ ومنھم من تأخذہ النار الیٰ ترقوتہ۔ (رواہ مسلم)

حضرت سمرہ جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض دوزخی ایسے ہوں گے کہ آگ ان کو ٹخنوں تک پکڑے گی، بعض ایسے ہوں گے آگ ان کو گھٹنوں تک پکڑے گی، بعض ایسے ہوں گے کہ آگ ان کی کمر تک پکڑے گی اور بعض ایسے ہوں گے کہ آگ ان کو گردن تک پکڑے گی۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

وعن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مابین منکبی الکافر فی النار مسیرۃ ثلٰثۃ ایام للراکب المسرع وفی روایۃ ضرس الکافر مثل احد وغلظ جلدہ مسیرۃ ثلٰث۔ رواہ مسلم وذکر حدیث ابی ھریرۃؓ اشتکت النار الیٰ ربھا فی باب تعجید الصلوٰۃ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں کافروں کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز ترین رفتار سوار کی تین دن کی مسافت جتنا ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کافر کی داڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی۔ اس کے جسم کی موٹائی تین دن کی مسافت کی مقدار ہوگی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ ابوہریرہؓ کی حدیث جس کے الفاظ ہیں اتنکت النار الی ربھا باب تعجیل الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

عن ابی هريرةؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اوقد علی النار الف سنة حتی احمرت ثم اوقد علیها الف سنة حتی ابیضت ثم اوقد علیها الف سنة حتی اسودت فهی سوداء مظلمة۔ (رواه الترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا دوزخ کی آگ ہزار برس تک جلائی گئی حتی کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اس کو ہزار برس جلایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ہزار برس اس کو جلایا گیا حتی کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب، وہ سیاہ اور تاریک ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔

وعنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ضرس الکافر یوم القیٰمة مثل احد وفخذه مثل البیضاء ومقعده من النار مسیرة ثلٰث مثل الربذة۔ (رواه الترمذی)

اسی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کے دانت کی موٹائی احد پہاڑ جتنی ہوگی۔ اس کی ران بیضاء مقام کی مقدار اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دنوں کی مسافت کی مانند ربذہ کی مسافت کی مقدار ہوگی۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔

وعنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان غلظ جلد الکافر اثنان واربعون ذراعًا وان ضرسه مثل احد وان مجلسه من جهنم ما بین مکة

والمدینة۔ (رواہ الترمذ)

اسی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کے جسم کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی۔ اس کا دانت احد پہاڑ کی طرح ہوگا۔ دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کی مسافت کی مقدار ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الکافر لیسحب لسانہ الفرسخ والفرسخین یتوطاء ہ الناس۔ (رواہ احمد والترمذی وقال ھٰذا حدیث غریب)

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اپنی زبان کو دوزخ میں تین کوس اور چھ کوس تک کھینچے گا' لوگ اس کو روندیں گے۔ (روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے)۔

وعن ابی سعیدؓ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الصعود جبل من نار یتصعد فیہ سبعین خریفًا ویھوی بہ کذالک فیہ ابدًا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے۔ ستر سال تک اس میں چڑھایا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح اس میں گرایا جائے گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔

وعنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فی قولہ کاالمھل ای کعکر الزیت فاذا قرب الیٰ وجھہ سقطت فروۃ وجھہ فیہ۔ (رواہ الترمذی)

انہی حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالی کے اس فرمان کالمھل کی تفسیر میں فرمایا کہ تیل کی تلچھٹ کی مانند جب اس کے چہرے کے قریب کیا جائے گا' اس کے چہرے کی کھال اس میں گر جائے گی۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)۔

وعن ابی هريرةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم قال ان الحميم ليصب علىٰ رؤسهم فينفذ الحميم حتىٰ يخلص الىٰ جوفه فيسلت مافی جوفه حتىٰ يمرق من قدميه وهو الصهر ثم يعاد كما كان۔ (رواه الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا یہاں تک کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا۔ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کو کاٹ ڈالے گا یہاں تک کہ اس کے قدموں سے نکل جائے گا اور یہ صہر ہے پھر جس طرح ہے اسی طرح کر دیا جائے گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابی امامةؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم فی قوله يسقىٰ من ماء صديديتجرعه قال يقرب الىٰ فيه فيكرهه فاذا ادنىٰ منه شوای وجهه ووقعت فروة رأسه فاذا شربه قطع اماء ه حتىٰ يخرج من دبره يقول الله تعالىٰ وسقوا ماءً حميمًا فقطع امعاء هم ويقول وان يستغيثوا يغاثوا بماء ه كالمهل

یشوی الوجوہ بئس الشراب۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابوامامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں آپ نے فرمایا دوزخی زرد آب سے پلایا جائے گا۔ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا فرمایا اس کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ اس کو مکروہ جانے گا۔ جب اس کے نزدیک کیا جائے گا اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اس کے سر کی کھال گر جائے گی۔ جب اس کو پیئے گا اس کی انتڑیاں کاٹ دے گا یہاں تک کہ اس کی دبر سے نکل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کو گرم پانی پلایا جائے گا وہ ان کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ پیاس کی فریاد کریں گے ایسے پانی کے ساتھ فریاد رس کئے جائیں گے جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا' چہروں کو بھون ڈالے گا۔ پینے کی بُری چیز ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابی سعید الخدریؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لسرادق النار اربعة جدر کشف کل جدار مسیرة اربعین سنة۔ (رواہ الترمذی)

اب سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں دوزخ کے احاطہ کی چار دیواریں ہیں۔ ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کی مقدار ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لو ان دلوًا من غساق یهراق فی الدنیا لانتن اهل الدنیا۔ (رواہ الترمذی)

انہی حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے اہلِ دنیا بدبو سے سڑ جائیں۔
(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابن عباسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قرأ ھٰذا الاٰیۃ اتقوا اللّٰہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو ان قطرۃً من الزقوم قطرت فی دار الدنیا لافسدت علیٰ اھل الارض معائشھم فکیف بمن یکون طعامہ۔ ﴿رواہ الترمذی وقال ھٰذا حدیث حسن صحیح﴾

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ''اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر جبکہ تم مسلمان ہو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں گرے دنیا والوں پر اسبابِ زندگی تباہ کر دے۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا یہ کھانا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

وعن ابی سعیدؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال وھم فیھا کالحون قال تشویہ النار فتقلص شفتہ العلیا حتی تبلغ وسط رأسہ ویسترخی شفتہ السفلیٰ حتی تضرب سرتہ۔ ﴿رواہ الترمذی﴾

حضرت ابوسعیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا وھم فیھا کالحون کہ دوزخ کی آگ ان کے چہروں کو جھلس

دے گی۔اس کا اوپر کا ہونٹ سمٹ کر وسط سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر اس کی ناف تک پہنچ جائے گا۔(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن انسؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یا ایھا الناس ابکوا فان لم تستطیعوا فتباکوا فان اھل النار یبکون فی النار حتیٰ تسیل دموعھم فی وجھھم کانھا جداول حتیٰ ینقطع الدموع فتسیل الدماء فتقرح العیون فلو ان سفنا انجیت فیھا لجرت۔ ⟨رواہ فی شرح السنۃ⟩

حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اے لوگو! روؤ۔اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ۔کیونکہ اہل دوزخ روئیں گے۔ان کے آنسوان کے رخساروں پر نالوں کی مانند بہیں گے حتی کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے' خون بہنے لگ جائے گا' ان کی آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں چلنے لگ جائیں۔(روایت کیا اس کو شرح السنہ میں)

وعن ابی الدرداءؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی الہ علیہ وسلم یلقیٰ علی اھل النار الجوع فیعدل ماھم فیہ من العذاب فیستغیثون فیغاثون بطعام من ضریح لایسم ولا یغنی من جوع فیستغیثون بالطعام فیغاثون بطعام ذی غصۃ فیذکرون انھم کانوا یجیزون الغصص فی الدنیا بالشراب فیستغیثون بالشراب فیرفع الیھم الحمیم

بكلاليب الحديد فاذا دنت من وجوههم شوت وجههم فاذا دخلت بطونهم قطعت مافى بطونهم فيقولون اعدوا خزنة جهنم فيقولون الم تك تأتيكم رسلكم بالبينٰت قالوا بلىٰ قالوا فادعو وما دعاء الكٰفرين الا فى ضلال قال فيقولون ادعوا مالكًا فيقولون يا مالك ليقض علينا ربك قال فيجيبهم انكم ماكثون قال الاعمش نبئت ان بين دعائهم واجابة مالك اياهم الف عام قال فيقولون ادعوا ربكم فلا احد خير من ربكم فيقوٗلون ربنا غلبت علينا شقوتنا وكنا قومًا ضالين ربنا اخجنا منها فان عدنا فانا ظٰلمون قال فيجيبهم اخسئوا فيها ولا تكلمون قال فعند ذالك يسئو من كل خير ونعد ذالك يا خذون فى الزويس والخسرة والويل قال عبدالله بن عبدالرحمان والناس لايرفعون هٰذا الحديث۔ (رواه الترمذى)

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں پر بھوک ڈالی جائے گی۔ وہ ان کے اس عذاب کے برابر ہو جائے گی جس میں وہ ہوں گے۔ وہ فریاد کریں گے۔ ان کی فریاد رسی ایسے کھانے کے ساتھ کی جائے گی جو ضریع ہوگا۔ نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک کو فائدہ دے گا۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے۔ ایسے کھانے سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو گلو گیر ہوگا۔ ان کو یاد آئے گا کہ وہ

حلق میں اٹکے ہوئے کھانے کو پانی سے گزارا کرتے تھے۔زنبوروں کے ساتھ پکڑ کر گرم پانی ان کے قریب کر دیا جائے گا جوان کے چہروں کو بھون ڈالے گا۔جب ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا جوان کے پیٹوں میں ہے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔وہ کہیں گے دوزخ کے داروغہ کو بلاؤ۔وہ کہیں گے تمہارے پاس پیغمبر روشن دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔وہ کہیں گے تم دعا کرو اور کافروں کا پکارنا زیاں کاری ہوگا۔وہ کہیں گے مالک کو بلاؤ۔وہ کہیں گے اے مالک تیرا رب ہم پر موت کا حکم لگا دے۔وہ ان کو جواب دے گا تم ہمیشہ رہو گے۔اعمش نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ ان کے بلانے اور مالک کے درمیان ہزار برس کا فاصلہ ہوگا۔وہ کہیں گے اپنے رب کو بلاؤ۔تمہارے رب سے کوئی بہتر نہیں ہے۔وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور ہم گمراہ تھے۔اے رب ہمارے ہم کو اس سے نکال لے۔اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو ہم ظالم ہوں گے۔اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا دوزخ میں دُور ہو جاؤ اور مجھ سے کلام نہ کرو۔اس وقت وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور نالہ و فریاد شروع کریں گے اور حسرت و واویلا کرنے لگیں گے۔عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں اور لوگ اس کو مرفوع بیان نہیں کرتے۔(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن النعمان بن بشیرؓ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول انذرتکم النار انذرتکم النار فمازال یقولھا حتیٰ لو کان فی مقامی ھٰذا سمعہ اھل السوق وحتیٰ سقطت خمیصۃ کانت علیہ عند رجلیہ۔ (رواہ الدارمی)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا۔فرماتے تھے میں تم کو آگ سے ڈراتا ہوں۔میں تم کو آگ سے ڈراتا ہوں۔ آپؐ اس کلمے کو بار بار کہتے رہے۔اگر میری اس جگہ سے آپؐ کہتے تو بازار والے اس بات کو سن لیتے اور حتی کہ آپ ﷺ کے کندھوں پر جو چادر تھی وہ آپ ﷺ کے پاؤں کے پاس نیچے گر پڑی۔(روایت کیا اس کو دارمی نے)

وعن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان رصاصة مثل هٰذه واشار الىٰ مثل الجمجمة ارسلت من السماء الى الارض وهى مسيرة خمس مائة سنة لبلغت الارض قبل الليل ولو انها ارسلت من رأس السلسلة لسارت اربعين خريفًا الليل والنهار قبل ان تبلغ اصلها اوقعرها۔ (رواه الترمذى)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس قدر پتھر آسمان سے چھوڑا جائے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے سر کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کیا جبکہ پانچ سو برس کی مسافت ہے رات کے آنے سے پہلے پہلے زمین پر پہنچ جائے گا۔اگر اس کو زنجیر کے سر سے چھوڑ دیا جائے چالیس سال تارات اور دن بھی اس کی جڑ یا اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے چلتا رہے۔(روایت کیا اس کو ترمذی نے)

وعن ابى بردةؓ عن ابيه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ان فى جهنم لواديًا يقال له هبهب يسكنه كل جبار۔ (رواه الدارمى)

حضرت ابو بردہؓ اپنے باپ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے' ہر متکبر اس میں رہے گا۔ (روات کیا اس کو دارمی نے)

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یعظم اھل النار فی النار حتیٰ ان بین شحمۃ اذن احدھم الیٰ عاتقہ مسیرۃ سبع مائۃ عام وان غلظ جلدہ سبعون ذراعًا وان ضرسہ مثل احد۔

حضرت ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا دوزخی دوزخ میں بڑے ہو جائیں گے حتی کہ کان کے لو اور اس کے کندھے کے درمیان سات سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور اس کی جلد کا موٹا پاستر گز کا ہوگا اور اس کا دانت احد پہاڑ جیسا ہوگا۔

وعن عبداللہ بن الحارثؓ بن جزء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال البخت تلسع احدھن اللسعۃ فیجد حموتہ ما اربعین خریفًا وان فی النار عقاریب کامثال البغال المؤکفۃ تلسع احدھن اللسعۃ فیجد حموتھا اربعین خریفًا۔ (رواھما احد)

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں بختی اونٹوں کی مانند سانپ ہوں گے۔ ایک سانپ ایک مرتبہ کاٹے گا دوزخی اس کی سختی اور اس کا زہر چالیس برس تک پاتا رہے گا اور دوزخ میں پالان بند خچروں کی مانند بچھو ہیں۔ ان میں سے ایک کاٹے گا وہ اس کا زہر چالیس برس

تک پانی رہے گا۔ (روایت کیا ان دونوں کو احمد نے)

وعن الحسنؓ قال حدثنا ابوهريرةؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اقل الشمس والقمر ثوران مكوران فى النار يوم القيٰمة فقال الحسن وماذنبها فقال احدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فسكت الحسنؓ (رواه البيهقى فى كتاب البعث والنشور)

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ہم کو ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا سورج اور چاند قیامت کے دو دو ٹکڑے ہوں گے جو دوزخ کی آگ میں لپیٹے جائیں گے۔ حسنؓ نے کہا ان کا کیا گناہ ہوگا۔ ابو ہریرہؓ کہنے لگے میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں۔ حسنؓ چپ کر گئے۔ (روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں)

وعن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايدخل النار الا شقى قيل يا رسول الله ومن الشقى قال من لم يعمل لله بطاعة ولم يترك له بمعصية۔ (رواه ابن ماجة)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں بد بخت ہی داخل ہوگا۔ کہا گیا اے اللہ کے رسولؐ بد بخت کون ہے؟ فرمایا جو شخص اللہ کی رضا مندی کے لئے اطاعت نہ کرے اور اس کے لئے کسی معصیت کو ترک نہ کرے۔ (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے)

جنت اور دوزخ کی پیدائش کا بیان

عن ابی هریرة رضؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تحاجت الجنة والنار فقالت النار او ثرت بالمتکبرین والمتجبرین وقال الجنة فمالی لایدخلنی الاضعفاء الناسُ سقطهم وغرتهم قال الله تعالیٰ للجنة انما انت رحمتی ارحم بک من اشاء من عبادی وقال للنار انما انت عذابی اعذب بک من اشاء من عبادی ولکل واحد منکما ملؤها فاما النار فلا تمتلی حتیٰ یضع الله رجله یقول قط قط قط فهنالک تمتلی ویزدی بعضهما الیٰ بعض فلا یظلم الله من خلقه احدًا واما الجنة فان الله ینشئی لها خلقًا۔ (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا۔ دوزخ کہنے لگی میں متکبروں اور جابروں کے ساتھ ترجیح دی گئی ہوں۔ جنت کہنے لگی مجھے کیا ہے کہ مجھ میں ضعیف لوگ نظروں سے گرے ہوئے فریب خوردہ لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے۔ میں جس کو چاہوں اس میں داخل کردوں اور دوزخ کے لئے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں تیرے ساتھ عذاب کروں اور تم میں سے ہر ایک کے لئے اس کا بھرنا ہے۔ دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں

اس میں رکھے گا۔ دوزخ کہے گی بس بس۔ اس وقت وہ بھر جائے گی اور اس کے اجزاء ایک دوسرے کی طرف جمع کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا لیکن جنت کے لئے اللہ تعالیٰ اور مخلوق پیدا کرے گا۔ (متفق علیہ)

وعن انسؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لاتزال جھنم یلقیٰ فیھا وتقول ھل من مزید حتیٰ یضع رب العزۃ فیھا قدمہ فینزوی بعضھا الیٰ بعض فتقول قط قط بعزتک وکرمک ولا یزال فی الجنۃ فضل حتیٰ ینشئی اللّٰہ لھا خلقًا فیسکنھم فضل الجنۃ۔ متفق علیہ وذکر حدیث انسؓ حفت الجنۃ بالمکارۃ فی کتاب الرقاق۔

حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا دوزخ میں لوگ ہمیشہ ڈالے جائیں گے وہ کہے گی کیا اور ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا۔ پھر بعض بعض کی طرف اجزاء سمٹ جائیں گے پھر کہے گی بس بس تیری عزت اور بزرگی کی قسم جنت میں ہمیشہ وسعت رہے گی۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔ ان کی وسعت جنت میں ٹھہرائے گا۔ (متفق علیہ) انسؓ کی حدیث جس کے الفاظ ہیں حفت الجنۃ بالمکارہ کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لما خلق اللّٰہ الجنۃ قال لجبریل اذھب فانظر الیھا فذھب فنظر الیھا والیٰ ما اعد اللّٰہ لاھلھا فیھا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لایسمع بھا احد

الا دخلها ثم حفها بالمکاره ثم قال یا جبریل اذهب فانظر الیها قال فذهب فنظر الیها ثم جاء فقال ای رب وعزتک لقد خشیت ان لا یدخلها احد قال فلما خلق الله النار قال یا جبریل اذهب فانظر الیها قال فذهب فنظر الیها ثم جاء فقال ای رب وعزتک لایسمع بها احد فیدخلها فحفها بالشهوات ثم قال یا جبریل اذهب فانظر الیها قال فذهب فنظر الیها فقال ای رب وعزتک لقد خشیت ان لایبقیٰ احد الا دخلها ۔ (رواه الترمذی وابودائود والنسائی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا اس وقت اللہ تعالی نے جنت کو پیدا کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا جاؤ اور اس کو دیکھو اور اس کو دیکھا اور جو کچھ اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ تعالی نے تیار کیا ہے اس کو دیکھا پھر آئے اور کہا اے میرے پروردگار! اس کو کوئی شخص نہیں سنے گا مگر اس میں داخل ہوگا پھر مکروہات طبیعت سے اس کو گھیرا پھر کہا اے جبرائیل جاؤ اور اس کو دیکھو۔فرمایا وہ گئے اس کی طرف دیکھا۔ پھر آئے اور کہا اے میرے رب! تیری ذات کی قسم میں ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ جب اللہ تعالی نے دوزخ کو پیدا کیا فرمایا اے جبرائیل جاؤ اس کو دیکھو۔ وہ گئے اور اس کو دیکھا پھر آئے اور کہا اے میرے رب! تیری ذات کی قسم اس کو کوئی سنے گا نہیں کہ اس میں داخل نہ ہوگا۔اللہ تعالی نے اس کو شہواتِ نفس کے ساتھ گھیرا پھر کہا اے جبرائیل جاؤ اور اس کو دیکھو۔ وہ گئے اور اس کو دیکھا پس کہا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم میں ڈرتا ہوں

کہ کوئی شخص باقی نہ رہے گا مگر اس میں داخل ہو جائے گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے)

عن انسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلیٰ لنا یوْمًا الصلوٰۃ ثم رقی المنبر فاشار بیدہ قبل قبلۃ المسجد فقال قد ارایت اللاٰن مذصلیت لکم اللصلوٰۃ الجنۃ والنار ممثلتین فی قبل ھٰذا الجدار فلم ار کالیوم فی الخیر والشر۔ (رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر چڑھے مسجد کے قبلے کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا جب میں نے نماز پڑھائی ہے جنت اور دوزخ کو میں نے دیکھا ہے کہ اس قبلے کی دیوار میں ان کی صورت بنادی گئی ہے۔ میں نے آج کی مثل نیکی اور بدی نہیں دیکھی۔

(روایت کیا اس کو بخاری نے)

اہلِ جنت' دوزخ اور اہلِ اعراف کے باہم مکالمات

ونزغنا ما فی صدورھم من غل تجری من تحتھم الانھٰر ج وقالوا الحمدللّٰہ الذی ھدٰنا لھٰذا قف وما کنا لنھتدی لو لا ان ھدٰنا اللّٰہ ج لقد جاءت رسل ربنا بالحق ط ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعملون ○ ونادٰی اصحٰب الجنۃ اصحٰب النار

ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقًا فهل وجدتم ما وعد
ربكم حقًا قالوا نعم ج فاذن مؤذن بينهم ان لعنة الله
على الظٰلمين ○ الذين يصدون عن سبيل الله
ويبغونها عوجًا ج وهم بالاٰخرة كٰفرون ○ وبينهما
حجاب ج وعلى الاعراف رجال يعرفون كلًا
بسيمٰهم ج ونادوا اصحٰب الجنة ان سلٰم عليكم قف
لم يدخلوا وهم يطمعون ○ واذا صرفت ابصارهم
تلقاء اصحٰب النار ۙ قالوا ربنا لاتجعلنا مع القوم
الظٰلمين ○ ونادى اصحٰب الاعراف رجالًا
يعرفونهم بسيمٰهم قالوا ما اغنٰى عنكم جمعكم وما
كنتم تستكبرون ○ اهٰؤلاء الذين اقسمتم لاينالهم
الله برحمة ط ادخلوا الجنة لاخوف عليكم ولا انتم
تحزنون ○ ونادى اصحٰب النار اصحٰب الجنة ان
افيضوا علينا من الماء اومما رزقكم الله ط قالوا ان
الله حرمهما على الكٰفرين ○ الذين اتخذوا دينهم
لهوًا ولعبًا وغرتهم الحيوٰة الدنيا ج فاليوم ننسٰهم
كما نسوا لقاء يومهم هٰذا لا وما كانوا بأٰيٰتنا
يجحدون ○ ولقد جئنٰهم بكتٰب فصلنٰه علىٰ علم
هدًى ورحمةً لقوم يؤمنون ○ هل ينظرون الا تأويله ط
يوم يأتى تأويله يقول الذين نسوه من قبل قد جاء ت

رسل ربنا بالحق ج فھل لنا منشفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل ط قد خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا تفترون○

اور کھینچ لیا ہم نے جو کچھ بیچ سینوں میں ان کے لئے تھا ناخوشی کے چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں اور کہا انہوں نے سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے ہدایت کیا ہم کو طرف اس کی اور نہ تھے ہم کہ راہ پاویں اگر نہ راہ دکھاتا ہم کو اللہ البتہ تحقیق آئے تھے پیغمبر پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے اوپر پکارے جاویں گے کہ یہ ہے بہشت وارث کئے گئے ہو تم اس کے بسبب اس کے کہ تھے کرتے۔ اور پکاریں گے رہنے والے بہشت کے رہنے والوں دوزخ کو یہ کہ تحقیق پایا ہم نے جو کچھ وعدہ دیا تھا ہم کو رب نے ہمارے نے سچ پس کیا پایا تم نے بھی جو کچھ وعدہ دیا تھا پروردگار تمہارے نے سچ کہیں گے۔ ہاں پس پکار دے گا ایک پکارنے والا درمیان ان کے یہ کہ لعنت خدا کی اوپر ظالموں کے جو لوگ بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے اور چاہتے ہیں واسطے اس کے کجی اور وہ ساتھ آخرت کے کافر ہیں۔ اور درمیان ان کے ایک پردہ ہوگا اور اوپر اعراف کے مرد ہوں گے پہچانتے ہیں ہر ایک کو چہرے ان کے سے۔ اور پکاریں گے رہنے والے بہشت کے کو کہ سلامتی ہے اوپر تمہارے وہ بھی نہ داخل کیے گئے بہشت میں اور وہ امید رکھتے ہیں۔ اور اب پھیری جاتی ہیں نظریں ان کی طرف رہنے والوں آگ کے' کہتے ہیں اے رب ہمارے مت کر ہم کو ساتھ قوم ظالموں کے۔ اور پکاریں گے رہنے والے اعراف کے مردوں کو کہ پہچانتے ہیں ان کو ساتھ چہروں ان کے کہ کہیں گے نہ کفایت کیا تم سے جمع تمہاری نے اور یہ کہ تھے تم تکبر کرتے۔ آیا یہ لوگ ہیں جن پر قسم کھاتے تھے تم کہ نہ پہنچاوے گا اللہ ان کو رحمت۔ کہا گیا ان کو داخل ہو بہشت میں نہیں ڈر اُوپر تمہارے اور

نہ تم غمگین ہو گے۔اور پکاریں گے رہنے والے آگ کے رہنے والوں بہشت کے کو یہ کہ ڈالو اُوپر ہمارے پانی سے یا اس چیز سے کہ روزی دی ہے تم کو اللہ نے کہیں گے تحقیق اللہ نے حرام کیا ہے ان دونوں کو اُوپر کافروں کے۔انہوں نے پکڑا دین اپنے کو تماشہ اور کھیل اور فریب دیا ان کو زندگانی دنیا کی پس آج بھول جاویں گے ہم ان کو جیسی بھول گئے تھے وہ دن ملاقات اپنے کی یہ ہے اور جیسا تھے ساتھ نشانیوں ہماری کہ انکار کرتے۔اور البتہ تحقیق لائے ہیں ہم ان کے پاس کتاب کے مفصل بیان کیا ہے تم نے اس کو علم کے واسطے ہدایت کے اور رحمت کے واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں۔نہیں انتظار کرتے مگر ظاہر ہونے حقیقت اس کی کہ جس دن آوے گی حقیقت اس کی کہیں گے وہ لوگ کہ بھول گئے تھے اس کو پہلے اس سے تحقیق آئے تھے بھیجے ہوئے پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے۔پس آیا ہیں واسطے ہمارے سفارش کرنے والے پس شفاعت کریں گے واسطے ہمارے یا پھیرے جاویں ہم پس عمل کریں سوائے اس کے جو تھے ہم عمل کرتے تحقیق ٹوٹا دیا انہوں نے جانوں اپنی کو اور کھویا گیا ان کے جو تھے باندھ لیتے۔

معارف ومسائل

جب اہل جنت جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں اپنے اپنے مستقر پر پہنچ جائیں گے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں مقامات میں ہر حیثیت سے بعد بعید حائل ہوگا لیکن اس کے باوجود قرآن مجید کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں کہ ان دونوں مقامات کے درمیان کچھ ایسے راستے ہوں گے جن سے ایک دوسرے کو دیکھ سکے گا اور ان کے آپس میں مکالمات اور سوال وجواب ہوں گے۔

سورہ صفت میں دو شخصوں کا ذکر مفصل آیا ہے جو دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے لیکن ایک مومن دوسرا کافر تھا۔ آخرت میں جب مومن جنت اور کافر جہنم میں چلا جائے گا تو یہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور باتیں کریں گے ارشاد ہے

فاطلع فراہ فی سوآء الجحیم ○ قال تاللّٰہ ان کدت لتردین ولولا نعمة ربی لکنت من المحضرین ○ افمانحن بمیتین الا متتنا الاولی ومانحن بمعذبین ○

اس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جنتی ساتھی جھانک کر دوزخی ساتھی کو دیکھے گا تو اس کو وسط جہنم میں پڑا ہوا پائے گا اور کہے گا کہ کمبخت تو یہ چاہتا تھا کہ میں بھی تیری طرح برباد ہو جاؤں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو آج میں بھی تیرے ساتھ جہنم میں پڑا ہوتا اور تو جو مجھ سے یہ کہا کرتا تھا کہ اس دنیا کی موت کے بعد کوئی زندگی اور کوئی حساب کتاب یا ثواب عذاب ہونے والا نہیں' اب دیکھ لیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

آیات مذکورہ اور ان کے بعد بھی تقریباً ایک رکوع تک اسی قسم کے مکالمات

اورسوال وجواب کا تذکرہ ہے جواہل جنت اوراہل جہنم کے آپس میں ہوں گے۔

اور یہ جنت ودوزخ کے درمیان ایک دوسرے کودیکھنے اور باتیں کرنے کے راستے بھی درحقیقت اہل جہنم کے لیے ایک اورطرح کا عذاب ہوگا کہ چارطرف سے ان پر ملامت ہوتی ہوگی اور وہ اہل جنت کی نعمتوں اور راحتوں کو دیکھ کر جہنم کی آگ کے ساتھ حسرت کی آگ میں بھی جلیں گے اوراہل جنت کے لیے نعمت وراحت میں ایک طرح کا اضافہ ہوگا کہ دوسرے فریق کی مصیبت دیکھ کر اپنی راحت ونعمت کی قدر زیادہ ہوگی اور جولوگ دنیامیں دین داروں کو ہنسا کرتے تھے اوران کا استہزاء کیا کرتے تھے اور یہ کوئی انتقام نہ لیتے تھے آج ان لوگوں کو ذلت وخواری کے ساتھ عذاب میں مبتلا دیکھیں گے تو یہ ہنسیں گے کہ ان کے عمل کی ان کوسزامل گئی۔قرآن کریم میں یہی مضمون سورۂ مطففین میں اس طرح ارشادہوا ہے

فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون ○علی الارائک ینظرون ○ھل ثوب الکفار ما کانوایفعلون ○

اہل جہنم کوان کی گمراہی پر تنبیہ اوران کے احمقانہ کلمات پر ملامت فرشتوں کی طرف سے بھی ہوگی وہ ان کومخاطب کرکے کہیں گے ھذہ النارالتی کنتم بھا تکذبون ○ افسحر ھذاام انتم لاتبصرون ○ ''یعنی یہ ہے وہ آگ جس کوتم جھٹلایا کرتے تھے اب دیکھو کہ کیا یہ جادو ہے یا تمہیں نظرنہیں آتا۔''

اسی طرح آیات مذکورہ میں پہلی آیت میں ہے کہ اہل جنت اہل جہنم سے سوال کریں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے جن نعمتوں اور راحتوں کا وعدہ کیا تھا ہم نے توان کو بالکل سچا اور پورا پایا تم بتلاؤ کہ تمہیں جس عذاب سے ڈرایا گیا تھا وہ بھی تمہارے سامنے آگیا یا نہیں۔وہ اقرار کریں گے کہ بے شک ہم نے بھی اس کا مشاہدہ کرلیا۔

ان کے اس سوال و جواب کے تائید میں اللہ جل شانہ کی طرف سے کوئی فرشتہ یہ منادی کرے گا کہ اللہ تعالی کی لعنت اور پھٹکار ہے ظالموں پر جو لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ان کا راستہ بھی سیدھا نہ رہے اور وہ آخرت کا انکار کیا کرتے تھے۔

اہل اعراف کون لوگ ہیں؟

جنت و دوزخ والوں کے باہمی مکالمات کے ضمن میں ایک اور بات تیسری آیت میں یہ بتلائی گئی کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو جہنم سے تو نجات پا گئے مگر ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے' البتہ اس کے امیدوار ہیں کہ وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں ان لوگوں کو اہل اعراف کہا جاتا ہے۔

اعراف کیا چیز ہے اس کی تشریح سورۂ حدید کی آیات سے ہوتی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں لوگوں کے تین گروہ ہوں گے ایک کھلے کافر و مشرک ان کو تو پل صراط پر چلنے کی نوبت ہی نہ آئے گی پہلے ہی جہنم کے دروازوں سے اس میں دھکیل دیئے جائیں گے' دوسرے مومنین ان کے ساتھ نور ایمان کی روشنی ہوگی' تیسرے منافقین یہ چونکہ دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ لگے رہے وہاں بھی شروع میں ساتھ لگے رہیں گے اور پل صراط پر چلنا شروع ہوں گے اس وقت ایک سخت اندھیری سب کو ڈھانپ لے گی مومنین اپنے نور ایمان کی مدد سے آگے بڑھ جائیں گے اور منافقین پکار کر ان کو کہیں گے کہ ذرا ٹھہرو ہم بھی تمہاری روشنی سے فائدہ اٹھائیں اس پر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی کہنے والا کہے گا کہ پیچھے لوٹو وہاں روشنی تلاش کرو' مطلب یہ ہوگا کہ یہ روشنی ایمان اور عمل صالح کی ہے جس کے حاصل کرنے کا مقام پیچھے گزر گیا۔ جن لوگوں نے وہاں ایمان و

عمل کے ذریعہ سے یہ روشنی حاصل نہیں کی ان کو آج روشنی کا فائدہ نہیں ملے گا اسی حالت میں منافقین اور مومنین کے درمیان ایک دیوار کا حصار حائل کر دیا جائے گا جس میں ایک دروازہ ہوگا اور دروازے کے باہر تو سارا عذاب ہی عذاب نظر آئے گا اور دروازے کے اندر جہاں مومنین ہوں گے وہاں اللہ تعالی کی رحمتوں کا مشاہدہ اور جنت کی فضا سامنے ہوگی۔ یہی مضمون اس آیت کا ہے

یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم ج قیل ارجعوا ورآءکم فالتمسوانورا ط فضرب بینھم بسور لہ باب' باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذابo

اس آیت میں وہ حصار جو اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان حائل کیا جائے گا اس کو لفظ سور سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ لفظ دراصل شہر پناہ کے لیے بولا جاتا ہے جو بڑے شہروں کے گرد غنیم سے حفاظت کے لیے بڑی مضبوط مستحکم چوڑی دیوار سے بنائی جاتی ہے ایسی دیواروں میں فوج کے حفاظتی دستوں کی کمین گاہیں بھی بنی ہوتی ہیں جو حملہ آوروں سے باخبر رہتے ہیں۔

سورۂ اعراف کی آیت مذکورہ میں ہے وبینھما حجاب وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم' ابن جریر اور دوسرے ائمہ تفسیر کی تحریر کے مطابق اس آیت میں لفظ حجاب سے وہی حصار مراد ہے جس کو سورۂ حدید کی آیت میں لفظ سور سے تعبیر کیا گیا ہے' اس حصار کے بالائی حصہ کا نام تو اعراف ہے کیونکہ اعراف عرف کی جمع ہے اور عرف ہر چیز کے اوپر والے حصہ کو کہا جاتا ہے' کیونکہ وہ دور سے معروف وممتاز ہوتا ہے۔ اس تشریح سے معلوم ہوا کہ جنت ودوزخ کے درمیان حائل ہونے والے حصار کے بالائی

حصہ کا نام اعراف ہے اور آیت اعراف میں یہ بتلایا گیا ہے کہ محشر میں اس مقام پر کچھ لوگ ہوں گے جو جنت و دوزخ دونوں طرف کے حالات کو دیکھ رہے ہوں گے اور دونوں طرف رہنے والوں سے مکالمات اور سوال و جواب کریں گے۔

اب یہ بات کہ یہ کون لوگ ہوں گے اور اس درمیانی مقام میں ان کو کیوں روکا جائے گا اس میں مفسرین کے اقوال مختلف اور روایات حدیث متعدد ہیں' لیکن صحیح اور راجح جمہور مفسرین کے نزدیک یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی حسنات اور سیئات کے دونوں پلے میزان عمل میں برابر ہو جائیں گے۔ اپنے حسنات کے سبب جہنم سے تو نجات پالیں گے لیکن سیئات اور گناہوں کے سبب ابھی جنت میں ان کا داخلہ نہ ہوا ہوگا اور بالآخر رحمت خداوندی سے یہ لوگ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

صحابہ کرامؓ میں سے حضرت حذیفہؓ ابن مسعودؓ ابن عباسؓ کا اور دوسرے صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے اور اس میں تمام روایات حدیث بھی جمع ہو جاتی ہیں جو مختلف عنوانات سے منقول ہیں۔ امام ابن جریر نے بروایت حذیفہؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل اعراف کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اس لیے جہنم سے تو نجات ہوگئی مگر جنت میں ابھی داخل نہیں ہوئے ان کو اس مقام اعراف پر روک لیا گیا یہاں تک کہ تمام اہل جنت اور اہل دوزخ کا حساب اور فیصلہ ہو جانے کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا اور بالآخر ان کی مغفرت ہو جائے گی اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ (ابن کثیر)

اور ابن مردویہ نے بروایت حضرت جابر بن عبداللہؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اہل اعراف کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے والدین کی مرضی اور اجازت کے خلاف جہاد میں شریک ہو گئے' اور اللہ

کی رہ میں شہید ہوگئے' توان کو جنت کے داخلہ سے ماں باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور جہنم کے داخلہ سے شہادت فی سبیل اللہ نے روک دیا'

اس حدیث اور پہلی حدیث میں کوئی تضاد نہیں' بلکہ یہ حدیث ایک مثال ہے ان لوگوں کی جن کی نیکیاں اور گناہ برابر درجہ کے ہوں' کہ ایک طرف شہادت فی سبیل اللہ اور دوسری طرف ماں باپ کی نافرمانی' دونوں پلے برابر ہوگئے' (کذا قالہ ابن کثیر)

سلام کا مسنون لفظ

اہل اعراف کی تشریح اور تعریف معلوم ہونے کے بعد اب اصل آیت کا مضمون دیکھئے' جس میں ارشاد ہے کہ اہل اعراف اہل جنت کو آواز دے کر کہیں گے (سلام علیکم) یہ لفظ دنیا میں بھی باہمی ملاقات کے وقت بھی' اور پھر محشر اور جنت میں بھی' لیکن آیات اور روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں السلام علیکم کہنا مسنون ہے' اور مسنون ہے' اور بعد موت کے قبروں کی زیارت کے وقت بھی' اور پھر محشر اور جنت میں بھی' لیکن آیات اور روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں تو السلام علیکم کہنا مسنون ہے' اور اس دنیا سے گذرنے کے بعد بغیر الف لام کے سلام علیکم کا لفظ مسنون ہے' زیارت قبور کے لیے جو کلمہ قرآن مجید مذکور ہے وہ بھی **سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار** آیا ہے' اور فرشتے جب اہل جنت کا استقبال کریں گے اس وقت بھی یہ لفظ اسی عنوان سے آیا ہے' **سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین** ' اور یہاں بھی اہل اعراف اہل جنت کو اسی لفظ کے ساتھ سلام کریں گے'

آگے اہل اعراف کا یہ حال بتلایا ہے کہ وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے'

مگراس کے امیدوار ہیں' اس کے بعدارشاد ہے: **واذاصرفت ابصارهم تلقآء اصحب النار' قالواربنالاتجعلنامع القوم الظلمين '**
یعنی جب اہل اعراف کی نظر اہل جہنم پر پڑے گی اوران کے عذاب ومصیبت کا مشاہدہ کریں گے تو اللہ سے پناہ مانگیں گے کہ ہمیں ان ظالموں کے ساتھ نہ کیجئے'

پانچویں آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ اہل اعراف اہل جہنم کو خطاب کر کے بطور ملامت کے یہ کہیں گے کہ دنیا میں تم کو جس مال و دولت اور جماعت اور جتھہ پر بھروسہ تھا اور جن کی وجہ سے تم تکبر وغرور میں مبتلا تھے آج وہ کچھ تمہارے کام نہ آیا'

چھٹی آیت میں مذکور ہے **اهولاء الذين اقسمتم لاينالهم الله برحمة ادخلواالجنة لاخوف عليكم ولا انتم تحزنون○**

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اہل اعراف کا سوال جواب اہل جنت اوراہل دوزخ دونوں کے ساتھ ہو چکے گا' اس وقت رب العالمین اہل دوزخ کو خطاب کر کے یہ کلمات اہل اعراف کے بارے میں فرمائیں گے کہ تم لوگ قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اوران پر کوئی رحمت نہ ہوگی' سو اب دیکھو ہماری رحمت' اوراس کے ساتھ ہی اہل اعراف کو خطاب ہوگا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر پچھلے معاملات کا کوئی خوف ہونا چاہئے' اور نہ آئندہ کا کوئی غم وفکر'
(ابن کثیر)

اسماء قیامت کی وجہ تسمیہ

پہلا نام قیامت ہے۔ قیامت مصدر ہے قیام سے بنا ہے۔ اس کے آخر میں تا وحدت ہے۔ اس کا معنیٰ ایک مرتبہ قائم اور آراستہ اور بیان اللسان ۔ راغب روز محشر پر بھی قیامت کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ وہاں صحیح طور پر قوام ہوگا۔ اس وقت دنیا میں کسی بھی چیز میں قوام اور اعتدال نہیں ہے۔ مثلاً پہلے انسان ماں کے رحم میں رہا پھر نطفہ کی شکل میں مختلف ادوار (علقہ' مضغہ' عظام' لحم) سے ہوتا ہوا دنیا میں آتا ہے اور پھر یہاں بچپن سے شباب۔ بوڑھا پھر مرجاتا ہے۔ یہ قوام تو نہیں ہے بلکہ یہ تو فنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کل من علیھا فان بعض مذاہب نے انسان تخلیق کا مقصد اور انتہا یہیں تک سمجھا ہے مگر یہ نادانی ہے۔ کیونکہ اگر اتنا ہی مقصد ہوتا تو موجودہ سارا نظام بے کار متصور ہوگا۔ کیونکہ ایک چیز بنا کر خود ہی اس کو فنا کر دینا کوئی کمال نہیں ہے اور خداوند پاک تو بہت بڑا دانا ہے اس سے ایسا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ربنا ما خلقت ہٰذا باطلا اور عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ ہر چیز میں قوام ہونا چاہیے اور قوام کے لئے ضروری ہے اس کے اجزا پورے اور صحیح ہوں اور اگر ان میں کمی ہو یا ناقص اجزا ہوں تو چیز میں قوام صحیح نہیں ہوگا اور وہ چیز بے کار کرنے کے قابل ہوگی۔ اسی طرح زمین و آسمان میں اور وما بینھما وغیرہ میں بھی قوام ضروری ہے تا کہ یہ سارا نظام بے کار نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ چونکہ خود ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور وہ جانتا ہے کہ کن اجزا میں قوام کی تاثیر ہے اور کن میں نہیں ہے

اورانسان کو بتادیا ہے کہ فلاں چیز کھانا ہے اس سے تیرے جسم کا قوام صحیح ہوگا اور فلاں چیز نہیں کھانا اس سے تیرے جسم کا قوام خراب ہوگا۔ شریعت کی اصلاح میں صحیح قوام والی چیزوں کو حلال اور صحیح قوام نہ کرنے والی چیزوں کو حرام کہتے ہیں۔ اب جو لوگ حلال کھاتے ہیں ان کو دنیا میں سکون قلب نصیب ہوتا ہے قبر کے اندر بھی سکون نصیب ہوتا ہے اور آخرت کے اندر بھی انہیں سکون بھی نصیب ہوگا۔ جس کی تفصیل احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکی ہے۔ پس حاصل یہ نکلا کہ دنیا میں نیک کام کرنے سے انسان کے جسم کا کچھ قوام صحیح ہو جاتا ہے اور یہی اجزا قبر میں جائیں گے اور یہی اجزا قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے اور جنت میں جائیں گے اور وہاں بھی انہیں سکون ہی نصیب ہوگا۔ کیونکہ وہاں دنیا جیسے انقلابات نہیں ہوں گے۔ دقّت نہیں آئے گی۔ روزی کی خاطر محنت ومشقت نہیں کرنی پڑے گی۔ یہ صحیح قوام ہوگا اور اس دن کو یوم الدین یا یوم الجزا بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ جنت کی نعمتیں ان کے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا۔ اور اس دن کو یوم الآخرۃ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس کے بعد کوئی اور دن نہیں آئے گا۔ کیونکہ یہ دن رکھا گیا ہے قوام کی خاطر اور وہ تو ہو گیا اور قوام کی ضرورت نہیں اور رہا دوزخیوں کا معاملہ تو اس سلسلہ میں دوزخیوں کی جو سزائیں قرآن مجید میں اور احادیث میں بیان ہوئی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا قوام ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے تو صحیح نہیں ہوا اور ان کا حال دنیاوی تکالیف سے کہیں زیادہ بدتر ہوگا۔ اس کا نام قوام تو نہیں ہے۔ تو کیا یہ سزائیں انہیں دوزخ میں قوام کی خاطر دی جائیں گی یا ایسے ہی یہ سلسلہ ہمیشہ یوں ہی چلتا رہے گا یا کسی حد تک آگے جا کر ٹھہر جائے گا۔ اگر یہ سزائیں قوام کی خاطر دی جائیں گی تو اس کا مقصد یہ بنتا ہے کہ آگے چل کر قوام جب ہو جائے گا تو پھر تبدیلی ہو جائے گی اور اگر یہ سزائیں قوام کی خاطر نہیں ہوں گی تو مقصد یہ بنتا ہے کہ یہ سزاؤں کا سلسلہ یوں ہی

ہمیشہ چلتا رہے گا مگر یہ خدا رحمان الرحیم کی شان سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ کہ آخر اتنی لمبی اور دائمی عمر کی سزائیں کس خاطر دے گا۔ قرآن مجید کی سورۃ ہود کی مندرجہ ذیل آیتوں

فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق O خالدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ما نشاء ربک ط ان ربک فعال لما یرید O واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ماشآء ربک ط عطاء غیر مجذوز O

(سورہ ہود آیت 106 تا 108)

پھر جو ہوں گے تو وہ آگ ہی میں ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان زمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے رب کو منظور ہو (تو دوسری بات ہے) بے شک تیرا رب جو چاہے اسے پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور جو نیک بخت ہوں گے تو وہ جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان زمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے رب ہی کو منظور ہو تو (دوسری بات ہے) یہ بے انتہا عطیہ ہوگا۔

(تمام شد)

26 محرم الحرام 1424ھ بمطابق 30 مارچ 2003ء۔

مختصر نشیب وفراز اور احوال زندگی مؤلف

احقر حمید الرحمٰن عباسی ابن مولانا ہاشم علی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ سیری بھولو والی مضافات دلولہ ہزارہ کا باشندہ ہے۔

ولادت غالباً 1933ء یا 1934ء کی ہے۔ دور شیر خوارگی میں ہی شفقت مادری سے محروم ہوگیا تھا اور چودہ سال کی عمر میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ آپ فارغ التحصیل عالم تھے۔ فارغ ہونے کے بعد تادم حیات درس وتدریس کے سلسلہ میں ہی مصروف رہے۔ آپ کی اپنی جائداد ماشاء اللہ کافی تھی خود ہی محنت کرتے تھے ضروریات پوری کرتے تھے اور پڑھاتے تھے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید تھے۔ لیکن اپنی حیات میں اس ناچیز کو دینی و دنیوی تعلیم نہ دلا سکے تھے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں خیال ڈالا کہ والد کی دنیاوی دولت کا وارث تو ہے ہی لیکن ان کی دولتِ دینیہ کا ورثہ بھی سنبھالنا چاہئے اور بعض اقارب نے بھی ترغیب دلائی تو پھر دنیاوی جائداد کی پروا کیے بغیر ہی تحصیل دین کے لئے نکل گیا۔ غالباً یہ زمانہ 1946ء کا تھا۔ اور ابتدائی تعلیم پاکستان کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور انتہائی تعلیم جامع المعقولات والمنقولات شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ مفتاح العلوم مہلوالوی سے حاصل کی۔ اور آپ علم حدیث میں خزینہ علم حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ خاص میں سے تھے اور درس نظامی میں انہی والے مولانا ولی اللہ رحمۃ اللہ کے شاگرد تھے اور انہیں کے طریقہ پر طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ ناچیز نے 1961ء میں ان سے سند فراغت حاصل کی تھی۔ اور 1962ء میں لاہور میں ماہ رمضان میں حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دورہ تفسیر میں داخلہ لیا۔ مگر آپ سے تکمیل تفسیر نہ کرسکا کیونکہ اسی رمضان کی سترہ تاریخ کو آپ قضائے الٰہی سے وفات پاگئے تھے۔ پھر ناچیز نے مدرسہ تجوید القرآن میں تجوید میں داخلہ لیا تو مدرسہ والوں نے ساتھ ساتھ

ترجمہ قرآن پاک اور ابتدائی عربی پڑھانے کی ذمہ داری بھی لگادی اور پھر تجوید کے مختلف مدارس میں یہی شعبہ پڑھانے کا موقعہ ملتا رہا۔ 1970ء جب حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادہ حضرت مولانا حافظ حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے تو ان کے جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے ناچیز کو ان کی جگہ مدرسہ قاسم العلوم کا مدرس مقرر کیا چنانچہ درس نظامی پڑھانا شروع کیا مگر یہ شعبہ تادیر نہ چل سکا لیکن دورہ تفسیر القرآن تا حال بحمدہ تعالیٰ جاری ہے۔ یہ دورہ اب شعبان رمضان میں دینی مدارس کے فضلا علماء وغیرہ کو پڑھایا جاتا ہے۔ اور 1985ء میں جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین میاں اجمل قادری صاحب اطال اللہ عمرہ نے سرکاری چھٹیوں (جون' جولائی' اگست) میں ٹیچروں اور گریجویٹ طلبہ کے لیے بھی یہ دورہ شروع کرایا بحمدہ تعالیٰ یہ بھی تا حال جاری ہے اور اس طرح سال میں دو مرتبہ احقر کو تفسیر پڑھا کر مکمل کرانی پڑتی ہے۔ سیاسی وابستگی احقر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کا امیر اور پنجاب کی مجلس عمومی کا رکن بھی تھا لیکن ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جب جمعیت علماء اسلام دولخت ہوگئی تو تمام عہدوں اور بنیادی رکنیت سے بھی استعفیٰ دے دیا تھا۔

خلاصہ تفسیر القرآن

جمعیت علماء اسلام سے وابستگی اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے اختیار کی تھی لیکن اس سے مایوسی کے بعد مناسب یہ سمجھا کہ عوام الناس تک دین پہنچانے کے لئے تالیفی شکل میں کوشش ہونی چاہئے چنانچہ پہلے خلاصۃ الاحادیث پھر خلاصۃ القرآن لکھا۔ ان میں صرف احادیث اور آیات کا عنوانات اور ترجمہ ہی تھا پھر خلاصہ تفسیر القرآن لکھا۔ اس کی ابتداء تقریباً 1988ء میں ہوئی اور انتہا 26 محرم الحرام 1424ھ مطابق 30 مارچ 2003ء میں ہوئی۔ یہ تفسیر 13 جلدوں پر مشتمل ہے اس کی مقبولیت کی

حالت یہ ہے کہ سترہ ہزار نسخے طبع ہوکر طلبہ اور عوام الناس کے ہاتھوں میں پہنچ گئے ہیں۔ مخیّر حضرات چھپوا کر فری تقسیم کرا رہے ہیں۔ ناچیز صرف جدوجہد کرتا ہے کوئی منافع نہیں لیتا۔ ان اجری الا علی اللہ وما توفیقی الا باللہ۔

جہاد افغانستان

1979ء میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا اور افغانستان کی مقام حکومت روس سے مل گئی تو افغانستان کے علماء اور عوام روس کے خلاف جہاد کے لئے تیار ہو گئے اور اس سلسلہ میں انہوں نے پاکستانی علماء سے رابطہ کیا اور کمک کی اپیل کی تو امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اس ناچیز نے حصہ لینا شروع کیا اور روس سے افغانستان کی آزادی تک اس جہاد میں حصہ لیتا رہا اور وہاں جا کر افغانستان میں ان کی مالی امداد کرتا رہا اور روس کے واپس جانے کے بعد پھر حصہ لینا چھوڑ دیا تھا کیونکہ اب افغانیوں کی آپس میں خانہ جنگ شروع ہو گئی تھی۔

ملکی تحریکات میں حصہ

1953ء میں ملک میں قادیانیت کے خلاف جو تحریک چلی تو اس میں حصہ لیا اور 1974ء میں بھی حصہ لیا جلسے اور جلسوں میں شرکت کی تقاریر کیں۔ گرفتاری بھی ہوئی مگر بعد میں رہائی بھی ہو گئی اور اسی طرح تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بھرپور حصہ لیا اور ہر طرح کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

حج بیت اللہ شریف کی سعادت

1986ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی زیارت کے لئے بلا لیا۔ ناچیز کے پاس تو استطاعت نہیں تھی غیب سے ہی انتظام ہو گیا۔ کسی کرم فرما نے بوقت وفات کہیں وصیت کی ہوئی تھی کہ میرے مرنے کے بعد مولوی صاحب کو حج کرانا ہے تو اس

کے فوت ہونے کے بعد اس کے ورثا آ گئے اور اس کی لکھی ہوئی وصیت دکھائی تو سر آنکھوں پر اسے قبول کیا اور ماہ رمضان میں بیت اللہ گیا عمرے بھی کئے اور چار ماہ وہاں قیام کیا اور فریضہ حج ادا کر کے واپس آیا۔ اور قیام مکہ کے زمانہ میں حضرت شیخ مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مدظلہ العالی کی رہائش گاہ پر قیام رہا اور 1998ء میں پھر اللہ تعالیٰ نے غیب سے ہی انتظام کر کے اپنے گھر بلا لیا اور حج وعمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔

باطنی وروحانی وابستگی

1962ء میں احقر جب لاہور آیا تو شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شیرانوالہ میں دورہ تفسیر میں شامل ہو گیا ارادہ یہ تھا کہ دورہ تفسیر سے فارغ ہو کر آخر میں حضرت سے بیعت ہونا ہے مگر حضرت اختتام دورہ سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر آپ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادہ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ اعلالی سے بیعت کرایا۔ اس سلسلہ میں ان دونوں بزرگوں میں باہم گفتگو بھی ہوئی۔ حضرت اسعد مدنی بیعت کرنے سے انکار فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ تم خود ہی ان کو بیعت کیوں نہیں کرتے آخر میں حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم ان کو بیعت کرو تو پھر اسعد مدنی مدظلہ العالی مان گئے تو پھر استخارہ کرنے کا فرمایا اور ناچیز پہلے سے استخارہ کر کے ہی حاضر ہوا تھا میں نے اپنا استخارہ بیان کیا تو پھر آپ نے بیعت فرما دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ سبق مولانا عبیداللہ انور صاحب سے لے لیا کرو مگر وہ بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور ناچیز ان سے کچھ حاصل نہ کر سکا۔ اس وقت یہ تعلق حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی سے ہے اور سلسلہ قادریہ میں انہوں نے اجازت بھی دی ہوئی ہے مگر درس و تدریس اور تالیفی مشاغل کی وجہ سے کچھ حاصل نہیں کر سکا۔ واللہ الموفق والمعین۔ اور